۷۸۶

جلد ۱۴ نمبر ۱ و ۲

انجمن نعمانیہ لاہور

کا ماہواری رسالہ

بابت ماہ

جنوری و فروری سنہ ۱۹۰۱ء

جس کی سرپرستی میں دار العلوم نعمانیہ

لاہور میں

سنہ ۱۸۸۸ء سے جاری ہے

مطبع انوار احمدی میں ... حافظ نور احمد خوشنویس کے طبع ہوا

مقاصدِ انجمن نعمانیہ لاہور

ہر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(ا) شریعتِ غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقع پر لازمی ہوگا اور کوئی امر اسکے مغائر نہ ہوسکیگا +

(ب) مذہب اہل السنۃ والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہوگا +

مقاصد

(۱) علومِ اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جس میں ان علوم کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقائد اہلِ سنت والجماعت باتباعِ طریقِ حنفی دیجائے اور جس کے ذریعہ سے ایسے علمائے مکمل پیدا ہوں۔ جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دینِ اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جس میں ایسے طریق سے تعلیم دیجائے کہ طلباء اپنے مذاق کے مطابق کسبِ معاش کے لئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلافِ شریعت نہوں۔ دستگاہ پیدا کرسکیں +

(۲) بغرضِ افادہ عامۂ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقینِ علومِ اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو +

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علومِ اسلامیہ کی اشاعت باتباع دفعہ (ا) جس سے انکی اخلاق و معاشرت اور کسبِ معاش و معاملت وغیرہ اور دینی و دنیاوی امور میں پابندیِ شریعتِ غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امید کیجاسکے +

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کی دستکاری مثلاً سوزن کاری و نمدوزی و گوشہ بانی وغیرہ سکھلائی جائے +

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جن کے ورثاء نہ ہوں یا جن کے ورثا ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں +

(۶) بالعموم تمام کافہ اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً اہل اسلام اور خصوصاً فرقہ موصوفہ کے مفاد کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - وصلی علیٰ نبیہ الکریم

معشر مسلمین رحمکم اللہ - ہمارے معترضین اسلام کی بے نظیر اور شان دار ترقیات کو دیکھکر بسا اوقات کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے +

اِس فقرے کے استعمال سے شاید وہ لوگ سمجھتے ہونگے کہ اسلام کی صداقت پر کوئی دھبہ لگا سکینگے - لیکن قبل از انکہ فقرہ مذکورہ کا کوئی اثر اسلام تک پہنچے قائل کی نسبت ہر یک واقف شخص امور مندرجہ ذیل کا فیصلہ کرسکے گا -

(۱) وہ تاریخ اسلام سے آگاہی نہیں رکھتا -

(۲) جن اسباب سے قومی اقبال و ادبار وابستہ ہیں - اور جن حوادث پر ترقی و تنزل کا مقیاس الحرارت کم و بیش ہوتا رہتا ہے اُن سے بے خبر ہے +

(۳) وہ نہیں جانتا کہ صداقت میں کیسی اعلےٰ لیاقت ہے اور اُسکے پر زور ہاتھ دست بدری و کشور کشائی میں کیسے حاذق ہیں +

ہم ایسے شخص کو جو اسلام پر اعتراض کرنے سے خود ہی چند در چند اعتراضات کا مورد - اور محققین کا نشانہ ملامت ہو گیا ہے قابل نفرت نہیں بلکہ قابل ترحم خیال کرتے ہیں واقعات اُسکے اعتراض کی لغویت کو خود ثابت کر دینگے +

اِس بارہ میں ... نے بھی قلم فرسائی کی ہے - اور اپنی علم الطبعی کا ثبوت دیا +

(۱) گاڈفرے ... کہ جب پادری و عیسائی بیان کرتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ ... بزور شمشیر پھیلی ہے تو ظاہر ہے ... کو مسلمانوں کی جگہ استعمال ... کی طاقت ہاتھ کی حرکت ...

ی حرکت کا باعث دینی حرارت۔ اور دینی حرارت کا موجب وہ پختہ اعتقاد ہے جو آنحضرت صلعم
کے مسائل کی صداقت پر ان کو تھا۔

(۲) انسائیکلوپیڈیا کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ تلوار تو ابتدا سے آنحضرت کے خلاف
میں تھی۔"

(۳) مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں "یہ خیال کرنا کہ تعلیم قرآنی کی اشاعت صرف بزور
شمشیر ہوئی تھی سخت غلطی ہے۔ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل
تسلیم کرینگے کہ دین محمدی مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اس وجہ سے خاصکر انکو
ان خونریز مجبوریوں کی حاجت نہ پڑی ہوگی جس کا استعمال بلا استثناء و بلا امتیاز کے حضرت
موسے نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کے لئے کیا تھا۔

فقرات مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہے کہ جب کسی غیر قوم کے شخص نے صرف تاریخ سے
اپنی معلومات کو بڑھایا ہے اور اسمیں عصبیت یا بچپن کے سنے سنائے خیالات کو شامل ہونے
نہیں دیا تو اسکو صاف طور پر اقرار کرنا پڑا ہے کہ اشاعت اسلام پر اعتراض کرنے والوں نے
صداقت اور واقفیت سے کام نہیں لیا۔

میں اس مضمون میں چند امور پر آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اول۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس برداشت اور تحمل کا خیال کیجئے جو اشاعت
اسلام میں گوناگون مصائب و تکالیف کے مقابلہ میں حضور نے دکھلایا۔ اس سے نبی کریم
رؤف الرحیم صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس فطرت اور پاکیزہ طبیعت کا سچا میلان (امن پسندی
یا جنگ جوئی کا) صاف نظر آئے گا۔ جب سے رسول خدا نے وعظ توحید شروع کیا کل قوم
اور جملہ قبائل میں عداوت کی گویا آگ بھڑک اٹھی۔ کوئی راہ چلتے سر مبارک پر مٹی گراتا کوئی حالتِ
سجدہ میں پاکر اونٹ کی اوجھڑی پشت مبارک [illegible] ڈالدی۔ کوئی پائے مبارک پر خون گراجاتا کوئی
پتھر سے جسم نازنین کو زخمی کرتا کوئی نماز تہجد کے لئے بیت اللہ جانے کے وقت اندھیری

راتوں میں ستر راہ کانٹے بچھا جاتا۔

بیچیں بدنے کش زگل آزار بود وزسایۂ سنبل رخش افگار بود

بنگر چہ رسد بر دلش از زخم کر زہش از دست ستم گراں چہ افگار بود

آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم اپنی کوہ وقاری سے اِن سنگ دلوں اور پتھر سے بدتر لوگوں سے مصائب برداشت کرتے ہوئے ایک بار دعوت حقہ کے لئے بنی بکر بن وائل کی جانب تشریف لے گئےؔ۔ انہوں نے پہلے تو ٹھیرنے کی اجازت دی مگر پھر وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیا۔ پھر آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم ایک ماہ تک ثقیف میں رہے۔ وہاں کے لوگوں نے لڑکوں اور غلاموں کو سکھلا دیا کہ حضور کو جہاں دیکھ لیا کریں پتھر مارا کریں۔ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلّم جب سنگ باری سے لاچار ہو کر بیٹھ جاتے تو وہ پتھر مارنے سے تھم جاتے جب حضور آگے چلنا چاہتے تو پھر پتھراؤ شروع کر دیتے اور ساتھ ہی ہنستے بھی جاتے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو آنحضرت کی سپر بنا تے کبھی آگے ہوتے کبھی پیچھے کئی دفعہ اُن کا سر پتھروں سے کھل گیا۔

ز در اغیار روز دیوار سنگِ بارے آید بلائے دوستاں از در و دیوارے آید

کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم اِس قدر ظلم و جور کی برداشت بیچارگی و درماندگی کی وجہ سے کرتے تھے سب کو معلوم ہے کہ بنی ہاشم نے اسلام لانے سے پہلے بھی آنحضرت کا ایسا ساتھ دیا کہ قریش نے اُن کے ساتھ نشست و برخاست داد و ستد۔ رشتہ ناطہ بند کر دئے۔ تاہم آنحضرت کی رفاقت ترک نہ کی۔ بنی ہاشم کے سوا مسلمانوں کی تعداد بھی بیسیوں تھی۔ مگر حضور نے اِس ظلم و ستم روزمرہ کی مدافعت کے لئے کبھی اپنے قبیلہ یا اپنے فرماں برداروں کو ارشاد نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طبیعت آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کس قدر امن پسند اور صلح جو تھی۔

اچھا اِس زمانہ کو چھوڑ کر اُس وقت کو لیجئے جب مسلمان مسلّح ہو چکے تھے تب بھی

ؔ انہوں نے حضور کو ٹھیرنے تک نہ دیا پھر قبیلہ ثقفان میں تشریف

آنحضرت کا مقتضائے طبیعت مہ شاہوار کی طرح چمکتا ہوا صاف نظر آئے گا۔

وحشی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حمزہ (اسد اللہ و رسولہ) کو دھوکا دیکر مارا ناک کان وغیرہ کاٹے کلیجہ نکالا پھر بھی جب سامنے آکر معافی کا خواستگار ہوا تو معاف کر دیا۔

ہبار نے حضور کی بیٹی زینب کے نیزہ مارا وہ ہودج سے گر گئیں حمل ساقط ہو گیا اور اسی صدمہ سے چند روز بعد مر گئیں جب ہبار نے سامنے آکر عفو کی التجا کی تو معاف فرمایا۔

ایک درخت کے نیچے آنحضرت صلعم سو گئے تلوار شاخ سے آویزاں کر دی ایک دشمن آیا۔ آنحضرت کو گستاخانہ جگایا۔ بولا اب کون تم کو بچائے گا فرمایا اللہ وہ شخص ہیبت زدہ ہو کر جھکا اور گر پڑا۔ آنحضرت نے تلوار اٹھا لی فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے وہ حیران ہو گیا فرمایا جا میں بدلہ نہیں لیا کرتا بلکہ دنیا کو بتلانے آیا ہوں کہ رحم یوں کیا کرتے ہیں۔

خیال فرمائیے کہ جب سگی بیٹی۔ حقیقی چچا اور خاص نفس مبارک کے قاتل کو معاف کر دیا تو اب کونسی بات باقی رہ گئی جس سے منکسر المزاجی اور امن پسندی کا اظہار ہو سکتا ہے۔

(دوم) ان پاک نہادوں کے حالات پر نظر ڈالو جنہوں نے سبقت کر کے ابھی رہائی کو لبیک کہا تھا۔ یہ امر صاف اور روشن ہے کہ اجبار و اکراہ سے نفرت و بیزاری پیدا ہوتی ہے اور بیزاری و نفوری سے عداوت کی لہر بڑھتی جاتی ہے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اسباب کو فرض محال کے طور پر تسلیم بھی کر لیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا تھا تو خیال کرو کہ اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہئے تھا؟ اس کا لازمی و ضروری نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ سب لوگ اسلام کے لئے مار آستین کا کام دیتے اور موقع ملنے پر اسلام کو بن و بیخ سے اکھاڑ پھینکنے میں سعی کرتے لیکن جن لوگوں نے تاریخ اسلام کو پڑھا ہے اور سابقین کے خلوص و صدق کے تاریخی واقعات کو مطالعہ کیا ہے انہیں نہایت ہی دلفریب چمنستان کا نظارہ دیکھنا نصیب ہوگا۔

ایک بار حبیب خدا بیت اللہ میں سربسجود تھے ظالم عقبہ بن ابی معیط نے آکر گردن میں چادر ڈال کر ایسے زور سے لپیٹ دینے شروع کئے کہ گلا گھٹ کر آنکھیں باہر نکل آئیں (آں حضور کا استغراق بھی کیا تھا کہ جو سر مالک کے سامنے جھک چکا تھا اس میں باوجود اس قدر جسمانی تکلیف کے بھی ادھر ادھر ذرا جنبش نہ ہوئی) - صدیق رضی اللہ عنہ پہنچ گئے جنہوں نے اُن سے دھکا دے کر ہٹایا اور زبان سے یہ آیت پڑھ کر سنائی أتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات (کیا تم آنحضرت کو اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ پروردگار عالم کو اپنا معبود جانتے ہیں اور تمہارے سامنے سچائی کے لئے بینات (معجزہ و براہین) بھی پیش کرتے ہیں) پر شقی اعداء کے اعوان آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر صدیق رض کو چمٹ گئے ایک داڑھی کھینچتا تھا دوسرے نے سر کے بال پکڑ رکھے تھے ایک زد و کوب کو رہا تھا حتے کہ صدیق بے ہوش ہو کر گر پڑے اور وہ ان کو نیم مردہ کر کے چلے گئے ۔

صدیق وہ شخص تھے جنکے تاجرانہ تعلقات نہایت وسیع تھے سینکڑوں اشخاص کا ان سے لین دین تھا۔ بیسیوں ان کے مقروض تھے باایں ہمہ مذہب کے لئے ایسے متقدر شخص ایسی ذلتیں اور اذیتیں سہا کرتا تھا ۔

رہے ضعیف مسلمان ۔ ان بیچاروں کی کچھ نہ پوچھو عمار رضی اللہ عنہ معہ اپنے والد یاسر اور والدہ سمیہ کے مسلمان ہوئے۔ ابو جہل نے بی بی سمیہ کی رانوں کے درمیان نیزہ مار کر ان کا شکم چاک کر دیا یاسر کو پتھروں سے مٹی کا ڈھیر بنا دیا۔ عمار کو خدا نے ابھی دنیا پر باقی رکھنا تھا وہ اگرچہ ماں باپ کے ساتھ ہر ایک دکھ میں شریک تھے مگر جان بر ہو گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو گرم پتھر پر دھوپ میں لٹا کر اوپر سے اور پتھر چھاتی پر رکھ دیتے۔ گردن میں رسی ڈال کر گلی کوچہ میں کشاں کشاں لئے پھرتے۔ زبیر بن العوام سردار زادہ تھے ۱۶ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ان کے چچا کھجور کے صف میں ان کو لپیٹ کر نیچے سے دھواں کر دیتے۔ لیکن اسلام وہ چیز نہ تھا جو ان کے دل سے نکل جاتا ۔

عبداللہ بن حذافہ رضہ رحم دل عیسائیوں نے اسیر کر لئے۔ قیصر نے ترک اسلام کا حکم دیا انھوں نے انکار کیا۔ قیصر نے حکم دیا کہ پھانسی سے تم کے ساتھ باندھ دئے جاویں۔ تین شبانہ روز کے بعد اُتار کر پھر ترک اسلام کے لئے کہا گیا اُنھوں نے پہلے سے زیادہ استقلال کے ساتھ انکار کیا۔ اُس وقت اِن کو کھولتے ہوئے پانی کی دیگ میں ٹھلایا گیا۔ تمام بدن پر پھپھولے پڑ گئے لیکن ثبات و استقلال میں ذرا جنبش نہ ہوئی۔ قیصر نے اپنے قریب بلاکر کہا کہ تم کو اسلام کے لئے نہایت تکلیف اٹھانی پڑی۔ فرمایا کاش میں دُنیا میں سو دفعہ پیدا کیا جاوں اور ہر دفعہ اسلام کے لئے ایسے ہی مصائب خوشی سے گوارا کرتا رہوں ٭

حبیب بن مازنی رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب نے گرفتار کر لیا۔ جب پوچھا کہ محمد (صلعم) کو کیا سمجھتا ہے فرماتے۔ رسول اللہ! جب کہتا میری رسالت کا بھی اقرار کرتا ہے فرماتے کہ مجھے اور کوئی بات سنائی نہیں دیتی۔ مسیلمہ نے خفا ہوکر ان کے عضو عضو قطع کرتے رہنے کا حکم دیا مگر اِس مقبول اللہ نے اپنے جواب کو اِنہی الفاظ پر مقصور رکھا ٭

حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (بلیج الارض) کو قریش نے پکڑ لیا۔ چند ماہ کی قید سخت کے بعد پھانسی دینے کے لئے باہر نکالا پھانسی کے نیچے لے جا کر کہا کہ اسلام چھوڑ دے آزاد کر دیا جائے گا۔ فرمایا بخدا اے رب العزۃ۔ اگر روے زمین کی سلطنت مجھ کو [illegible] سامنے پیش کرو۔ تو ترک اسلام کا نام نہ لوں۔ قریش نے کہا کہ بھلا تو پسند کرتا ہے کہ تو اپنے [illegible] میں صحیح سلامت ہوتا اور یہاں تیری جگہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوتے۔ فرمایا میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور کے پاے مبارک میں ایک کانٹا لگ کر بھی میری جان بچ جائے۔ آخر پھانسی پر نہایت استقلال اور کشادہ پیشانی کے ساتھ چڑھ گئے اور چند اشعار [illegible] شریں آواز میں پڑھ کر سنائے ٭

جب نکلتی جان ہے اسلام پر ۔ تب نہیں پرواہ مجھ کو جان کی
کیوں نہ قربان کا ل خوشی سے اپنی جان ۔ چاہئے مجھ کو رضا رحمان کی

آرزو پنہاں میرے سینہ میں تھی ۔۔۔ اِس دلِ مشتاق پرارمان کی
آنکھ کر لیتی زیارت وقتِ نزع ۔۔۔ داعیِ حق ہادیِ ایمان کی
اے خدا پہنچا مرا اُن کو سلام ۔۔۔ جان جس پر میرے ہے قربان کی

اے اہلِ انصاف میں تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ محبت یہ شتقابت کیا اُن لوگوں میں ہو سکتی ہے جن کا پیارا مذہب بزورِ شمشیر چھڑوایا گیا ہو اور جن کو مجبور ومقہور کرکے نئے دین کا کلمہ پڑھایا گیا ہو۔ لاواللہ

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلوص وجاں نثاری کے واقعات کہاں تک سنو گے اور اُن کے فدایانہ جوش کا کہاں تک اندازہ لگاؤ گے۔

آغازِ بعثت سے لیکر ۵ سال تک مسلمانوں نے نہایت جوانمردی اور صبر کے ساتھ قریش کے ہاتھوں سے گوناگوں تکالیف کو برداشت کیا لیکن جب پیارا وطن دشمنوں کی آتشِ غضب سے آگ کا تنور بن گیا تو سب نے وطن کو چھوڑ کر اقلب سے منہ موڑ کر حبش کی راہ لی۔ قدیم عرب بحری سفر سے اکثر گریزاں تھے لیکن دین کے معاملہ کے لئے تمام خطرات کو خوشی خوشی سے برداشت کرکے افریقہ کو چلے گئے اِن مصیبت زدوں نے ایک دفعہ سن پایا کہ قریش نے مسلمانوں کا ستانا اور عبادت سے روکنا ترک کر دیا ہے۔ یہ سن کر وطن کی محبت میں چل پڑے لیکن عرب کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی معلوم ہو گیا کہ مکہ میں جس قدر مسلمان بچھڑے رہ گئے تھے وہ چکی میں پڑے ہوئے دانہ کی طرح تکالیف میں پسے جاتے ہیں تو یہ بیچارے پھر واپس ہو گئے۔

مسلمانوں کی مصیبتوں کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور بیسیوں موحد قریش کے ظالمانہ تعصب کی بھینٹ بنائے جا چکے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی مکہ کو چھوڑ کر سو میل کے فاصلے پر جا ٹھیرے۔ دشمن زمین کے پردہ پر بانیِ اسلام اور مخلصین خیر الانام کا نقشہ رہنا نہ دیکھ سکے تھے۔ حملہ کی تیاریاں کرنے لگے۔ بعثت سے چودواں سال کے بعد

مسلمانوں کو بھی حملہ آوروں کے ساتھ مدافعانہ جنگ کی اجازت دی گئی۔ لیکن اس وقت جو مسلمان میدان میں آسکتے تھے ان کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی ؛

اُحد کی لڑائی نہایت سخت ہوئی ہے جس میں کُل عرب کے مرد و زن نے مسلمانوں کے ستیاناس اور یلیاسیٹ کر دینے کے لئے زور لگایا تھا۔ گیارہ من تین سیر پختہ سونا اور ہزار اونٹ چندہ میں جمع کئے گئے تھے۔ زرِ چندہ سے پانچ ہزار چیدہ جوان مسلح بنائے گئے تھے۔ بڑے جوش و خروش کے ساتھ ۳۰۰ میل آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ مسلمان نہایت بے سر و سامان تھے۔ اور تعداد میں بھی بہت کم۔ صرف چار میل شہر سے باہر نکل کر ان سے مقابلہ کیا تاہم کس دلاوری کے ساتھ کہ پہاڑ بھی اس استحکام کو دیکھ کر لرز گئے ؛

حنظلہ رغسیل الملائکہ) ایک رات کی بیاہی دلہن کو چھوڑ کر میدان کارزار میں پہنچے اور شہادت نے جوڑے کو اپنے ہی خون سے رنگین بنایا ؛

مصعب بن عمیر باپ کے لاڈلے اور پوتڑوں کے امیر تھے۔ وہ دو دو سو روپیہ کی پوشاک زیبِ بدن کیا کرتے تھے مسلمان ہو کر ایسا زہد اختیار کیا کہ بکری کی کھال سے بدن چھپا لیتے اور حلہ حریر سے زیادہ اس میں مسرور رہتے۔ اِس جنگ میں اسلامی جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا حریف نے دستِ راست کو زخمی کر دیا تو علم دوسرے ہاتھ میں تھام لیا جب وہ بھی تیرِ باراں سے شل ہو گیا تو دونوں بازوؤں کے سہارے اور سینہ کی آڑ سے تھام رکھا آخر جب حلق پر تیر کھا کر گرے تو کلمہ طیب پر جان دی۔ کوئی شاعر گویا انہی کی زبان سے گویا ہے ؛

گر نثارِ قدمِ یار گرامی نہ کنم　　گوہرِ جاں بچہ کارِ دگرم باز آید

اسی جنگ میں ایک انصاری عورت کا باپ۔ بھائی۔ بیٹا۔ شوہر شہید ہو گئے۔ چار کو اس پر آبادی تھی۔ خونی خبر جا پہنچی وہ سرِ راہ جا کھڑی ہوئی۔ پوچھا کیا حبیب خدا رسول اللہ بھی زندہ ہیں۔ اگر حضور زندہ ہیں۔ تو مجھے کسی شخص کی موت کا غم نہیں ؛

من و دل گر فدا شدیم چہ باک — غرض اندر میاں سلامت تست

عمر بن معاذ شہید ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے اُن کی ماں سے چند کلمات تعزیت فرمائے وہ بولی کہ جب حضور سلامت ہیں تو اب میں ہر ایک مصیبت کو آسانی برداشت کر سکتی ہوں +

طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسی جنگ میں ۵۰ زخم لگے تھے۔ تلوار کا ایک وار سر پر ایسا لگا کہ لڑکھڑا کر گر گئے۔ صدیق نے اُن کے منہ میں پانی ڈالا۔ آنکھیں کھولکر سب سے پہلے یہی پوچھا کہ رسول اللہ کیسے ہیں۔ کہا حضور نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے طلحہ بولے۔ اور وہ مجھے اپنی کچھ پرواہ نہیں +

اے سامعین! نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے یہ لوگ تھے۔ کیا کوئی شخص اپنے گھریلو منطق سے ثابت کر سکتا ہے؟ کہ جب ان لوگوں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا گیا تھا تو یہ صداقت یہ استقامت کونسے دباؤ سے ان کے دلوں میں ڈال دی گئی تھی؟ کچھ اسی پر منحصر نہ تھا۔ کہ ان کی وفاداری و جانثاری کا جوش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے ہی موج زن ہوتا تھا بلکہ حیات ابدی کے یقین نے فانی زندگانی کو اُن کی نگاہ میں سراب محض بنا دیا تھا +

موتہ کی جانب لشکر روانہ ہونے لگا تو سب نے "بہ سلامت روید و باز آئید" کہہ کر لشکر کو وداع کیا عبداللہ بن رواحہ بول اُٹھے +

لکنني اسال الرحمٰن مغفرۃ وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا +

تھوڑا سا ہے سوال شہنشاہ سے مرا — دم نکلے ایک ضربت جانکاہ سے مرا
جتنے کئے گناہ ہیں سب بخشدے مجھے — پھر لوٹنا نصیب نہو راہ سے مرا

عروہ بن مسعود ثقفی رضہ مسلمان ہو کر اپنی قوم میں دعوت اسلام پھیلانے کے لئے گئے۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ناقدرشناس قوم نے تیروں سے چھلنی کر دیا۔ کسی نے نزع کی حالت میں پوچھا کہ تم اپنی موت کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کہا اللہ تعالےٰ نے میرا اکرام فرمایا اور اس امت عظمےٰ

سے مجھے ممتاز بنایا +

اے خوشا قسمت میری۔ اللہ سے میرے نصیب + سر ہو کسی آستاں پہ جان ہو اس کی راہ میں
عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جنگل میں تھے۔ دشمن نے پس پشت آکر جان ستاں نیزہ مارا۔ تو
اُن کے منہ سے یہی نکلا۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃ

رب کعبہ کی مجھے سوگند ہے ؛ مل گیا مجھ کو میرا دلبند ہے

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ مخاطبان درگاہ میں سے تھے ایک صحابی انہیں زخموں سے چور۔ لہو
میں تر ابور جان کنی میں پایا کہا میری وصیت سن جاؤ۔ رسول خدا کی خدمت میں جاکر بندہ
درگاہ سعد کا سلام عرض کرنا اور گذارش کہ خداوند کریم حضور کو بہترین جزا عطا فرمائے۔
(حضور کی طفیل ہم کیسے کیسے مراتب رفیعہ کو پہنچ گئے) نیز میرے احباب سے کہ دینا کہ اگر رسول
اللہ کی خدمت گزاری و فرمانبرداری میں کچھ قصور رہ گیا تو خدا کے سامنے تم سے کچھ
جواب نہ بن پڑیگا +

اللہ اکبر محبت کا بھی کیا ہی نشہ ہے اور اخلاص میں بھی کیا ہی مزہ کہ زخمی ہو کر سانس توڑ
رہے ہیں اور شکر گزار ہیں۔ جان قربان کر رہے ہیں اور عذر خواہ ہیں +

گر جان چہ متاعیست کہ سازیم فدایت + اما چہ تواں کرد کہ موجود نہیں ست

صاحبو! آپ نے خیال فرمایا کہ جو حسن ارادت اور خلوص عقیدت ان لوگوں کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے تھا۔ آگے تلوار کی کاٹ۔ نیزہ کی بھال۔ تیر کی پیکان بھی کم
ہے روز کی وطن کی دوری احباب کی جدائی۔ اقارب سے مہجوری۔ تنگ دستی۔ بیماری۔
غرض زمانہ بھر کی عداوت بھی ان کے استقلال وثبات کو جنبش نہیں دے سکے +
پھر اصحاب صحابہ تو نور نبوت کے فیضان سے بلا واسطہ مستنیر تھے ان کے احوال کو
تو جانے دیجیے اوسط درجہ کے مسلمان پر جو صرف اشد ضروری ارکان کو ہی ادا کرتا
ہے نظر کیجئے بارہ برس کی عمر سے لیکر مرتے دم تک ایک دن میں پانچ دفعہ روزانہ عبادت

کو اس پابندی کے ادا کرتے رہنا کہ نہ موسموں کا تغیر نہ ملکی خصوصیات کا اختلاف نہ گرما نہ سرما نہ سفر نہ بیماری۔ نہ جنگ کی آتش باری غرض کوئی چیز بھی اُس کو عبادت سے روک نہیں نہیں سکتی۔ کیا یہ خلوص کا کچھ کم نمونہ ہے؟

(۲) آئے سال اپنی آمدنی کا ٹھیک چالیسواں حصہ بنی نوع کی دستگیری کے لئے مدت العمر دیتے رہنا کیا کچھ کم نفس کشی ہے؟

(۳) گرم سے گرم ملک اور گرم سے گرم موسم میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹہ تک روٹی پانی جملہ مقتضیات طبیعت کو چھوڑ کر پہلے کی بہ نسبت بہ چند در چند عبادت میں لگاتار ایک ماہ تک شب و روز لگے رہنا کیا سچائی کا معیار نہیں ہے؟

(۴) ہزاروں کوس سے بحر و بر کو چیرتے۔ آفات ارضی و سماوی کو جھیلتے سوار و پیادہ سفر کرتے ہوئے دربار الٰہی میں حاضری کے لئے عرفات تک پہنچنا کیا جان و مال کا قربان کر دینا نہیں ہے اب میں پوچھتا ہوں۔ کیا جو لوگ بزور شمشیر مطیع کئے جایا کرتے ہیں اور مذہب جیسی پیاری چیز جن سے چھین لی جایا کرتی ہے وہ اسی نمونہ کے ہُوا کرتے ہیں۔ اگر اس کا جواب نفی ہے تو میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ جس تعلیم نے لوگوں کو اس نمونہ کا بنا دیا ہے۔ جس ایک واحد شخص (فداہ ابی وامی) کی آواز نے ایسی جماعتوں کے دل و جان پر اپنا تصرف و تسلط کر لیا ہے اُسے اپنی اس تجربہ شدہ طریق میں کب ناکامیابی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اس آسان اور کامیاب طریق کو چھوڑ کر تعلیم پھیلانے کے لئے تلوار پکڑ کر کھڑا ہُوا تھا اور جس کی وجہ سے اُس نے جنگ جیسے جان جوکھم چیز کو اختیار کر لیا تھا؟ جہانتک غور کروگے اس کا جواب مخالف سے مخالف کو بھی نہ ملیگا۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی جس تعلیم کا بزور شمشیر پھیلایا جانا کہا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ کیا وہ تعلیم فطرت انسانی سے اس قدر مخالفت رکھتی ہے کہ اگر تلوار ہاتھ میں نہ لی جائے تو اس کی اشاعت نہیں ہو سکتی؟ کیا وہ تعلیم ایسی پیچیدہ اور فہم انسانی

عدالت کے مجریہ نہ ہونے تھے اور اُن کے قتل عام میں کسی مذہب کی تخصیص کچھ نہ تھی +

اب بودھ مذہب کو لیجئے جو کثرت اشاعت اور متبعین کے لحاظ سے ایک نمایاں امتیاز حاصل کر چکا ہے معرفت خداوندی کے متعلق اس مذہب میں مجھے کوئی بات نظر نہیں آئی بعض کا یہ قول کہ یہ مذہب ہستی خدا کا قائل نہیں شائد صحیح ہو۔ رہی نجات۔ اس کا طریق حصول یہ بتایا گیا ہے کہ حواس پنجگانہ اور اُن کے محسوسات سے اپنے آپ کو آزاد کرلے اور دُکھ سکھ رنج و راحت نیز اُن کے اسباب اور تخیلات و تصورات سے اپنے آپ بالاتر رکھے۔ ایسی بے کیف حالت کا نام ہی نجات ہے جسے نرؔوان کہتے ہیں اسی کے حاصل ہونے پر انسان اداگون سے رہائی پاتا ہے +

آپ خیال فرمادیں کہ ایک وہمی اصول جس کے الفاظ ٹھیک ویسے ہی بے معنی ہیں جیسے حالتِ نجات بے کیف ہے، تو ایسے عام فہم اور دلچسپ تسلیم کئے جاویں جن کے اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت نہو۔ مگر اسلام کو ضرور اس کی احتیاج ہو +

الفاظ میں نزاکت اور خیال میں لطافت پیدا کر لینا اور بات ہے اور کسی مذہب کو دنیا کے لئے بطور دستور العمل پیش کرنا اور بات۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اول تو خود بودھ نے ہی اپنے خیالات میں تین پلٹے کھائے۔ پھر اُس کی آخر عمر میں اُس کے چیلہ دیودت نے اس کے سامنے پانچ ترمیمات اُس کے احکام میں پیش کیں۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کی مصنفہ کتاب پاتی مور کھ میں کمی وبیشی کیگئی۔ ایک صدی کے بعد ایک اور جلسہ کیا گیا۔ اور جو احکام ناقابل التعمیل تھے اُن کو نرم بنا یا گیا۔ تیسرا جلسہ راجہ اشوک نے کیا اُس میں جو اصول بالاتفاق منظور ہوئے۔ وہ پتھر کی سلوں اور میناروں پر کندہ کردئے گئے +

بودھ اور اس کی تمام شاخیں۔ نرم دلی۔ کم آزاری میں مشہور ہیں لیکن انھوں نے اپنی حکومت کے ڈیڑھ ہزار سال میں ہندوں کے قوموں۔ اور عالموں کے

نیست و نابود کرنے میں جو مسلسل اہتمام رکھا ہے وہ پوشیدہ نہیں ۔

آریہ کے متعلق بھی ایک فقرہ سن لیجئے۔ یہ لوگ روح و مادہ اور پرمیشر کو انادی مانتے ہیں معرفت خداوندی کا حال تو اسی سے سمجھ لو۔ کہ خالق یعنی صانع جانتے ہیں۔ رہی نجات ابدی۔ اُسے کروڑوں جون میں منتقل ہوتے رہنے کے بعد اعمال معدودہ کا بیعانہ دے کر خرید کرنا چاہتے ہیں۔ رہی خون ریزی۔ خیال کرو کہ ہندوستان کی قدیم قومیں جو ان سے پہلے برسر عز و جاہ حکومت تھیں کدھر ہیں؟ ان بیچاروں سے نہ صرف حکومت ہی چھینی گئی۔ بلکہ زمین کو باہمہ وسعت اُن کی رہائش کے لئے تنگ بنایا گیا۔ اگر کسی قوم کا کچھ بقیہ رہ بھی گیا ہے تو وہ اب خانہ بدوش ہیں اور ہزاروں سال تک اسی حالت میں رہتے آنے سے خوگر ہو گئے ہیں ۔

اب آپ اسلام کی طرف آئیے۔ تعلیم کی سادگی کا تو یہ حال ہے کہ تمام دین کا عطر روح ایک مختصر جملہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جہاں کسی نے سچے دل سے اتنے الفاظ پڑھے فوراً اللہ تعالیٰ کے ابدی میثاق لا انفصام لہا میں داخل اور رہنما متقین کی زمرہ میں شامل ہو گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو مکلف ہونے کی قابلیت رکھتا ہو اتنی بات کو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد اس کے رسول ہیں، بخوبی سمجھ سکتا ہے اور اپنی سمجھ پر نجات اخروی و فوز عظیم حاصل کر سکتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ اس فقرہ میں لا الہ الا اللہ معرفت ثبوتیہ و سلبیہ کے لئے کلمہ جامعہ ہے۔ پھر معاصی کے ہٹا دینے کے لئے اور ثبوتیہ نیکیوں کو قائم اور جزا کو متمثل کر دینے کے واسطے خیمہ ہے۔ یہی کلمہ ہے جو شرک جلی کو دور کر دیتا ہے اور شرک خفی کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور یہی کلمہ ہے کہ ان تمام حجابوں کو جو معرفت خداوندی تک پہنچنے میں بندہ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں اٹھا دیتا ہے کلمہ محمد رسول اللہ اس علاقہ رحمت کو ظاہر کرتا ہے جو رحمٰن کو اپنے بندوں سے ہے نیز اُس نسبت عظمیٰ کی یاد دلاتا ہے۔ جو ظلمت میں گرے ہوئے عالم کو نور میں

اُٹھانے والا ہے یہی کلمہ توحید کی بنیاد کو بھی مستحکم کرتا ہے اور رسول کو ثالث ثلثہ یا جزو الٰہ یقین کر لینے سے روکتا ہے +

معافیِ صغائر و کبائر کا ذریعہ توبہ ہے اور نجات کا مدار اُس مالک کی رحمت ہے جو بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ ماں اپنے بچہ پر اُس سے سوواں حصہ بھی نہیں۔ اعمال صالحہ بندہ کے لئے نور و قرب کے ازدیاد اور رحمت الٰہیہ کا شایاں بنا دینے والے ہیں۔ اِن ہی مختصر جملوں پر غور کرو۔ کہ نہ تو اعمال کو حصول نجات میں وہ درجہ دیا گیا ہے کہ رحمت الٰہیہ کی بھی بندہ کو پرواہ نہ رہے اور نہ فضل و رحم کے ایسے معنی بتلائے گئے ہیں کہ شریعت کو لفظ لعنت سے تعبیر کرنا پڑے۔ معرفت خداوندی کے بارہ میں اسلام براہ راست فطرتِ انسانی سے خطاب کرتا ہے اور محبت و طمانیت سے ملی ہوئی تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جلال کی تجلی دکھلاتا ہے اور سوءِ معرفت یا حجاب طبیعت کو فطرت سلیمہ کے چہرہ سے ہٹا کر باطن کو محبت و انبساط کی بھری ہوئی حالت سے معمور کر دیتا ہے اور نجات کے لئے پہلے تو اعمال صالحہ اور مصالح عالیہ کے لئے برانگیختہ کرتا اور پھر پورے ذوق و وجدان کے ساتھ رحمت ربانی کے سامنے بندۂ فانی کو خاشع و خاضع بنا دیتا ہے +

رہی اس کی عمدگی اور قوت تاثیر۔ وہ اُس ملک پر نظر ڈالنے سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے جہاں اس کے ایک حصہ پر اسلام نے اور دوسرے حصہ پر کسی اور مذہب نے اثر ڈالا ہو۔ مثلاً وسطی زمانہ افریقہ ایسا ہی ایک براعظم ہے۔ عیسائی سیاحوں نے دونو کا موازنہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا بالتفصیل گزارش کرنا دشوار ہے۔ مگر میں صرف ایک پادری کے ایک فقرہ پر ہی اختصار کرونگا +

"جب اسلام کو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے تو بت پرستی جنات پرستی مخلوق پرستی مردم خوری انسانی قربانی، اولادکشی جادوگری فوراً معدوم ہو جاتی ہے باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں نجاست کی جگہ صفائی سیکھ لیتے ہیں۔ شرافت ذاتی و خودداری حاصل کر لیتے

ہیں مہمان نوازی فرض مذہبی ہو جاتا ہے شراب خواری بہت کم رہ جاتی ہے، جوآ متروک ہو جاتا ہے بے حیائی کے ناچ اور مرد عورت کے ناجائز میل جول بند ہو جاتے ہیں عفت نیک خصلت خیال کی جاتی ہے کاہلی کی جگہ محنت حاصل کر لیتی ہے ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کر لیتا ہے انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے خاندانی خصومتوں اور مویشی و غلاموں پر بے رحمی کی ممانعت ہو جاتی ہے انسانیت۔ مہربانی اور مساوات کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بندہ گری کی ترتیب ٹھیک طور سے دی جا کر اُن کی برائیاں کم کی جاتی ہیں، بمقابلہ اُس کے یوروپ کی ترقی سے گویا شراب اور گنہگاری کا پھیلاؤ اور اُس قوم کا تنزل مراد ہوتا ہے، فقرہ مذکورہ بالا اپنی صداقت اور بلاغت کے اعتبار سے ایک جامع مانع فقرہ ہے اور اس کے ثبوت میں تاریخ کے صفحات اور مختلف ممالک میں اسلامی ترقی کے حالات پیش کئے جا سکتے ہیں پس کیا صحیح طور پر یہ مقولہ کسی طرح بھی راست ہو سکتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے؟

اب اگر کوئی شخص پوچھے کہ جب اسلام اپنی اشاعت کے واسطے کسی زور یا طاقت کا محتاج نہیں اور ابتدا سے ہی اس کے پیرو محض صداقت اور حق طلبی کی وجہ سے اس کے گرویدہ ہوتے رہے ہیں تو کیا اسلام نے کبھی بھی تلوار کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا؟

اسلام نے بیشک تلوار کو ہاتھ میں لیا ہے مگر کیوں؟ اور کس کے مقابلہ میں؟ اس کا جواب قرآن مجید سے ملتا ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جہاد کا مدعا مسجدوں عیسائی گرجاؤں یہودیوں کے عبادتگاہوں۔ زاہدوں عابدوں کی خانقاہوں کو بربادی سے محفوظ رکھنا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ایسا امن قائم کر دینا جس کی وجہ سے جملہ مذاہب کا مل آزادی کے ساتھ دنیا میں رہ سکیں۔ ایسے مدعا پر جس کی

مشترکہ غرض جملہ مذاہب کو یکساں فائدہ پہنچانا اور سب کی حفاظت رکھنا ہے کون شخص دھبہ لگا سکتا ہے؟ برخلاف اس کے ہم کو اب تک کسی عیسائی یا بودھ یا بت پرست مجاہد کا نام معلوم نہیں ہوا جس کا مقصد مسلمانوں کی مساجد یا اپنے سے غیر مذہب کی معابد کی حفاظت کرنا تھا۔

لڑائی کی دوسری ضرورت جو مقامی اور زمانی ضرورت تھی یہ ہے ✦

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

کیا تم اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنے قسم و عہد کو توڑ دیا ہے اور رسول کو (مدینہ سے) نکال دینے کا قصد کر لیا ہے۔ اور اس بارہ میں ابتدا بھی انہوں نے ہی کی ہے ایسے جنگ کی حد بھی خود اللہ تعالیٰ نے ہی مقرر فرما دی

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ ۔ اس وقت تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ پھر فرمایا وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اگر وہ صلح کے راغب ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جاویں اور خدا پر بھروسہ رکھیں ✦

ان کے توڑ دینے والوں، سازشوں اور فتنوں کے پھیلانے والوں، رنایا ہو کر غدر مچانے والوں، کے ساتھ ایسی قیود و ایسے احتیاطی احکام سے بندھا ہوا حکم اسلام کے سوا جس مقدس مذہب نے دیا ہو اس کی نظیر پیش ہونی چاہیئے ✦

معترض کہ سکتا ہے کہ اگر عہد نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نہیں تو خلفاء راشدین کے وقت میں تو ضرور ہتھیاروں کے زور سے اشاعت اسلام ہوئی ہے۔ میں اس کے متعلق بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ خلفاء راشدین نے اگر تلوار کھینچی بھی ہے تو کسریٰ کے منہ پر جس کی شہنشاہت مشرقی دنیا پر چار ہزار برس سے مسلمہ تھی۔ یا قیصر کے سر پر جو نصف دنیا کو اپنا باج گزار رکھتا تھا۔ ایسی دول عظام کی ٹڈی دل فوجوں کے مقابلہ

ملہ واضح ہو کہ لفظ اسلام کا مادہ بھی سَلَم ہے۔ اور اسلام کی بنیاد ہی صلح پر اٹھائی گئی ۱۲

میں بے سروسامان عرب کا تلوار اٹھانا صرف تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول پر ہی ہو سکتا ہے۔

پھر خیال کرو۔ کہ خلفائے راشدین کن لوگوں کو شمشیر زنی کے لئے بھیج سکتے تھے کیا اُن ہی لوگوں کو جنہوں نے قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو ایمان سمجھا تھا اور جو دیکھ چکے تھے کہ بزور شمشیر اسلام قبلوانا خود اسلام کے ہی خلاف ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ قرآن پر اوّل ایمان لانے والے قرآن مجید میں لا اکراہ فی الدین بھی پڑھتے ہوں اور پھر بھی اشاعت دین کے لئے اکراہ کے طریق کو پسند کرتے ہوں ما انت علیھم بجبار۔ فذکر بالقرآن من یخاف وعید" کی تلاوت بھی کرتے ہوں اور باینہمہ جبر و تشدد بھی دین کے لئے روا رکھتے ہوں۔ میری یہ دلیل صرف قیاسی ہی نہیں اور قرآن مجید کا یہ حکم صرف تلاوۃ کے وقت پڑھنے کے لئے ہی نہیں بلکہ خلفاء راشدین نے اپنی فتوحات میں اسی کے موافق عمل بھی کر دکھایا تھا۔

فاتح سرداروں میں سب سے زیادہ سخت خالد بن ولید مشہور ہیں جن کا لقب بھی سیف اللہ ہے اور جن کے نام نے عراق و شام میں زلزلہ ڈال دیا تھا۔ اُن کے عہد نامہ کے یہ الفاظ ہیں۔

ہذا کتاب من خالد بن الولید لصلوبا ابن نسطونا وقومہ۔ انی عاہدتکم علی الجزیۃ والمنعۃ فلک الذمۃ والمنعۃ مامنعناکم فلنا الجزیۃ والا فلا

یہ نوشت خالد بن ولید کی صلوبا ابن نسطونا اور اس کی قوم کے لئے ہے میں نے تم سے جزیہ اور محافظت پر معاہدہ کیا۔ ہم پر تمہاری حفاظت اور ذمہ واری ہے اور جب تک ہم تمہاری محافظت رکھیں ہم کو تم سے خراج لینے کا حق ہوگا ورنہ نہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ خلفاء راشدین کے زمانہ مبارک میں مسلمانوں کی تلوار

لاکھوں تک پہنچ گئی تھی اور دنیا کے بڑے بڑے آباد حصوں تک توحید کی منادی کرنے والے پہنچ گئے تھے مگر اس کا سبب تلوار ہر گز نہ تھی مشہور مورخ گبن لکھتا ہے افریقہ اور ایشیا کے لاکھوں نو مسلم جنہوں نے عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھا دی اور ایک خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہو گئے تھے۔ یہ نہیں کہ ان پر کچھ دباؤ تھا۔ بلکہ کلمہ پڑھنے یا ختنہ ہو جانے سے رعیت یا غلام قیدی یا مجرم ایک لمحہ میں اپنے فتح یاب مسلمان کا ہمسر و آزاد بن گیا ہر ایک گناہ دور ہوا۔ رہبانیت کا عہد فطری عنایت سے جاتا رہا۔ جو قومیں دتجرد و رہبانیت کی وجہ سے صومعوں میں پڑی سوتی تھیں اہل حجاز کے ڈھول سے چونک پڑیں اور معاملات دنیا میں نئے مجمع کا ہر ایک شخص اپنی لیاقت اور حوصلہ کے موافق اصلی سرشت پر پہنچ گیا +

دیکھو اس شہادت سے کیسے صاف و صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی ترقی کے وجوہ مندرجہ ذیل تھے +

(۱) اسلام کا فاتح و مفتوح سپہ سالار و غلام۔ رعیت و حاکم کے حقوق کو مساوی کر دینا +

(۲) احکام اسلام کا فطرت کے مطابق ہونا۔ اور قبولیت اسلام کے لئے خود فطرت کی طرف سے لوگوں کے دل میں تحریک اور شوق کا پیدا ہونا +

(۳) اسلام میں تمدن اور آزادی کا وہ درجہ ہونا کہ ہر ایک شخص اپنی قابلیت کے موافق اس میں ترقی کر سکتا ہے +

معترض اب خلفاء راشدین کے زمانہ کو چھوڑ کر بعد کے زمانہ پر اعتراض قائم کر سکتا ہے۔ اگرچہ مسلمان بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مذہب اپنے کسی فرد شخص کے رجس کو مذہب میں کوئی روحانی درجہ حاصل نہو) افعال و اعمال کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا اور کسی نامعقول کے بیہودہ حرکات کا جواب دہ اُس کا شائستہ مذہب نہیں ہو سکتا سامعین یہ جواب گو معترض کی زبان کو بند کر سکتا ہو۔ لیکن اُس کے دل

شبہات کو رفع نہیں کر سکتا +

جہاں تک مجھے تواریخ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کسی مسلمان بادشاہ نے بھی خواہ وہ اپنی جابرانہ طبیعت یا سفیہانہ عادت سے کیسی ہی خون ریزی کیوں نہ کرتا رہا ہو کبھی اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کی کوشش نہیں کی ہندوستان میں عوام کی زبان پر اورنگ زیب عالمگیر کی نسبت اس قسم کی روایات بہت مشہور ہیں۔ مگر پروفیسر آرنولڈ لکھتے ہیں کہ عہد اورنگ زیب کی تواریخ میں بہ جبر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں۔ آرنولڈ کی شہادت کے بعد یہ بھی گذارش کے قابل ہے کہ دہلی کے گرد نواح میں مسلمان آبادی ۱/۸ اور آگرہ کی گرد نواح میں ۱/۱۰ ہے اگر ہندوستان میں کبھی بہ جبر مسلمان کئے جانے پر عمل درآمد ہوا ہوتا۔ تو خاص دار السلطنت اور مستقر الخلافت کے گرد نواح میں دیگر اقوام کی بہ کثرت کبھی نہ پائی جاتی +

بیشک ایسی مثالیں کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ایک ایسے شخص کو جو قانونی جرم سے واجب القتل تھا۔ پادشاہ نے اسلام لانے پر چھوڑ دینے کا اظہار کیا ہو۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس شخص کا واجب القتل ہونا اُس کے غیر مسلم ہونے نے نہیں بلکہ قانون نے قرار دیا تھا اور اسلام رحم شاہی کے حصول کا ایک ذریعہ تھا۔ معہذا اس ذریعہ سے فائدہ اٹھانا یا نہ اُٹھانا خود اس شخص کی رضا و رغبت پر منحصر تھا یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا کہ واجب القتل کی جان بخشی کے لئے کیوں کوئی سبیل نکال دی تھی۔ خیر اس پر بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسی مثالیں بہت شاذ ہیں +

معترض کو اپنی اعتراض پر قائم چھوڑ کر ہم اُسے تاریخ کے دوسرے چمن کی سیر کراتے ہیں آئیے مغول تاتاریہ کے اسلام لانے کی تاریخ پر ایک نظر ڈالو مسلمانوں کی قوم اور سلطنت اور اسلام کی علمی ترقی و فضیلت کا ستیاناس کر دینے والا سیلاب مغول کا حملہ تھا جنہوں

نے تبت خورد سے لیکر عراقین کی انتہائی سرحد تک نہ صرف خون ریزی اور قتل عام کا ہی وتیرہ اختیار کر لیا تھا بلکہ اسلام کے ساتھ سخت نفرت و عداوت کی وجہ سے علوم اسلامیہ کو بھی ناپید کر دینے کا نہایت سختی سے اہتمام کیا تھا۔ یہ ایک مشہور روایت ہے کہ جس روز بغداد پر تاتاریہ کا قبضہ ہوا اس روز دریائے دجلہ میں اتنے کتب خانے پھینکے گئے کہ تین روز تک دریا کا پانی قلمی کتابوں کی روشنائی سے سیاہ ہو کر بہتا رہا۔ وہ کیا قیامت خیز نظارہ ہوگا جب بغداد کے گلی کوچہ میں لہو کے نالے بہ رہے ہونگے اور دریا کے پانی نے علمی ماتم میں سیاہ لباس پہن رکھا ہوگا +

غرض مغل اسلامی ممالک میں ایسی عداوت اور نفرت کے ساتھ داخل ہوئے گویا قسم کھا کر آئے تھے کہ مسلمانوں کا نشان اور اسلام کا نام صفحۂ ارض پر باقی نہ چھوڑینگے۔ لیکن تھوڑی ہی مدت کے بعد کیا دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسی جبروت و سطوت کا بادشاہ اور ایسی خون ریز قوم خود بخود مسلمان ہو جاتی اور مفتوح کا دین فاتح کے دل کو فتح کر لیتا ہے گردن کش قوم مسجد کی سفید زمین پر مالک کے آگے ناک اور پیشانی کو خاک پر رگڑتی ہے اور خادم اسلام کہلائے جانے کو خاقان ابن خاقان کے لقب سے بڑھ کر مفتخر و معزز شمار کرنے لگتی ہے +

مغول کا مسلمان ہو جانا صرف اس امر کی ہی شہادت نہیں ہے کہ اسلام ہمیشہ تلوار پر غالب آیا ہے۔ بلکہ اس امر کی بھی شہادت ہے کہ دنیا میں جس قدر تبلیغی مذہب پائے جاتے ہیں اسلام میں اُن سب سے بڑھ کر تسخیر قلوب کی تاثیر موجود ہے۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ مغول کا قومی اور اصل مذہب شامانی تھا جس کو بدھ کی ایک شاخ سمجھنا چاہئے چونکہ تمام چین اور چینی تاتار و تبت میں بودھ مذہب کو بڑی وسعت حاصل تھی اس لئے مغل پر بھی علما ء بودھ کو بہت بڑا اثر و اقتدار تھا۔ بدھ کے پہلو بہ پہلو عیسائیت بھی اپنے جھنڈے گاڑ چکی تھی مغلیہ حکمرانوں کے ساتھ پوپ کی خط و کتابت جاری تھی۔ عیسائی عورتیں مغلوں

کے گھروں کو آباد کرنے اور عیسائی مرد ملکی عہدوں پر قبضہ جمانے کے لئے ملک بھر میں بکثرت موجود تھے ہلاکو خاں کی چاہتی بیوی عیسائی تھی اور خاقان گیوک کے دو مقتدر وزیر عیسائی تھے اباقاخان کی شادی قسطنطنیہ کی عیسائی شہزادی سے ہوئی تھی گویا مسلسل کئی پشتوں سے اندر باہر عیسائیت قبضہ کئے ہوئے تھی۔ سب سے پہلے خاقان نکودار مسلمان ہوا جو ہلاکو خاں کا بھائی تھا۔ اور بچپن میں اصطباغ بھی پا چکا تھا۔ پھر کچھ مدت بعد سلطان غازان مسلمان ہوا۔ جو خاندان الخانیہ میں سب سے زیادہ بارعب اور پرسطوت بادشاہ تھا۔ پھر اسی کا بھائی سلطان محمد بندہ مسلمان ہوا جس نے بپتسمہ پایا تھا اور عیسائی نام نکولس رکھا جا چکا تھا۔ مغلیہ کی دوسری شاخ میں چنگیز خاں کا پڑپوتہ براق خاں مسلمان ہوا۔ پھر تغلق تیمور خاں کے مسلمان ہو جانے سے کل علاقہ میں ہی اسلام داخل ہو گیا۔

کیا معترض اب تک اپنی ہٹ پر قائم رہنا چاہتا ہے تو ہم اُسے بیت المقدس کی کروسیڈ یاد دلاتے ہیں جس میں تمام یورپ کے پُرجوش اور سچے دیندار اُمرا صلیبی نشان کے نیچے مجتمع ہو گئے تھے۔ جب ان کو مسلمانوں کے اخلاق و عادات پر غور کرنے کا موقعہ ملا۔ اور ملک کے اندرونی حصوں میں داخل ہونے کے بعد مسلمانوں کے معاش و معاد کے اصولوں کے دیکھنے سمجھنے کا اتفاق ہوا تو اکثر نائٹ اور مجاہدین مسلمان ہو گئے۔ ان نومسلم لوگوں میں نہ صرف فوجی یا خاندانی امیری ہوتے تھے بلکہ بعض اوقات قوم کے ہادی اور نامی گرامی بطریق و پادری بھی۔ اس سے بڑھ کر اسلام کا معجزہ کیا ہوگا کہ جو شخص تلوار کھینچ کر جس کے سامنے آیا وہی بندہ حلقہ بگوش ہو گیا۔

میں ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ ہندوستان کے شمال مغربی سرحد پر رہنے والی قوموں کے حال پر نظر غور ڈالو۔ جو نصف صدی سے گورنمنٹ برطانیہ جیسی مہذب دولت عالیہ کے زیر اثر ہیں جو سالہا سال سے گورنمنٹ کی نمک خوار اور سرکاری فیاضیوں اور احسانات سے زیر بار ہیں۔ جن کے رسم و رواج یا اندرونی جھگڑوں میں دولت عالیہ

کبھی دخیل نہیں ہوتی اور جن کو شائستگی و تہذیب میں لانے کے وسائل پر غور کرنے کے لئے کبھی کوتاہی نہیں کی جاتی تاہم ایک ذراسی بات پر کیونکر بھڑک اٹھتے ہیں اور اپنی ہلاکت و تباہی کی بھی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے کس طرح پر جھگڑوں کو مول لے بیٹھتے ہیں +

میں پوچھتا ہوں۔کہ ایسی قوم سے مذہب جیسی چیز کوئی شخص بزور چھڑا سکتا ہے کیا آپ شمشیر ایسی قوم کی دینی حرارت کو بجھا سکتا ہے ؟ اگر اس کا جواب نفی ہے اور میں خیال کرتا ہوں۔کہ یقیناً نفی ہے تو بتاؤ کہ کس چیز نے ان کو مسلمان بنایا تھا ؟ کیا ان کا مسلمان ہوجانا اسلام کا معجزہ نہیں ہے ؟ اور کیا ان لوگوں کا اپنے پہلے مذہب کو چھوڑ کر مطیع اسلام ہو جانا معترض کے بزور شمشیر کا کافی جواب نہیں ؟

ہمارے دوست اگر سرحد تک اپنے خیال کو وسعت دینا پسند نہیں کرتے تو وسط ہند میں آئیں اور راجپوتانہ کے اندر مقتدر راجپوتوں کا مسلمان ہوجانا ملاحظہ کریں۔مغرور اور غیور راجپوتوں کی رسم جوہر کا حال شاید آپ کو معلوم ہوگا۔ورنہ دو فقروں میں اس کی توضیح میں کر دیتا ہوں۔جب کسی راجپوت قوم کو یقین ہو جاتا کہ دشمن کے پنجہ سے رہائی محال ہے تو وہ اس وقت بیچارگی کے ساتھ اسیری کو اپنے لئے پسند نہ کرتے بلکہ آنے والی موت کو مردانہ موت کے ساتھ بدل دیتے یعنی کل مال و متاع کو آگ لگا کر زن و بچہ کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرکے پھر ایک دوسرے کی تلوار سے ڈھیر ہو جاتے اور اس طرح پر دشمن کے منصوبہ اور سارے آرزو کو خاکستر بنا کر نام کر جاتے۔سلطنت اسلامیہ میں بھی چند ایسے واقعات ہوئے ہیں کہیں ایک عورت کے لینے یا نہ دینے پر کہیں کسی قلعہ کے سپرد کرتے یا نہ کرنے پر لیکن کوئی بھی ایسا ایک واقعہ موجود نہیں ہے کہ مذہب دھرم کے بچاؤ کے واسطے جوہر کی نوبت آئی ہو۔پھر بالکل محال ہے کہ اگر ایسی قوم کے لئے تمام راہیں بجز اسلام یا موت کے بند کر دی جاتیں تو وہ اپنی غیرت و حمیت سے کام لے کر جس کا ظہور ادنے ادنے باتوں پر دیکھا جاتا تھا جوہر کے جوہر نہ دکھاتے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اگر کسی نے کیا ہوتا تو

وہ سانحہ گیت اور داستان بن کر ملک میں اور تاریخی واقعہ بن کر مشہور یوں میں جگہ نہ پاتا۔ غرض اس رسم سے قوم راجپوت کی غیرت و حمیت کا اندازہ کرو۔ اور پھر اُس لاکھوں کی تعداد پر جو مسلمان راجپوتوں کی ہے نظر ڈالو اور بتلاؤ کہ اگر یہ لوگ بخوشی مسلمان نہ ہوتے تھے تو کیونکر بزور ان سے اسلام قبلوایا جا سکتا تھا۔

یہ نظائر ایسے صاف اور روشن ہیں کہ خواہ کوئی شخص کیسا ہی ہٹیلا ہو مگر اس کو ہمارا دعوٰی تسلیم ہی کرنا اور اپنا اعتراض واپس ہی لینا پڑیگا۔ لیکن اگر بدقسمتی سے کوئی شخص حد درجہ کی لاثانی ضد اپنی طبیعت میں رکھتا ہو اور ان سب تاریخی واقعات کو اس لئے سننا پسند نہ کرتا ہو کہ ماضی بعید کا پردہ ان پر گرا ہوا ہے یا یہ کہ شیر اور آدمی کی تصویر کی پھبتی ایسی تاریخوں پر چسپاں ہو سکتی ہے تو ہم اب کے لئے قریب کے روشن ترین زمانہ کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

علیا حضرت ملکہ معظمہ کے پر انصاف و پر سطوت زمانہ کی توصیف کرنا آفتاب کو چراغ دکھلانا ہے یہ امر محتاج دلیل نہیں۔ کہ اگر اسلامی ترقی کا ذریعہ صرف تلوار تھی تو اس عہد معدلت مہد میں اس ترقی کو ضرور ملیامیٹ ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن آپ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف فرما کر مردم شماری کے نقشہ جات پر ایک گہری نظر ڈالیں۔ اور تناسب کا اندازہ کریں۔

۱۸۷۱ء میں مسلمانان بنگال کی تعداد دیگر اقوام سے پانچ لاکھ کم تھی۔ لیکن ۱۸۸۱ء میں اُن کی تعداد اُس کمی کو پورا کرنے کے بعد پندرہ لاکھ اور زیادہ ہو گئی۔ گویا ایک لاکھ سالانہ کی بیشی ہوتی رہی۔ ترقی کی یہی رفتار ہے۔ تو چند صدیوں کے بعد بنگال تمام و کمال مسلمان نظر آئیگا۔ پادری ہیلر نے انگلینڈ کے ایک گرجا میں بیان کیا تھا۔ کہ ۱۸۷۱ء و ۱۸۸۱ء کے درمیان کل ہندوستان کے مسلمانوں میں جو افزونی ہوئی وہ قریب بانوے لاکھ چالیس ہزار کے ہے یعنی اگر اس قدرتی بیشی کو جو موت و حیات کی کمی بیشی کے بعد ہوتی رہتی ہے محسوب نہ کریں تب بھی غیر اقوام کے نو مسلموں کی اوسط قریب چھ لاکھ سالانہ کی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر۔ ہو اقا

نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا" کی زبردست پیشگوئی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ نومسلموں کی تعداد گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ تلے ایک ملک ہندوستان میں قریب چھ لاکھ سالانہ کے بڑھتی رہی ●

میں اس صحیح حساب پر ایک اور خیال پیدا کرتا ہوں۔

ہندوستان میں سب سے پہلا اسلامی بادشاہ قطب الدین ایبک تھا جو ۱۲۰۶ء میں تخت نشین ہوا۔ فرض کرو کہ ۱۲۰۶ء سے ۱۸۸۱ء تک (کیونکہ ۱۸۸۱ء میں مردم شماری باقاعدہ ہو چکی ہے) صرف دس ہزار سالانہ نومسلم سال بسال شامل ہوتے رہے تھے اور فی ہزار پچیس شخص ان میں نسل کی افزونی ہوتی رہی تو ۶۷۵ سال میں اُن کی مجموعی تعداد پانچ کروڑ چھ لاکھ چوتن ہزار تین سو ہونی چاہئے تھی حالانکہ ۱۸۸۱ء میں مسلمانوں کی تعداد صرف چار کروڑ آٹھ لاکھ بیاسی ہزار پانچ سو چھتیس تھی۔ اب یہ بھی خیال کرو۔ کہ عرب و ایران وغیرہ دیگر ممالک سے آکر ہندوستان میں آباد ہونے والی قوموں کی تعداد اس کے علاوہ ہے اس تعداد اور ان کی افزونی نسل کا جو ساڑھے چھ صدیوں میں ہونی چاہئے کا بھی اندازہ لگالو۔ نومسلم لوگوں کی جو تعداد یعنی دس ہزار سالانہ ہم نے فرض کی ہے وہ ۱۲۰۶ء تا ۱۸۸۱ء کی اوسط دہ سالہ کا ساٹھواں حصہ ہے اور افزونی نسل بھی نہایت ہی کم یعنی دو فیصدی رکھی گئی ہے۔ اگر ہم اسلامی ممالک سے آئی ہوئی اقوام کو پانچ ہزار سالانہ کے حساب سے فرض کر لیں اور نومسلم لوگوں کی مفروضہ تعداد بالا کو گھٹا کر نصف یعنی پانچ ہزار ہی رہنے دیں تب بھی یہی ثابت ہوگا کہ قطب الدین ایبک کے وقت سے ۱۸۸۱ء تک گورنمنٹ کے عہد کی اوسط دہ سالہ کے مقابلہ میں ایک سو بیسویں حصہ سے بھی کم ہندوستان میں مسلمان ہوتے رہے ہیں ●

اس سے نہایت روشن طریق پر واضح ہو گیا کہ جبر و تشدد کے ساتھ بکثرت مسلمان کرتے رہنے کا تو کیا ذکر ہے بلکہ جس قدر گورنمنٹ برطانیہ کے پُرعاطفت زمانہ میں ایک

سال کے اندر نومسلم ہوتے رہے ہیں۔ اُس قدر پہلے ایک سو بیس سال نہیں ہوا کرتے تھے۔

اس حساب کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے ہندوستان میں نومسلم اور نو، اور مسلمانوں کی تعداد صرف آغاز بارھویں صدی عیسوی سے شروع کیا ہے۔ حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد میں اسلام ساتویں صدی عیسوی۔ اور جنوبی ہند میں آٹھویں صدی عیسوی اور مغربی ہند میں نویں صدی عیسوی میں داخل ہوا تھا۔ بدیں صورت مفروضہ بالا تعداد پانچ ہزار کو اور بھی کم کرنا پڑیگا۔ ہندوستان جیسے ملک میں مسلمانوں کی ترقی میں گزشتہ صدیوں کے اندر اس قدر رکاوٹ اور سست رفتار کا ہونا بیشک ہر ایک اہل ایمان کے لئے قابل افسوس اور باعث رنج ہوگا۔ لیکن اس سست اور نہایت دھیمی رفتار پر یہ کہنا کہ ہندوستان میں بزور شمشیر ہی اسلام پھیلایا گیا ہے۔ لغو ہے یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ بے اصل باتوں کو بڑی آب و تاب کے ساتھ فروغ دیا جاسکتا ہو۔

آخر میں میں اپنے مہربان معترض سے یہ بھی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن قوموں پر کبھی کسی اسلامی بادشاہ نے لشکر کشی نہیں کی۔ اور جن ملکوں پر کسی اسلامی سلطنت نے سایہ نہیں ڈالا تھا۔ مگر وہاں اسلام کیونکر پہنچا۔

مثلاً جاوا۔ مجمع الجزائر۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ افریقہ کے اکثر حصے۔ چین کے جملہ اضلاع غرض چھوٹے بڑے بہت سے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد سینکڑوں سے لے کر کروڑوں تک موجود ہے۔ بلکہ ان ملکوں نے اسلامی تلوار تو کیا اسلامی اقتدار بھی کبھی نہیں دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسی زبردست صداقت۔ اور علم محکم کا اثر ہے۔ جو هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله سے نمایاں ہے۔ اور یہ اسی زبردست پیشگوئی کا مصداق ہے جو کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع میں فرمائی گئی ہے۔

یاد رکھو۔ کہ اسلام کی اشاعت کے ابتدائی اسلام سے صرف دو ذریعے رہے ہیں اور یہی ذریعے ہیں۔ جن پر آیندہ بھی اسلامی کامیابی کا دارومدار رہیگا۔

(۱) علماء عظام اور اولیائے اکرام کے فیضان علمی و عملی۔

(۲) تجارت پیشہ دینداروں کی جانب سے تبلیغ اسلام کے فرض کو ادا کرتے رہنا یہی سادہ ذریعے ہیں۔ جو بتقریب دل نشین اسلام کی اشاعت کے آئے رہے ہیں۔ اور بس۔ واعظین میں سے ایک کامیاب نظیر اٹھارویں صدی کے اخیر کی قابل گزارش بیان کرتا ہوں۔ ایک درویش منصور نامی نے کوہ قاف کی قوموں میں اسلام پھیلانا شروع کیا۔ اور سرکیشیا قوم کو مسلمان بنادیا۔ گو سلطنت نے اس درویش کو حبس دوام کی سزائے سخت تجویز کی۔ لیکن اس کی پائدار کوششوں کا نتیجہ یہ تھا کہ ۱۸۶۴ء میں پچاس لاکھ سرکیشی نومسلم ہجرت کرکے سلطنت عثمانیہ میں چلے آئے تھے۔

رہی تجارت۔ اس نے تو گویا ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں اپنا فیض پہنچایا ہے۔ مسلمان تاجر جہاں گئے۔ وہاں صرف مال تجارت ہی نہیں پہنچایا۔ بلکہ دین حقہ بھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم۔ الآیہ کا صحیح مصداق انہوں نے ہی سمجھا یا تھا۔ اور اس لئے بیع وشرائے صوری کے ساتھ یہ معنوی خرید فروخت بھی جاری رکھی تھی۔

اے بزرگواران ملت۔ میری اس قدر سمع خراشی سے یہ بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ اشاعت اسلام کا ذریعہ تلوار نہ تھی۔ اور اسلام کی روحانی طاقت کبھی سلطنت یا حکومت کی تائید کی احتیاج نہ رکھتی تھی۔ بلکہ اسلام کی روحانی طاقت نے دنیوی شان و شوکت کے زوال کی حالت میں اپنے ربانی جلال کو زیادہ روشن دکھلایا ہے۔ اور اسلام کے اشاعت دینے والوں نے اپنے معمولی کاروبار دنیوی میں مشغول رہ کر بھی مسلمانوں کی تعداد و شمار میں نمایاں اضافے کئے ہیں میں اپنے اخوان الصفا اور بزرگان ملت سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ پھر ہم میں سے ہر ایک کیوں ان اسباب پر غور نہ کرنا چاہئے۔ جن پر ہمارے متقدمین صدیوں تک کاربند

رہ کر کامیاب ہوتے رہے ہیں۔

عیسائیوں میں ترویج دین کے ذمہ وار صرف پادری لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام میں ہر مسلمان اس فرض لازمی کا زیر بار ہے۔ اسی لئے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل اصول پر غور اور عمل کرنے میں لگا رہے۔

اوّل۔ سب سے ضروری مسئلہ تعلیم کا ہے۔ اگر میں اس پر مفصل گفتگو کروں تو یہ بجائے خود ایک مستقل اور وسیع مضمون ہے مگر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فہرست تعلیمی میں زیادہ تر دو مقاصد ملحوظ رکھنے چاہئیں (۱) طالب علم کی حالتِ معاش (۲) قوم اور دین کی ضروریات کا اس تعلیم سے پورا کیا جانا۔

سلسلۂ تعلیمی میں جو فن یا جو کتاب ان ہر دو مقاصد کو پورا نہ کر سکتی ہو۔ اُسے بدل دینا چاہئے۔ ہر ایک طالب علم کو ایک بار آور درخت سمجھو۔ جو اپنے مالک کو پھل دیتا اور سب کو اپنے سایہ میں آرام بخشتا ہے۔ ہماری تعلیم گاہ کے طالب علم بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں جو اپنی قوم کو بھی اپنے علم و فضل سے متمتع کرتے رہیں اور غیر اقوام پر بھی اپنا سایہ ڈال سکیں۔ ایسے مقاصد کی تکمیل کے لئے تعلیم کے علاوہ تربیت کی بھی ضرورت ہے اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جن کی تربیت خلق محمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہوئی ہے وہ ضرور بصفت موصوف ہونگے۔

دوم۔ تعلیم کے بعد دوسرا مسئلہ اُخوت فے الدین کا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام نے اُن تمام اختلافات کو جو ملک قوم رنگ زبان کے جدا جدا ہونے سے بنی آدم میں پیدا ہو گئے ہیں یکقلم اٹھا کر سب کو ایک ہی حبل المتین سے وابستہ کر دیا ہے اور صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ کے ایک ہی خم سے سب کو رنگین بنایا ہے۔ اس لئے ہمارا بھی یہ فرض ہونا چاہئے کہ اتحاد و اتفاق کی جامع صورتوں اور محکم اصولوں کو اپنا دستور العمل بنا کر اخوت فے الدین کا پاک نمونہ دنیا کو دکھلائیں۔

سوم۔ اس کے بعد مسئلہ تجارت ہے مشرق سے مغرب تک اسلام کی وُسعت اہل اسلام کی تجارت

سے ہوئی ہے ۔ اور دنیا کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک صرف تجارت کی طفیل ہی یورپ کی قومیں جہان کی مالک بن گئی ہیں ۔ یہ دو نو نظیریں بتلا رہی ہیں ۔ کہ تجارت میں کس قدر دینی اور دنیوی فوائد ہیں ◆

اس لئے میرے نزدیک جہاں تک مسلمانوں سے ہو سکے اپنے روپیہ کو تجارت میں لگانا اور قوم کے بچوں کو اس فن شریف کی جانب متوجہ کرنا برکات دارین کا موجب ہے اب میں دعا پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں ۔ اور دعا سے پہلے سامعین کا شکریہ ۔ جنہوں نے میرے پریشان خیالات کو ایسے بردباری سے سنتے رہنا گوارا فرمایا ◆

اللھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا واھدنا سبل السلام ونجنا من الظلمٰت الی النور وجنبنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن وبارک لنا فی اسماعنا وابصارنا وقلوبنا وازواجنا وذریاتنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۔ واجعلنا شاکرین لنعمتک مثنین بھا ۔ قابلیھا واتمھا علینا ۔

الٰہی ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے ۔ اور ہمارے باہمی معاملات میں صلاحیت بھر دے ۔ ہمکو سلامتی کی راہوں پر چلائے چل ۔ اور ہم کو اندھیروں سے نکال کر نور میں رہنے دے الٰہی تمام اندرونی و بیرونی برائیوں سے ہم کو بچا ۔ اور ہمارے دل اور آنکھ اور کان ۔ ہمارے اہل و عیال میں ہم کو برکت دے ۔ الٰہی ہماری توبہ قبول فرما ۔ توبہ کا قبول کرنیوالا مہربان صرف تو ہے ۔ الٰہی اپنی نعمت کے ساتھ ہم کو توفیق شکر و ثنا بھی عنایت کر ۔ عاجز بندے تیری نعمتوں کے حاصل کرنے کے قابل رہیں ۔ اور تیرے تمام و کمال انعام اُن کی احوال پر شامل ۔ آمین یارب العالمین ◆

دستخط

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان وکیل سرکار پٹیالہ مولف کتاب

غایت المرام و تائید الاسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ و ملٰئکتہ یصلّون علے النبی یاایہا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیما

السلام اے قیمتی تر گوہرِ دریائے وجود	السلام اے تازہ تر گلبرگ صحرائے وجود
السلام اے آنکہ تا از جبہۂ آدم نہ تافت	نورِ پاکش کس نبود از قدسیاں مسجود
السلام اے آنکہ زنگِ ظلمتِ کفر و نفاق	صیقلِ تیغِ تو از آئینۂ گیتی زدود
السلام اے آنکہ ملد و مہر کون و مکان	تیز بیناں را بجز تو در چشمِ شہود
السلام اے آنکہ بہرِ فرش سایت یافت مہر	اطلسے راکش ز شب کردند تار از بہرِ پود
السلام اے آنکہ ابوابِ شفاعت روزِ حشر	جز کلیدِ لطفِ تو بر خلق نتواند کشود
السلام اے آنکہ تا بودم دریں محنت سرائے	در سرم سودائے در جانم تمنائے تو بود

صد صلاتت مے فرستم ہر دم اے محرِ کرام
بو کہ آید یک علیکم در جوابِ صد سلام

قوموں کی ترقی و تنزل حاکم ازلی کی قدرت کاملہ کی آیات بینات میں سے ہے ایک زمانہ تھا کہ مسلمان صاحب علم و تہذیب و سلطنت و دولت تھے اور آج یک دن ہے کہ وہی رہنمایانِ دنیا پست ترین اقوام میں سے شمار ہوتے ہیں مسلمان سلف کے کارنامے ایسے نہیں کہ دنیا ان کو بھول سکے۔ جب تک تاریخ موجود ہے جس کے صفحے ان کی فضیلت و عظمت سابقہ کی شہادت دینگے اور انکے دستِ صنعت کے نقش و نگار اہل عالم کو اپنی طرف متوجہ کرینگے مگر جس قدر مسلمانانِ سلف کا کمال محتاج بیان نہیں اسی قدر مسلمانان حال کا زوال محتاج ثبوت نہیں۔ ہماری تنزل حالی پر نہ صرف ہم خود نوحہ گر ہیں بلکہ ہمعصر قومیں بھی بعض اوقات ہمدردی کے خاطر اظہار تاسف

کرتی ہیں اور ہماری حالت سے عبرت حاصل کرتی ہیں۔ مسلمان چونکہ ایک عظیم الشان بلندی سے گرے تھے اِس لئے جو صدمہ انہوں نے اُٹھایا اُس نے انہیں سالہا سال تک ایک بیہوشی کے عالم میں رکھا۔ انہیں عزّ و جاہ و جلال کے خوابوں نے مست پندار کیا۔ اِس عالم غفلت میں جو کچھ اِنکے ہاتھ سے نکل گیا اِسکا اندازہ بیان سے باہر ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اب کچھ عرصے سے زمانے کی حقیقت ان پر کھلی ہے اور انہیں اپنی بہبودی کی فکر پیدا ہوئی ہے۔ خیر خواہان قوم کی ہمدردانہ کوششوں نے انہیں بہت کچھ آگاہِ حال کیا ہے اور دُور اندیش سے دکھائی دیتا ہے کہ مسلمان اب میدانِ مقابلہ میں قدم رکھنے کو ہیں۔ ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ مسلمانو جاگو کمر ہمت کو باندھو دیکھو تم کارواں سے پیچھے رہ گئے ہو اور ایک کٹھن منزل تمہارے سامنے ہے۔ بہت سے دماغ اِسوقت یہ سوچ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کون سا طریق عمل اختیار کرنا چاہیے جس سے وہ عزت از دست رفتہ کو حاصل کر کے ہمعصران کی آنکھوں میں امتیاز حاصل کریں۔ صاف الفاظ میں یوں کہئے کہ اِسوقت بالاوسلام کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کے کون سے اسباب ہو سکتے ہیں۔

قوموں کے بلحاظ ان کی دنیوی ترقی و تنزل کے تین قسم ہیں اوّل وہ قومیں جو برابر یوماً فیوماً اپنے حاصل کردہ ذریعوں کے امداد سے مدارج ترقی کو طے کرتی جاتی ہیں۔ اور جنکو ہر ایک دن یوم گذشتہ کی نسبت ایک قدم آگے پاتا ہے جیسا کہ اقوام یورپ کے حیرت انگیز جولانی رفتار سے ظاہر ہے۔ دوم وہ قومیں جو نہ ترقی و نہ تنزل پر ہیں بلکہ ایک استادہ حالت پر ہیں۔ اِس قسم کی قومیں بہت ہی تھوڑی ہیں اور دن بدن ان کی تعداد کم ہوتی جائے گی۔ سوم۔ قومیں جو بوجہ گُم گشتگئے اصول بُدہ تنزل ہیں۔ اور مسلمانوں کی قوم اِس تیسری قسم میں سے ہے۔ ایسی قوم کو خاکِ ذلت سے اُٹھا کر صدرِ عزت پر بٹھانا کوئی آسان کام نہیں۔ ہاں خدا کو اگر منظور ہو تو مسلمان اِس کی رحمت کے مستحق اپنے تئیں ثابت کریں تو یوسفِ گم گشتہ کو پھر پا سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اِس کامیابی کے واسطے تدبیر کار کیا ہے۔

قوموں کی زندگی پر نظر کرنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہر ایک قوم دورانِ معاشرت میں ایک خاص غایت زندگی قائم کر لیتی ہے اور اِس غایت کا شوق اسکو اسکی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے اور

ل ملک پیدا ہوتے ساتھ ہی اُنکی حصول کے اصول وضع کئے جاتے ہیں۔ اگر حقیقت غایت کا
م درست ہو اور اصول وضع شدہ موافق حال ہوں تو وہ قوم یکدم میدان ترقی میں بڑھتی ہوئی
نظر آتی ہے۔ اور جب تک ان اصول سے انحراف نہ کرے برابر کامیابی پر کامیابی حاصل کرتی ہے۔ مگر
ذرا سی لغزش کرتے ہی مصیبتیں اور حسرتیں اپنا شگوفہ کھلاتی ہیں۔ ترقی کرنے والی قوموں کی
پھر آگے دو قسم ہیں۔ اوّل وہ قومیں حیاتِ دنیا و زینتِ دنیا کو غایت وجود سمجھتے ہیں۔ دوم
وہ جو حیاتِ دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اقوامِ یورپ کو دیکھو کہ کس طرح یک طرف ہو کر
اپنی پوری طاقت کو حصولِ دنیا میں صرف کر رہی ہیں۔ ان کی کامیابیوں کا سلسلہ حیرت انگیز
رفتار کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ مذہب کا ان کی نظروں میں وہیں تک لحاظ ہے جہاں تک وہ انکی قدم
زنی کے مانع نہ ہو۔ چنانچہ وہ یونیورسل مذہب یعنے مذہب مقبولِ عام صرف اسی مذہب کو سمجھتے ہیں
جو ان پر کسی طرح کی پابندی لازم نہ کرے۔ اگر وہ اخلاق و مروت برتتے ہیں تو نہ اس خیال سے کہ
وہ آخرت کو کام آئے گا بلکہ اس لئے کہ دنیا کی خود پرست زندگی میں بھی اس کے بغیر گذارہ مشکل
نظر آتا ہے۔ غرضکہ وہ حیاتِ دنیا پر شیدا ہیں اور اسکے حصول میں بامراد ہیں اور رہینگے۔

ہمارے رفیق اہلِ ہنود بھی اس رمز کو پا گئے ہیں اور وہ بھی اہلِ یورپ کے قدم بہ قدم چلنے
لگے ہیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے کارنامے بھی اپنی چمک دمک دکھانے لگینگے۔ رہے
مسلمان۔ ان کو عجب مصیبت کا سامنا ہے۔ ان کا موجودہ ضعفِ ایمان تو انہیں بار بار اس پر
آمادہ کرتا ہے کہ شاید دنیا کے ہاتھ پر بیعت کر لو عاقبت کو دیکھا جائے گا۔ زندگی کے چار دن تو
آرام سے کٹ جائینگے۔ چنانچہ مسلمانوں میں اسوقت ایک گروہ موجود ہے جسکے عمر فیشن یورپ کے
رواج و طریق پر اس قدر دلدادہ ہیں کہ مذہب و رسوم سوسائٹی کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک
صدائے یورپ پر لبیک گویاں دوڑتے ہیں۔ یورپین سائنس کی آواز کو بمنزلہ وحی سمجھتے ہیں اور
اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے اظہارِ عقیدت مندی کے لئے قرآن و حدیث کی تاویلیں
کرنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ دینی کو یہ لوگ ایک رغامت سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ وحی کو آوازِ
نفس بتلا کر، معجزہ کو روایات عجیبہ از قیاس و فہم خارج کر، استعارات محض بتلاتے
ہیں۔ پردہ ان کی نظر میں ایک ناملائم رواج ہے۔ تعددِ ازدواج تو گویا ہی ہے۔ مرج ایک بدعت

کی رسم دیرینہ ہے۔ صوم وصلوٰۃ ظواہر میں سے ہیں اور ان جیسے صاحب مستے لوگوں کو انکی ضرورت نہیں یہ لوگ ہیں جو اپنی آوازوں کو یونانی عنیب گویاں کی مانند بلند کر کے ملک سے تصدیق کے خواہاں ہوتے ہیں اور اپنے تئیں نئی روشنی والے کہلاتے ہیں ؂

برعکس نہند نام زنگی کافور

یہ لوگ قوم کی خیرخواہی کے مدعی ہیں حالانکہ قوم کی حقیقی تخریب وتذلیل کی یہ مجسّم صورتیں ہیں۔ واذا قیل لہم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انہم ہم المفسدون ولٰکن لا یشعرون مسلمانوں کی قوم کو خدا نے ایک خاص قوم بنایا ہے۔ جس طرح ان کا سرتاج خاتم النبیین تھا اور اس کی ذات بابرکات میں جملہ صفات کمال انسانی موجود تھیں اسی طرح مسلمانوں کی قوم کی تہذیبی اصولِ معاشرت میں مکمل اصول معاشرت انسانی موجود ہیں۔ وکذٰلک جعلنٰکم امۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدًا" اپنے حبیب کو خدا نے بھیجا اور فرمایا " انا ارسلنٰک شاہداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا" اور اس کے پیروانِ صادق کو دنیا کے لئے نمونہ بنایا۔ افسوس وہی مسلمان اپنے اصول سے غافل محض ہو کر دوسروں کی پیروی پر مٹے چلے جاتے ہیں نہ تو اسلام نہ اصول زندگی مسلمان اولین یہ اجازت دیتے ہیں کہ دنیا کو غایت زندگی قرار دیا جاوے قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ مسلمان کی زندگی شروع ہوتی ہے لا الٰہ الا اللہ سے اور اسی کا انجام ہے " فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" پر اور اس غایت مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں پابندئ ارکانِ اسلام۔ وہ اسلام جس کی نسبت خداوند کریم نے فرمایا ہے " الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً"

جب تک مسلمانوں نے اس نعمت کی قدر کی اس وقت تک وہ فیروزمند رہے اور جب کوتاہ نظری سے اس نعمت کو چھوڑ کر زینت دنیا کی طرف جھکے تو سرنگوں اس قعرِ ذلت میں گرے جہاں کہ اب ہیں۔ اسلام ایک عالمگیر طاقت ہے اور اسکی معجز نما اشاعت کی حقیقت کو وہی لوگ جانتے ہیں جو اس کے اصول پر غور کرتے ہیں۔ بعض متعصب عیسائی مصنفین نے لکھا ہے کہ اسلام ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں قرآن لے کر دنیا میں پھیلایا۔ کیا ہی خوب صورت شعار ہے بیشک اسلام ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآن لے کر آیا مگر یہی تلوار اسلام

کی تلوار۔ اس نے ادھر قرآن کو دیکھا اور ادھر اس شمشیر براں سے کل علائق ہوا و ہوس کو قطع کیا۔ اور آخرکار پکارا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے کہ یہ آواز عرب کے ایک گوشے سے اٹھا اور ہوا کے پروں پر چار اطراف عالم میں پھیلا۔ غرضیکہ مکمل زندگی وہ ہے جو اصول اسلام کی مکمل پیروی پر مبنی ہو۔ منشاء اسلام یہ ہے کہ انسان اپنے فرائض کو نسبت مناسب سے پورا کرے۔ حق نفس کی نسبت حکم ہے "کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین"۔ حق اللہ وحق العباد کی نسبت حکم واضح ہے کہ "واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم"۔

اور اس امر کی نسبت صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ "وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ہو خیرا واعظم اجرا" یہ ہے دستور العمل معاشرت اسلام۔ آج اگر مسلمان تہیہ کرلیں کہ اس دستور العمل کی پیروی کریں گے تو مسلمان ایک دم عمدہ ترین اقوام میں سے بن جائیں۔ اور وہ ساری ظلمتیں جو اس وقت ان کو چار طرف سے گھیرے ہوئے ہیں آناً فاناً میں کافور ہو جائیں۔ جو سوسائٹی اعتدال حقوق کو ملحوظ رکھتی ہے وہی مہذب کہلانے کی مستحق ہے کیونکہ تہذیب کا دوسرا نام حسن معاشرت ہے اور حسن معاشرت اعتدال حقوق سے پیدا ہوتی ہے۔ یورپ میں حسن معاشرت نام تک کو نہیں بلکہ کشیدگی تعلقات یورپ کی اقوام و افراد میں پائی جاتی ہے وہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ یورپ باوجود اس ظاہری جاہ وجلال کے ان برکتوں سے جو زندگی انسانی کو قابل قدر بناتی ہیں معرا ہے۔ مگر اس موقعہ پر کہ مسلمان اپنے آئندہ زندگی کی روش کی نسبت فیصلہ کرنے کو ہیں یہ ضروری ہے کہ وہ صاف طور پر دل میں ٹھان لیں کہ آیا وہ صراط مستقیم اسلام پر بہ نیت صافی چلنے کو تیار ہونگے یا کہ تقلید یورپ کو کافی سمجھینگے۔ مجھے یقین ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی عام مسلمان یہی کہینگے کہ ہمیں خدا اور اسکا رسول بس ہے۔ پس جب مسلمان عزت کو ذلت دنیا پر ترجیح دینے پر آمادہ ہوں تو انہیں وہ وسائل اختیار کرنے چاہئیں جن سے ان کی یہ غرض حاصل ہو سکے۔

جنگ احد میں سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے مسلمانوں کے ایک دستہ کو پہاڑی کے

ناکہ پر متعین کیا تھا کہ دشمن کے راستے کو روکے رہیں۔ اثنائے جنگ میں جب مسلمانوں کی فتح ہوتی
نظر آئی تو اس دستہ میں سے اکثروں نے بطمع مالِ غنیمت اپنی جگہ چھوڑ دی دشمنوں نے موقعہ پا کر
اس ناکہ سے نکل کر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کیا جس سے لشکرِ اسلام کو دل شکن صدمہ اٹھانا پڑا۔
مسلمانوں کے ساتھ بھی معرکہ زندگی میں بعینہٖ یہی معاملہ پیش آیا ہے جب تک کہ وہ بہ تعمیلِ
احکام شریعت ہوا و ہوس کے ناکہ کو روکے رہے اس وقت تک افواج شیطانی ان پر دسترس پا سکیں
مگر طلب دنیا کی خواہش پیدا ہوتے ہی وہ ان پر غالب آ گئیں۔ اور مسلمان اس غنیمہ کے ہاتھ دین اور
دنیا دونو کھو بیٹھے اے مسلمانان یاد کرو کہ خداوند کریم نے جنگ احد کے شرکاء مسلمانوں کی تسلی کے
واسطے کیا فرمایا تھا۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اور یہی ارشاد اس وقت کے
مسلمانوں کی دل شکستگی کی دوا ہے مسلمانوں کی کامیابی کی کلید سوائے ایمان کے اور کوئی
نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے جاہ و جلال و صولت و دولت حاصل کئے تھے تو طاقت ایمانی سے اور
انکو ان کو پھر کبھی اچھے دن دیکھنے نصیب ہونگے تو اسی طاقت کے ذریعہ۔ ہر ایک پودا اسی
آب و ہوا میں پھولتا پھلتا ہے۔ جو اسکی خلقت کے موافق ہوتی ہے مسلمانوں کی قوم کا نہال عرفان
عرفان و ایمان کی آب و ہوا میں پھل پھول سکتا ہے۔ پس اگر خیر خواہانِ قوم یہ چاہتے ہیں کہ
انکی قوم ترقی کرے تو لابد ہے کہ انکی اصلاح حال کر کے سب سے پہلے انہیں مومن بنایا جائے۔ اور میں
یقین رکھتا ہوں کہ انکی سعی اس امر خیر کے شروع ہوتے ہی ان پر خیر و برکت کے خزانے کھل جائینگے۔
میں نے کہا ہے کہ مسلمانوں کو مومن بنایا جاوے۔ اس فقرے کے سنتے ہی حاضرین میں سے بعض
کے دلوں میں ایک مایوسی پیدا ہو گئی ہوگی اور وہ کہتے ہونگے کہ یہ کیسا کج خیال شخص ہے کہ ہمیں
ترک دنیا کا مشورہ دیتا ہے۔ مگر جو لوگ حقیقتِ ایمان کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایمان میں
راسخ ہونے کے لئے ترک دنیا لازم نہیں ہے۔ بلکہ ایمان اور دنیا کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایک
دوسرے کی تکمیل و تزئین کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار۔ حسنۂ دنیا و حسنۂ آخرہ دونو ضروریات انسانی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رہبانیت کو اسلام
نے ناجائز ٹھیرایا ہے کیونکہ ترک دنیا سے حقوق العباد کے پورا کرنے میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور اسی
طرح تکمیل ایمان میں نقص واقع ہوتا ہے پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو مومن بنایا جاوے

تو میری یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو یہ سکھایا جاوے کہ دنیا میں رہ کر اور سب تعلقات کو قائم رکھ کر کس
کس طرح نماز و غیرت پیدا کی جاوے۔ مگر افسوس مسلمانوں کا زوال روحانی یہاں تک پہنچ گیا ہے
کہ انکی اصطلاحات کے مفہوم بھی ذلیل ہو گئے ہیں۔ مثلاً مومن کے لفظ سنتے ہی آنکھوں کے
سامنے ایک مفلس شکستہ خستہ حال کس مپرس شخص کی تصویر کھنچ جاتی ہے۔ اور خود اگر
ایک نفرت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور دیکھئے۔ مولوی کے لفظ کی بھی زمانہ کیا گت بنی ہے۔
مولانا۔ مولائی۔ مولوی یہ الفاظ ایک زمانہ میں ایسی عزت و فضیلت کے القاب تھے کہ
سو برآور وہ حاملان ان کے حصول کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ آج کل ہر ایک ڈاڑھی والا
اردو خواندہ مسلمان مولوی ہے۔ یہیں تک بس نہیں ہوئی ہے مولوی سے بنا ملا اور پنجابیوں
نے اس کا ملوانا بنا کر اس سلسلہ تحقیر کو پورا کر دیا۔ صاحبان! مسلمانوں کی ذلت کی اب
کوئی حد نہیں رہی اور اب وقت ہے کہ سارے قوم یک تن ہو کر اپنے حالت کی اصلاح
کی کوشش کرے۔ ضرورت اصلاح کے دکھلانے کے واسطے میں آپ کی توجہ تین امور
کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اوّل مسلمانوں کی قوت علمی اس وقت کیسی حالت
پر ہے۔ کیا کسی کو تسلیم میں تامل ہے کہ مسلمان تعلیم دنیاوی میں بہت ہی ادنےٰ درجہ پر
ہیں اور تعلیم دینی میں بحیثیت مجموعی بحمد اللہ ہیں۔ حقیقت اسلام سے واقف ہونا تو
درکنار۔ ارکان اسلام اور انکے فرائض سے بھی آگاہ نہیں۔ اور اس پر حیرت یہ ہے کہ کسی
قسم کی کوشش تعلیم دینی کے حاصل کرنے کے واسطے ان کی طرف سے نہیں ہوتی
بلکہ ایسی روش ظہور میں آ رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ضرورت کو ہی سرے سے
تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور بعض ایسے بھی حق فراموش لوگ موجود ہو گئے ہیں جو مسلمان
کہلانا بھی باعث عار سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان وجوہات امتیاز مثلاً نماز و روزہ
وغیرہ کو دن بدن مٹاتے جاتے ہیں تاکہ تشخیص اسلامی کو دور کرکے بصورت کلی اس
فرقہ میں جا ملیں جس کے وہ دلدادہ ہیں۔ اس خرابی کی اصلاح صرف یہی ہو سکتی ہے
کہ مسلمانوں میں علم دینی کو عام کیا جاوے تاکہ قلوب مسلمین اسلام کے حصار حصین میں
مامون ہو کر وساوس و ترغیبات فاسدہ سے مصئون رہیں۔ اس امر پر بحث کرنے کے واسطے

کہ کس طرح ترویج علم دینی ہو میرے پاس وقت نہیں اور نہ ہی یہ موقعہ ہے۔ صرف اسکی ضرورت کا جتلا دینا کافی ہے اور باقی امور پر کل قوم کو غور و فکر کرنی چاہیئے۔ پر نری الفاظ تک ہی اِس کو محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اِس کا عملی نتیجہ بھی دکھانا چاہیئے۔ اِتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تعلیم کئی ایک ذرائع سے ہونی چاہیئے۔

(۱) بذریعہ مدارس

(۲) بذریعہ وعظ

(۳) بذریعہ سلسلہ کتب جو مفت مسلمانوں میں تقسیم کی جائیں۔

(۴) بذریعہ امر معروف و نہی منکر جو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اپنا فرض جانے۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت سے ذریعے ہیں جن پر غور اسوقت ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ مسئلہ عملی طور پر پیش ہو۔ ہاں اتنا اِس وقت کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بالفعل جو چند مدارس تعلیم دینی موجود ہیں۔ اِن مدارس کی خاطر خواہ ترقی نہ ہونے کی وجہ ایک بڑی یہ ہے کہ اُن کے طالب علم عموماً تنگ دست و فلاکت زدہ جماعت میں سے ہوتے ہیں۔ اور اِسلئے اُن کا وجود قوم میں ایسا ابر رحمت ثابت نہیں ہوتا جس کی ضرورت موجودہ زمانہ میں ہمیں ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کسی مدرسہ دینی میں مرفع الحال لوگوں کی اولاد بھی تعلیم پا رہی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگوں پر نماز اور روزہ بے سود اور کوئی فرض ہی قابل ادا نہ ہو وہ تو جمیع فرائض اسلامی کے علم حاصل کرنے میں برسوں سر مارتے ہیں اور جن کو ہر ایک فرض کی پابندی لازم ہے وہ زندگی کا ایک منٹ بھی اپنی ذمہ داریوں کی فکر میں صرف نہ کریں۔ یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا۔ مسلمانو اگر اولاد کو یونیورسٹی کی ڈگریاں دلا کر خوش ہوتے ہو کہ اِن کو اعلےٰ مراتب پر دیکھو تو کیا یہ نہیں چاہتے کہ اِن کو جنت معلّٰے میں سرفراز دیکھو۔ ذرا چشم عبرت کھول کر دیکھو ہماری غفلت کاری دیکھ رہی ہے کیا کیا نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ وبا موجود ہے۔ قحط علیحدہ گلا گھونٹ رہا ہے۔ سب طرف سے وحشت کا عالم ہے۔ غلط فہم لوگ کہتے ہیں کہ حج کے بارے میں گورنمنٹ کی احتیاطیں بہت سے عازمان حج کو فرض کے ادا کرنے سے باز رکھتی ہیں۔ گورنمنٹ اپنی کل رعایا کی بہتری

کے ذمہ وار ہے۔ اور اسکی کل احتیاطیں مبنی بر حکمت ہوتی ہیں۔ حج سے مانع آنا درکنار گورنمنٹ کا تعلق اگر جہازات سفری کے ساتھ ہوتا تو اس کے شفقت و مروت سے یہ توقع بھی ہو سکتی تھی کہ وہ عازمان حج کو انکے کرایہ وغیرہ میں بھی رعایت دیتی۔ یہ مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان کو ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ رکھا گیا ہے کہ جس سے ان کو فرائض مذہبی کے ادا کرنے کی پوری آزادی دے رکھی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی بداعمالی انکی سدراہ ہے۔ مسلمان اس درگاہ مقدس مین حاضر ہونے کے لائق ہی نہیں رہے۔ بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند۔ کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی ؏

خدا کے خالص بندے رسول کے مطیع گورنمنٹ کی وفادار رعایا اور ہم جنسوں کے سچے خیرخواہ ہم اسی وقت بن سکینگے جب کہ علم دین سے پورے واقف ہو کر اپنے زندگی کے منشا کو سمجھینگے و عباد الرحمن الذین یمشون فی الارض ہونا۔ جس قدر مسلمانوں کو مذہب کا علم کم ہو گیا ہے اسی قدر انکی محبت دینی بھی گھٹ گئی ہے اور یہ زوال محبت ان کے ہر ایک قول و فعل سے عیاں ہے۔ حاضرین مجلس مجھے معاف رکھینگے اگر میں ان کی خدمت میں التماس کروں کہ وہ اپنے حافظہ کو ٹٹولیں کہ انہیں رسالتمآب سرور دو جہان کے حالات طیبہ میں سے کیا کچھ یاد ہے۔ حدیث رسول سے کس قدر واقفیت ہے عام امور زندگی کی نسبت احکام خدا و ہدایت رسول کیا ہے۔ اس تھوڑے سے امتحان کا نتیجہ یقیناً ثابت کریگا کہ ہمیں خدا اور اس کے رسول سے منافرت ہے۔ کاش مسلمان بھولے ہیں تو کس کو اس شفیع روز جزا کو جسکی زبان مبارک پر دم اولین و واپسین "امتی امتی" جاری تھا۔ اس رحمۃ للعالمین کے سامنے ہم کونسا منہ لے کر جائینگے۔ محبت رسول ہی ہماری نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے اور اس محبت کے پیدا کرنے کے واسطے ہمیں کوشش کرنی ضرور ہے۔

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ پر قرآن مجید کی تلاوت کے وقت عجب رقت طاری ہوا کرتی تھی ایک شخص نے ان سے پوچھا یہ "تو عجمی و قرآن ندانی ایں گریہ از چیست"۔ آپ نے جواب دیا "آرے حبیب عجمی است اما دل عربی دارد"۔ ہمیں عربی دل مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ جن کے رگ و پے میں محبت اسلام بھری ہوئی ہو۔ میں نے اکثر تعلیم یافتہ مسلمانوں کے منہ سے سنا ہے کہ سر سید احمد خاں مرحوم کے بعد کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو مسلمانوں کا رہنما بن سکے۔ سے مسلمانو کیا تمہارا خدا اور اس کا رسول رہنمائی

کو کافی نہیں۔" ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" میں نے پہلے بھی کہا ہے اور پھر بھی کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی قوم ایک خاص قوم ہے اور انکی خصوصیت اس امر میں ہے کہ اور قومیں دنیا کی ہو کر دنیا میں ترقی کرتی ہیں۔ اور یہ دین کی ہو کر دنیا میں بڑھتی ہے اور دنیا کی طرف منہ کرتے ہی دین و دنیا دونوں کھو بیٹھتی ہے۔ غرضکہ دین اسلام کا بنیادی پتھر مسلمان کے دل میں محبت رسول ہے۔ بزرگان سلف کی سوانح عمریوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کہاں تک محبت رسول میں سرشار تھے۔ کفار قریش سرتاج عالمیان سرور دوجہاں کے قتل کے درپے ہیں۔ اور عزم راسخ کر چکے ہیں مگر حضرت علی کی محبت کو دیکھئے کہ وہ حیدر کرار بستر رسول پر چادر تانے لیٹا ہے اور اپنا سر قربان کرنے کو تیار ہے۔ مسلمانو تم اپنے رسول کی خاطر کیا کچھ دنیا پسند کرتے ہو۔ بخدا دنیا میں اگر کوئی پیارا نام ہے تو نام "محمد" اور اگر کوئی پیاری ذات ہے تو ذات "محمد"۔ محمد عربی کابروئے ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او۔

یا کافۃ المسلمین اس غفلت کو دور کر کے اپنے شفیع کے لواء کے زیر سایہ جمع ہو جائیں۔ اپنے خلق کو اپنا دستور العمل قرار دو۔ اور "صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ" کے مصداق بنو۔ حاضرین مجلس سے میری یہ التماس ہے کہ گو انہیں محبت رسول ہے تو خلق رسول پر کاربندی لازم ٹھیرا لیں اور دیکھیں کہ انکے گھروں کے کل امور مطابق احکام رسول ہوتے ہیں۔ اگر کچھ مسلمان بھی نمونہ بنکر دکھائیں تو یقین ہے کہ ان کی نیک مثال باقی مسلمانوں پر بھی فوری اثر پیدا کرے۔ تیسرا امر جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ مسلمانوں کے قوت ارادے کی حالت ہے۔ یہ قوت جس قدر کمزور ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تقریباً یہ ضرب المثل بن چلا ہے کہ مسلمانوں کے ارادے جس قدر جلدی شروع ہوتے ہیں اسی قدر جلدی زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ارادے کی تکمیل اتحاد افراد پر ہوتی ہے اور اتحاد نتیجہ ہوتا ہے اتفاق خیالات کا اور اتفاق خیالات اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ سب افراد کو غایت فی الامر کا علم ہو۔ چونکہ مسلمان جو کام شروع کرتے ہیں اسکی غایت کا علم تھوڑوں کو ہوتا ہے اسلئے فوراً ایک گروہ معترضین کا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جو اس کام میں روک کرنا اپنا فرض قرار دے لیتا ہے۔ مسلمان سینکڑوں تجویزیں کرتے ہیں۔ انجمنیں بناتے ہیں۔ مدرسے جاری کرتے ہیں کانفرنسیں تجویز کرتے ہیں مگر باینہمہ اس وقت تک مقصد سے کوسوں دور ہیں کوشش

اکثر مناقض کیجاتی ہیں اور اسطرح اس تصادم سے قوت زائل ہوکر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا مسلمانوں کے اپنے ارادوں میں کامیاب نہونے کی دو وجہیں ہیں۔ اول تو یہ کہ ان کو اپنی ذرائع کا علم نہیں۔ دوئم وہ اوروں کی دیکھا دیکھی بلند پروازیاں کرتے ہیں۔ بڑی روک جو حصول مقاصد میں آتی ہے وہ قلتِ سرمایہ ہے مگر یہ اس لئے نہیں کہ مسلمان مفلس ہیں۔ مسلمان نسبتہً مفلس ضرور ہیں۔ مگر اپنی ضروریات کے لحاظ سے مفلس نہیں۔ ہاں ان کو ضروریات کا علم نہیں اور نہ ہی انکو مناسب طریق پر لگا ہی دیجاتی ہے۔ چندہ لینے پر آج کل بہت زور ہے اور لوگ دیتے دیتے تھک بھی گئے ہیں۔ مگر کوئی ایسی تجویز نہیں بتائی گئی جس سے چندہ دینے والوں کی تعداد میں بھی ترقی ہو۔ قوم کا جو مفلس طبقہ ہے وہ دن بدن مصیبت و بلا میں گرفتار ہوتا جاتا ہے اور قوم کی طرف سے انکی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں۔ ابتدا میں اس فرقہ کی پرورش زکاۃ سے ہوا کرتی تھی۔ مگر مسلمانوں نے اب زکاۃ دینی چھوڑ دی کیونکہ زکوٰۃ دینے سے نہ تو کسی اخبار میں نام نکلتا ہے اور نہ ہی گورنمنٹ کی طرف سے خطاب ملتا ہے۔

غریبوں کو بعض دفعہ روپیہ قرض بلا سود نیک دل مسلمانوں سے مل جایا کرتا تھا مگر اب مسلمان سود کے جواز ثابت کرنے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ بھلا قرضہ بلا سود کون دینا پسند کرے گا۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں بیکاروں گداگروں و مجرموں کے تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ جیل خانوں کی رونق ہیں تو مسلمان۔ گلیوں کے گشت گن ہیں تو مسلمان۔ شراب خانوں کی زینت ہیں تو مسلمان۔ غرضکہ جو جگہیں موجب ذلت ہیں ان سب میں مسلمان ممتاز نظر آتے ہیں۔ جس قوم کی طاقت کا ایک بڑا حصہ اس طرح معطل ہو وہ کس طرح فلاح حاصل کرسکتی ہے۔ جب تک مسلمان اپنے ارادوں کو جمیع اطراف سے ہٹا کر تابع اسلام نہ بنا دینگے اس وقت تک ان سے کسی کام کا بن پڑنا محال بلکہ ناممکن ہے۔

یا علیم یا رحیم یا قدیر یا بصیر ہمارے نفوس اور اپنے حبیب کی محبت پیدا کر ہمیں طاقت دے کہ دنیا میں ہیں تو تیرے ہو کر رہیں اور عاقبت کو اٹھیں تو تیرے بندوں میں شمار ہوں الٰہی اپنے محبوب کا صدقہ ہمیں وہ چشم بینا عطا فرما کہ تیری آیات کو دیکھیں اور ہدایت پکڑیں۔ الٰہی ہماری آنکھ جو دولت و نکبت کو ہمارے لئے موجب رحمت ثابت کر۔ الٰہی سوء ہر شیطانی کو ہم سے دور رکھ۔ ہمیں حسنۂ دنیا و حسنۂ آخرت نصیب کر۔ الٰہی ہمارے دانتوں کو روشن کر اور ہمارے دلوں کو صاف کر ہمارے ارادوں کو مستحکم کر۔ الٰہی ہمیں ہر وقت تیرا خیال رہے اور تیرے حبیب کا جمال ہو۔ الٰہی جو کچھ ہمارے لئے اچھا ہو اور ہم سے دور رکھ جو ہمارے لئے برا ہو۔ وافوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔ فقط

دستخط
مولوی محمد دین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ وزارت الوکیہ بہاولپور

نظم بعنوان "اسلامی تعلیم"

حمد جناب باری عز اسمہ

کسی کا منہ نہیں جو لکھ سکے وصف اسکی قدرت کا — کہ ہے سارا جہاں ادنے نمونہ جسکی صنعت کا
معما کمل نہیں سکتا کسی سے اسکی حکمت کا — کہ بس چلتا نہیں انسان کے فہم و فراست کا
یہاں چکر میں آتا ہے دماغ ارباب فطنت کا — کسی کا منہ نہیں جو لکھ سکے وصف اسکی قدرت کا
کہ ہے سارا جہاں ادنے نمونہ جسکی صنعت کا

زباں سبزہ و گل شاہد توحید باری ہے — کہ ہے لاریب یکتا باغباں گلزار کثرت کا
پرندوں کی زباں پر رات دن ذکر اسکا جاری ہے — اسی کے شوق میں اشجار پر اک وجد طاری ہے
اسی کا نور پیچ و شاخ برگ و بر میں ساری ہے — زباں سبزہ و گل شاہد توحید باری ہے
کہ ہے لاریب یکتا باغباں گلزار کثرت کا

جسے چاہے وہ عزت دے جسے چاہے وہ ذلت دے — ٹھکانا کیا بھلا اللہ اکبر اسکی عظمت کا
بدن کے رونگٹے ہیبت کے مارے کانپ اٹھتے ہیں — کبھی جو دھیان آتا ہے مجھے شان جلالت کا
خدا کے قہر کی برداشت بیحد سخت مشکل ہے — ذرا دل میں تصور تو کرو اگلوں کی حالت کا
بڑے سرکش تھے کیا نمرود کیا فرعون کیا ہاماں — کتابوں میں مفصل تذکرہ ہے جنکی سطوت کا
خدا کے حکم سے باہر ہوتے ہوتے تو ہو گذرے — مگر آخر کو چکھا نہ مزہ کفران نعمت کا
تعلی کی جو لیتے تھے بہت کچھ گر پڑا آخر — خدا کے قہر کی اک ٹھیس سے قصر انکی نخوت کا
گیا پیچ شہسواران بساط دہر کو دم میں — ہر اک منصوبہ قدرت عجب نقشہ ہے حیرت کا
ارم کے باغ سے شداد کو پھینکا جہنم میں — ثمود و عاد کو رسوا کیا بازار عالم میں

ڈبویا لشکر فرعون اور فرعون کو یم میں　　کیا نرغہ شہسواراں بیسا طاہر کو دم میں

ہر اک منصوبہ قدرت عجب نقشہ ہے حیرت کا

کبھی کفار کی اس ظاہری دولت پہ مت جانا　　یہی تو خاص ہے بہروپ صورت باز قسمت کا

وہی رکھتا ہے پردہ ہم سے بدکاروں کا یاں ورنہ　　دقیقہ کونسا ہم نے اٹھا رکھا فضیحت کا

نعت سرور کائنات

یہ جو ہم تم عقوبت سے پناہ حق میں ہیں اب تک　　فقط ذات محمدؐ ہی سبب ہے اس عنایت کا

محیط فیض و عین جود و بحر فضل ربانی　　کیا کام اُسنے پیاسوں کیلئے باران رحمت کا

وہ سلطان رسل اور مونس و غمخوار مسکیناں　　وہ محبوب الٰہی اور عاشق اپنی امت کا

لباس فقر در بر تاج فخر العالمیں بر سر　　لئے ہاتھوں میں منشور خدا ختم رسالت کا

یتیموں اور بیواؤں کا سچا مونس و یاور　　غلام اسکا مراتب میں سلاطیں سے کہیں بڑھ کر

پکاری جائے گی اُسکی دہائی تا دم محشر　　لباس فقر در بر تاج فخر العالمیں بر سر

لئے ہاتھوں میں منشور خدا ختم رسالت کا

وہ بیشک لے گیا گوئے بلاغت شہسواروں سے　　عرب لوہا گیا مان اُس کی شمشیر فصاحت کا

فروغ کلمہ توحید سے عالم ہوا روشن　　زبان پاک تھی لاریب اک بزم وحدت کا

بتائے اُس نے وہ بے مثل گر علم الٰہی کے　　افادہ کھل گیا جن سے تمام اسرار حکمت کا

دلوں کے آئینوں کو وہ جلا دی اُسکی صیقل نے　　کہ اُنمیں نام تک باقی نہیں چھوڑا کدورت کا

کھلا ہے سب پہ جو یہودیوں سے کی ہے ہمدردی　　سبق انصار نے دنیا کو پڑھا دیا اخوت کا

جبھی سے ہو گیا ہمدردی انصار کا شہرہ　　اور اب ہے ٹھیک تیرہ سو ستر ہواں سال ہجرت کا

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کا جو رتبہ ہے　　وہ کیا ہے جانتے ہو فیض ہے حضرت کی صحبت کا

اطاعت کی مسلمانوں کی صدیوں ایک عالم نے　　الغرض تھا یہ سردار دو عالم کی اطاعت کا

مسخر قاف سے تا قاف دنیا کو کیا ہم نے ۔۔۔ سپر رکھدی ہمارے سامنے ایراں میں رستم نے
جھکایا سر ہمارے آستاں پر قیصر و جم نے ۔۔۔ اطاعت کی مسلمانوں کی صدیوں ایک عالم نے

تصدق تھا وہ سردار دو عالم کی اطاعت کا

ملی ایمان کی دولت یہی احساں کیا کم ہے ۔۔۔ مسلماں کونسا ہے جو نہیں ممنون حضرت کا
وہ بندہ جسکا سر سجدے میں خالق کیلئے خم ہے ۔۔۔ وہ نزدیک خدا عزت میں تاج خسرو و جم ہے

مسلماں کونسا ہے جو نہیں ممنون حضرت کا

موجودہ حالت پر افسوس

اُٹھائے سینکڑوں رنج آپ نے تعلیم کی خاطر ۔۔۔ ہزار افسوس اب یہ حال ہے حضرت کی امت کا
علوم دین کی خدمت چھوڑ آقا سے ہوئے بندے ۔۔۔ کہ ہم سے چھن گیا ایوان اسلامی حکومت کا
پرانے علم کو چھوڑا نئی تعلیم کے پیچھے ۔۔۔ سمجھنا چاہئے تھا کچھ تو حق اسکی قدامت کا
جو دولتمند سوئیں راتدن آرام سے گھر میں ۔۔۔ اُنہیں کیا خیال مفلس طالب العلموں کی زحمت کا
یہ بیچارے تکالیف سفر سہ سہ کے آتے ہیں ۔۔۔ محبان وطن کو چاہئے فکر اُن کی راحت کا
مصیبت میں کسی کے کام آجائیں تو بہتر ہے ۔۔۔ کہ اک دن سامنا ہوگا بڑی بھاری مصیبت کا
نہیں راہ خدا میں ہم اُسی کی دی ہوئی دولت ۔۔۔ ذرا سوچو تو ناحق خون ہوتا ہے مروت کا
ہمارے سامنے کتنے ہی دولتمیں ہو گزرے ۔۔۔ مگر اچھا نہیں انجام دنیا کی محبت کا
بہت کنجوس سر پہ بوجھ لے تحت الثریٰ پہنچے ۔۔۔ ہمیشہ بول بالا ہے سخی کا اور سخاوت کا
ہماری شامت اعمال ہی کا یہ نتیجہ ہے ۔۔۔ گلہ کرنے کو جائیں کس سے اپنی اس کی گت کا
بلا کی تھی وہ اتنی سی مٹی دولت کی بدقسمتی ۔۔۔ کہ تھمیا دہ ہے اب تک اُس شراب تیز عشرت کا
اگر دنیا کی خاطر دین کو کوئی طاق پہ رکھدے ۔۔۔ تو پھر اسلام پر احساں کیا ہے اُسکی خدمت کا
جو ایسی ہی رہی ہمدردی اسلام کی حالت ۔۔۔ تو بس اللہ حافظ ہے مسلمانوں کی عزت کا

تعریف شریعت اسلام

شریعت سے سدا اُبھرے۔ گرے ترک شریعت سے
ہمارا حال ہی کیا کم سبق ہے ہم کو عبرت کا
شب تاریک ہستی میں کبھی جاگے کبھی سوئے
زمانے کے سمندر میں کبھی اچھلے کبھی ڈوبے
ابھی تھوڑی سی مدت میں کبھی سنبھلے کبھی گرے
شریعت سے سدا ابھرے۔ گرے ترک شریعت سے
ہمارا حال ہی کیا کم سبق ہے ہم کو عبرت کا

شریعت سے ہی ہے دنیا کی گھر کی سیاسی آبادی
شریعت ہی حقیقت میں ہے دروازہ طریقت کا
شریعت ہی علوم فلسفیہ کی کسوٹی ہے
شریعت ہی ہے دستور العمل اہل حقیقت کا
جسے منظور سیر جلوہ قدرت ہو آجاوے
کہ علم دین دروازہ ہے شہرستان فطرت کا

علم دین کی ضرورت

تلاش علم دیں کتنی ضروری ہے مسلماں پر
عرب سے تا بہ چیں سوچو تو اندازہ مسافت کا
خدا شاہد کہ ہے یہ شغل سب اشغال سے بہتر
اگر یہ بات کچھ بھی صدق سے معلوم ہوتا ہے
تو سمجھو اطلبوا العلم ولو بالصین پڑھ کر
تلاش علم دین کتنی ضروری ہے مسلماں پر
عرب سے تا بہ چیں سوچو تو اندازہ مسافت کا

حریص دین و محتاج دنیا پر رہو قانع
وہ موقع حرص کا ہے اور یہ موقع قناعت کا
پیمبر کی امانت ہے یہ دیں اسکو نہ کھو بیٹھو
بڑا ہی جرم ہے کرنا امانت میں خیانت کا
ضروریات دیں سیکھو تمہیں کیا بحث ہے اس سے
عبث لے بیٹھے ہو جھگڑا ہیولے اور صورت کا
حدیث و فقہ و تفسیر و ادب از بس ضروری ہے
مگر تھوڑی سی منطق بھی خصوصاً باب حجت کا
بہت خوش پوش علم دیں سے ہیں مطلقاً کورے
اور اس پہ نیچریت قہر ڈھاتی ہے قیامت کا
کسی آزاد سے پوچھو وضو میں فرض کیا کیا ہیں
ابھی کھل جائیگا حال آپکو انکی لیاقت کا

جیسے دکھتا نہ ہو آنکھوں سے زنگ الحاد کا ظاہر
جو یہ الحاد دیکھے اور نہ سمجھے اس ضرورت کو

کریں مفتی سلیم اللہ علاج اسکی بصارت کا
وہ منکر ہے ہدایت کا وہ اندھا ہے بصیرت کا

مدرسہ نعمانیہ کی ضرورت اور اسکی امداد

علاج امراض نفسانی کا لازم تھا اسی باعث
بیاں کی کیا ضرورت نام ہی سے صاف ظاہر ہے
امام بوحنیفہ واقعی شاہ ائمہ تھے

مطلب یہ مدرسہ ٹھہرا ہے روحانی طبابت کا
کرو حاصل ہے شرف اسکو امام اعظم سے نسبت کا
کہ انکی فقہ ہے قانون اسلامی حکومت کا

کوئی کیا جانتا ہے حضرت نعمان کے رتبے
ہوئے شاگرد بو یوسف محمد اور زفر جیسے

مسلمانوں میں ہیں دو ثلث انکے ماننے والے
امام بوحنیفہ واقعی شاہ ائمہ تھے

کہ ان کی فقہ ہے قانون اسلامی حکومت کا

مسلمانوں کو تعلیم ادب بھی لازمی سمجھو
مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہونے ضروری ہیں
مدارس میں بھی تعلیم و تعلم کا ہو ہنگامہ
حقیقت میں علوم مشرقی کی قدر تب ہو
مدد اس انجمن کی موجب جنت عقبےٰ ہے
یہ کار خیر ہے بس حصہ لکھہ کر دینے کا
یہاں دو ایک دن دو ایک سے ہے میں ستر
لگے ہاتھوں خدا کیواسطے جو ہو سکے کر لو
پڑے سوتے ہو کیا اس خواب غفلت سے ذرا چونکو
یہ جتنا وقت فرصت ہے اسی کو مغتنم جانو

کہ عالم پر کھلے کچھ حال قرآں کی بلاغت کا
جو گمراہ ہوں تو بتلاسکیں رستہ ہدایت کا
مساجد میں بھی کچھ چرچا رہے وعظ و نصیحت کا
کہ ہفتہ وار ایک جلسہ ہو دستار فضیلت کا
اگر سمجھو تو یہ اچھا وسیلہ ہے سعادت کا
کہ ذرہ بھر نہیں خیال اسمیں زیادتی جماعت کا
مسلمانوں کے ہاتھ آیا ہے عجب نسخہ تجارت کا
وگرنہ سر پہ آپہونچا ہے دیکھو وقت حسرت کا
سوتے سے کام باقی ہیں اٹھو جلدی کرو یارو
لگے ہاتھوں خدا کیواسطے جو ہو سکے کر لو

وگرنہ سر پہ آپہونچا ہے دیکھو وقت حسرت کا

اگر اسوقت بھی اسلام کی خدمت نہیں کرتے
حکومت کی طرف سے مطلقاً حاصل ہے آزادی
نہیں معلوم آپس میں مسلماں کیوں جھگڑتے ہیں
حسد نے تم کے قسم میں سینکڑوں گھر پھونک ڈالے ہیں
کرو اس کام کو سب یکجہت اور متفق ہو کر
تعجب ہے ذرا سا کام تم کو ہو گیا دو بھر
سہارا دو یکے چڑھا دو کسی صورت سے یہ چھپر

تو پھر وہ کونسا دن ہو گا اظہار قوت کا
ملیگا اور کس دن اس سے اچھا وقت فرصت کا
تباہی کے لئے کیا کم تھا وہ جھگڑا امامت کا
ڈرو اس سے کہ یہ جو دو دیر کا لے ہے آفت کا
زیادہ ہے صلوۃ الفرد سے رتبہ جماعت کا
سبب یہ ہے کہ ملکے کام کرنیکے نہیں خوگر
کرو اس کام کو سب یکجہت اور متفق ہو کر

زیادہ ہے صلوۃ الفرد سے رتبہ جماعت کا

قدم آگے بڑھائے وہ جوانمرد آج میداں میں
حقیقت میں امیروں پر غریبوں کا بڑا حق ہے
اگر واقف نہیں ہو عالموں کی قدر و قیمت سے
بلایا ماہران علم کو ہر ہر ولایت سے۔
بٹھاتا تھا انہیں دربار میں اکرام و عزت سے

جسے دعوے ہو علم و دین بر حق کی حمایت کا
کہ پیدا کر دیا اسلام نے رشتہ قرابت کا
تو دیکھو تذکرہ ماموں کے عہد خلافت کا
زیادہ جانتا تھا اُن کو اپنی ساری دولت سے
اگر واقف نہیں ہو عالموں کی قدر و قیمت سے

تو دیکھو تذکرہ ماموں کے عہد خلافت کا

سنا کرتا ہوں اکثر بعض جنٹلمین کہتے ہیں
کہا ہے مولویوں کو بھلا زر دار ہی کس نے
یہ رونے کی جگہ ہے ہنستے ہو کیا انکی حالت پر
جناب حق میں فرق منعم و مفلس نہیں مطلق
مزا ہی کیا جو ہوں اُستاد و شاگرد فاقہ مست
خدا نا کردہ جس دن علم دیں چھینا گیا ہم سے
بحمد اللہ ایسے بھی مسلماں ہیں کہ ہے جن میں

اثر پڑتا ہے دس گھر ایک ملاں کی نحوست کا
عیاں ہے حال بیچارونکے ایام فلاکت کا
کہ پیدا انکا ہے ہمرتبہ ہی کی ترک رفاقت کا
کسی صورت میں ہو پیدا آدمی اچھا ہو سیرت کا
مدرس کو سنا ہے لطف آتا ہے ریاست کا
تو اس دن فیصلہ سمجھو مسلمانوں کی قسمت کا
اثر اسوقت تک باقی بزرگوں کی شرافت کا

اسی جلسہ میں ایسے جوش ڈالے ہیں کہ دم بھر میں — رگوں میں دوڑنے لگتا ہے خوں انکی حمیت کا
مسلماں یہ تحمل کرکے علم کو برباد ہونے دیں — نہیں ہرگز نہ ہوگا یہ تقاضا ان کی غیرت کا
یہ تھوڑا سا بیان حال علم دین ردے نے کو — انہیں کافی ہے جن کو خوف ہے روز قیامت کا
دعا پر ختم کرتا ہوں کہو آمین سب دل سے — معزز سامعین تیّ بندہی ہے سخت رقت کا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

ہمارے دل کو روشن کر فروغ صدق سے یا رب — تصدق اپنے سچے دوستداروں کی صداقت کا
لگادے ہمکو عزت اور خودداری کے رستہ پر — تصدق اپنی شان کبریائی وجلالت کا
ہمارے دوستوں اور بال بچوں کو ہدایت دے — تصدق اپنے پیارے مصطفےٰ کی آل و عترت کا
عنایت کرکے بگڑی کو بنادے اے میرے مولا — بجز تیرے نہیں ہے کوئی اس مرحوم امت کا
دلوں کو نرم کرکے دین کی تائید سے بھردے — اٹھادے دیدۂ عبرت سے پردہ خواب غفلت کا
الٰہی ہم کو توفیق تولاء بیمبر دے — بھرا ہو جسمیں سودائے جنون عشق وہ سر دے
ہمارے بازوئں کو قوت بازوئے حیدر دے — دلوں کو نرم کرکے دین کی تائید سے بھردے

اٹھادے دیدۂ عبرت سے پردہ خواب غفلت کا

نظم بعنوان ”مسلمانوں کی حقیقی ترقی“

قطعہ

کہا کسی نے با فسوس ایک مجمع میں — کہ حال خلق خدا قحط سے ہے سخت نڈھال
نہ دل میں زور نہ تن میں سکت بلبوں پہ دم — کمر سے لگ گئی فاقوں کے مارے پیٹ سے کھال

ادھر اناج اُدھر روزگار ہے کمیاب
تھے اتفاق سے مجمع میں ایک مرد خدا
کہا جناب نے بالکل درست فرمایا
خدا ہی جانتا ہے خلق کی جو حالت ہے
مگر حضور تعجب ہے کہ کوئی فکر نہیں ۔
یہ سنکے چونک پڑے حاضرین با تمکین
معاف کیجیے حضرت ہماری گستاخی
کہ کالج اور سکولوں سے اس زمانے میں
علے العموم مگر ریلوے سٹیشن پر
کہا ضرور ترقی ہے علم دنیا کو
نہ کوئی پڑھتا ہے قرآن پاک کی تفسیر
نہ ہے حدیث کا چرچا نہ فقہ کا دستور
حصول علم ادب فرض ہے کہ اُسکے بغیر
سوا انکے ہیں جتنے فنون ایسے ہیں
جدید کورس سے چلتا نہیں ہے دین کا کام
تمام علم تواریخ کا مآل یہ ہے ۔
اگر یہ جان بھی لیں ہم تو فائدہ کیا ہے
رہی فلاسفی اُسکی نفی ذہن ہے بے لگام
جو وقت پاؤ تو یہ بھی سہی بقدر قلیل
اور ان علوم طبیعی کو دور ہی سے سلام
اسی پہ اور فنون کو قیاس کر لیجے

ابھی کاٹینگے کیسے غریب لوگ یہ سال
یہ سنکے بیٹھ گئے اپنی ریش فش کو سنبھال
دلیل نیک نہادی ہے آپ کی یہ مقال
نگاہ رحم کرے سینہ پہ ایزد متعال
اور اس دیار میں ہے مدتوں سے علم کا کال
اور اس طرح سے وہ گویا ہوئے با استقلال
مگر جناب کو معلوم ہی نہیں یہ حال
کوئی جگہ نہیں خالی یہاں سے تا بنگال
علے الخصوص مثل پاس ہوتے ہیں محمال
علوم دین کو لیکن ہے مدتوں سے زوال
نہ کچھ اصول سے مطلب نہ شغل علم رجال
یہی علوم تھے پہلے مدار فضل و کمال
کسی کمال کی تحصیل ہے خیال محال
کہ جیسے اور بہت سے ہیں مثنوی اشغال
مثل یہ ہے عربی کی کہ للحرب رجال
کہ کس زمانے میں اور کون شخص تھا جیپال
کہ کا جھگڑا ہے کدھر اور کہاں ہے نینی تال
یہ سب ہے وہ راگنی جسکا کوئی سر ہے نہ تال
اور اس سے آگے ریاضی ہے مفت کا جنجال
کہ ہم کو کچھ نہیں معلوم ان کا کیا ہے مآل
یہ چند نام گنے ہیں فقط بطور مثال

یہ سب تو ہو ہی رہا ہے مگر ہمارے لئے ۔۔۔ علوم دین ہی ہیں صرف مرجع آمال
انہیں علوم سے ہوتے تھے لوگ عارف حق ۔۔۔ انہیں علوم سے ہوتے تھے برگزیدہ خصال
انہیں علوم پہ مبنی تھی سلطنت کی بنا ۔۔۔ انہیں علوم پہ موقوف تھا جدال و قتال
انہیں علوم پہ نازاں تھے سب امیر و غریب ۔۔۔ کہ یہ غریب کی دولت امیر کا تھے جمال
پہ اس زمانے میں بہتر اُسی کو جانتے ہیں ۔۔۔ کہ جسکی اعلیٰ ہو پوشاک اور گرہ میں ریال
مگر زمانے کی گردش کہ عالموں کو اب ۔۔۔ نہ مال و زر ہی ہے حاصل نہ کوئی جاہ و جلال
اسی سبب سے ہمارے بہت ہیں دنیا دار ۔۔۔ نہ ان کا حال ہی خاطر میں لاتے ہیں نے قال
کسی حکیم کا یہ قول کیا ہی چسپاں ہیں ۔۔۔ کہ قدر مرد بعلم است و قدر علم بمال

دستخط

مولوی محمد شفیق الرحمٰن صاحب مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی)

نظم بعنوان "اسلامی دنیاداری"

اوّل قطعہ مناجات

یہ عرض ہے تیری درگاہ میں خداوندا ۔۔۔ کہ تیرہ دل ہوں نہایت ہی شرمسار ہوں میں
مکان ہے دلِ کافر سے تیرہ تر میرا ۔۔۔ سیاہ بخت ہوں یا رب سیاہ کار ہوں میں
بلند ہے عرقِ انفعال کا طوفاں ۔۔۔ وفور جرم سے اسدرجہ شرمسار ہوں میں
یہ التجا ہے کہ بہرِ نبی و آلِ نبی ۔۔۔ معاف کر مجھے تیرا قصور وار ہوں میں
دل زمانہ کو رکھ صاف میری جانب سے ۔۔۔ اگرچہ آئینۂ دہر کا غبار ہوں میں۔

خلش کسی کے بھی دل میں نہ مجھ سے ہو پیدا — اگرچہ گلشنِ عالم میں مثلِ خار ہوں میں
زباں چاہتی ہے مانگے مغفرت کی دعا — صدا یہ آتی ہے دل سے خطا شعار ہوں میں
کسی کمال کا دعوےٰ نہیں معاذ اللہ — غرور خاک کروں ننگِ روزگار ہوں میں
مرا کلام ہو مقبولِ اہلِ دل یارب — ترے کرم سے بس اتنا امیدوار ہوں میں

اسلامی دنیاداری

صاحبو خاموش ہو جاؤ ذرا — اور ہمہ تن گوش ہو جاؤ ذرا
بشنوید از من حکایت میکنم — ز اہلِ دنیا یک شکایت میکنم
آجکل کچھ وضع داری اور ہے — ملک میں آئین جاری اور ہے
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے از اہلِ دیں آگاہ شد
ایک بندہ کی مراد از اہلِ دیں — حاشا للہ ایسے لوگوں سے نہیں
جو فقط ہیں نام ہی کے دیندار — اور جتاتے خود کو ہیں پرہیزگار
جنکے دعوے ہیں کہیں سے تا کہیں — دل میں پر اُنکے بھرا ہے بغض و کیں
عقل و فہم و ہوشیاری یہ نہیں — سچ جو پوچھو دینداری یہ نہیں
دینداری کوسوں اُنسے دور ہے — اُنکے حق میں یہ مثل مشہور ہے
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر
اور نہ اُن لوگوں سے ہے میری غرض — جنکے سر میں ہو گیا ہے یہ مرض
ہمسری با انبیا برداشتند — اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمی — ہست فرقے درمیان آدمی
سحر را با معجزہ کردہ قیاس — ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس
خلق بولا کہے اُن کو ہزار — پر وہ اپنے کام میں ہیں ہوشیار

مکروفن کا اک بچھا رکھا ہے دام بھانستے ہیں جاہلوں کو صبح و شام
انکی نسبت مجھکو بھی کچھ یاد ہے مولوئے روم کا ارشاد ہے
ایسے لوگوں سے ذرا ہشیار باش روے ہر یک سے مگر بیدار باش

اے بسا ابلیس روئے آدم ہست پس بہر دستے نباید داد دست
زانکہ صیاد آورد بانگ و صفیر تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
بشنود آن مرغ بانگِ جنس خویش از ہوا آید بیابد دام و نیش
حرف درویشاں بدزدد مردِ دُوں تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
خوئے مرداں روشنی و گرمی است کار دوناں حیلہ و بے شرمی است
خرقہ پشمیں از براے کد کنند بو مسیلم را لقب احمد کنند
بو مسیلم را لقب کذاب ماند مر محمد را اولو الالباب ماند

خیر یہ اک معترض جملہ تھا یاں کھینچ کے آیا ہے کہاں سے تا کہاں
استعیذ اللہ من شیطانہ قد ملکنا آہ من طغیانہ۔

مطلبِ اصلی پہ پھر آتا ہوں میں مثنوی کے شعر پڑھ جاتا ہوں میں
چیست دنیا از خدا غافل بُدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مال را گر بہرِ حق باشی حمول نعم مال صالح خواندش رسول

دین و دنیا مذہب اسلام میں مجتمع ہیں دونوں یہ ہر کام میں
دین کیا ہے رہبر دنیاست ایں کن قیاس و ختم بکشا و ببیں
زندگانی اور رکھو شوق سے تھیں دنیا کی رکھو ذوق سے
لیک بڑھ جاؤ نہ مکروہات میں اور پھنساؤ خود کو مت آفات میں
دین جس کو سمجھے ہو کیا بات ہے انتظام دنیوی کا بات ہے
دنیا جو ہی اصل مندری ہے ایک جانتے ہیں اسکو جو ہیں مرد نیک

کسب کن جہد و نماز و ذکار کن
سعی کن پس تکیہ بر جبار کن

دنیاداروں میں نہ گر پیسٹے دیں
لعنت اللہ علیہم اجمعین

دنیا داری غور سے سمجھو ذرا
مولوی روم نے جو کچھ کہا

ہر چہ گیرد علتی علت شود
ہر چہ گیرد ملتی ملت شود

دنیاداری کی مثل اسلام میں
دیکھنی منظور ہووے یاں جنہیں

وہ نمونہ دیکھ لیں اسلاف کا
جیسے طور زندگی انکا تھا کیا

کونسا دنیا کا جائز کام تھا
جو نہ انکی ذات سے پورا ہوا

شان و شوکت حشمت و جاہ و جلال
ملک و املاک و زر و مال و منال

انکو حاصل تھا سبھی کچھ کر و فر
ہر جگہ پاتے تھے سب فتح و ظفر

علم و فن میں بھی انہیں دستگاہ
مدعی خود آج ہیں جسکے گواہ

دیکھو آثار الصنادید سلف
رو رہے دیکھکر جن کو خلف

انکی حکمت انکی دولت انکی شان
اک نمونہ ہے جہاں کے درمیاں

یہ نماز و روزہ حج و زکواۃ
جن سے تم ڈرتے ہو اب اے خوش صفات

جہد و تسلیم و توکل اور رضا
صدق و ہمت اور مروت اور صفا

یہ ہی تھا بس انکا دستور العمل
سارے عقدے انکے ہو جاتے تھے حل

سیدھی سادی وضع بھی اور نیک تھے
دین و دنیا کو سمجھتے ایک تھے

کوٹ پتلون سے نہ ان کو کام تھا
اور نہ اس فیشن کا تب اسلام تھا

ترکی ٹوپی بھی نہ جاکٹ تھی کہیں
اور چھری کانٹے سے بھی کھایا نہیں

جانتے تھے وہ نہ رقص اور ناچ گھر
رجز خوانی وہ بھی اپنے وقت پر

اور بجا سکتے نہ تھے پیانو کبھی
ہاں مگر قرآن پڑھتے تھے سبھی

سود خواری کا نہ تھا ان کو خیال
اور نہ انکا بینک میں تھا جمع مال

انکو حاصل تھیں سبھی کچھ نعمتیں — دنیاداری کی یہ ساری راحتیں
سلطنت کرتے تھے ہفت اقلیم میں — کھیلتے دائم تھے زر و سیم میں
دور دورہ جب سے انکا ہو لیا — دنیاداری سے ہے دینداری جدا
اب مسلماں وہ مسلماں ہی نہیں — جو کہ سمجھیں حاصلِ دنیا و دیں
چھوڑ کر سارے شعار اسلام کے — اب رہے دنیا نہ دیں کے کام کے
یوں تو منہ سے سینکڑوں باتیں بنائیں — ہم تو جب مانیں کہ کچھ کر کے دکھائیں
اے مسلمانوں خدا کے واسطے — دیں کو دنیا سے نکر دو تم پرے
خوب تھامو دین کا حبل المتین — تاکہ ہو دے ایک یہ دنیا و دیں
تذا مرغی نیچے بنے کچھ نہ ہو — ایسی ویسی باتوں کا مت نام لو
وہ اگلو العزمی کرو پیدا ابھی — جو بزرگوں میں تمہارے تھی کبھی
ہو کے واقف دین کے احکام سے — کام آؤ قوم کے اسلام کے
ایسا موقع پھر نہیں ہوگا نصیب — آج یہ اسلامی جلسہ ہے عجیب
انجمن ہے جو یہاں تھانیہ — مومنوں کی مجلس ایمانیہ
اسنے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اب — دنیاداری کا سکھلائے ایسا ڈھب
جو مطابق دیں کے ہو احکام کے — ہوں مسلماں واقف اپنے کام سے
آؤ اس کے ساتھ ہو جاؤ ابھی — امد کرو امداد لو تم مل کر سبھی
شائق خستہ جگر کی ہے دعا — یوں بالا ہو سدا اسلام کا

نظم بعنوان "مسلمانونکی حقیقی ترقی"

کسی نے رسول خدا سے یہ پوچھا — قیامت کے حضرت ہیں آثار کیا

تو فرمایا ارشاد حضرت نے ایسا — کہ جس سے ہو اصاف سب پر ہویدا

قیامت کے ہونگے بہت سے علامات
ازانجملہ یہ چند ظاہر نشانات

زمانہ سے اُٹھ جائے علم شریعت — بگڑ جائے اسلامیوں کی طریقت
نہ کچھ دین کی لوگ سمجھیں حقیقت — رہے معرفت اور نہ اسلامی حکمت

یہ اسلام کا حال جس آن ہوگا۔
تو پھر محو سینوں سے قرآن ہوگا

مسلمان تو یوں بہت سارے ہونگے — مگر انکو ہوگی خبر کچھ نہ دیں سے
سو دیندار نکلیں گے انمیں سے تھوڑے — جو اسلام پر اپنے قائم رہیں گے

انہیں سے کچھ نام اسلام باقی
انہیں سے ہو کچھ دین کا نام باقی

یہ ہے پیش گوئی رسولِ خدا کی — ذرا اسکو سوچیں مسلمان بھائی
یہی وقت ہے وہ کہ ہے اور کوئی — ہوئی پوری یہ پیشگوئی کہ ہوگی

زمانہ جو یہ آجکل جارہا ہے — یہ کیا اپنے اطوار بتلا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے آجکل ہے وہ حالت — کہ اُٹھا ہے دنیا سے علم شریعت
زمانہ نے بدلی ہے کچھ اور رنگت — سمجھتے نہیں عالموں کی ضرورت

مسلمان فقط نام کے رہ گئے ہیں — نہ کچھ دین کے کام کے رہ گئے ہیں

نہ دیندار ہیں نہ دیں کی خبر ہے — نہ فقہ و احادیث پر کچھ نظر ہے
ہوائے زمانہ ادھر کی اُدھر ہے — مٹا نام اسلام کا سر بسر ہے

گئے یک قلم بھول قرآن سارا
ہوا محو سینوں سے قرآن سارا

نہ حلت و حرمت کا کھٹکا رہا ہے — نہ سنن و فرائض کوئی جانتا ہے
کسی کی طبیعت نہیں اب بجا ہے — جو ہے کچھ تو انگلش کا بس آ پڑا ہے
زمانہ کو سٹ پٹ نے ہے مار ڈالا — ہمیں انکی گٹ پٹ نے ہے مار ڈالا

زمانہ کی جب ہو گئی ایسی حالت — مسلمانوں کی بھی ہوئی سخت ذلت
تو پھر ایسی حالت میں کیا کیجے صورت — کہ اس قوم کی جس سے قائم ہو عزت
یہ اک مسئلہ پیش ہے انجمن میں
کوئی آج تدبیر ایسی نکالیں۔

مسلمانوں کی ہو حقیقی ترقی — مجھے وہم ہو پھر جس سے اسلامیوں کی
کریں قوم میں جاری تعلیم ایسی — مگر فیصلہ اسکا کر دیوے کوئی
وہ تعلیم کا کون سلسلا ہے۔
مفید اور ضروری جو سب سے سوا ہے

بظاہر تو یہ مسئلہ اک نیا ہے — نظر آتا ہر اک کو مشکل بڑا ہے
ہر اک سوچ میں اس کی آ کر پڑا ہے — کوئی کہہ رہا اور کوئی سن رہا ہے
مگر بحث کی اس میں کیا ہے ضرورت
نہیں فکر کرنے کی کوئی بھی حاجت

یہ فیصل شدہ مسئلہ ہے قدیمی — کہ تعلیم سب سے مفید اور ضروری
اگر ہے تو ہے ایک تعلیم دینی — اسی سے ہی ہوگی حقیقی ترقی
اٹھایا یہی سلسلہ انجمن نے
کیا ہے یہی فیصلہ انجمن نے

دستخط
منشی محمد شمس الدین صاحب شائق مالک شمس الہند پریس لاہور

فہرست امداد کنندگان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹ء متعلقہ انجمن نعمانیہ

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
چوہدری برکت خانصاحب از مزنگ	عا	مستری تاج الدین صاحب ٹھیکیدار	۲ہر
بالا خانصاحب مترجم انگریزی //	عہ	مستری چراغ دین ولد میاں محمد بخش صاحب //	۲/
تھے خانصاحب پنشنر انسپکٹر //	عہ	مستری محمود ولد سلیم //	عہ
میاں علی بخش صاحب دفتری //	عہ	مولوی عزیز اللہ صاحب پٹی گر //	۲/
میاں محمد بخش صاحب گورکن //	عہ	از خانہ مفتی عبدالرحیم صاحب //	۲/
میاں محمد بخش صاحب جمعدار رنگ ٹیاں //	عہ	استاد صاحب معمار //	۲/
منشی عمر الدین صاحب //	عہ	میاں علی بخش صاحب پارچہ باف //	مہر
عبداللہ خانصاحب //	۸/	میاں پیر بخش صاحب //	۱/
حسن الدین صاحب //	۸/	چوہدری مراد //	۲/
مہر محمد صاحب نمبردار //	عہ	چوہدری نظام الدین صاحب //	۲/
دین محمد صاحب //	عہ	میاں دین محمد ولد امیر بخش //	سہر
نظام الدین صاحب //	۸/	از خانہ میاں [illegible] //	۲/
فضل الدین صاحب //	۱۲ہر	شیخ محمد سلطان سپروائزر [illegible]	[illegible]
اسلام الدین صاحب	۲ہر	[illegible]	
[illegible] صاحب	۲/	حکیم غلام محی الدین صاحب [illegible]	۵
منشی [illegible] الدین صاحب نقشہ نویس کمیٹی لاہور	ہر	[illegible] ضلع جہلم	
[illegible]		شیخ [illegible] بخش صاحب [illegible]	مر

نام معطی	رقم عطیہ
سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	ع ۸ر
مولوی غلام محمد صاحب فاضل ضیاء پوندی	زکوٰۃ ع
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	مہر
میاں فضل الدین صاحب حلوائی از طویلہ شاہنواز	۱۱ر
شیخ عبد اللہ صاحب از سید مٹھہ	۲ر
میاں غلام رسول صاحب ٹھیکیدار چوب قسط	
پنڈت امرچند صاحب معتبر	صمہ
منشی غلام رسول صاحب ٹھیکیدار چوب قسط از کشمیر	ص
خواجہ حبیب جو صاحب معتبر چھاپہ ،،	عہ
منشی عبد الرحیم خان صاحب اعزازی وکیل ،،	عہ
پنڈت واسدیو صاحب معتبر ،،	صمہ
خواجہ محمد جو صاحب کامگار ،،	صمہ
لالہ کنہیا لال صاحب معتبر ،،	صمہ
خواجہ اسد جان صاحب ،،	عہ
منشی سالگ رام صاحب معتبر ... صاحب ،،	عہ
میاں احمد الدین صاحب ،،	عہ
شیخ محمد حسین صاحب ،،	عہ
خواجہ محمد ملک صاحب	ـہ
منشی شمس الدین صاحب سیکرٹری ... کمیٹی	ـہ

نام معطی	رقم عطیہ
چندہ بھان صاحب از کشمیر	عہ
منشی مقبول شاہ صاحب ،،	عہ
پنڈت بھگوان داس صاحب ،،	عہ
بابو ابراہیم صاحب سوداگر ادویات ،،	عا
رسید مخبری معلوم الاسم ۵۹ عـــ	۲ر
منشی عبد الحق صاحب پنشنر از کوچہ کندیگراں	زکوٰۃ عـہ
بابو حفیظ الدین صاحب چیف کلرک ٹریفک ریلوے	زکوٰۃ عہ
بابو فیروز الدین صاحب کلرک ٹریفک ریلوے	عہ
بابو محمد لطیف صاحب ،،	۲ر
بابو فیض اللہ صاحب ... ،،	عا
بابو عطا محمد صاحب ،،	۲ر
بابو محمد عثمان صاحب ،،	مہر
بابو نادر علی صاحب ،،	عہ
بابو فیض اللہ خاں صاحب ،،	۲ر
بابو غلام محمد صاحب دوم ،،	۲ر
بابو مشتاق حسین صاحب ،،	مہر
بابو غلام محی الدین صاحب ،،	۳ر
بابو محمد تقی صاحب ،،	مہر
بابو غلام حسین خاں صاحب ارشد ،،	مہر

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
بابو نذر محمد صاحب کلرک چیک ریلوے	سہر	منشی غلام نبی صاحب مالک چھاپہ خانہ	زکوٰۃ عما
بابو ضیاء الدین صاحب	سہر	میاں کریم بخش صاحب کا ذبانہ سید مٹھا	۴ر
بابو محمد ایوب صاحب	۲ر	[illegible]	[illegible]
بابو قادر بخش صاحب	۲ر	بابو نظام الدین صاحب کلرک دفتر [illegible]	سہر
بابو حسن الدین صاحب	۴ر	بابو رحمت اللہ صاحب	۴ر
بابو ناصر خانصاحب	۲ر	بابو غلام حسن صاحب	سہر
بابو غلام قادر صاحب	۲ر	بابو رسول خانصاحب	سہر
بابو شہاب الدین صاحب	۴ر	مفتی محمد بخش صاحب	زکوٰۃ عہ
بابو وزیر محمد خانصاحب	۲ر	خلیفہ محمد شریف صاحب	زکوٰۃ سہر
بابو بدر الدین حسین صاحب	۴ر	منشی محمد فیروز الدین صاحب	سہر
بابو منور الدین صاحب	۵ر	بابو محمد الدین صاحب	سہر
بابو رحیم بخش صاحب	۴ر	بابو قمر الدین صاحب	۴ر
بابو اللہ بخش صاحب	۲ر	بابو امیر علی صاحب	۴ر
بابو سیف الدین صاحب	سہر	حافظ محمد حسن صاحب	عہ
بابو عبد الرزاق صاحب	۲ر	بابو فرید بخش صاحب	۴ر
بابو الہ بخش صاحب کلرک دفتر اشتہار	عہ	بابو غلام محمد صاحب	عہ ۲ر
حافظ نور احمد صاحب خوشنویس	عہ	بابو محمد یعقوب صاحب	۴ر
[illegible]	سہر	بابو عطاء اللہ صاحب	۲ر
[illegible]	۲ر	بابو عبد الخالق صاحب	ار
[illegible]	سہر	بابو سراج الدین صاحب	۴ر

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
بابو نور الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمینر	۴ر	بابو سید امیر شاہ صاحب کلرک منیجر ہوس	زکوٰۃ ۲ر
بابو احمد الدین صاحب "	۴ر	بابو معراج دین صاحب "	زکوٰۃ ۲ر
بابو شیخ محمد دین صاحب "	۴ر	بابو امام الدین صاحب "	زکوٰۃ ۲ر
میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر سپرنٹنڈنگ انجنیئر	۴ر	مولوی غلام محمد صاحب کوٹھیدار	زکوٰۃ ۱ر
منشی محمد سعید صاحب "	۴ر	محمد سلام اللہ خلف مولوی فدا محمد صاحب	۵ر
منشی احمد معراج دین صاحب "	۲ر	سردار حیات محمد خان صاحب درانی	زکوٰۃ
منشی شمس الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمینر	۱ر	پنشنر و رئیس اعظم گجرات	۵ عہ
میاں محمد صاحب زرگر از طویلہ شاہنواز	عا	میاں غلام محمد صاحب دفتری لاٹ صاحب	۲ر
میاں جگی صاحب روغن فروش "	عہ	از مولوی محمد حسن صاحب تبیعی دوم ...	
منشی تاج الدین صاحب کوٹھیدار پنشنر	زکوٰۃ ۵ عہ	بابت خوراک فرزندش دو ماہ نومبر و دسمبر ۱۸۹۹ء	۵ر
منشی برکت خان صاحب سکنڈ کلرک میونسپل کمیٹی	۸ر	معلوم الاسم رسید نمبری نمبر ۱۳۹	۸ر
منشی امیر بخش صاحب عرائض نویس ...	۸ر	مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم	۴ر
منشی عبد العزیز صاحب مدرس شاخ بورڈ سکول	۴ر	مہر شمس الدین صاحب خلف مہر الٰہی بخش صاحب	زکوٰۃ ۵ عہ
حاجی رحیم بخش صاحب نعت خواں	۲ر	منشی الٰہی بخش صاحب تعلقنویس انگریزی	
میاں الٰہی بخش صاحب حجام از سید مٹھا	عہ	ضلع مظفر گڑھ	۵ عہ
ملک محمد الدین صاحب انسپکٹر		منشی نظام الدین صاحب اوورسیر ملتان	یہ
مدارس بہاولپور	۵ عہ	محمد اظہر حسن صاحب خلف منشی ... صاحب	۱ر
بابو چراغ دین صاحب کلرک منیجر ہوس	زکوٰۃ عہ	میاں الٰہی بخش و حاجی احمد بخش صاحب	
بابو چراغ دین صاحب دوم "	زکوٰۃ	ٹھیکہ داران بھائی وندہ لنہ	[illegible]
بابو محمد الدین صاحب دوم "	زکوٰۃ	میاں عمر بخش صاحب زرگر ...	عہ

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
میاں محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار جہلم	عہ	شیخ عبدالرحیم صاحب نقلنویس انگریزی عدالت خفیفہ	۲ر
عالی جناب خان بہادر مرزا ... خان صاحب وزیر اعظم ریاست بہاولپور	عـہ	جناب حاجی شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی	زکوٰۃ ...
جناب سید محمد نواز شاہ صاحب سیشن جج بہاولپور	عـہ	میاں حاکم اللہ صاحب عطار از موچی دروازہ	۲ر
میاں ... معرفت شیخ حسین بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل	عہ	حکیم مہتاب الدین صاحب از موچی دروازہ	عمہ
جناب شیخ اللہ داد صاحب سب جج بہاولپور	للعہ	خلیفہ تاج الدین احمد صاحب مختار	عـہ
منشی فضل الٰہی صاحب گجراتی مدرس ... جہلم	۲ر	شیخ اللہ دیا صاحب خود آگر انارکلی	عـہ
مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز از موچی دروازہ	ار	شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور	عـہ
میاں سراج الدین صاحب تاجر کتب کشمیری بازار	عـہ	میزان کل ماحیث ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء	...

دستخط

محمد عبداللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور ... ۱۹۱۱ء   محمد الدین قائم مقام فنانشل سکرٹری

دستخط

چوہدری نبی بخش پلیڈر مہتمم حسابات انجمن - ۵ فروری ۱۹۱۱ء

انجمن نعمانیہ ... صاحبان کی ... سے ... طلباء دار العلوم کو ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء میں ... حاصل کیا +

۱۰۹	...	چوہدری تاج الدین احمد صاحب ...	۱۰ برس	...	...
۱۱۰	...	... عبداللہ منصرم انجمن	۱۰ برس	...	
۱۱۱	...	... الدین صاحب ...	۱۰ برس	...	
۱۱۲	...	... صاحب ...	۱۰ برس	...	

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ جنوری ۱۹۰۰ء

بقایا [illegible]	آمد بابت ماہ جنوری ۱۹۰۰ء: امداد	زکوۃ	یتامے	میزان آمد ماہ جنوری ۱۹۰۰ء	میزان کل آمد مع بقایا	خرچ از مد زکوۃ: خوراک طلبا [illegible]	پوشاک طلبا	وظیفہ [illegible]	میزان خرچ از مد زکوۃ	خرچ از مد امداد: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ از مد امداد	میزان کل خرچ [illegible]	بقایا [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] علاوہ رقم مذکور کے [illegible] من گندم خزانہ ابضاعت [illegible] سے خرچ ہوئی - اور وہ علیحدہ ہیں۔
[illegible] ابضاعت سے علاوہ رقم مندرجہ کے [illegible] ۳ عدد - پاپوش یک جفت - ٹوپی [illegible] دو - چادر [illegible] دو - پاجامہ [illegible] دو - طلبا میں تقسیم ہوئے

العبد — العبد — العبد

محمد عبداللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور — چوہدری نبی بخش ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور — محمد دین قائمقام فنانشل سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

اشیاء مندرجہ ذیل ماہ جنوری ۱۹۰۶ء میں موصول انجمن ہوئیں

چہلم میاں کریم بخش صاحب مرحوم بذریعہ خلیفہ تاج الدین احمد صاحب

ڑلہ ململ	دوپٹہ	چادر لٹھہ	پاپوش	تنبا ومسی	پنکھہ	چھابہ	بادڑیہ	شرمہ
یک	یک	یک	یک جفت	یک	یک	یک	یک	یک

تسبیح	شیانہ	پچاواں	ٹوپی
یک	یک	یک	یک

فہرست معطیین جنہوں نے ماہ جنوری ۱۹۰۶ء میں کتب عطا فرمائیں

مولوی علی محمد صاحب امام مسجد گٹی بازار مولوی برہان الدین صاحب مرحوم

شرح عقائد نسفی قلمی	صرف میر قلمی	کنز الدقایق قلمی	شرح(؟) قلمی	سراجی قلمی
یک	یک	یک	یک	یک

میر ایساغوجی قلمی	شرح صرف بہائی	قوانین	نحو میر کافیہ	شرح مائۃ عامل	حل ترکیب کافیہ
یک	یک	یک	یک مجلد		

تشریح الافلاک	سراجی	صرف بہائی صرف میر	زرادی	ہدایۃ النحو قلمی	قدوری قلمی
یک	یک	یک مجلد	یک	یک	یک

مراح الارواح	سلم العلوم	فصول اکبری	عقود الصرف	صرف نحو کتاب نحو قلمی
یک	یک	یک مجلد	یک	

امور عامہ شرح مواقف	تہذیب و شرح تہذیب	رسالہ عروض
	یک مجلد	یک

مولوی بہاؤالدین صاحب ساکن موضع بسیال والہ تحصیل ضلع سیالکوٹ مشکوٰۃ شریف یک

العبد

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور ۸ فروری ۱۹۰۶ء

فہرست امداد کنندگان ماہ فروری سنہ ۱۹ء متعلقہ انجمن نعمانیہ

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
آمد عید الفطر سنہ ۱۳۳۷ھ	[illegible]	شیخ عبد الرحیم صاحب نقلنویس انگریزی عدالت خفیفہ	۲ر
صوفی عبد الواحد صاحب کلرک دفتر کمانڈنگ انجینیر ہنگو	[illegible]	مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	[illegible]
		شیخ محمد حسین صاحب کلرک دفتر اگزمینر	[illegible]
ولی محمد خانصاحب ساکن ہنگو	[illegible]	منشی رحیم بخش صاحب تھانہ دار مریدکے	ے
میاں احمد صاحب ٹھیکیدار ”	[illegible]	شیخ اللہ دتا صاحب کلرک دفتر اگزمینر	ار
میاں محمد احمد صاحب ”	[illegible]	بابو محمد بخش صاحب ”	ار
حمید گل صاحب دوکاندار ”	۸ر	حافظ فضیل احمد صاحب ”	ار
بابو محمد الدین صاحب از غزالی محلہ	[illegible]	بابو فرید عالم صاحب ”	۰ر
معلوم الاسم رسید نمبری ۱۶۹	۶ر	بابو غلام غوث صاحب ”	۰ر
حاجی ڈاکٹر عنایت اللہ خانصاحب از قلعہ پھلور ضلع جالندھر	[illegible]	بابو رحیم بخش صاحب ”	۰ر
		سید فضل شاہ صاحب ”	ار
مولوی غلام محمد صاحب کوٹھیدار کشمیری بازار	[illegible]	بابو فضل الدین صاحب بھیروی ”	عہ
حافظ عمر الدین صاحب از کوچہ گوجراں	[illegible]	بابو غلام محمد صاحب ”	۲ر
منشی محمد الدین صاحب گجراتی کلرک دفتر اگزمینر	[illegible]	بابو رسول خانصاحب ”	۲ر
منشی محمد فیروز الدین صاحب [illegible]	[illegible]	بابو جلال الدین صاحب دوم ”	عہ
مولوی سراج الحق صاحب ممبر [illegible] گورداسپور	[illegible]	منشی تمیز محمد خانصاحب ”	۲ر
		منشی شہاب الدین صاحب ”	۲ر

ا

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
منشی سراج الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	۶ر	میاں الہ دین صاحب فالودہ ساز	۴ر
منشی الہ دین صاحب ״	۴ر	منشی محمد عمر دراز خاں صاحب از بھاٹی دروازہ	۲ر
منشی محمد رمضان صاحب ״	۸ر	بابت خوراک فیض الحسن از مولوی محمد حسن صاحب	
منشی گلاب الدین صاحب ״	۴ر	فیضی ۲ یوم ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲ر
شیخ سلطان علی صاحب ״	۴ر	نامعلوم الاسم صاحب از جہلم	۲ر
منشی حسین خاں صاحب ״	۱ر	مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دار العلوم	۴ر
حافظ علی احمد صاحب ״	۲ر	مولوی عبداللہ صاحب سوم مدرس	۴ر
منشی کرم الدین صاحب ״	۲ر	منشی فضل الٰہی صاحب مدرس ڈائمنڈ جوبلی سکول	۲ر
جناب سیادت مآب سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	۸ر	حکیم سید عالم شاہ صاحب رئیس لاہور	۸ر
مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز	۱ر	حاکم اللہ صاحب عطار	۴ر
میاں محمد الدین صاحب بقال از موچی دروازہ	عہ ر	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد	۲ر
میاں غلام محمد صاحب دفتری	۲ر	مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز	۱ر
بابو میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین		محمد سلام اللہ خلف مولوی فدا محمد صاحب	۵ر
دفتر انجینیر انچیف ریلوے	۴ر	مولوی غلام محمد صاحب مدرس شملہ	عہ ر
بابو محمد سعید صاحب ڈرافٹسمین ״	۴ر	بابو عید محمد صاحب لائبریرین محکمہ فنانشل	۸ر
بابو معراج الدین صاحب ״	۲ر	حاجی عبدالرحمن صاحب کاغذ دار	زکوٰۃ عہ
حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب	زکوٰۃ ۱۲ر	میزان کل آمد بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۳ء	[illegible]
ڈاکٹر سید امیر شاہ صاحب پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور	۵	العبد العبد محمد عبداللہ منصرم انجمن - محمد دین مشیر مال انجمن العبد چوہدری نبی بخش مستمع حسابات انجمن نمائندہ	

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

		روپے — آنہ — پائی
	بقایا یکم فروری سنہ ۱۹۱۰ء	۴۹۶۳—۷—۹
آمد بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء	امداد	۳۶—۶—۶
	عید الفطر	۱۴—۱۰—۳
	زکوٰۃ	۲۸—۸—۰
	میزان آمد ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء	۸۰—۸—۹
	میزان الکل آمد معہ بقایا ماہ گذشتہ	۵۰۴۴—۰—۳
خرچ از مد زکوٰۃ	خوراک دار المقامہ[1]	۳۴—۲—۳
	پوشاک طلباء[2]	۲—۷—۰
	وظیفہ نقد یتامیٰ	۵—۰—۰
	میزان خرچ از مد زکوٰۃ	۴۱—۹—۳
خرچ از مد امداد	اشاعت	۶—۳—۳
	رسالہ ماہوار	۱۸—۱۳—۰
	جائداد غیر منقولہ	۳۵—۰—۰
	تنخواہ ملازمین	۱۳۸—۱—۹
	متفرقہ	۴—۴—۰
	میزان خرچ از مد امداد	۲۰۲—۶—۰
	میزان الکل خرچ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء	۲۴۳—۱۵—۳
	بقایا یکم مارچ یعنی آخر فروری سنہ ۱۹۱۰ء	۴۸۰۰—۱—۰

عـ۱ علاوہ رقم مندرجہ کے ۱۰ من گندم خزینۃ البضاعت سے خرچ ہوئی۔ اور تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ دعوتیں علیحدہ ہیں۔

عـ۲ خرچ مندرجہ کے سوا پارچات ذیل طلباء میں تقسیم کیے گئے۔ کرتہ لٹھا ایک پاجامہ لٹھا ایک ٹوپی سوزنی دو۔ فقط

العبد — العبد — العبد

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور — محمد الدین قائم مقام فنانشل سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور — چوہدری نبی بخش پلیڈر و ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور

مندرجہ ذیل اصحاب نے ماہ فروری سنہ ۱۹۰۹ء میں طلباء دار العلوم کو مدعو کر کے ثواب اخروی حاصل کیا +

نمبر شمار	تاریخ	نام دعوت کنندہ	تعداد طلبا	جو چیز کھلائی گئی
۱۱۳	۲۱	حاجی چراغدین صاحب ٹھیکہ دار	ہمہ کس	گوشت ½ ۲
۱۱۴	۲۳	مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم	"	" ۷ سیر
۱۱۵	۲۶	میاں محمد دین صاحب بقال	"	" ½ ۲ سیر
۱۱۶	۲۷	حاجی عبد الرحمن صاحب ٹھیکہ دار	۵۰ کس	پلاؤ شیریں

العبـــــــد

غلام احمد مہتمم دار المقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

اصحاب ذیل نے ماہ فروری میں اشیاء ذیل عنایت فرمائیں

نواب محمد معز الدین احمد خانصاحب رئیس مراد آباد

الحواشی میر زاہد رسالہ یک نسخہ

شیخ امداد علی صاحب از ملتانی محلہ لاہور بہ وفات دخترش

قرآن شریف ۱۳ سطرہ یک نسخہ

مولوی نور محمد صاحب مہتمم مطبع حقانی لودہیانہ

قاعدے ۲۵ عدد

العبـــــــد

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور مورخہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

نوٹ۔ بسبب علالت طبع حاجی منشی چراغدین صاحب فاضل سکرٹری انجمن ہذا حسب قاعدہ منشی محمد الدین صاحب گجراتی نائب وزیر انجمن مالی سکرٹری کا کام یکم فروری سنہ ۱۹۰۹ء سے انجام دے رہے ہیں۔ فقط

ضرورت

دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے لئے دو مندرجہ ذیل مدرسین کی ضرورت ہے

(ا) ایک ایسا مدرس جو کہ بی۔ او۔ ایل۔ اور مولوی فاضل پاس کردہ ہو اور خصوصاً علم ریاضی میں نہایت اعلےٰ درجہ کی قابلیت رکھتا ہو

(ب) مدرس دوم جو فارسی میں منشی فاضل اور ریاضی میں انٹرنس تک تعلیم یافتہ ہو۔

لہذا ضروری ہے کہ امیدواران اپنی درخواستیں معہ سندات حاصل کردہ اخیر مارچ ستمبر ۱۹ تک دفتر انجمن میں بھیجدیں۔ تنخواہ کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ خط وکتابت ہوسکتا ہے +

تصحیح

جو رقم مبلغ صہ روپیہ کی رسالہ ماہ نومبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۱۵ پر منشی عبد الکریم صاحب نقشہ نویس پبلک آفس شملہ کے نام سے درج ہے وہ منشی عبد الکریم صاحب پنشنر اکونٹنٹ شملہ کی سمجھی جاوے۔ فقط

اعلان

(۱) حسب تجویز انجمن منتظمہ منعقدہ ۲۱-جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مشتہر کیا جاتا ہے کہ دار العلوم عثمانیہ میں اس وقت صرف پانچ طلباء کے داخلہ کی گنجائش ہے اور جو کہ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کے پہلے ہفتہ میں امتحان داخلہ دینے پر داخل ہو سکینگے۔ اور یہ امتحان مجوزہ کمیٹی ممبران کے ماتحت ہوگا۔ کامیاب ہونے کی صورت میں ہر ایک طالبعلم کو ایک سند نیک وضعی کی پیش کرنی پڑیگی جس کو کم سے کم ایک معتبر شخص مثل ذیلدار یا چوہدری یا نمبردار نے تصدیق کی ہو اور جب وظیفہ منظور ہو جائے تو ایک اقرارنامہ بہ ثبت دستخط دو ضامنوں کے بدیں مضمون داخل کرنا ہوگا۔ کہ وہ اس دار العلوم کی نہایت تک تعلیم پوری کریگا۔ اور قواعد و احکام موجودہ انجمن ہذا کی نیز جو آئندہ وقتاً فوقتاً جاری ہوتے رہیں کما حقہ تعمیل کرتا رہیگا۔ بصورت عدم ایفاء اقرارِ مذکور جس قدر وظیفہ اس کے ذمہ ہو واپس کریگا۔ لہذا ضروری ہے کہ درخواست کنندگان عمر ہائے مندرجہ ذیل کو مدِ نظر رکھکر اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تک اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں۔

سال اوّل	کے لئے	عمر ۱۵	سے زاید	نہ ہو
〃 دوم	〃	۱۷	〃	〃
〃 سوم	〃	۱۸	〃	〃
〃 چہارم و پنجم	〃	۲۰	〃	〃
〃 ششم و ہفتم و ہشتم	〃	۲۵	〃	〃

(۲) انجمن کو بہت توقع ہے کہ رؤسائے ملک اس طرف توجہ مبذول فرماکر اپنی اولاد کو اس نعمتِ عظمیٰ نعمت سے بہرہ ور فرمائیں جنکے لئے خاص انتظام ہوگا۔

حاجات مدرسہ

۱- سب سے مقدم ایک مکان کی ضرورت ہے جس میں علیحدہ علیحدہ جماعتیں اور مدرسین بیٹھ کر درس دے سکیں۔ اور اس میں مکان رہایشِ طلبا نیز مدرسین کا بھی ہو اور اسی کے ملحق ایک مسجد ہو اور ایک حصہ مکان کا کتب خانہ کے لئے علیحدہ ہو۔ ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ لاہور جیسے شہر میں ایسا مکان جس سے ضرورتہائے صدر رفع ہو سکیں کتنے میں مل سکتا یا تیار ہو سکتا ہے +

۲- سرمایہ مستقل یعنے ایسی جائداد غیر منقولہ کی ملکیت جسکے مفاد سے مدرسہ کے اخراجات مثل مشاہرات مدرسین و عملہ و وظائف طلبا و سامانِ تعلیم وغیرہ بالاستقلال جاری رہ سکیں جس کا اندازہ تخمیناً پانسو روپے ماہوار کیا جا سکتا ہے +

۳- کتب خانہ جس میں تمام قسم کی کتابیں تفسیر حدیث فقہ و علوم توابع کے بزبانِ عربی و نیز فارسی اُردو مع تصانیف جدیدہ تمام فرقہ اسلامی کے۔ جن میں تاریخ سیر طب و حکمت فلسفہ۔ ریاضیات وغیرہ بھی داخل ہیں جسکے مطالعہ سے مدرسین و طلباء کی نگاہ نمایہ ہو۔ اور خیالات عالی +

گذارش

جن صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچتا ہے اُنسے التماس ہے کہ وہ براہ کرم بموقع تبدیلی دفتر انجمن میں اپنے مفصل پتہ و نشان سے اطلاع دیتے رہا کریں تاکہ رسالہ پہنچنے میں دیر نہ ہوا کرے +

(۱) جملہ خط و کتابت متعلقہ انجمن بنام تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور ہونی چاہئے +

(۲) بیرونجات سے ہر ایک قسم کا زرِ نقد یعنے چندہ ماہوار سالانہ امداد۔ زکوٰۃ۔ خیرات و نذور وغیرہ بصیغہ منی آرڈر یا محصل ہمی حکیم مفتی سید اللہ صاحب جنرل سکرٹری یا بنام صاحب فائنانشل سکرٹری آنا چاہئے +

العارض

تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب سکرٹری انجمن نعمانیہ

لاہور

جلد ۴۸۹ نمبر ۳ و ۴

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

بابت

مارچ و اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

جس کی سرپرستی میں دار العلوم نعمانیہ

لاہور میں

۱۸۸۸ء سے جاری ہے،

حسب فرمائش انجمن نعمانیہ لاہور

مطبع انوار احمدی لاہور میں حافظ نور احمد خوشنویس کے اہتمام سے چھپا

مقاصدِ انجمنِ نعمانیہ لاہور

امرِ مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(۱) شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقع پر لازمی ہو گا اور کوئی امر اسکے مغایر نہ ہو سکیگا ✦

(۲) مذہب اہل السنۃ والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہو گا۔

مقاصد

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کیلئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جس میں ان علوم کی اعلےٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہل سنت والجماعت باتباع طریق حنفی دیجائے۔ اور جسکے ذریعہ سے ایسے علمائے کمل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دینِ اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجائے کہ طلبا اپنے مذاق کے مطابق کسبِ معاش کیلئے دنیوی علوم وفنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں ✦

(۲) بغرض افادۂ عام مسلمین ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقینِ علوم اسلامیہ کی وسعتِ معلومات کا باعث ہو ✦

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع (۱) جس سے انکے اخلاق و معاشرت اور کسبِ معاش و معاملت وغیرہ اور دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امید کیجاسکے ✦

(۴) ایسے مدرسوں کا اجرا اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائلِ فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری خندروزی گوٹہ بافی سکھائی جاوے۔

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے وارثان نہوں۔ یا جن کے وارثان ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ✦

(۶) بالعموم ملتِ اہل اسلام و بالخصوص فرقۂ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور علی الخصوص بہ اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کیساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقۂ موصوف کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنے ضروری ہوں ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العلمین ۝ الرحمن الرحیم ۝ انما المؤمنون
الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم
وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصدقون ۝
ان المصدقین والمصدقت واقرضوا اللہ قرضا حسنا یضعف
لہم ولہم اجر کریم ۝ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک
ہم الصدیقون ۝
فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا ۝
انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم و
خافون ان کنتم مؤمنین ۝
انما یخشی اللہ من عبادہ العلمؤا ان اللہ عزیز غفور ۝
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

حق گوئی و راستبازی

جناب صدر انجمن صاحب و حضرات حاضرین!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں اس کے بعد اپنا مضمون جس کا عنوان "حق گوئی اور راستبازی" ہے

شروع کروں۔ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھ جیسے ہیچمدان کو اس جگہ پر کھڑے ہونیکا اعزاز بخشا ہے۔

یہ حزب یا گروہ جہاں تک میرے سامنے اور تمام دنیا میں ہے۔ خداوند تعالیٰ کے فرمان واجب الایقان الا اِنّ حِزبَ اللّٰہِ ھُمُ المُفلِحُون میں داخل ہے۔ اور اس میں امر خداوندی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ گروہ اللہ تعالیٰ سے فلاح یافتہ ہے اور "فوزِ جدا" کے ادخال و اشتمال سے بحساب اعداد جمل آج کے دن ۱۳۱۷ھ ہجری المقدس نے شرف پایا ہے۔ اور اس جلسہ بزرگ کا نام جو فضل رحمٰن سے منعقد ہوا ہے جلسہ فضل رحمانی ۱۳۱۷ رکھتا ہوں جس کی تاریخ بھی آج کا دن ۱۳۱۷ھ ہے اور اس گھر کا نام جس میں آج ہم سب بیٹھے ہیں دولت خانہ نعمانی ۱۳۱۷ کہونگا۔ اسی لئے کہ اس کی تاریخ بھی وہی آج کا دن ۱۳۱۷ ہجری المقدس ہے۔ اور پھر اس جلسہ مبارک کو ایک نہایت سرسبز باغ جنان سے تشبیہ دے کر اس باغ کا نام بحساب اعداد جمل باغ صبا نعمانی ۱۳۱۷ رکھتا ہوں یہ بھی اسی لحاظ سے کہ اس کی بھی وہی آج کی تاریخ ۱۳۱۷ھ ہے۔ اور جو ارباب کرم و فیض اس جلسہ میں تشریف رکھتے ہیں اُن کا نام میں ارباب فیضِ نعمانی ۱۳۱۷ رکھتا ہوں کیونکہ اس کی بھی وہی آج کی تاریخ ۱۳۱۷ ہجری المقدس ہے۔ اور نہایت عجز سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم بطفیل اپنے حبیب افضل الانبیاء و سید الرسل و ہادی السبل حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین مکرمین و اولیاء کرام و صوفیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کے اس حزب کثیر و غفیر کو روز افزوں ترقی دے اور اس جلسہ مبارک کو تا دوام قائم۔ اور دولتخانہ نعمانی کو ہمیشہ مستحکم رکھے اور باغ صبا نعمانی کو ہر وقت سرسبز و پر ثمر۔ اور ارباب فیض نعمانی کو ایمان میں کامل اور دین و دنیا کی مرادوں میں کامیاب کرے آمین ثم آمین۔

آپ صاحبان بھی مہربانی فرما کر زورہ آواز کے ساتھ بخلوص قلب آمین کہیں۔ آمین ×

میں ایک ایسے وسیع مضمون کو جس کا عنوان قلم جلی سے اوپر دیا گیا ہے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی تائید میں چند آیاتِ قرآن شریف کو تبرکاً و تیمناً پڑھ چکا ہوں۔ جن کا خلاصہ اور لب لباب حرف یہ ہے کہ سچے اور کامل مسلمان اور مومن وہی لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر ایمان لا کر اُس کے حکموں کی تعمیل میں حتے الوسع فروگذاشت نہیں کرتے اُنہوں نے اپنے گھروں سے ہجرت کی خدا کے فضل کی خواہش کی اور اُس کے نام پر صدقات مالی اور بدنی کئے اور خدا ہی سے ڈرتے ہیں۔ حق گوئی اور راست بازی کے مقابلہ میں کسی کی پروہ نہیں کرتے۔ شیطان کے دوست اگر اُن کو ڈرانا چاہیں۔ تو وہ اُن سے نہیں ڈرتے بلکہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ علماء ہی کی شان ہے کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ ہاں تمام امور کا مالک وہی غالب اور مغفرت کنندہ ہے ×

آپ جانتے ہیں۔ کہ حق گوئی اور راست بازی دنیا میں ایسی چیز ہے۔ کہ شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو جو اُس پر دل و جان سے فدا نہ ہو اور اس کے پورا کرنے کا شوق اُسکے دل میں نہ ہو یا کم سے کم یہ نہ چاہتا ہو کہ مجھے حق گو اور راست باز دنیا میں پکارا جائے مگر حضرات عمل ہی جو قول اور فعل کی محک ہے اکھرے اور کھوٹے کی حقیقت صاف صاف کھول کر دکھلا دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ حق گوئی اور راستبازی جس قدر بے بہا اور عالیشان صفت ہے۔ اُسی قدر سخت دشوار اور معرکہ خیز ہے۔ البتہ وہ شخص حق گو اور حق پرست ہو سکتا ہے۔ جو کسی جابر یا ظالم ناحق شناس کے خوف یا منفعت کی امید اور عزیزوں کی محبت کو خالصاً للہ حق پر سے نثار کردے

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ ترکہ الحق ومالہ من صدیق یعنے حق گوئی نے عمر رضی اللہ عنہ کو بے یار کر کے چھوڑا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسے انسان دنیا میں بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ خداوند تعالے نے جن دلوں کو اس قدر بے لوث کر دیا ہے۔ کہ وہ بجز حق کے سب سے بلکہ یگانہ سے بھی بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ وہ البتہ اس عالی رتبے اور منزل کو حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک حق گوئی یا راست بازی کی خاطر سخت جابر اور زبردست سے بیخوف ہو جاتے ہیں۔ خداوند تعالے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے مقابلے اور محبت میں کسی فایدے یا عزیزوں اقاربوں کی پرواہ نہیں کرتے اپنے ذاتی فایدوں اور عزیزوں سے ناآشنا ہونا بجید مشکل ہے۔ اور غالباً کسی انسان کے امتحان کے لئے ان حالتوں سے زیادہ عمدہ معیار ملنا غیر ممکن ہے۔ لہذا میں حضرات انبیاء علیہم السلام وصدیقین وخلفاء راشدین وصحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے حالات کو جنکا درجہ حق گوئی اور راست بازی میں نہایت عالیشان ہے درگذر کر کے مختصراً چند حضرات علماء اللہ یا نیتین کا حال عرض کرتا ہوں۔ جو ان کی طرف سے حق گوئی اور راستبازی جابر یا زبردست حاکم اور ہمچشموں معاصروں اور اپنے نفس کے مقابلہ میں ظاہر ہوئی پھر زمانہ حال سے اس کا مقابلہ ہوگا۔ خداوند تعالے اس جلسہ مبارکہ پر بباعث ذکر صالحین بمصداق تنزیل الرحمۃ عند ذکر الصالحین نزول رحمت فرماوے آمین ثم آمین +

احکام جابر کے مقابلہ میں حقگوئی

لفظ حکام میں جس قدر قہاری اور جبروت اگلی تواریخ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ آجکل اس کی نظیر اس عہد معدلت مہد آشتی میں ملنی غیر ممکن ہے۔

جس بادشاہ عادل (قیصرہ ملکہ معظمہ) کے زیر حکومت آجکل ہم محکوم ہیں۔ وہ عدل اور انصاف میں اظہر من الشمس ہے۔ وہ تو ایسی امن دوست اور رفاہ پسند ہے۔ کہ اُن معیب صفات کا شمہ بھی ان ممالک میں نہیں پایا جاتا۔ اس پر خداوند تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ حجاج بن یوسف یا تیمور کے دربار کی ہیبت کا نشان تو رہا درکنار رتب بھی حق گوئی کا قحط تھا۔ تو اگلے زمانہ میں اس کا وجود اور بھی عنقا ہونا چاہئے۔ لیکن واقعات اُس کے خلاف ثابت کرنے کو آمادہ ہیں۔ اُن واقعات کو ملاحظہ کرکے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جن بزرگوں نے اگلے جلاد جابر اور مغضوب الغضب بادشاہوں کے عہد میں حق کو بنا نا اور راست بازی کی داد دی انہوں نے کتنا بڑا کام کیا +

ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج کو خطبہ پڑھتے دیکھا غصہ میں آکر برملا فرمایا خدا کا دشمن! خدا کی حرام کی ہوئی باتوں کو اُس نے حلال کر لیا خانہ خدا کو خراب کیا۔ خدا کے دوستوں کو قتل کیا۔ حجاج نے اپنی نسبت یہہ ایسے سخت کلمات سنکر پوچھا یہ کون ہے۔ کسی نے کہا۔ کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) اتنا سنکر وہ سفاک آپ کیطرف مخاطب ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ بڑے میاں اب تم بڈھے ہو گئے ہو۔ تمہارے حواس قایم نہیں۔ منبر سے اترا دل میں بخار بھرا ہوا تھا۔ ایک نوکر کو اشارہ کیا۔ اس نے ایک زہر سے بجھا ہوا حربہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں پر مار دیا۔ جو اُن کی وفات کا باعث ہوا +

ایک اور واقع بیان کرتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حق گوئی اُن بزرگوں کے دلوں کو ایسی مضبوط کر دیتی تھی۔ کہ موت اُن کے سامنے کھڑی ہوتی اور وہ بے پرواہی سے ہنستے اور جلاد کے ہاتھ شمشیر برہنہ ان کے لیئے کوئی خوفناک چیز ثابت نہوتی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یعنے حضرت

سعید ابن جبیر جلیل القدر تابعی سے دولت بنی امیہ مخالف ہوگئی تھی۔ اور یہ بچتے پھرتے تھے۔ مگر ایسی زبردست سلطنت کے پنجے سے بچنا ناممکن تھا۔ والئ مکہ نے ایک موقع پر ان کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اسکی جفاجو طبیعت کو گویا ایک غدر وضیافت ہاتھ لگی۔ جب یہ پیش ہوئے تو حجاج نے ان کا نام پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ سعید ابن جبیر۔ حجاج اُس وقت اپنے طیش اور غضب میں تھا۔ کہ اُس کو ان کے نام کے اچھے الفاظ بھی تلخ معلوم ہوئے۔ اور اُن سے جوش غضب میں کہا۔ انت شقی بن کسیر +

سعید۔ میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج۔ (بگڑکر) شقیت امک وشقیت انت یعنے تیری والدہ بھی بدبخت اور تم بھی بدبخت۔

سعید۔ غیب کے حالات جاننے والا تیرے سوا اور ہے۔

حجاج۔ (جلکر) دیکھو تو میں تم کو دنیا کے بدلے کیسی لپٹیں مارتی ہوئی آگ دیتا ہوں۔

سعید۔ اگر میں یہ جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے۔ تو میں تم کو اپنا معبود بنا لیتا۔ (اب حجاج نے رجو ان کے قتل کے لئے بہانہ ڈھونڈتا تھا) ان سے مذہبی سوال شروع کئے۔ جو پولٹیکل پہلو سے ہوتے تھے۔ اور پوچھا۔ کہ

حجاج۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تمہارا کیا قول ہے؟

سعید۔ آپ نبی رحمت اور امام ہدیٰ ہیں۔

حجاج۔ خلفاء رضی اللہ عنہم کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

سعید۔ لست علیھم بوکیل (میں ان کا قاضی نہیں ہوں)

حجاج۔ ان میں سب سے افضل کون تھا؟

سعید۔ ارضٰھم لخالقہ (جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔

حجاج۔ کون سب سے زیادہ رضا جو تھا؟

سعید۔ علم ذالک عند الذی یعلم سرھم ونجواھم اس کو وہ خوب جانتا ہے جو ان کے بھیدوں اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہے۔

غرض دیر تک اسی قسم کے سوال وجواب ہوتے رہے۔ مگر حضرت ابن جبیر علیہ الرحمۃ نے کوئی موقع گرفت کا پیدا ہونے دیا۔ اور اپنے صاف صاف اور موزون جوابوں سے حجاج کی برہمی برابر بڑھاتے گئے۔ حجاج نے آخر ان سے گھبرا کر کہا کہ اختر یاسعید ای قتلۃ اقتلک اے سعید بتلا کہ میں کس شکل سے تم کو قتل کروں؟

سعید۔ اختر یا حجاج نفسک فو اللہ لا تقتلنی قتلۃ الا قتلک اللہ مثلھا اے حجاج تو خود ہی پسند کرلے۔ قسم خدا کی جسطرح تو مجھکو قتل کرے گا اسی طرح خدا تجھکو قتل کرے گا۔

حجاج۔ کیا میں معاف کر دوں؟

سعید۔ اگر عفو ہو تو خدا کیطرف سے ہو۔ رہا تو پس تو نہ کسیکو بری کر سکتا ہے نہ کسی کا عذر قبول۔

اتنی بحث کے بعد حجاج نے آخری حکم قتل کا دیدیا۔ جلاد حضرت جبیر رحمۃ اللہ کو باہر لائے حجاج تو اپنی انتہائی طاقت صرف کرچکا تھا۔ لیکن خدا کے سعید بندے رحمۃ اللہ علیہ کو ابھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔ جب باہر آنے تو ہنسے حجاج کو خبر

ہوئی۔ تو اُس نے پھر بلایا۔ اور ہنسی کی وجہ پوچھی۔ حضرت نے فرمایا عجبت من جرأتک علی اللہ وحلم اللہ علیک ۔ (مجھکو خدا کے مقابلے میں تیری جرات اور تیری نسبت خدا کے حلم پر تعجب ہوا) حجاج اس گرم اور تلخ فقرے کو سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ اور جلادوں کو کہا کہ میرے سامنے گردن مارو اب ابن جبیر علیہ الرحمۃ شہادت کے لئے تیار ہو گئے۔ اور قبلہ رو ہو کر فرمایا۔

سعید۔ وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ۔

حجاج۔ ان کا منہ قبلے سے پھیر دو

سعید۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ (جدہر پھیرو گے ادھر ہی خدا کا منہ ہے)

حجاج۔ اوندھا ڈال دو۔

سعید۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخرٰی

ہم نے اسی سے (یعنے زمین سے) تم کو پیدا کیا۔ اور اسی میں تم کو لوٹائینگے اور اسی سے پھر تم کو نکالینگے ۔

حجاج نے (اُن کی سیف زبانی سے تنگ ہو کر) جلادوں کو اشارہ کیا۔ کہ جلد اپنا کام کرو۔

سعید۔ سن لے میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے بندے اور رسول ہیں۔ میری جان تو لے۔ جب تو میدان حشر میں ملیگا میں تجھسے لونگا۔ حضرت ابن جبیر علیہ الرحمۃ کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ جلاد

کا ہاتھ اُٹھا۔ اور ان کا سر مبارک جدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؁

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بعد قتل ان کے جسم مبارک سے خلاف معمول بہت خون نکلا۔ جس سے حجاج جیسے سفاک کو بھی بہت حیرت ہوئی۔ اُس نے اپنے طبیب خاص یتاذوق نامی سے اسکی وجہ دریافت کی یتاذوق نے کہا۔ کہ چونکہ اُنکی خاطر بالکل بیخوف اور مطمئن تھی اور قتل کا ڈر قطعاً ان کے دل میں نہ تھا۔ اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قایم رہا بخلاف اور مقتولوں کے کہ ان کا خون ہیبت کے مارے پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس طبی شہادت کے حضرت جبیر علیہ الرحمتہ کی کلام کی برجستگی صاف کہہ رہی تھی کہ انکی طبیعت بالکل آرمیدہ اور آسودہ تھی۔ اور اضطراب کا نام تک بھی ان کے قلب پر نہیں تھا۔ یہ واقع شعبان ۹۵ ؁ھ کا ہے۔ اور اسی سال کے ماہ رمضان میں ایک ماہ بعد حجاج بھی راہی ملک عدم ہوا۔ ؁

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را   چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

اب میں مختصر احال حضرت امام الائمہ سراج الامت جن کا نام مبارک حضرت نعمان۔ اور کنیت ابو حنیفہ۔ اور لقب ان کا امام اعظم رحمتہ اللہ تعالے ہے۔ اور جن کے نام نامی پر دار العلوم نعمانیہ اور انجمن نعمانیہ کو فخر حاصل ہے جہاں آج میں خوش قسمتی سے کھڑا ہوں اون کی قدر سے مدح کے تبرکاً وہی ابیات درج کرتا ہوں۔ جن کو حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے دیگر مدائح میں فرمایا ہے۔ وھو ہذا۔

لقد زان البلاد ومن علیہا	امام المسلمین ابو حنیفہ
باحکام واثار وفقہ	کآیات الزبور علی الصحیفہ
فما فی المشرقین لہ نظیر	ولا فی المغربین ولا بکوفہ

بیت مثمراً سهر اللیالی — وصام نهاره لله خیفه
فمن کابی حنیفة فی علاه — امام الخلیقة و الخلیفه
رایت العائبین له سفاهاً — خلاف الحق مع حجج ضعیفه
وکیف یحل ان یوذی فقیه — له فی الارض آثار شریفه
فقد قال ابن ادریس مقالاً — صحیح النقل فی حکم لطیفه
بان الناس فی فقه عیال — علی فقه الامام ابی حنیفه
فلعنة ربنا اعداد رمل — علی من رد قول ابی حنیفه

ایک دفعہ یزید بن ہبیرہ (خلیفہ دمشق) نے امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کرکے اُن سے عہدہ قضا قبول کرنے کے واسطے کہا۔ حضرت امام صاحب نے اس عہدہ کو اپنے پر بار سمجھکر اس کے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ ابن ہبیرہ اس انکار سے بگڑ گیا۔ اور گیارہ روز تک دس دس درے روزانہ ان کو لگوائے تاہم اُس کا اصرار اُن کے انکار پر غالب نہ آسکا۔ لیکن اس عہدہ کی بدولت حضرت ممدوح کی قسمت میں اور سختی لکھی تھی۔ جب منصور بغداد کا خلیفہ ہوا تو اس کی نظر بھی اس منصب کے لئے حضرت امام پر ہی ٹھہری چنانچہ ان کو کوفہ سے طلب کیا۔ اور عہدہ مذکور کے قبول کرنیکی فرمایش کی۔ امام صاحب اب بھی اپنی رائے پر سختی سے قائم تھے۔ لہذا خلیفہ کی فرمایش کے قبول کرنے میں عذر کیا۔ منصور نے قسم کھاکر کہا کہ میں تم کو قاضی مقرر کرونگا۔ انھوں نے جواباً بالقسم فرمایا کہ میں اس عہدہ کو قبول نہیں کرونگا۔ خلیفہ نے دوبارہ قسم کھائی۔ انھوں نے بھی پھر قسمیہ انکار کیا۔ اور وجہ انکار یہ بیان کی۔ کہ میں اپنے آپ کو اس منصب کے لایق نہیں سمجھتا۔ حاجب ابن ربیع نے جو دربار میں حاضر تھا خلیفہ کی خوشنودی کی راہ سے کہا کہ امیر المومنین قسم کھاچکے ہیں پھر بھی تم انکار کرتے

ہے۔ امام الائمہ نے فرمایا۔ کہ امیر المومنین کے لئے کفارہ قسم ادا کرنا میری نسبت زیادہ آسان ہے۔ خلیفہ جب انکی رائے کو کسی طرح متغیر نہ کر سکا۔ تو ان کو قید خانہ میں بھیجدیا اور حالت محبوسی میں سنہ ۱۵۰ھ میں اُس امام الائمہ نے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

ان دونوں واقعوں کے ساتھ تیسرا واقع اور ملائیے۔ جس سے امتیاز مراتب کا نکتہ حل ہوگا۔ ایک زمانے میں حاکم کوفہ نے یہ حکم دیا تھا۔ کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتوے نہ دیا کریں۔ چنانچہ حضرت امام صاحب نے فتوے دینا چھوڑ دیا تھا۔ انہیں ایام کا ذکر ہے۔ کہ ایک دن امام ممدوح گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ بیوی صاحبہ اور بچے پاس تھے۔ اسی اثنا میں انکی صاحبزادی نے روزہ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیٹا اپنے بھائی حماد سے پوچھ لو۔ مجھ کو حاکم کیطرف سے فتوے دینے کی ممانعت ہے۔ اس واقع کو ابن خلکان نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ محمد بن عبد الرحمن جو زیادہ تر ابن ابی لیلے کے لقب سے مشہور ہیں۔ بڑے مشہور فقیہ اور صاحب الرای تھے۔ ۳۳ برس کوفہ میں منصب قضا پر مامور رہے۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور ان میں کسی قدر شکر رنجی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کیا کرتے تھے۔ تو امام صاحب اسکی اصلاح کرنی چاہتے تھے۔ یہ ان کو ناگوار ہوتا تھا۔ لیکن امام صاحب اظہار حق پر مجبور تھے۔ قاضی صاحب مسجد میں بیٹھکر منفصل مقدمات کیا کرتے تھے۔ ایک دن کام سے فارغ ہوکر مجلس قضا سے اُٹھے راہ میں ایک عورت کو دیکھا۔ کہ کسی سے جھگڑ رہی ہے۔ کھڑے ہو گئے۔ اثنا گفتگو میں عورت نے اس شخص کو یا ابن الزانیتین کہا یعنی (اے زانی اور زانیہ کے بیٹے) قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت گرفتار کر لیجائے۔ پھر مجلس قضا میں آ بیٹھے

[illegible]

علیہ الرحمۃ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فرمایا۔ قاضی صاحب نے اس [illegible]
غلطیاں کی ہیں ❖

اول۔ مجلس قضا سے واپس آئے۔ اور دوبارہ اجلاس کیا۔ یہ آئین
خلاف ہے۔

دوم۔ مسجد میں حد مارنے کا حکم دیا۔ حالانکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ
اس سے منع فرمایا ہے۔

سوم۔ عورت کو بٹھا کر حد مارنی چاہی۔ قاضی صاحب نے اس [illegible]
کیا ❖

چہارم۔ ایک لفظ سے ایک ہی حد لازم آتی ہے۔ اور دو حدیں لا[illegible]
تو ایک ساتھ دونوں کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ ایک حد کے [illegible]
چھوڑ دینا چاہیے کہ زخم بالکل بھر جائیں۔ پھر دوسری حد [illegible]
ہو سکتی ہے ❖

پنجم۔ جس کو گالی دی تھی۔ اس نے جب دعوے نہیں کیا تو قاضی صا[حب کو حد]
قایم کرنے کا کیا اختیار ہے۔

قاضی ابن ابی لیلے نہایت برہم ہوئے۔ اور گورنر (حاکم) کو [illegible]
کہ ابو حنیفہ نے مجھ کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔ گورنر نے حکم بھیجا کہ امام
[ف]توے نہ بتائیں۔ امام صاحب اگرچہ حق کے خلاف کسی حاکم [illegible] کے حکم
[کی پر]وا نہ کرتے تھے۔ تاہم چونکہ فتوے دینا فرض کفایہ تھا۔ اور کوفہ میں اور [بہت]
[علما] موجود تھے۔ اس لئے حاکم وقت کی اطاعت کو مقدم رکھا۔ اور [illegible]
کی تعمیل کی۔ ان ہی ایام میں حضرت کی صاحبزادی نے مسئلہ پوچھا [illegible]
گورنر کو ذکر اتفاق سے فقہی مسایل میں چند مشکلات پیش آئیں۔ [illegible]

علیہ الرحمتہ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے امام صاحب کو پھر فتوے دینے کی عام اجازت حاصل ہو گئی۔ مورخ ابن خلکان نے اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ اطاعت حلم اور امانت کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثالیں ہو سکتی ہے۔

۲۔ ہمچشموں اور ہمعصروں کے مقابلے میں

آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ عادت قریباً مانی جا چکی ہے۔ جو ہم فن اہل کمال ایک ہی زمانہ میں ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے فضل و کمال کا کما حقہٗ اعتراف نہیں کرتے۔ الا ماشاء اللہ جب ایک ہی کے عہد کے دو صاحب ہم فن اہل کمال کے دل ٹٹولے جاویں اور ان کے عندیے دیکھے جاویں تو ان کی باہمی بے پرواہی رقابت کے اثر سے کم و بیش پرخاش و منافرت کی حد تک ترقی کی ہوئی نظر آئیگی شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کے زمانہ میں ایک اور فارسی کا شاعر امامی ہروی نام تھا اس زمانہ کے لوگ یہ فیصلہ کرنے سے قاصر رہے۔ کہ کون سا ان دونوں میں سے زیادہ باکمال ہے۔ چنانچہ آخر شیرازی ایک تیسرا شاعر اس بارے میں حکم قرار دیا گیا۔ اور اس نے امامی کو سعدی علیہ الرحمتہ سے افضل بتایا۔ یہ ایسا غلط فیصلہ تھا۔ جس کے غلط ہونے میں گذشتہ چھ سو برس کے عرصے میں شاید کسی کو کلام ہوا ہو۔ مگر معاصرت کے اثر نے ہمگر کو اس غلطی کا ادراک نہیں ہونے دیا۔

میں جن بزرگ علماء و فضلا کے حالات آپ کو سنا رہا ہوں۔ ان کے جوش حق گوئی اور راست بازی نے کبھی ان کو معاصرین کے فضل و کمال سے چشم پوشی نہیں کرنے دی۔ واقعات شہادت دے رہے ہیں۔ کہ وہ بزرگ عمر اور کمال کے رس[illegible] ایسے تھے جن میں یہ جوہر نہ تھا۔ ان کا معاصرین [illegible] ابد[illegible]

میں نجانے ہیاً مخالف ہونا ان کی قدر شناسی کو کم نہیں کر سکتا تھا ۔

ایک موقع پر امام شعبی علیہ الرحمۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک کے جنگی معرکوں کا ذکر بیان کر رہے تھے۔ اتفاقاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گذر اسی راستہ سے ہوا۔ امام ممدوح کا بیان سنکر فرمایا۔ کہ جس قوم کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ میں ان کے دیکھنے والوں سے ہوں۔ لیکن مغازی یہ مجھسے زیادہ اور بہتر جانتے ہیں ۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ کہ روئے زمین پر کوئی شخص حج کے مسئلے عطا (رضی اللہ عنہ) سے بہتر نہیں جانتا ۔

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں امام زہری علیہ الرحمۃ امام ربیعہ علیہ الرحمۃ کا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان میں لے گئے۔ اور وہاں دونوں نے ایک دوسرے کے علم کو جانچا جب عصر کے وقت وہ دونوں امام زمانہ باہر تشریف لائے تو امام زہری تو یہ کہتے نکلے کہ ربیعہ کا مثل مدینہ میں نہیں۔ اور امام ربیعہ یہ فرماتے آتے تھے۔ کہ زہری کے رتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا ۔

ابن اسحاق اصفہانی جب بصرے گئے۔ اور وہاں کے محدثین سے حدیث پڑھنی چاہی تو سب نے پوچھا۔ کہ تمہارے شہر میں عباس ابن یزید نہیں؟ انہوں نے کہا۔ کہ ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے تم ہمارے پاس کیوں آئے ۔

مولانا ابن موید رومی جب محقق دوانی کے پاس گئے۔ تو محقق نے انسے سوال کیا۔ کہ روم سے ہمارے لئے کیا ہدیہ لائے۔ مولانا نے یہ سنکر علامہ خواجہ زادہ کی تازہ تصنیف کتاب تہافۃ پیش کی۔ محقق نے اس کو لیکر اوقات فرصت میں مطالعہ کیا جب تمام وکمال دیکھ چکے۔ تو مولانا سے ابن موید سے فرمایا۔

کو خدا تعالیٰ نے تم کو اور اس رسالہ کے مصنف کو جزائے خیر دے۔ میں بھی اس مبحث
پر ایک کتاب کے لکھنے کے خیال میں تھا۔ مگر اللہ نے شرم رکھ لی۔ اگر میں اس
کتاب کے دیکھنے سے پہلے لکھ چکا ہوتا تو میری بڑی ہنسی ہوتی۔

حضرت قاسم (ابن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہم) سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ زیادہ
عالم ہیں یا سالم (ابن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم) تو انہوں نے فرمایا کہ یہ مرتبہ
سالم کو ہی حاصل ہے۔

اشہب ابن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ
کو امام مالک علیہ الرحمۃ کے حضور میں ایسا مؤدب بیٹھا دیکھا۔ جیسے چھوٹے
بڑوں کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ حضرت امام اعظم حضرت امام مالک سے ۱۳ سال
عمر میں بڑے تھے۔ اور طبقے میں بھی پایہ عالی۔ اسی واسطے امام ذہبی علیہ الرحمۃ
اس ملاقات کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی
حسن ادب اور تواضع کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

حسن ابن علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ جب وکیع علیہ الرحمۃ بغداد میں آئے
تو میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل۔ یحییٰ ابن معین اور ابن سالم کو ان کے سامنے
ایسا بیٹھا دیکھا۔ جیسے بچے بیٹھتے ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کے پاس امام حربی علیہ الرحمۃ آئے۔ تو امام احمد
بن حنبل ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں جس قدر جزئیات میں
اختلاف ہے۔ باایں ہمہ امام محمد جتنی امام شافعی کی تکریم کرتے تھے اتنی کسی عالم
کی نہیں کرتے تھے۔

[illegible] کو اتنا [illegible] کہ حضرت حاکم علیہ الرحمۃ [illegible]

مشہور محدث نے فن حدیث میں ایک کتاب المدخل فی الصحیح لکھی تھی۔ امام عبدالغنی رحمۃ اللہ مصری نے اس کا رد لکھا۔ حاکم علیہ الرحمۃ نے جب یہ رد دیکھا تو امام مصری کی خدمت میں شکریئے کا خط لکھا۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

۳۔ اپنے نفس کے مقابلے میں

یہ عنوان اگرچہ حق گوئی اور راست بازی کا آخری حصہ ہے۔ لیکن اہمیت اور دشواری میں پچھلے دونوں باتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ سیف المسلول یا شمشیر برہنہ کے مقابلے میں حق کو نہ چھوڑنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا یہ مشکل ہے۔ کہ انسان اپنے نفس کی برائیاں ازراہ انصاف خود قبول کرلے۔ یا یہ کہ ایک شہرۂ آفاق باکمال اپنے ایک معاصر کے فضل علم سے اپنے فضل و علم کو کم مان لے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اولاد اور جان دنیا میں بہت عزیز چیزیں ہیں۔ مگر جو اولاد نافرمان ہوجاتی ہے وہ دشمن سے زیادہ بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور زندگی جب دل کو ستانے لگتی ہے۔ یا کوئی اور حالت پیش آجاتی ہے۔ جس کا نفس متحمل نہیں ہوسکتا تو انسان بے دھڑک اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ تاریخ میں ایک ایسے جوان مرد بادشاہ کا ذکر ہے جس نے آٹھ ہزار فوج سے اسی ہزار فوج جرار کے منہ پھیر دئے تھے اور اس وقت اس کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی۔ لیکن یہ اولوالعزم فرماں روا اپنے نفس کے مقابلے میں ہمیشہ مغلوب ہی رہا یکے بعد دیگرے فاش غلطیاں اس نے کیں۔ اس کے مشیر سر دھنتے رہے۔ مگر کبھی اس سے یہ نہ ہوسکا کہ اپنی غلطیوں کو غلطی مان کر راہ صواب اختیار کرلیتا۔

آفرین ہے ان بزرگ علماء و فضلاء پر جنہوں نے اپنے نفس کی خود پسندی کو

قابو میں رکھا۔ اور فقہ کی کتابیں اسکی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔ کرامت کے پیشوا اماموں نے کئی مسئلوں میں اپنی ایک رائے ظاہر کی۔ اور عقیدت کی مدد سے وہ مشرق تک اور مغرب میں پھیل گئی۔ اور ایک عالم میں اُس پر عمل ہونے لگا۔ پھر جب انکو اپنی غلطی کی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے علے الاعلان اپنی پہلی رائے کو چھوڑ دیا۔ اس کی نظیریں ابھی عرض کیجائینگی مگر بڑے بڑے جلیل القدر اماموں نے اپنے شاگردوں کی شاگردی کی ہے اور ایسے بھی پاک اور بے نفس بندے تھے کہ جو کسی فن یا علم میں مشہور روزگار ہوتے تھے۔ اور جب ان کے سامنے اسی علم کا کوئی ایسا سوال پیش کیا جاتا۔ جس کا جواب نہیں معلوم نہ ہوتا۔ تو وہ بدوں کسی پس و پیش کے سایل سے لاادری فرما دیتے تھے۔ (یعنے میں نہیں جانتا) امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی جب کبھی ایسا ہوتا تھا تو لاادری فرمایا کرتے تھے۔

حدیث کے عالی مرتبہ امام حضرت شعبی علیہ الرحمۃ بھی اکثر سوالوں کیوقت لاادری فرمادیا کرتے تھے۔ ان کا قول ہے۔ کہ ہم فقیہ نہیں ہیں۔ ہم نے تو بس یہ کیا ہے۔ کہ جو حدیث سنی اس کو روایت کر دیا۔ فقیہ تو وہ ہیں جو علم پر عمل بھی کرتے ہیں +

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز ابن ابی لیلیٰ گئے تو حضرت عطا نے اُن سے بعض مسئلے ازراہ استفادہ دریافت کئے۔ جو لوگ ان کی شان امامت سے واقف تھے۔ اُن کو تعجب ہوا۔ کہ ابن ابی لیلے سے حضرت عطا استفادہ کریں۔ حضرت عطا نے سُنا تو فرمایا۔ کہ حیرت کیا ہے۔ ابن ابی لیلے مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔ ان بزرگوں کی پاک نفسی اس سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ اپنے شاگردوں کے مقابلے میں بھی اپنے علم و فضل کو کمتر سمجھتے تھے۔

ابن عیینہ نے اپنے شاگرد علی ابن مدینی کی نسبت ایک مرتبہ فرمایا۔ کہ لوگو تم مجھکو ابن مدینی کی ارتباط پر ملامت کرتے ہو۔ واللہ جتنا مجھسے علم حاصل کرتے ہیں اس سے

زیادہ میں اُن سے سیکھ لیتا ہوں۔

یحییٰ ابن معین اپنے شاگرد امام ابن حنبل کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ میں مثل احمد ابن حنبل کے ہو جاؤں قسم ہے اپنے رب کی کہ میں انکے مرتبہ کو نہیں پا سکتا۔

امام شعبہؒ فرماتے تھے کہ سفیان احفظ منی۔ یعنے سفیان کو مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ ان کے عہد میں اس فن پاک کا کمال حفظ پر موقوف تھا۔ لہذا امام شعبہ کا حضرت سفیان کو اپنے آپ سے زیادہ حافظِ حدیث بتانا گویا یہ کہنا ہے کہ وہ زیادہ عالم ہیں۔

امام اوزاعی علیہ الرحمۃ شام کے مقتدا ایک روز امام فرازی کو خط لکھوانے لگے۔ تو کاتب سے فرمایا کہ اول ان کا نام لکھنا۔ اس لیئے کہ واللہ وہ مجھ سے بہتر ہیں۔

حافظ ابن خیرون کو کسی نے حافظ لکھا تو وہ بگڑ گئے۔ اور فرمایا کہ میری کیا ہستی ہے۔ کہ جو مجھ کو حافظ لکھا جائے (آج کل کے محمد فاضل اپنے نام کے اول میں مولوی لکھا دیتے ہیں۔ تو یہ سمجھتے ہیں کہ حق بحقدار رسید)

علم ادب میں جو مرتبہ اصمعی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اس سے ایک زمانہ واقف ہے باوجود کلام عرب کے دقایق سے واقف ہونے کے یہ امام ادب کلام اللہ اور حدیث کے معنے بیان کرنے سے بچتے تھے۔ جب اُن سے اس قسم کا سوال کیا جاتا تو اصمعی یہ جواب دیتے کہ عرب اس لفظ کے یہ معنے لیتے ہیں۔ مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتاب اللہ اور سنت میں اس لفظ کے کونسے معنے مراد ہیں۔

امام ادب ابو العباس ثعلب کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کسی علمی مسئلے کا جواب چاہا۔ ثعلب کو چونکہ وہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔ اس لیئے جواب میں کہا لا ادری

لدیا۔ وہ بیچارہ اس امید پر آیا تھا۔ کہ ان کے پاس اس کی مشکل حل ہو جائیگی
یہاں جو یہ صاف جواب سنا تو بہت جھنجلایا۔ اور کہا کہ حضور! یہ تو شہرت ہے۔ کہ
لوگ سفر کرکے حاضر ہوتے ہیں۔ اور علم کا یہ حال کہ ایک ذرہ سے سوال کے جواب
میں لا ادری ارشاد ہوتا ہے ثعلب علیہ الرحمتہ نے ازراہ ظرافت کہا۔ کہ میرے
پاس جتنی لا ادری پائی ہیں اگر تمہارے پاس اُتنے اونٹ ہوتے تو تم بڑے مالدار
ہو جاتے۔

حضرات! اب میں اپنے مضمون کے تینوں حصوں کو جنمیں۔ علماء فضلاء
ربانیین کا نہایت مختصر تذکرہ ہے۔ ختم کرتا ہوں۔ لیکن مجھے کسیقدر اپنے زمانہ کے
علماء کے مقابلہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اس سے نعوذ باللہ یہ مراد
نہیں۔ کہ کسی عالم کی شان میں کوئی لفظ بیجا نکلے۔ بلکہ اس لئے کہ اسلام کی
ابتدائی شان و شوکت اور رونق و عظمت ظاہر ہو۔ اور حال کی کمی اور بیرونقی بیں
میں ہر ایک حصہ کو مقابلتہً پیش کرتا ہوں۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ گورنمنٹ عادل کیطرف سے جہاں
عدل کے کیسے پابند ہیں۔ یہاں تک یہ بات ضرب المثل ہے۔ کہ شیر بکری ایک
گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ اس امن اور عدل کے زمانہ میں بھی ہمارے عالیشان
علماء کی یہ حالت ہے۔ اگر بفرض محال نماز روزہ فرائض کے ترک کرنے کیواسطے
بھی کہا جائے۔ تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ خواہ گھر میں آکر خفیہ یہ کام کر بھی لیں
لیکن ایک دفعہ تو حاکم کے روبرو ضرور ہی توبہ کریں گے۔ اگرچہ میں تمام علماء کی
نسبت ایسا گمان نہیں کرتا مگر شاذونادر (الا ماشاء اللہ) ہی کوئی ایسا نکلے جو
حاکم کے روبرو کہدے کہ صاحب! اپنے احکام دنیاوی میں جو کچھ آپ حکم دیں
بجالانے کو تیار ہیں۔ لیکن خدا کے احکام و فرائض ادا کرنے میں مجبور ہیں۔

دوسرے حصے کے مقابلہ کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر میں اس کا ذکر کروں
تو خوف ہے مجھے اپنی عاقبت کی درستی میں بھی شک ہو جاوے۔ اور حاضرین و سامعین کی
سخت دلشکنی کا باعث ہو۔ لیکن خود علمائے زمانہ حال جانتے ہیں کہ ان کے باہمی میل
ملاپ کا کیا حال ہے۔ اور ایک دوسرے کی تعظیم ان کے دلوں میں کہاں تک ہے۔ اور
ایک دوسرے کی لیاقت کی کس قدر وقعت ان کے دلوں میں ہے۔ اور فتاووں
میں کہاں تک اختلاف کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور نام آوری کہاں تک
خیال ہے۔ اور تعظیم کے لئے کہاں تک اہتمام کیا جاتا ہے۔

اب تیسرا حصہ سمجھئے اپنے نفسوں کے مقابلہ میں ہمارے بزرگ گروہ
کی کیا حالت ہے۔ جب کسی مصنف نے کسی غلط مسئلہ کو یا کسی حدیث کو بوجہ ناواقفیت
علم تاریخ یا رموضوع غلط لکھدیا۔ اور پھر اس غلطی سے کسی دوسرے بزرگ نے
آگاہ کیا۔ جسے کہ خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سمجھا دیا گیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ
اس عالم نے اس غلطی کو درست نہ کیا۔ اور نہ اس کی تصحیح کی پروا ہی ملک بقا ہوئے
مگر اپنے نفس کو نادم اور خجل نہ کیا۔ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مواخذہ سے نہ ڈرے۔ ہائے افسوس۔

جب کبھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتے۔ اور وہ معلوم نہ ہو تو کبھی لاادری
نہ کہینگے۔ یا یہ کہ کتاب کو دیکھکر بتلاؤنگا۔ بلکہ فوراً اپنے دل اور برائے سے ہی اس
مسئلہ کی تراش شروع کردیں گے۔ خواہ وہ بالکل ہی برعکس ہو۔ لیکن آپ کا
نفس نہیں چاہتا کہ ہماری فضیلت میں فرق آجائے۔ خواہ وضعی مسئلہ بنا کر بتلانا
ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ کبھی نہیں فرماوینگے۔ کہ اس مسئلہ کو فلاں حضرت سے پوچھو
یا دد مجھ ۔ ۔ ۔ پوچھا جانتے ہیں۔ بلکہ یہ ضرور کہدیں گے۔ کہ وہ تو میرے شاگردوں
کی سی بھی لیاقت نہیں رکھتے ہیں ان کو بیس سال تک پڑھا سکتا ہوں۔ اگر

اتفاق سے کوئی غلط لفظ بھی زبان مبارک سے نکل جائے۔ تو کسی کے جھلانے سے کیا مجال کرمان جائیں۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہوگا منطقی اور نحوی دلایل سے اسکے ہی صحیح ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس قدر بھی اپنے نفس پر حادی نہیں۔ کہ یہ فرماویں کہ ہاں ضرور غلطی ہوگئی۔ اللہ حافظ۔

حضرات! معاف فرمائیگا جو میں نے مختصر عرض کیا ہے۔ وہ تمام علماء وفضلا رحال کی نسبت نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت بھی خدا کے فضل سے ایسے عالم ربانیین موجود ہیں۔ کہ وہ تینوں شقوں میں پورے اور باعمل ہیں۔ مگر میرا عرض کرنا کثرت اور قلت سے مراد ہے۔ آپ اس کا خود اندازہ فرما سکتے ہیں * کما لا یخفی ۔ خداوند تعالے کے اختیار میں اس کی اصلاح ہے۔

اب میں دارالعلوم نعمانیہ اور انجمن نعمانیہ کے حق بہ خداوند تعالے سے دعاء ترقی ایمان اور برکت کی کر کے۔ اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعداذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واھلبیتہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۝

دستخط

جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ (پنجاب)

"محامدِ انجمنِ نعمانیہ لاہور"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی

مژدہ اے مومنانِ نیک شعار — خفتہ بختِ شما شدہ بیدار
علم و فضل از شما کہ گم شدہ بود — باز آمد بفضلِ ربِ ودود
مجلس خادم العلوم شود — سعی در علم دین دود بہبود
علم دین است نعمت عقبےٰ — ہست زیں علم عزت دنیا
ہست زیں علم فتح باب جناں — ہست ایں علم رحمتِ یزداں
عالماں نائبان پیغمبرم — عالماں اند بہر ما رہبر
تا توانید علم دیں خوانید — علم دیں رحمت خدا دانید
پند دیگر بگویم اے یاراں — گوش دل را کنید بازیراں
علم را با عمل کنید درست — بے عمل علم را چہ باید جست
بے عمل علم ہست گلِ بے بو — بے عمل علم حسن باید خو
وہ چہ خوش گفت شاعرِ استاد — رحمت حق بروح پاکش باد
علم ہر چند بیشتر خوانی — چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند — چارپائے برو کتابے چند
قول محبوب را یقیں دانید — حق شناسی ز علم دیں دانید
ایں دعا ست پیش رب غفور — سعی ایں انجمن شود مشکور

دستخط

عالیجناب نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب محبوب رئیس لاہور

پرہیزگاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیہ وصفیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ۔

۸ مضمون پرہیزگاری ایک ایسا ضروری مضمون ہے کہ خود رب العالمین اپنے بندوں کے جسمانی اور روحانی تربیت کو پرہیزگاری کے ذریعہ تکمیل دینے کی خاطر آسمانی کتابیں نازل اور اُن کی معلمین صلوات اللہ علیہم والتسلیمات مبعوث فرماتا رہا ہے۔

پرہیزگاری لفظ فارسی ہے۔ اور اصل میں عربی لفظ تقوےٰ کا ترجمہ ہے قرآن مجید میں اس کثرت کے ساتھ لفظ تقوےٰ اور اس کی مشتقات مذکور ہیں۔ کہ مومن قاری اور مومن سامع صرف قرأت اور سماعت سے ہی پرہیزگار بن سکتا ہے بشرطیکہ سمجھ سکے۔

تعریف تقوےٰ تقوےٰ کے لغوی معنے ہیں ڈرنا۔ بچنا۔ اجتناب کرنا۔ پرہیز کرنا مگر اپنی اصطلاح میں تقوےٰ سے مراد ہے۔ "جملہ منہیات عنہا سے بچتے رہنا۔ اور جملہ اوامر الٰہی پر عمل کرتے رہنا" اور مطابق آیہ وافی ہدایہ۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ جملہ مکلفین اپنی اپنی وسع کے مطابق پرہیزگاری کی دونوں شقوں کے حاصل کرنے کے لئے مامور ہیں۔ پس پرہیزگار درحقیقت اپنے صحیح معنوں میں فقط وہی شخص ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے اوامر اور نواہی پر اپنی استطاعت اور وسع کے مطابق پابند ہے۔ اللہ تعالےٰ اس تقوےٰ کے حصول کے لئے جابجا

ارشاد فرماتا ہے۔ کما قال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ سورۃ آل عمران رکوع ۱۱
وکما قال تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم۔ سورۃ التغابن رکوع اس قسم
کے اور بھی بہت سے آیات طیبات ہیں۔ جو عالم قرآن مجید پر مخفی نہیں ہیں
ان آیتوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے مومنین تمہارے ایمان اور اسلام کا تقاضا یہ
ہے۔ کہ تم اپنی اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق ہمارے احکام کے کاربند
رہو۔ اب صاف ظاہر ہے کہ چونکہ پرہیزگاری کے دونو شقوں میں دین اسلام کے
کل مسایل علمی اور عملی۔ اصولی اور فروعی داخل ہیں۔ اس واسطے پرہیزگار وہی شخص
ہے۔ جو اعتقادیات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق میں ہر دم ان دونوں شقوں
کو مرعی رکھتا ہے۔

پس صاحبان! ہم اگر پرہیزگار بننا چاہیں۔ اور ہمیں بننا چاہیے۔ تو ہم
مطابق تعلیم ربانی کم از کم فرایض پر تو کاربند رہیں۔ اور اگر پرہیزگاری میں زیادہ
قدم زن ہونا چاہیں۔ تو پھر تو کمر ہمت باندھ کر مباح امور پر بھی عمل اور مکروہ
امور تک سے بھی اجتناب کرنا شروع کریں۔ یعنے پنج وقتہ فرضی نماز کے علاوہ
نوافل مسنونہ بھی پڑھیں۔ زکواۃ مفروضہ کے علاوہ صدقات نافلہ بھی ادا کریں۔
وقس علی ہذا۔ افسوس ہے کہ اول تو لوگ فرایض الہی کی طرف راغب ہی نہیں ہوتے۔
اور جو ہوتے بھی ہیں۔ تو اُن سے اکثر فقط بطور عادت ہی ان فرایض کو ادا کرتے
ہیں۔ بطور عبادت کرنا ضروری ہے۔ پس ہم سب کو کمر ہمت باندھ کر ان فرایض
کو عبادت سمجھ کر ادا کرنا چاہیے۔

اسی طرح معاملات میں بھی جایز اور مشروع طریقوں کو ملحوظ خاطر رکھیں۔
چال چلن ایسا ہو کہ ہر ایک فعل اور ہر ایک حرکت و سکون نمونہ اسوۂ حسنہ محمدی کے
مطابق ہو۔ راستبازی خوش خلقی۔ دیانت۔ امانت۔ حوصلہ۔ بردباری۔ حلم۔

وغیرہ وغیرہ من الفضایل ہمارے نیچر بن جاویں۔ یعنے ایسا ثابت ہو کہ گویا یہ باتیں ہماری خلقی اور جبلی ہیں۔

اس بات کا ذکر کرنا اس جگہ نامناسب نہ ہوگا۔ کہ معاملات کا درست کرنا اشد ضروری ہے۔ اور معاملات درست نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ عبادات درست نہ ہوں اور عبادات درست نہیں ہو سکیں۔ جب تک کہ اعتقادیات درست نہ ہوں۔ کیونکہ یہ سب باتیں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔

پرہیزگاری سے مومن کی زندگی پاک اور طیب ہوجاتی ہے۔ اور حیٰوۃ طیبہ اصل میں نتیجہ ہے۔ اور پرہیزگاری اس کا سبب ہے۔ فطرت اللہ اور اسلام بھی اس پرہیزگاری کے دوسرے نام ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والعاقبۃ للمتقین سورۃ الاعراف رکوع ۱۵۔ یعنی انجام بخیر فقط پرہیزگاروں کا ہی ہوتا ہے چنانچہ پرہیزگاروں کے لئے اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ وعدہ کا پورا اور قول کا سچا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لایحتسب سورۃ الطلاق رکوع ۱۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جو کوئی پرہیزگاری اختیار کرکے اللہ تعالےٰ کے احکام و نواہی کے مخالفت سے بچتا رہیگا۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا مخرج پیدا کر دے گا۔ یعنے ایسے ایسے اسباب پیدا کر دے گا۔ کہ ہر قسم کے آفات اور مصائب دینی و دنیوی سے ایسا متقی شخص بلاکلفت و مشقت اور بلا محنت و اذیت بچتا رہے گا۔ اور ایسے شخص متقی کو ایسے ایسے ذریعوں سے روزی کے اسباب مہیا کر دے گا۔ کہ جن ذریعوں کا خیال بھی کبھی اس کے دل میں نہیں گزرتا۔ سخت افسوس ہے ہماری اپنی نالایقی پر کہ ہم اپنی کم بختیوں اور نا فہمیدگیوں کی وجہ سے انعامات و کرامات موعودہ آلہیہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور اپنے بے عیب اور پاک اسلام کو معیوب صورت میں دکھا رہے ہیں۔ ایک اور

جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیئاتکم الایۃ سورۃ الانفال رکوع ۴۔ اس آیہ شریف کا مطلب یہ ہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ اگر تم لوگ مطابق تعلیم ربانی پر پرہیزگاری اختیار کرکے پرہیزگارانہ زندگی بنالو۔ تو پھر اللہ تعالےٰ تمہارے لئے ایک عظیم الشان فرقان پیدا کردے گا۔ جس سے ایک بیّن فرق اور تمیز اور امتیاز تم میں پیدا ہوجاوے گا۔ اور خود بخود تم دنیا میں ممتاز نظر آو گے۔ دین میں بھی دنیا میں بھی۔ غرضیکہ اسی قسم کے اسباب خیر کا وعدہ موجود ہے۔ جن سے ہم اوروں سے ممتاز نظر آویں۔ اور ان جیسے نہ سمجھے جاویں۔

یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ محض شرافت۔ نسبی و خاندانی جس کے ساتھ تقوےٰ نہ ہو کسی کام کی نہیں ہے۔ قال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم سورۃ الحجرات رکوع ۲۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے شریف تر وہی ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ پس محض مال و دولت۔ تیری جاہ و حشمت۔ تیری عزت و ثروت اس رب العالمین کے ہاں محض ہیچ ہے۔ اگر اس کے ساتھ پرہیزگاری نہیں ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ رض مروی ہے۔ کہ لوگوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ من اکرم الناس۔ یعنے لوگوں میں سے شریف ترین کون ہے۔ تو آپ نے موافق قول خداوندی جواب دیا۔ اتقاھم۔ یعنی جو ان میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ غرضیکہ پرہیزگاری ہی اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول و منظور ہے۔ اس کے ہوتے باقی امور بھی قابل قبولی ہوجاتے ہیں۔

خاندانی اور نسبی شرافت کی خداوند تعالےٰ نا قدری بیان نہیں فرماتا۔ صرف یہ فرماتا ہے۔ کہ اس شرافت خاندانی نے تم کو کچھ بھی فایدہ نہیں پہونچانا۔

اگر تم پرہیزگاری اختیار نہ کروگے۔ رسول اللہ صلعم جو حقیقی اور ربانی مفسر قرآن مجید ہیں حدیث مشارالیہ میں اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں "خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا" یعنے اگر دین کو سمجھ لیویں۔ تو پھر شرافت خاندانی بھی اوسکی موید ہوجاتی ہے۔

ہم کتاب کریم اور حدیث رسول کریمؐ سے ثابت کرچکے ہیں۔ کہ تقوے یعنی پرہیزگاری ہی فقط مقبول خداوندی ہے۔ اب ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ کہ کسی اور کتاب یا کتاب والے کا ذکر کریں۔ مگر چونکہ اس امر کا بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدمؑ سے لیکر اس وقت تک ہمیشہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جو پرہیزگاری کے طالب اور عامل رہکر حیوۃ طیبہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ اسواسطے بعض اوقات بلکہ بسا اوقات قرآن مجید ہی کی گویا توضیح و تفسیر و تفصیل کے لئے کتب سماویہ سابقہ و صحف قدیمہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ خود طرز قرآن مجید بھی اسی کی مویدہے۔ اور اسی طرح رسول اللہ ؐ کے بعد آپ کے اصحاب اخیار اور تابعین اور تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور دیگر اولیاء کرام و صوفیہ عظام و علماء فخام کے پرہیزگارانہ تالیف کا پڑھنا اور ان سے عملی طور پر قرآن کریم کا سیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

ہم کو زیادہ وقت نہیں ورنہ بتوفیقہ تعالےٰ بہت سے حوالے کتب قدیمہ بائبل وغیرہ سے دیتے۔ اب ہم صرف نامہ یعقوب باب ۲ درس ۱۴ لغایت آخر باب کا حوالہ دیتے ہیں۔ اس باب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نرا خشک اور روکھا پھیکا ایمان کسی کام کا نہیں ہے۔ جبتک کہ اوس کے ساتھ اعمال صالح نہ ہوں۔

اس امر کا ذکر کرنا بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ چونکہ امور تقوے یعنے پرہیزگاری فی الحقیقت انسانی نیچر کے تقاضے کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس واسطے

وہ لوگ بھی جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متبع نہیں ہوتے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تسلیمات کے نہ صرف قدر ہی کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے مطابق پرہیزگار بننے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ بھی ضرور کامیاب ہو جائیں۔ اگر وہ اس نعمت عظمے کے منکر نہوں۔ جس کے ساتھ یہ تسلیمات وابستہ ہیں۔ یعنے توحید ذات وصفات وعبادات الٰہی وشہادت رسالت ؑ

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ بہت سے یورپین مصنفین بھی اسلامی مسایل کی خوبی پر لٹو ہو کر ان کے اشاعت میں سرگرم ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی ہیں۔ مگر یہ سارے (essays) اور مضامین اکارت جاتے ہیں۔ جس کی وجہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

ہمارے علماء دینیین بھی وقتاً فوقتاً مخلصانہ نیت کے ساتھ انہیں مضامین کے اشاعت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ عموماً کامیاب ہی رہتے ہیں والحمد اللہ علےٰ ذالک۔ لیکن افسوس ہے کہ اہل اسلام کی موجودہ حالت بلحاظ پرہیزگاری کے خاطر خواہ نہیں رہی ہے۔ بیشک زمانہ حال کے نرنگی چال کو اس طرف سے کچھ آزاد کرنے والی ہے۔ اس لئے ہم کو پرہیزگار علماء باعمل کی سخت ضرورت ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ کی پوری معرفت حاصل ہو۔ اور مسلمانوں کی اس بڑھکر اور کوئی خدمت نہیں ہو سکتی۔ کہ ان کے درمیان علمائے معرفت حقانی کا فرقہ جو قریباً گم ہوتا جاتا ہے تازہ کیا جاوے۔ جو اپنے تقوے زہد اور نور عقل کے رعب سے غافل دنیاداروں کو فورۃً وعظ ونصیحت سے بیدار کرتے رہیں۔ اور مجمع اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے ہر سامع کو اپنی تمام روحانی اور دنیوی فرایض کو دیانتداری محنت اور قابلیت سے انجام دینے کی طرف راغب کر سکیں۔ اب اس مضمون کو ایک مختصر دعا کے ساتھ ختم کیا جاتا ہے۔ سب

حاضرین صدق دل سے آمین کہیں۔ دعا۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ فقط

دستخط

عالیجناب شیخ محمد انعام علی صاحب بی۔ اے ایس۔ ای ایس سیشن جج سیالکوٹ

"میری عاجزانہ اپیل"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالیجناب صدر جلسہ و دیگر برادران اسلام۔ آج کے جلسے کے پروگرام میں میرے اس مضمون کا عنوان جس پر مجھے آج کچھ گذارش کرنے کا امر ہوا ہے "میری عاجزانہ اپیل" کے الفاظ میں درج ہے۔ قبل اس کے کہ میں نفس مضمون پر نہایت عام فہم اور سلیس اور سیدھے سادھے الفاظ میں اس جلیل القدر مجمع کو مخاطب کروں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ لفظ اپیل کے وہ معنی جن میں اس کو میں نے لیا ہے۔ بیان کروں۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے نام کے ساتھ پلیڈر کے لفظ کو پڑھکر بعض صاحبان کو غلط فہمی ہوئی ہو کہ اس قانون پیشہ شخص نے یہاں بھی اپنے پیشہ وکالت سے فایدہ اُٹھاکر کسی اپیل داخل کرنے اور پیروی کرنے کے لئے انجمن کی فنڈ سے محنتانہ پھٹکار لیا ہے

اس لئے صفائی سے یہ جتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرا مدعا و مطلب و معنے یہاں لفظ اپیل سے وہ نہیں ہے۔ جو عدالتہائے سرکار انگلشیہ میں لئے جاتے ہیں کسی قسم کی عدالت ماتحت کے نیصلہ کے برخلاف عدالت بالا دست میں نکتہ چینی ۔اعتراضات و اظہار غیر اطمینانی کے معنے نہیں لئے گئے ہیں۔ بلکہ لفظ اپیل کے لغوی معنے عرضداشت یا گذارش کے بیان لئے جاویں گے۔ میں بڑے ادب سے ایک عرض آپ کی خدمت عالی میں کرنے کو کھڑا ہوا ہوں۔ اور عرض کر دیتا ہوں کہ اس اپیل کے پیش کرنے اور پیروی کے واسطے برخلاف معمول خود میں نے کوئی فیس انجمن سے نہیں لی۔ میرے اس بیان کی تصدیق جناب سکرٹری صاحب انجمن ممبران و مولانا خلیفہ تاج الدین احمد صاحب سے ہو سکتی ہے جو بیٹھے ہیں۔ اگر اس اپیل کو قانونی معنوں میں بھی لیا جاوے۔ تو یہ آپ ہی کی کاروائی کی اپیل آپ ہی کے سامنے ہے اور آپ ہی کی طرف سے اپیل بھی دائر کرتا ہوں غرضیکہ تو در کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ کا مضمون صادق آتا ہے۔ اور در اصل میں خود کچھ نہیں بولتا۔ اور جو کچھ عرض کروں گا۔ آپ کی طرف سے ہی گذارش کرونگا۔ سے

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں مے گویم

لیکن چونکہ وکیلوں کی عادت فیس کے بغیر وکالت کا کام کرنے کی نہیں ہے۔ اس لئے میں صورت آپ صاحبان کو خوش معاملہ تصور کر کے آپکی طرف سے پیروی کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ جو محنتانہ مجھے دینا مناسب تصور فرماویں اس کو میرے آخرت کے فنڈ میں داخل فرماویں۔ یعنی اس انجمن حمایت اسلام کے فنڈ میں جو نہ صرف میرا بلکہ تمام مسلمان بھائیوں کا آخرت کا فنڈ ہے۔

صاحبان! ضرورت تعلیم دینیات میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک امر اب گویا مسلّمہ ہو چکا ہے۔ کہ مسلمانان ہند کے زوال و تنزل و ادبار کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ تعلیم دینی سے غافل ہو گئے ہیں۔ سنین ماضیہ پر نظر ڈالی جاوے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ علما و فقہاے دین اسلام میں کس قدر کمی واقع ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کی دنیاوی ترقی و عروج میرے خیال میں دینی تعلیم سے وابستہ ہے۔ زمانہ سلف میں فتوحات اسلام اور مسلمانوں کی ثروت و حشمت و جاہ و جلال کی بڑی بھاری وجہ مسلمانوں کی تعلیم دینیات اور پابندی احکام دین ہے۔ چونکہ ہم لوگوں نے ان امور کو ترک کر دیا ہے۔ اس لئے ہماری دنیاوی ترقی و آسودگی بھی مفقود ہو گئی ہے۔ اخلاق حسنہ دیانت داری۔ راست بازی۔ اطاعت احکام آلہی۔ حلم و شفقت و سخاوت۔ ہمدردی ابناے نوع۔ الغرض ہر ایک انسانی خوبی تعلیم دینی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس مضمون پر ہر سال جلسہ ہاے انجمن میں ایسے صاحبان جن کی علمیت و فضلیت سے مجھے کوئی نسبت نہیں ہے۔ فصیح و بلیغ تقریریں فرما چکے ہیں۔ اور ہمارے مخدوم صاحب صدر جلسہ نے افتتاح جلسہ کے موقعہ پر جو اعلےٰ درجہ کی پر مغز سپیچ فرمائی ہے۔ اور جس کی نسبت عام خیال ہے۔ کہ وہ ایک قابل یاد اور تاریخی سپیچ ہے۔ اس میں بھی جناب ممدوح نے بہت وضاحت سے اس مسئلہ پر گفتگو فرمائی ہے۔ اور چونکہ میرے پاس وقت بھی بہت کم ہے۔ اس لئے میں اس مضمون پر زیادہ تفصیل سے عرض کرنے کا موقعہ نہیں دیکھتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ امر روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ کہ تعلیم دینی ضروری ہے۔ اور اس تعلیم کے دینے والے بھی ہونے چاہئے۔ اس لئے علماء کا وجود از بس ضروری ہے علماء و فضلاء کا بہم پہنچانے کا بیڑا اس وقت انجمن نعمانیہ نے (خدا اس کے کارکنان کی ہمت میں برکت دے) عرصہ بارہ سال سے اٹھایا ہوا ہے۔ اور اس میں بفضلہ تعالےٰ جیساکہ

رپورٹ سالانہ سے آپ سن چکے ہیں۔ بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ عالم باعمل فارغ التحصیل
مختلف دیار و امصار میں یہاں سے جا چکے ہیں۔ میں انجمن کی بارہ سالہ ہسٹری یا تاریخ
کا ہی خلاصہ کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ وقت کی کمی اور صاحب صدر جلسہ نے جو لٹری
ہدایات افتتاح جلسہ کے موقعہ پر پابندی وقت کی نسبت فرمائیں تھیں۔ انکو یاد کر کے
ڈر رہا ہوں۔ اور گو میرا تجربہ وکالت میں تو یہی ہے۔ کہ اس استدعا کرنے پر تقریر
کے واسطے وقت زیادہ بھی ملجاتا ہے۔ اور گو بلحاظ اس کے کہ پنج دیار کے باہن بڑے
تعلقات ہیں۔ اور بوجہ اس کے کہ ہمارے صدر جلسہ مجسٹریٹ درجہ اول بھی ہیں۔
مجھے ان سے اپنے بارے میں وقت کے متعلق رعایت کی توقع بھی ہو سکتی ہے۔
لیکن جو رعایت مجھ سے برتر آدمیوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ اُس کے حاصل کرنے کا
کوئی حق میں اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ اور اس لئے گو میں تاریخی حالات انجمن کو
نظر انداز کرتا ہوں۔ لیکن اس بات کے بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ انجمن نعمانیہ
لاہور نے اپنی بارہ سالہ زندگی میں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے واسطے بہت کچھ کر
دکھایا ہے اور دعا ہے کہ خدا تعالے اُس کو اپنے اغراض و مقاصد میں پوری کامیابی عطا
فرماویں۔ لیکن جس بات پر مجھے خصوصیت سے گذارش کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اس انجمن کی مالی حالت کا تذکرہ ہے خیال کیا
کہ جب سے انجمن کی بہ حیثیت ممتحن حساب کے ہوں ۔ آمد و خرچ کے دو کالموں کی پڑتال کرتے کرتے عجب
عجب خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی باتیں سوجھتی ہیں۔ بلحاظ اگزیمنر آف اکونٹس ہونے کے
مجھے اراکین انجمن کو یہی فہمایش کرنی پڑتی ہے کہ ؎

چو در خلق نیست فروغ صحبتہ ترکن   کہ دیگر بیند ملاحان اسرودے
اگر باران بہ کوہستاں نہ بارد   بسالے دجلہ گردد خشک رودے

انجمن کے بعض ممبر تو مجھے کنجوس از بخیل خیال کرتے ہوں گے۔ کیونکہ کبھی آمد چھپا کر
دال بچانے کے لئے۔ کبھی ہیکہ چپکے آتے ہیں گنجایش نکالنے کے لئے تجویز سوچا کرتا ہوں

اور میرے اس بخل پر شاید وہ یہی کہتے ہونگے ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر بہشتی نہ باشد بحکم خبر

اور مجھے شاید بہشت سے ہی اخراج کا فتوے سناتے ہونگے۔ مگر الاعمال بالنیات خدا جانتا ہے۔ کہ انجمن کی آمد خرچ حساب سے میرے دل پر کیسی چھریاں چلتی ہیں۔ ایک طرف دیکھتا ہوں تو انجمن کی مالی حالت کا انتظام ایسی دیانت۔ ایسی خوبی۔ ایسی عمدگی اور ایسی کفایت شعاری کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ کفایت شعاری کی تو مجھے گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔ ناچار کفایت شعاری سے اوپر کا درجہ اختیار کرنے کی تجاویز پوچھتا رہتا ہوں۔ صاحبان ابھی آپ نے سن لیا ہے کہ کل کائنات آپ کی دینی انجمن کا سرمایہ کیا ہے۔ حیف کی بات ہے کہ جن کالجوں میں مختصر انگریزی کی تعلیم ہو اور جن میں مسلمانوں کی بچے تعلیم دینیات سے محض بیگانہ رکھی جائیں۔ ان کالجوں کے لئے تو لاکھوں روپیہ کا سرمایہ موجود ہو جائے اور اس دینی کالج کے لئے جو مسلمانوں کی ایک سب سے زیادہ بھاری ضرورت کے بہم پہنچانے کے لئے قائم کیا گیا ہے یہ چند پھوٹی کوڑیاں جمع ہوں۔ واقعی رونے کا مقام ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی اسلامی حالت ایسے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ کہ وہ پنجاب بھر کے لئے ایک دینی مدرسہ کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ جو نہایت سستے خرچ میں ان کے لئے سالانہ گوہر بے بہا یعنی علمائے دین یا اطباے روحانی بہم پہنچاتا رہتا ہے۔ تو پس اسلام کا (خدانخواستہ) خاتمہ ہے اور ان کو صاف کہہ دینا چاہئے کہ ہم مسلمان نہیں اور ہمیں اسلام کی کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ جبتک یہ دو نو باتیں تسلیم نہ کرلی جائیں تب تک یہ کہنا مشکل ہے کہ ہمیں علمائے اسلام کے وجود کی کچھ ضرورت نہیں اس مجمع میں جو آسودہ حال مسلمان ہیں ان کا فرض ہے کہ یکمشت امداد انجمن کریں یا ماہواری اقساط میں ادا فرما دیں۔ اور جو غریب ہیں وہ چندہ دو دھیلہ۔ دمڑی تک دینے میں بھی کمی شرم نہ کریں کیونکہ جو کچھ خدا کے

استطاعت دی ہو اسی کی مطابق خدمت دین بھی واجب ہے۔ ہم ان کے پیسوں اور کوڑیوں کو جو اہرات اور ہیروں سے زیادہ بیش قیمت سمجھتے ہیں۔

بعض صاحبان کی طرف سے ایسا سلوک بھی ہوتا ہے کہ وہ جلسہ میں چندہ کا وعدہ لکھوا کر حسنت و مرحبا اور تحسین و آفرین کے نعرے تو خوب سن لیتے ہیں۔ اور حاضرین و صدر انجمن کا شکریہ ہی بمد پیشگی بطور ہار لیتے ہیں مگر اس چندہ کے متعلق جب یاد دہانی ہو تو صدائے برنخواستہ والا معاملہ ہوتا ہے۔ اور ایسا دم سادھتے ہیں کہ بے اختیار یہ مصرع زبان سے نکلتا ہے۔ ع

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے

اس موقعہ پر ممکن ہے کہ شاید بعض صاحبان بلحاظ خاموش ہو رہے ہوں مگر شاید بعض ایسے ہی ہونگے جیسے ایک بدگمان دوست نے اسی معاملے کے متعلق میرے تذکرہ کرنے پر کل مجھے کہا تھا۔ کہ چوہدری صاحب آپ نے جو پچھلے سال صہ روپیہ ماہوار کے حساب سے ۶۰ روپیہ کا چندہ لکھوایا تھا آپ نے بھی اس کو ادا نہیں کیا اور مفت کا شکر ادا کروالیا تو اب میں رفع بدظنی کے لئے مجبوراً سکرٹری صاحب کو شہادت میں پیش کرتا ہوں کہ میں نے اپنا زرچندہ حسب وعدہ ادا کر دیا اور چونکہ پچھلے جلسہ میں ہی میں نے عرض کیا تھا کہ جو لوگ یقولون ما لا تفعلون کے مصداق ہیں اور لوگوں کو چندہ کے لئے بڑی بڑی تقریریں سناتے ہیں اور اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دینے میں بخل کرتے ہیں میں ان کو منافق سمجھتا ہوں اور گو صدہا عیب مجھ میں ہوں میں خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ نفاق کا عیب مجھ میں نہیں ہے۔ اور اس سال بہ نسبت سال سابق کے اپنے ناچیز نذرانہ میں کسی قدر اضافہ کرتا ہوں یعنی ۶۰ کی بجائے ۷۰ سالانہ کی رقم بحساب صہ ماہوار انجمن کو ادا کی جاویگی۔ اس رقم کے مصرف کی نسبت گذارش ہے معظم بندہ جناب مولانا ابوالفضل مولوی محرم علی صاحب چشتی کو جو پنجاب میں

اسلامی ترقی کے روح رواں ہیں اختیار کلی دیتا ہوں کہ انجمن کے جس فنڈ میں مناسب
سمجھیں صرف کریں۔ کیونکہ مجھے اعتماد ہے کہ وہ اپنی صائب رائے سے جو صیغہ تجویز کریں گے
وہی مناسب ہوگا میرا منشا تو اپنے خیالات کو ٹوٹی پھوٹی زبان میں آپ جیسے معزز و
مقتدر و عالم و فاضل اصحاب تک پہنچانے کا تھا۔ ورنہ میری زبان میں ایسی گویائی
نہیں اور الفاظ میں ایسی جادو بیانی نہیں۔ اعمال میں ایسا اثر نہیں جن کی وجہ سے آپ
مجمع بزرگان قوم کے روبرو گفتگو کرنے کی جرأت کر سکتا۔

دستخط

جناب چوہدری نبی بخش صاحب بی۔ اے پلیڈر ایل۔ ایل۔ بی

ومتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور

کرم اسے کہتے ہیں۔ ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کرم کی تفصیل مفصل طور پر بیان کرنے میں لازم ہے کہ صرف قرآن و احادیث سے کرم اور اہل کرم کے حالات ثابت ہوں۔ میں بذات خود اپنی رائے اور عبارت آرائی پسند نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس طرح پر لکھونگا کہ ناظرین مجموعی طور پر بعد میں نتیجہ نکال سکیں۔ کہ۔ اہل کرم کون ہیں ؟ کرم کسے کہتے ہیں ؟ ہم میں کرم ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیا ہمیں ضرورت ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو ہم کرم کیوں نہیں کرتے ؟ ہمیں ضرور لازمی طور پر ان اخلاق سے آراستہ ہونا چاہئے۔ جو کہ ہمارے اسلاف میں تھے۔ فلتشرع فے المقصود۔

خداوند کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں " ویوثرون علے انفسہم ولوکان بہم خصاصۃ " اس آیت کا شان نزول ایک مفسر یوں لکھتا ہے۔ کہ ایک آدمی کو کسی کے ہاں سے ایک مرغی تحفہ میں آئی۔ اس نے مرغی لیکر اپنے ہمسایہ کو دیدی۔ جب کو اس نے دی

اس نے بھی آگے اپنے ہمسایہ کو ہدیۃً دی۔ یہانتک کہ سات گھروں سے یہ مرغی ہوکر
آخر میں پھر پہلے کے پاس پہنچی اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض مفسرین
لکھتے ہیں۔ کہ ایک صحابی اپنے چچیرے بھائی کے پینے کے لئے پانی لایا۔ جب اس کو
دینے لگا۔ آواز آئی۔ کہ ایک آدمی "العطش" "العطش" کر رہا ہے۔ اس کے پیاسے
بھائی نے اشارہ کیا۔ کہ یہ پانی جاکر اسی کو دے آؤ۔ جب وہ اس دوسرے شخص
کے پاس پانی دینے آیا پہنچتے ہی کسی تیسرے شخص کی آواز سنائی دی۔ کہ پانی مانگ
رہا ہے۔ اس شخص ثانی نے بھی پانی نہ پیا۔ اور تیسرے کے پاس لیجانے کو کہا۔
جب یہ صحابی تیسرے شخص کے پاس پانی لیکر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ یہ شخص پانی
پہنچنے سے پہلے ہی پیاس کے باعث سے انتقال کر گیا ہے۔ مجبوراً وہ دوسرے
کے پاس آیا۔ تاکہ اسی کو پانی دیدے۔ دیکھا تو وہ بھی فوت ہو گیا ہے اور پیاسا
ہی اس جہان سے گذر گیا۔ لاچار وہ پانی لیکر پھر پہلے شخص یعنی اپنے بھائی کے پاس
آیا۔ تاکہ اس کو یہ قصہ سنا کر پانی دیدے۔ مگر افسوس۔ دیکھا تو وہ بھی انتقال کر گیا
اس صحابی کو ان کے ایثار پر تعجب ہوا کہ باوجود اس اضطرار کے دوسرے کی خیرخواہی
مدنظر رہی یہ واقعہ یرموک میں ہوا ہے سبحان اللہ۔ اخوت اسلامی ہو تو ایسی ہو۔ ہمدردی
ہو تو ایسی۔ سخاوت ہو تو ایسی۔ ایثار ہو تو ایسا ہو۔ کہ اپنی جان جائے دوسرے کو
فائدہ پہنچے افسوس! اس اسلامی اخوت اور ہمدردی کے چھوڑ دینے کے باعث ہم
آج کل ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی عادت ہمیشہ تھی۔ کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتے تو
اول السلام علیکم خود کرتے۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرت حیدر کرار نے خود سلام
نہ کی۔ بلکہ حضرت صدیق کے منتظر رہے۔ یہانتک کہ صدیق اکبر نے ہی اول السلام علیکم
کہا۔ اور حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ کسی صحابی نے یہی واقعہ بعینہ حضرت رسول کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر سنایا۔ انھوں نے علیؓ سے بلاکر باعث پوچھا۔ تو حضرت حیدرؓ نے جواب دیا۔ کہ یا رسول اللہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک محل نہایت عمدہ اور عالیشان بنا ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے لئے۔ تو جواب ملا۔ کہ یہ اس کے لئے ہے۔ جو اول سلام علیک کہتا ہے۔ یا رسول اللہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ میں اس محل کو حاصل کروں اور صدیقؓ محروم رہے۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے چاہے نہ ملے۔ مگر ابوبکر ضرور۔ اس ثواب عظیم کو حاصل کرے اس سے سخاوت اور کیا ہونی چاہئے۔ کہ دنیا تو دنیا عاقبت میں بھی دوسرے کے فائدہ کو مدنظر رکھنا۔ اور اپنے آپ کا خیال نہ کرنا۔ مسلمانو ایسی سخاوت ہے۔ اسی کو حاصل کرو۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ یہاں تک کہ چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔ آنحضرت نے کبھی کسی سائل کو رد نہیں کیا۔ اور کبھی ان کی زبان سے نہیں کا لفظ بھی نہ نکلا۔

عوارف المعارف میں ابن عیینہ سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اکرم کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی۔ اور کوئی مانگنے والا طلب کرتا۔ اس وقت بھی ہمارے ہادی برحق انکار نہ کرتے تھے۔ بلکہ وہ چیز دینے کا وعدہ فرماتے تھے۔

صاحب منتخب سے روایت ہے۔ کہ ایک یہودی نے رسول اکرم کو دو قمیصیں پہنی دیکھکر کہا۔ "یا محمد اعطنی قمیصاً" اے محمد مجھے قمیص دیدے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فوراً عمدہ سی قمیص نکال کر اس کو دے دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے خراب سی قمیص دی ہوتی۔ ارشاد ہوا کہ ہمارا دین حنیف یہی کہتا ہے۔ کہ اس کو عمدہ قمیص دیجا دے۔ تاکہ اس کو اسلام کی طرف رغبت ہو۔ بعض اوقات کرم سے ثواب آخرت کے علاوہ ظاہری ترقی

بھی اسلام میں آجاتی ہے۔ چنانچہ جعفر صادق کا قول ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے کشتی میں
ایک آدمی کو دیکھا تین روز تک نہ اس نے کچھ کھایا نہ پیا۔ اور نہ نماز پڑھی جب
میں نے اس سے سبب پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا۔ (حالانکہ معلوم ہوا۔ کہ وہ نصرانی
تھا) توکلت علیٰ ربی۔ میں نے اپنے پالنے والے پر توکل کیا جب ہم کشتی سے
باہر ہوئے۔ تو اس نے اس شرط پر میرے ساتھ رہنا پسند کیا۔ کہ وہ گرجا میں سجادے
اور میں مسجد میں سجادے۔ ہم تین دن تک اسی طرح رہے۔ اس کو ہر رات ایک
کالا کتا کھانا لیکر آتا تھا۔ میں مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ ایک آدمی میرے لئے
کھانے کا طبق لیکر آیا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ یہ کھانا میرے ساتھی کو دیدے
جس وقت میں نماز سے فارغ ہوا۔ اسی آن میں میرے ساتھی نے آکر میرے ہاتھ
پر دین اسلام قبول کیا۔ میں نے باعث پوچھا تو کہنے لگا۔ میرے پاس بھی ہر روز
اندازہ کا کھانا آتا تھا۔ اور تیرے پاس بھی اپنے ہی جتنا آیا۔ مگر تو نے اپنے نفس پر
مجھے ترجیح دی۔ اور کھانا میرے پاس بھجوا دیا۔ لہذا میں نے معلوم کیا۔ کہ تیرا
دین میرے دین سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

ایک دفعہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ بیت اللہ
کا طواف کر رہا ہے۔ اور کہ رہا ہے۔ کہ اے خدا! اس گھر کی طفیل سے تو میرے
گناہوں کو بخش! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ کہ اے
شخص تیرا گناہ بڑا ہے۔ یا آسمان؟ کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا گناہ آسمانوں سے
بھی بڑا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟
جواب دیا۔ کہ میرا گناہ۔ عرش سے بھی بڑا ہے رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اچھا
تیرا گناہ بڑا ہے۔ یا خدا؟ اس نے جواب دیا۔ کہ یا رسول اللہ بہرحال خدا سب
سے بڑا ہے اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو اپنا گناہ

بیان کرتا کہ مجھکو بھی تیرا گناہ معلوم ہو جائے۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہؐ
میں بڑا امیر آدمی ہوں۔ عیب مجھ میں یہ ہے۔ کہ جب میرے پاس کوئی سائل
خیرات مانگنے آتا ہے۔ تو میرے دل میں آگ لگ جاتی ہے۔ کہ یہ کیوں آیا؟
سائل کیا آتا ہے۔ گویا میرے لئے آگ آجاتی ہے یہ سنتے ہی رسول اللہ فرمانے
لگے۔ کہ اے کمبخت! جلد مجھ سے دور ہو۔ اور مجھے اپنی آگ سے نہ جلا۔ تو نہیں جانتا۔
کہ بخیلی کفر ہے۔ اور کفر آگ میں پہنچاتا ہے۔

دوسری جگہ ہمارے ہادی برحق ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب خداوند کریم نے
ایمان کو پیدا کیا۔ تو ایمان نے عرض کی۔ اے خدا مجھکو کسی چیز سے قوت دے
اللہ تعالےٰ نے اس کو یعنی ایمان کو حسن خلق سے قوت دی۔ پھر خدا نے کفر کو
پیدا کیا۔ اس نے بھی قوت طلب کی۔ اللہ تعالےٰ نے کفر کو بخیلی سے امداد دی۔

ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔ کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھکر
مرغی کھا رہا تھا۔ اسی وقت ایک آدمی نے دروازہ پر آکر سوال کیا۔ مگر کھانے والے
نے اس فقیر کو خالی لوٹا دیا۔ ایک مدت کے بعد گردش زمانہ سے اس شخص کا مال
جاتا رہا۔ یہانتک کہ بیوی کو بھی طلاق دیدی اس عورت نے طلاق پاکر کسی دوسرے
کے ساتھ شادی کر لی۔ اتفاقاً یہ بھی ایک دن میاں بیوی مرغی کھا رہے تھے۔ اور
ایک سایل مانگنے والا آیا۔ خاوند نے اپنی بیوی سے کہا کہ کھانا جاکر اس فقیر کو دیدے
جب عورت دینے آئی تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ مانگنے والا اس کا پہلا خاوند ہے۔ عورت
نے آتے ہی اپنے زوج ثانی سے مفصل قصہ بیان کیا۔ وہ کہنے لگا کہ قسم ہے مجھکو
اللہ تعالےٰ کی میں بھی وہی سائل ہوں۔ جس کو اس نے واپس کر دیا تھا۔ شاید کسی
حکایت کو دیکھکر کسی نے کہا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک دن زبیرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے

زبیر! میں خدا کا رسولؐ ہوں۔ لوگوں کی طرف اور خاصکر تیرے لئے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ تمہارے پروردگار نے عرش پر جا بیٹھ کر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا ہے اے میرے بندو! تم میری پیدائش ہو۔ اور میں تمہارا پالنے والا۔ تمہارے رزق میرے ہاتھ میں ہیں۔ تم اس چیز کی تابعداری مت کرو۔ جس کا میں کفیل ہوں اپنے رزق مجھ سے طلب کرو۔ اور اپنی حاجتیں مجھ سے مانگو۔ "عبدی انفق انفق علیک" اے میرے بندے خیرات کر۔ تاکہ میں تجھ پر خیرات کروں "و وسع اسع علیک" اور فراخی کر تمام کاموں میں تاکہ میں بھی تجھ پر فراخی کروں "ولا تضیق فاضیق علیک" کسی کام میں تنگی نہ کر اگر کریگا تو میں بھی تجھ پر تنگی کرونگا۔ رزق کے دروازے کھلے ہیں آسمانوں کے اوپر عرش کے متصل۔ وہ نہ رات کو بند کئے جاتے ہیں۔ نہ دن کو۔ اللہ تعالےٰ رزق اتارتا ہے۔ اپنے بندوں پر ان کی نیت کے مطابق۔ جیسی نیت ہو۔ ویسا ہی ان کو رزق ملتا ہے اور خدا رزق دیتا ہے۔ اپنی پیدائش کو ان کی خیرات کے مطابق۔ ان کے خرچ کے مطابق ان کے صدقہ کے مطابق۔ جو کوئی خیرات اور صدقہ کو زیادہ کرے۔ خدا اس کے لئے رزق کو زیادہ کرتا ہے۔ اور جو کوئی کم کرے۔ تو خدا بھی اس کے لئے رزق کم کرتا ہے۔

اے زبیر خدا دوست رکھتا ہے۔ اتفاق کو اور بُرا سمجھتا ہے امساک کو۔ سخاوت یقین سے ہے۔ اور جسے یقین ہو۔ وہ شخص آگ میں داخل نہیں ہوتا۔ بخل شک سے ہے جسے شک ہو وہ بہشت میں نہیں جاتا۔

اے زبیر! خدا دوست رکھتا ہے سخاوت کو اگرچہ چھوہارے کی پھانک ہی کیوں نہو۔ اور خدا دوست رکھتا ہے شجاعت کو۔ اگرچہ سانپ اور بچھو ہی کیوں نہ مارے (انتہیٰ)

حضرت واقدیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ تنگی کے وقت ایک تاجر کے پاس قرض مانگنے گیا۔ اس نے مجھ سے کہا قسم ہے مجھکو پروردگار کی کہ میرے پاس سوا ئے

تھیلی کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور اس میں ایک ہزار دینار اور دو سو درہم
اس نے یہ تھیلی لے آیا۔ جب گھر پہنچا۔ اسی وقت ایک بنی ہاشم میں سے
لت میرے پاس آیا۔ اور قرض کا خواستگار ہوا۔ میں نے ارادہ کیا کہ
میں سے کچھ اس کو بھی دوں۔ جب میری بیوی اس امداد سے آگاہ
ہوئی کہا۔ افسوس ہے تیرے لئے۔ تو نے ایک سپاہی سے قرض مانگا
کچھ اس کے پاس تھا سب تجھے دے دیا۔ اور تجھ سے رسول اکرم صلے اللہ
کے چچے کا بیٹا قرض چاہتا ہے۔ اور تو اس کو سب نہیں دیتا ہے یہ سن کر
اس کی تھیلی جس طرح سے لایا تھا۔ اسی طرح ہاشمی کے حوالہ کر دی۔ اتفاقاً وہ
سے میں نے قرضہ لیا تھا۔ اس ہاشمی کے پاس قرض مانگنے آیا۔ ہاشمی نے بھی
طرح اٹھا کر اس کے حوالہ کر دی۔ جس وقت تاجر نے تھیلی دیکھی فوراً
۔ اور اس کو کل واقعہ سے خبر ہوئی۔ میں اسی وقت جعفر ابن فضل کے پاس
کے پاس گیا۔ اور اس سے یہ سارا حال کہہ سنایا۔ اس نے فوراً مجھے ایک
ہزار دینار کی دی۔ اور کہا۔ کہ اس میں سے دو ہزار تو خود رکھ۔ اور دو
ہاشمی کو دے دے۔ اور دو ہزار اس تاجر کو دے۔ اور باقی چار ہزار
کو دے دے۔

اللہ! اس اخوت اسلامی اور ہمدردی کے کیا کہنے۔ کہ باوجود خود حاجتمند ہونے
کی کارروائی میں دیر نہ لگائی۔ افسوس ہم اسلامی تعلیم بھول گئے
بد اخلاق ہمدردی کے بدلے عداوت ہم میں پھیل گئی۔ اگر اب بھی مسلمان
دوسرے کو اپنے سے عزیز سمجھیں۔ تو پھر وہی زمانہ اور وہی حالت ہو جائیگی
کوشش کرو۔ اور ہمدردی برتو۔ اگر وقت بھی مسلمان آپس میں قرض
لیا دیا کریں۔ کہ قرض ثانی کو ادا کرنے کی عادت ہو جائے۔ ترقی کے اسباب

دنیا کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اگر زمانہ سابق میں دیکھا جائے۔ تو اپنی جان سے بھی سائل کی مراد پوری کر
اچھا سمجھتے تھے۔ اور اسی کو ایمان تصور کرتے تھے۔ مگر افسوس! کہ ہم میں باوج
گنجائش ہونے کے توفیق ندارد۔

ایک دن حضرت علیؓ کے اہل و عیال کو بھوک کی تکلیف پہنچی۔ حضرت علیؓ
سے مجھے یاد نہیں۔ کہ کسی صورت سے، قدرے جو کا آٹا لائے۔ اور حضرت
رضی اللہ عنہا کو روٹیاں پکانے کے لئے دیا۔ جب وہ روٹیاں پکا چکیں ا
نے اکٹھے ہو کر کھانے کا ارادہ کیا۔ اتنے ہی میں ایک مسکین دروازہ پر آیا
اس طرح پکارنے لگا۔ "السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ انا مسکین من مساکین
محمدؐ اطعمونی شیئاً للہ"۔ اے نبی کے اہل بیت تم پر سلامتی ہو۔ میں ایک م
ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے مجھے خدا کے لئے کھا
حضرت علیؓ نے روٹیاں اٹھا کر اس مسکین کو دیدیں۔ اور خود ویسے ہی ر
جیسے تھے۔ دوسرے دن اسی وقت ایک یتیم در دولت پر حاضر ہوا۔ ا
دی۔ السلام علیکم اے اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے میں ایک یتیم ہو
محمدیہ میں سے مجھے خدا کے لئے کھانا کھلائیے۔ حضرت علیؓ نے اس دن کی
بھی اٹھا کر اسی یتیم کے حوالہ کر دیں۔ اسی طرح تیسرے دن ایک قیدی
کہنے لگا۔ میں امت محمدیہ میں سے ایک قیدی ہوں خدا کے لئے کھانا
کیجئے۔ انہوں نے تیسرے دن کا کھانا بھی قیدی کو عنایت کیا۔ اور خو
پانی پر گذارہ کیا۔

جب حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو سخت بھوک لگی تو حضرت
رسول مقبولؐ کے پاس آئے۔ اور سب کچھ ماجرا سنا دیا۔ حضرت رسول اکرم

علیہ وسلم ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے گئے تاکہ اگر کسی کے پاس کچھ
ہو۔ تو حضرت علیؓ کو لیکر دیدوں۔ مگر کسی کے پاس کچھ نہ پایا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف لائے۔ وہ بھی بھوک سے ہراسان تھے۔ کسی نے
آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ مقداد بن اسود کے پاس چھارے
ہیں۔ جب حضرت اس کے پاس تشریف لے گئے۔ تو اس کے پاس بھی کچھ نہ پایا۔
اس کے بعد رسول اللہ نے حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ تم اس کھجور کے درخت کے پاس
جاؤ۔ اور اس سے کہو۔ کہ تجھ سے رسول اللہؐ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنے میوے سے
کھانا کھلا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اس درخت کے پاس گیا
اور اسی طرح سے کہا۔ خدا کے حکم سے تر چھارے میں نے اس درخت سے آ
اتنے کہ اول ہم سب نے پیٹ بھر کر کھائے۔ جب ہم سیر ہو گئے۔ تو حضرت فاطمہ
عنہا۔ اور اس کی اولاد کے لئے لے گیا۔ یہانتک کہ وہ بھی خوب سیر ہو گئے۔ بلکہ اسی
پر اللہ تعالٰے نے یہ آیت اتاری۔
"ویطعمون الطعام علے حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً"

اکرام ضیف

حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ کہ سخی خدا سے بھی نز
ہے لوگوں سے بھی نزدیک ہے۔ اور بہشت سے بھی نزدیک ہے۔ اور آگ
دور ہے۔ بخیل خدا سے بھی دور لوگوں سے بھی دور اور بہشت سے بھی دور ا
سے نزدیک ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ مہمان کے آنے سے پہلے چا
اللہ تعالٰے صاحب خانہ کی خبر کے لئے ایک ملایک سفید جانور کی شکل میں بھیج
وہ ملک صاحب خانہ کے دروازہ پر آکر ٹھیرتا ہے۔ اور پکارتا ہے۔ وہ ایسے
یہ آواز اس قسم کی ہوتی ہے۔ کہ سوا ئے انس اور جن کے سب سنتے ہیں۔ ج

ملک یہ آواز دیتا ہے۔ اس کا جواب کوئی نہیں دیتا۔ ملک دوبارہ اسی طرح پکارتا
پھر بھی جواب نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ ملک تیسری دفعہ آواز دیتا ہے۔ اس بار حضرت
جبرائیل جواب دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے فرشتے تجھے گھروالوں سے کیا کام۔
فرشتہ کہتا ہے۔ مجھکو اللہ تعالٰے نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ ان گھروالوں کو خبر
دوں۔ کہ فلاں تمہارا مہمان فلانے دن فلانے مہینے فلانے وقت میں آئیگا۔ یہ
رزق ہے۔ جو میں اپنے ساتھ بہشت سے لایا ہوں۔ اور یہ میرے ساتھ ایک
جبرائیل علیہ السلام دریافت کرتے ہیں۔ کہ اے فرشتہ اس رقعہ میں کیا ہے
جواب دیتا ہے۔ کہ اس رقعہ میں صاحب خانہ کے لئے نجات ہے آگ سے
وہ رقعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ملک سے لیکر کھولتے ہیں۔ تو اس
عبارت صحیح ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ براۃ من اللہ الواحد القہار لفلاں ابن فلاں
حضرت جبرائیل خوش ہوجاتے ہیں۔ امت محمدیہ کا یہ حال دیکھکر ملک جبرائیل
سے کہتا ہے۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات سناؤں۔ وہ
اللہ تعالٰے نے مجھے ارشاد کیا ہے کہ ساتھ ہی ان کے اعمال نامہ میں نیکیاں
اور ان کے گناہوں کو دور کروں۔ اور ان کے درجوں کو بلند کروں۔ جب تک
ان کے گھر میں رہے۔ جب وہ اپنا رزق کھا کر چلا جائیگا۔ خداوند کریم ایک نظر
اس گھر کی طرف اور بخشش دیتا ہے۔ صاحب خانہ کے زندوں کو اور مردوں
حاضروں کو اور غائبوں کو چھوٹوں کو اور بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو
اور آزادوں کو ذکرہ فی روض العلما

رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔ کہ دو خصلتیں مسلمان
میں نہیں ہوتیں بخیلی اور بد خلقی۔

حضرت یحییٰ بن ذکریہ علیہما السلام نے ابلیس سے پوچھا۔ لوگوں میں سے سب سے زیادہ دوست تجھے کون ہے۔ اور سب سے دشمن کون ہے شیطان نے جواب دیا۔ سب سے زیادہ دوست اور رفیق میرا مسلمان بخیل ہے۔ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ باوجود مسلمان ہونے کے دوزخ میں ڈالیگا۔ اور سب لوگوں سے زیادہ دشمن مجھے فاسق سخی نظر آتا ہے۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ جب خداوند کریم اس کی سخاوت پر واقف ہو گا۔ تو باوجود اس کے فاسق ہونے کے اس کو قبول کریگا۔ اور بہشت دے گا کذا فی نزہتہ المجالس۔

حسن و اقعے

ایک مجوسی حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بطور مہمان آیا۔ انہوں نے کچھ کھانا لاکر سامنے رکھدیا۔ اور فرمانے لگے مجوسی کی طرف مخاطب ہوکے کہ کیا تمہاری طبیعت دین حق کی طرف مائل نہیں۔ یہ الفاظ سنتے ہی مجوسی نے کھانا چھوڑدیا۔ اور چلتا ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم پر وحی بھیجی۔ کہ مجھے آج چالیس سال گذرے۔ کہ اس مجوسی کو کفر کی حالت میں رزق دیتا ہوں اور باوجود اس کی نافرمانی کے اس پر رزق بند نہیں کرتا۔ اے ابراہیم کیا تو چاہتا ہے کہ ایک دفعہ کے کھانا کھلانے میں اس کو اپنے دین سے پھیر لے۔ سنکر حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مجوسی کو ڈھونڈنے لگے جب اس سے ملے۔ تو یہ سب حال اس کو سنادیا۔ وہ مجوسی یہ حال سنتے ہی فوراً ایمان لایا اور کھانا کھانے حضرت ابراہیم کے ساتھ آیا۔

ایک دفعہ اسی طرح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک آتش پرست آیا انہوں نے اس آتش پرست سے نہایت خوش خلقی کی اور اکرام سے پیش آئے۔ وہ ایک نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اے اللہ تعالےٰ تیرا دوست تیرا خلیل

رے ایک دشمن کی عزت کرتا ہے۔ خدا کے ہاں سے جواب ملا کہ اے فرشتو میں اپنے
یست سے بہ نسبت تمہارے زیادہ واقف ہوں۔ اے جبرائیل تو میرے خلیل سے
اگر یہ سارا قصہ کہ سنا۔ جب جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔
دہ فرمانے لگے میرے پروردگار سے جا کر کہدو۔ اے خدا! میں نے جو دار السخاوت
تجھی سے سیکھی ہے۔ کیونکہ تو اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں سے بھی زیادہ
عمدہ سلوک کرتا ہے۔ سچ ہے۔

"روزی خور تست گبرو ترسا و فرنگ"

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ کہا ہے۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب　　گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمناں نظر داری

خدا دوست اور دشمن کو یکساں رزق دیتا ہے۔ مگر ہم افسوس! اپنے دوستوں
سے بھی نیکی نہیں کرتے۔ یا یوں کہو کہ اپنے تئیں خود بھی اپنے ساتھ اچھا سلوک
کرنے میں دریغ کرتے ہیں۔ کیا مسلمان آپس میں ایک نہیں؟ جب مسلمان آپ
میں ایک ہیں۔ تو کیا دوسرے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا اپنا فائدہ نہیں؟
کیوں نہیں۔ اگر مسلمان اتفاق کر کے کسی کام کو پورا کریں تو وہی شان و شوکت۔
وہی عزت و حرمت اور وہی مرفہ الحالی پھر آ جائیگی۔ کہاں ہیں؟ وہ مسلمان جو
اتفاق کو پسند کرتے تھے۔ اور کہاں ہیں وہ نیک لوگ جو قوم کی بھلائی کو اپنے فائدہ
پر ترجیح دیتے تھے۔ کہاں ہیں؟ وہ قومی ریفارمر جو راتیں قوم کی فکر میں گذارتے
تھے۔ میرے بھائیو! عبرت پکڑو! اور اخوت اسلامی کو برتو! یہ وقت ہے افسوس!
پھر پچھتاؤ گے۔ وہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے اور پھر پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔
خداوند کریم مسلمانوں کو آپس میں اتفاق اور ہمدردی کرنے کا اور اسلامی اخوت کا مادہ

پھیلادے۔ اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے۔

"از رفیقی ایں دعا آمین زہر دیندار شد"

اب میں آخراً اپنے اس مضمون کو تیمناً و تبرکاً عمویم مولانا و استادنا مولوی محمد یحیےٰ صاحب مرحوم رفیقی اول کی فارسی نعت شریف پر ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

زعرش است اعظم سرا محمدؐ بنائے جہاں شد بہائے محمدؐ
بران دل ہزاراں تفو باد ہر دم کہ فارغ بود از ہوائے محمدؐ
برحق تعالےٰ میانِ بزرگی کسے نیست والا سوائے محمدؐ
کلیم آب نیل از پے قوم فرعون چو آتش نمود از عصائے محمدؐ
بتاج عنایت سزاوار آمد ہر آنکس کہ جست اقتفائے محمدؐ
ابوبکر صدیق شد از صداقت چو بنمود در کف ردائے محمدؐ
اقالیم بگرفت فاروقِ عادل بدستش در آمد لوائے محمدؐ
شدہ از حیا روئے عثماں فروزاں چو عکسش فتاد از بہائے محمدؐ
علی ولی مرتضےٰ شد ز نامش کہ جوئید ہر دم رضائے محمدؐ
امام حسن بود تا نافِ مثلش امام حسین تا بپائے محمدؐ
گناہ ام گرچہ کوہ سند بالا کہ کاہند از اعتنائے محمدؐ
ندارم طمع پادشاہی نمایم بخواہم کہ باشم گدائے محمدؐ
بخلد بریں گر بود جایگاہم شود دوزخم ماورائے محمدؐ
بشامِ حزینم شود صبح خنداں چو بینم رخ دلکشائے محمدؐ

رفیقی بگوید دمادم کہ یارب
بود بہرہ ام از لقائے محمدؐ

رباعی

رب بدرگہ تو نمودم گذارشے — آوردم آب دیدہ کہ سازد سفارشے
دائم زیجو جود تو سیر ابشد جہاں — یعنی کہ بر زراعتِ افسردہ بارشے

دستخط

مولوی محمد عبد السلام صاحب مفتی حنفی پرنسپل کمشنر نور پور ضلع کانگڑہ

"انجمن نعمانیہ لاہور کی علمی ترقی"

قدرت قادر نے قومی اور ملکی خدمات کی عملی قابلیت جیسے کچھ پنجاب کو عطا کی ہے ہندوستان کے دوسرے حصے اور صوبے ہرگز اس کے ہم پلہ نہیں ہیں زبانی جمع خرچ اور چیز ہے اور کر دکھانا اور چیز ہے۔

انجمن نعمانیہ لاہور عجیب دلکش انداز سے ترقی کر رہی ہے اور کارکنان انجمن کی مستعدی ضرورت شناسی۔ علمی خدمات کے انجام دینی کی قابلیت اور احساس قومی پر نظر رکھکر کامل امید ہے کہ وہ ایک نہ ایک روز منزل مقصود تک پہنچکر نہ صرف پنجاب بلکہ اور بہت سے ملکوں کو اپنی علمی فیض سے فائدہ پہنچائیگی۔

اس امر کی ضرورت سے سوا مخالفان اسلام کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آج کل کے تاریک زمانہ میں جبکہ دہریت کی تاریکی ملکی مطلع پر پوری طرح سے چھائی ہوئی ہے اور آفتاب حقیقت بشکل دھندلا سا نظر آتا ہے مذہبی علوم کے سمجھنے والی قدرتی برقی لیمپوں کی کس قدر شدید ضرورت ہے تاکہ ہم انسانی ہستی کے اخلاقی ظاہری اعضا اور روحانی اندرونی قوتوں کو محفوظ رکھکر اسے ہلاکت اور بربادی سے بچالیں اور ایسا نہ ہو کہ ایسی تاریکی میں ہماری تیز روی اور بے خبری ہم کو تیرہ و تاریک غاروں میں گرادے یا دنیاوی چلتی

عمل کے تیز تیر نشتروں سے ہماری اخلاقی اعضا کو نقصان پہونچ جاوے۔ روشن آنکھیں تو
اس زبردست فرصت سے انکار نہ کرینگی۔ اور بے نور آنکھوں کا کوئی علاج نہیں۔ انجمن نعمانیہ
بھی ایک ایسا ہی کارخانہ ہے۔ جو ایسی برقی قوت کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر ایسے مفید کارخانہ
کا سرمایہ کہاں سے آوے۔ سو ایسے ایماندار مسلمان خود ہی سوچ سمجھکر بتائیں۔ میرے نزدیک تو یہ
سرمایہ صرف دینداز مسلمانوں کی جیب سے نکلکر جمع ہونا چاہئے۔ تاکہ یہ مفید ترین اسلامی
کارخانہ ہمیشہ قایم رہے۔ اور روز بروز ترقی بھی کرے۔ ہم انجمن نعمانیہ کے خاص عنایات
اور یاد فرمائیوں کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ ہمیشہ ہر کام میں یاد فرماتے اور
اپنے معزز انجمن کا ماہوار رسالہ عطا فرماتے رہتے ہیں۔ جس سے ہماری واقفیت انجمن کے
متعلق پوری ترقی بھی ہوتی جاتی ہے۔ اور اس ترقی واقفیت کے ساتھ ہی ساتھ ہمدردی کو بھی
ترقی ہے۔ ہم انصاف سے عرض کرتے ہیں کہ جس قدر رسالے انجمن کے میری نظر سے
گذرے وہ باعتبار اپنی انشا اندازی اور فاید رسانی کے نہایت قابل قدر ہیں۔ مشکل اور
سخت مشکل ہے کہ مجھ جیسے خادمان قوم اکثر مالی امداد کرنے سے مجبور ہیں۔ اور انکی تہی دستی
بلکہ زیادہ تر قومی خدمات میں شب و روز مصروف رہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اونہیں ایسے
موقعوں پر ایسی محرومی کی بلا میں مبتلا کر دیتی ہے۔ کچھ دینا لینا تو درکنار وہ اپنے معزز مخدوموں
کی دعوت کے قبول کرنے میں بھی ناکامیاب رہتے ہیں۔ پھر یہ ہماری ایسی قومی خدمات
میں جو زیادہ تر مالی قوت کے محتاج ہیں۔ کیا حصہ لیں۔ اور کیونکر مدد دیں۔ کہ مجھکو افسوس ہے
کہ باوجود کئی سال کی متواتر دعوت آنے کے میں ایک سالانہ جلسہ میں بھی حاضری کا شرف
نہ حاصل کر سکا۔ اور پھر جب قومی اور ہمدردی کے موٹے موٹے الفاظ ہر وقت زبان و قلم سے
نکلتے رہتے ہیں۔ ہماری انجمن نعمانیہ کیا تصور فرماتی ہوگی۔ کہ یہ علی حمیدی کیسا مسلمان
ہے کہ تحریر اور تقریر تو ایسی اور عملی حالت یہ۔ چنانچہ اس سال بھی حسب دستور سالانہ جلسہ کی
شرکت کی دعوت دیگئی ہے اور مذکورہ بالا وجہ مانع حاضری ہے۔ میں بسرو چشم ایسی مبارک
انجمن جلسہ اعظم میں حاضر ہوتا اور اپنی اسلامی دعوت کو سمعنا و اطعنا کہکر قبول کرتا مگر وہی بد قسمتی

اتحاد مانع ہے۔ مگر میرا دل میری روح وہیں موجود رہیگی۔ اور میرا قلم اور میری زبان ہر وقت ایسی مذہبی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ خواہ وہ کہیں ہوں۔ جو کسی قسم کے ہوں۔ خصوصاً انجمن نعمانیہ کی خدمت جسکا صرف آخری جزو ہم احناف کو اپنا گرویدہ بنا لینے کے واسطے کافی ہے۔ ہم کو قطعی امید ہے کہ انشاء اللہ اس سال کا جلسہ بھی بہت بڑی شان اور شوکت کے ساتھ منعقد ہوگا۔ خدا کرے اس جلسہ میں مالی کامیابی بھی خاطر خواہ ہو۔ صرف پرزور تقریروں اور تحریروں سے انجمن کے دلی درد افلاس کا کافی علاج نہیں ہو سکتا۔ تمام ایسے کاموں کی جان ہے سرمایہ اور میں نے جہانتک غور کیا انجمن نعمانیہ سرمایہ کے اعتبار سے ابھی بہت ہی کمزوری کی حالت میں ہے۔ اور وہ بمشکل اپنی آمد اور خرچ کو برابر رکھتی ہے نہ کہ اور ترقی کرنا۔

جن کاموں کی بنا محض ماہوار چندہ پر ہو اس کے دائمی استقلال کی کوئی قطعی امید نہیں ہے۔ لہٰذا محبان انجمن اور ہمدردان قوم پر فرض ہے۔ کہ وہ جلد تر اور سرگرم کوششوں سے کام لیکر ایک کافی مستقل سرمایہ کو جمع کریں۔ جو قابل اطمینان حیثیت رکھتا ہو۔ امسال بہ نسبت اہتمام کار سرمایہ بھائیوں کی اس عملی تجویز پر کافی غور کرنا اور زور دینا واجب ہے۔

ہم کو یہ دریافت کرکے بہت اطمینان اور مسرت ہے۔ کہ انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ایک معزز ترین رئیس پنجاب عالیجناب لفٹنٹ کرنل سردار بہادر راجہ محمد عطا اللہ خان صاحب آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے زیر صدارت مثل سال گذشتہ کے منعقد ہوگا کیونکہ ایسے معزز ترین رؤسائے قوم اور امرائے ملک کی زیر صدارت مذہبی جلسوں کا منعقد ہونا بہت ہی قوت بخش اور تقلید رساں متصور ہے۔ اور دینی شوکت کا باعث ہے۔ یہی معزز انجمن میں ایک اور ایسی مسرت بخش کیفیت نظر آتی ہے۔ جو پنجاب کی قومی ترقی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور اگر یہ حالت بتدریج ترقی کر گئی۔ تو انشاء اللہ بہت قریب زمانہ میں تمام گرد و غبار سے قومی اقبال کی فضا پاک اور صاف ہو جائیگی۔ جیسے ہمارے ہی وحشی طبیعت سے نا اوشاد کہا ہے۔ وہ مبارک صورت یہ ہے۔ کہ ایسے معزز ترین ارکان قوم کے

الله

معزولی یونیورسٹی کی ڈگری یافتہ اور اعلیٰ عہدہ کے جلیلہ پر ممتاز ہیں۔ اس مذہبی جلسہ میں صرف تشریف لائے۔ بلکہ دلچسپی کے ساتھ حصہ بھی لیا جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کہ پنجاب اور صوبجات ہندوستان کے پنجاب میں ایسے روشن دماغ گریجویٹ خاصکر پیدا ہوتے ہیں جن کے دلوں میں مذہب کی محبت اور وقعت کافی موجود ہے۔ اور وہ مذہبی خدمات میں فخر کے ساتھ حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا عمدہ منظر ہے جس کے دیکھنے کی بہت بڑی تمنا دوستداران ملت کے دلوں میں مدت سے جوشزن تھی۔ جس پر ہی پر پیچیدہ زمانہ میں مسلمانان ہند کی مذہبی اور قومی قسمت کا فیصلہ منحصر ہے۔ " اے خداوند جلیل تو اس مبارک کامیابی کی جھلک کو بدنظری سے بچاکر روز بروز ترقی عطا کرنا "۔ میں ان معززین والاشان میں سے۔ جناب مولوی شیخ محمد انعام علی صاحب بی۔ اے سشن جج سیالکوٹ کے باکار شرکت کو جو سال گذشتہ میں حاصل تھی۔ بہت زاید مبارک فال خیال کرتا ہوں +

یہ امر محتاج ثبوت نہیں ہے۔ کہ ہمارے اکثر مذہبی کام زیادہ تر صرف اس وجہ سے پورے طور پر کامیاب نہیں ہوتے کہ معززین قوم جو مالی حیثیت اور دنیاوی لحاظ سے بھی بالاتر ہوں اوس میں حصہ نہیں لیتے علی الخصوص جدید تعلیم یافتہ۔ اگر اس خرابی کا خاتمہ بخیر ہو گیا۔ تو پھر انشاء اللہ کامیابی بھی یقینی ہے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ ایسے مذہبی جلسوں میں ایسے معززین باقتدار کا دل سے شریک ہونا ہے۔ جو حضرات علمائے دین کے زیر انتظام اور اہتمام منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں انجمن نعمانیہ اور مجلس ندوۃ العلماء پنجاب اور تمام ہندوستان میں ممتاز ترین درجہ رکھتے ہیں۔ انجمن نعمانیہ ایک مقامی انجمن اور ندوۃ العلماء علم اور تمام ہندوستان کے لئے ہے۔ ایسے مذہبی اور قومی جلسوں میں شریک ہونے سے باہمی میل و محبت اور ارتباط صحبت مجالست اور مباحثت سے تبادلہ خیالات دینی اور دنیاوی ہوتا ہے۔ ایک کا دوسرے پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور باہمی منافرت اور مخالفت معدوم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی ایک دوسرے کی قومی اور زمانی ضرورتوں سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ یہ ربط

میں بھی ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی صفت ہے۔ جو تمام مذہبی اور قومی کاموں کو اعلےٰ درجہ کی کامیابی کے ساتھ چلا رہی ہے۔

اب ہم انجمن نعمانیہ اور اسکے تمام معاونین کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اس کے دائمی اعلےٰ کامیابی کی سچے دل سے دست بدعا ہیں ۔

دستخط

جناب مولوی نہال احمد علوی حمیدی۔ از کرؔا۔ ضلع الہ آباد

"محبت صوفیائے کرام"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علےٰ نبیہ الکریم

احب الصالحین ولست منہم لعل اللہ یرزقنی صلاحا

لائق حمد کے وہ ذات پاک ہے۔ جس نے جملہ مخلوق میں سے۔ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور لائق نعت و ثنا وہ نبی کریم ہے۔ جس کی امت سب امتوں سے بہترین امم قرار پائی۔ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

جناب صاحب صدر نشین ومعزز حاضرین

اس وقت میں آپ لوگوں کے سامنے نہایت ادب سے کچھ عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے۔ کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ ایسے علماء وفضلا کے روبرو کچھ بیان

کرسکیں لیکن اس خیال سے کہ اچھے کام کی تقلید اچھی ہوتی ہے۔ چند بشارتیں محبانِ اولیاء اللہ
کی اس غرض سے بیان کرتا ہوں۔ کہ فی زمانا باوجودیکہ بہت سے اسلامی مدرسہ قایم ہیں۔ اور ہرسال
صدہا طلبا، دستار فضیلت باندھتے ہیں۔ مگر انہیں علماء متقدمین مثل مولوی معنویؒ و امام غزالیؒ وغیرہما
کا سا مذاق اور تصوف کی چاشنی شاذ و نادر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ ایسی نعمت ہے۔ کہ جس صاحب
قسمت کے دماغ جان میں علم تصوف کے باغ کی خوشبو پہنچگئی ہے۔ اُسکی سعادت کی علامت ہے
اور اس طایفہ علیا کی صحبت اور اختلاط بھی موجب اجر جزیل ہے۔ چنانچہ سید الطایفہ ابو بکر
عطوفی نقل کرتے ہیں۔ کہ اگر کسیکو طایفہ صوفیہ کا گرویدہ دیکھو کہ ان کی باتیں مانتا ہے۔ اسکو
کہو کہ مجھکو دعا سے یاد کرے اور حضرت منصور نے کہا ہے۔ کہ جو شخص ہماری باتیں قبول
کرتا ہے۔ اور ان سے چاشنی پاتا ہے۔ اُس کو میرا سلام کہو۔ شیخ محمودؒ شیخ شروانی بجے سے نقل
کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے کہا ہے اگر تم چل سکتے ہو خراسان میں جاکر اس شخص کی زیارت کرو۔
جو ہمکو دوست رکھتا ہے۔ اور شیخ عباس کہتے ہیں۔ کہ شیخ شروانی نے کہا میں تم کو یہ وصیت
کرتا ہوں۔ کہ تم اس شخص کیساتھ بھلائی کرو۔ جو ہم کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت سید اشرف جہانگیر
سمنانی فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کا دوستدار اور اصفیا کا ہوا خواہ اسی طایفہ میں سے ہے۔
اور ابو جعفر صیدانی کہتے ہیں۔ کہ میں نے بیعت سے پہلے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا کہ تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور تمام مشایخ صوفیاء عظام حضور کے گرد
بیٹھے ہیں۔ حضور نے اوپر کیطرف نگاہ فرمائی۔ آسمان کے دروازہ کھلگئے۔ ایک فرشتہ سونیکا
طشت۔ اور چاندیکا لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے آیا۔ پہلے حضور کے ہاتھ دھلائے۔ پھر نوبت
بنوبت دوسرونکے جب میری باری آئی حضور نے فرمایا اٹھالو یہ اس گروہ میں سے نہیں ہے
طشت والے نے طشت اٹھالیا۔ مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ میں ان میں سے نہیں
ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں پھر حضور نے فرمایا کہ یہ شخص
ان کو دوست رکھتا ہے۔ انہیں میں سے ہے ہاتھ دھلاؤ۔ تب طشت والے طشت پھر لایا اور
میرے ہاتھ دھلائے حضور میری طرف دیکھتے تھے۔ اور ہنستے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ

تو ان کو دوست رکھتا ہے۔ ہمارا بھی ہے۔ ابوجعفرؒ کہتے ہیں اس وقت سے میں نے گروہ صوفیہ کی صحبت نہ چھوڑی۔ ابراہیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ایک طومار ہاتھ میں لئے ہوئے کچھ لکھتا ہے۔ میں نے اس فرشتہ سے کہا کہ تو کیا لکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں دوستان خدا کے نام لکھتا ہوں۔ میں نے کہا تو نے میرا نام بھی لکھا۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا اگرچہ میں انہیں سے نہیں ہوں۔ لیکن اون کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ میں نے یہ کہا ہی تھا کہ ایک اور فرشتہ نازل ہوا۔ اور اس پہلے فرشتہ کو کہا کہ اس طومار کو نئے سر سے لکھ اور سرے پر سب سے اول اس کا نام لکھ۔ کیونکہ یہ میرے دوستوں کا دوست ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب بندہ اپنے اعمال کی مفلسی سے ناامید ہو جائیگا حق تعالے فرمائیگا۔ اے میرے بندہ تو نے فلاں عالم کو یا فلاں عارف کو فلانے محل میں دیکھا تھا۔ بندہ عرض کریگا ہاں میں نے دیکھا تھا۔ حق تعالے فرمائیگا۔ جا اسکے سبب سے تجھکو میں نے بخشا۔ حضرت سلطان ولد مولانا رومؒ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ وقت سفر آخرت میرے والد ماجد نے اپنے یاروں کو نہایت غمگین دیکھکر فرمایا کہ میرے جسم کے نہ رہنے کا تم غم نکرو۔ میں اپنی کلام تمہارے درمیان چھوڑ چلا ہوں۔ وہ تم کو وہی تاثیر اور وہی ذوق دے گی۔ تم اس کو غنیمت جانو۔ اور اس سے ذوق حاصل کرو۔ اور شکر کرو کہ میں وہی ہوں۔

۵ مگوز نہار کیں دم قال باشد	کہ در وے سر بسر احوال باشد
سخنہائے مشائخ آب حیوانست	چہ بیند آنکہ در ظلمات باشد

ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ پانچ شخص دنیا میں عزیزترین خلق ہیں۔ عالم زاہد اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر شاکر اور شریف سنی۔ بدون علم کسی قسم کا شرف انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے علماء کو صرف علم ہی سے شرف حاصل ہوا۔ انسانکو ولقد کرمنا بنی آدم کا خلعت جو عطا ہوا ہے۔ اوسکی بنیاد مادہ اسی علم کا تھا۔ علم ہی کا جوہر ہے کہ حق و باطل کی تمیز ہو سکتی ہے۔ ظلم اور انصاف کی حقیقتوں تکو انسان پہنچ سکتے ہیں۔ علم ہی کے ذریعے سے خلق و عدل و انصاف و راستی اور حق پژوہی۔ شجاعت و وفاداری

حاصل ہو سکتی ہے۔ علم کے ہی ذریعہ سے۔ خداوند کریم کی صحیح پرستش کے قابل انسان ہوتا ہے اور والدین اور بزرگوں کی حقوق شناسی بادشاہ اور حاکموں کی تابعداری اور وفاداری ادا ہو سکتی ہے۔ پس انجمن نعمانیہ کا ہم کو شکر گذار ہونا چاہئے۔ جنہوں نے دار العلوم قایم کیا۔ اور دولت علم سے ہم کو مالا مال کرنا چاہتی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس دار العلوم کی فہرست تعلیمی میں کتب تصوف مثل احیاء العلوم وغیرہ بھی داخل تعلیم کر دئے جاتیں۔ تاکہ فقیہ صوفی اور محدث صوفی۔ کہ عنقا صفت ہیں کثرت سے نظر آنے لگیں۔ اور یہ شکایت رفع ہو جاے حضرات مجھ کو خوف ہے۔ کہ آپ لوگوں کو میری طوالت کلام ناگوار ہو۔ اس لئے میں نہایت ادب سے آپ صاحبان کا شکریہ ادا کر کے اپنی تقریر کو بدعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنی حبیب پاک کے صدقہ میں ہمارے خیالات میں ترقی اور ارادوں میں استقلال اور کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ٭

دستخط

جناب صوفی مولا بخش صاحب اول مدرس فارسی۔ بٹھنڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ

مندرجہ ذیل صاحبان نے اشیائے ذیل عنایت فرمائیں اور طلباے دار العلوم کو مدعو کر کے ثواب اخروی حاصل کیا

مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری — تفسیر ثنائی جلد دوم یک نسخہ

۱۱۷	۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء	حافظ غلام علی صاحب	گھی خشت ۳ سیر
۱۱۸	۱۶ " "	منشی محمد علی صاحب چشتی	عہ برائے شیرینی
۱۱۹	" "	منشی حاجی عبد الرحمن صاحب	پلاؤ تکمیل یا تجارت سے ہمراہ طلبا جناب کی گرو دعوت

مہتمم دار المقامہ

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
چودھری نبی بخش صاحب بی۔اے پلیڈر و ممتحن حسابات انجمن ہذا	[illegible]	ملک محمد خان صاحب ٹھیکہ دار جہلم	للعہ
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	عہ	خواجہ میاں حاجی کریم بخش صاحب خواجہ وائس میونسپل کمشنر	صہ
خلیفہ محمد شریف صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	[illegible]	پشاور رئیس اعظم	
بابو نبی بخش صاحب اکونٹنٹ "	۸ر	محمد خان صاحب پنجابی حلقہ [illegible] ضلع راولپنڈی	عہ
شیخ محمد عارف صاحب سوداگر انارکلی	۸ر	بابو ناصر علی صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس	۴ر
محمد ناصر خان صاحب عطار از حویلی میاں خان	۸ر	جناب سید غلام یٰسین صاحب [illegible] مردان	صہ
جناب سید [illegible] محمود شاہ صاحب رئیس کابل [illegible] سیالکوٹ	[illegible]	بذریعہ مولوی عبدالسلام صاحب [illegible] انجمن	
ماسٹر سید احمد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انجمن جوبلی سکول	۸ر	شیخ فضل الٰہی صاحب [illegible] ضلع ہوشیارپور	۸ر
ماسٹر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافسمین دفتر انجینیر	۴ر	شیخ نور الٰہی صاحب [illegible]	
منشی محمد سعید صاحب ڈرافسمین "	۴ر	ضلع گورداسپور	۴ر
منشی سراج الدین صاحب " "	۲ر	مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز از موچی دروازہ	ار
منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ محرر دفتر اگزیمنر	۲ر	میاں حاکم اللہ صاحب عطار	۴ر
بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک "	۲ر	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد [illegible]	۲ر
میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس	۲ر	بابو عبد محمد صاحب لائبریرین محکمہ [illegible]	۸ر
محمد سلام اللہ خلف مولوی فدا محمد صاحب	۵ر	ماسٹر [illegible] محمد صاحب [illegible] انجمن جوبلی سکول	۴ر
طلبہ [illegible]	۵ر	منشی فضل الٰہی صاحب [illegible] "	۲ر
مولوی غلام احمد صاحب مدرس دار العلوم نعمانیہ	۴ر	الٰہی بخش صاحب [illegible] از حویلی میاں خان	عہ
مولوی گلاب الدین صاحب [illegible]	ار	چودھری [illegible] صاحب [illegible]	عہ
منشی محمد عمر [illegible] خان صاحب [illegible] دروازہ	۲ر	میاں محمد الدین صاحب [illegible] از موچی دروازہ	۴ر
مولوی عبد اللہ صاحب مدرس دار العلوم نعمانیہ	عہ	میزان کل بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]

دستخط | دستخط | دستخط

محمد عبد اللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور | محمد الدین [illegible] سیکرٹری انجمن ہذا | چودھری نبی بخش پلیڈر ممتحن حسابات انجمن ہذا

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

بقایا از ماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء	آمد بابت مارچ سنہ ۱۹۰۶ء					میزان کل مع بقایا	خرچ از مد زکوٰۃ				خرچ از مد امداد						[illegible]	بقایا [illegible]
	زکوٰۃ	امداد	[illegible]	نکاح	میزان آمد		خرچ [illegible] عـ۱	[illegible] عـ۲	[illegible]	میزان خرچ از مد زکوٰۃ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ از مد امداد	[illegible]	[illegible]
[illegible] — ۰ — ۹	۰ — ۴ — ۰	۶۲ — ۴ — ۹	۵ — ۰ — ۰	۳ — ۴ — ۰	۶۹ — ۱۲ — ۹	[illegible] — ۱۴ — ۰	۳۲ — ۶ — ۰	۹ — ۲ — ۲	۵ — ۰ — ۰	۹ — ۰ — ۰	۱۲ — ۱۲ — ۳	۲۶ — ۱۰ — ۰	۱ — ۴ — ۰	۱۲۹ — ۱۴ — ۰	۰ — ۱۰ — ۰	۲۱ — ۴ — ۹	۳۲ — ۴ — ۹	[illegible] — ۹ — ۰

عـ۱ تنخواہ [illegible] تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ عـ۲ خرچ [illegible] کے علاوہ [illegible] خزینۃ البضاعت سے خرچ ہوئے۔

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور۔ محمد [illegible] الدین [illegible] سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔ چوہدری نبی بخش پلیڈر ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
کیمبلپوری مولوی محمد کرم الدین صاحب مدرس ریاضی	صہ	مولوی غلام احمد صاحب مدرس فارسی نکودر ضلع جالندھر	ے
ڈاکٹر مرزا محمد اکبر بیگ صاحب و مرزا محمد احمد بیگ صاحب خلف الصدق مرزا اعظم بیگ صاحب رئیس لاہور	عـ۵	آمد علیہ ... ۱۳۲۳ ہجری از لاہور	ماہانہ ۳ر
		محمد سلام اللہ خلف مولوی فدا محمد صاحب	۵ر
مولوی نور الدین صاحب مدرس حبیبیہ کالج ...	صہ	حاکم الدین صاحب عطار از ...	۱۴ر
مولوی الٰہی بخش صاحب برمکان چیف جج صاحب ...	عہ	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل	۲ر
بابو شیخ محمد الدین صاحب پلیڈر جہلم	عہ تا ماہ ...	میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس	۲ر
شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر انارکلی	عہ	بذریعہ منشی محمد عبد اللہ صاحب میر منشی انجمن ...	قربانی علیحدہ
منشی الطاف حسین صاحب رئیس لاہور	عہ	خواجہ میر ... صاحب ...	عہ
مولوی غلام محمد صاحب کوچہ ...	زکوٰۃ	میاں غلام محمد صاحب ... فروش	عہ
مولوی علم الدین صاحب ... جوبلی سکول	۱۴ر زکوٰۃ	میاں عبد العزیز صاحب ... فروش	عہ
منشی عبد العزیز صاحب ... بورڈ سکول	۱۴ر	منشی فضل الٰہی صاحب ... سیکنڈ ماسٹر	
منشی محمد ... صاحب ... دفتر ...	۱۴ر	... جوبلی سکول	۲ر
... صاحب ہیڈ ...	۱۲ر	مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز ...	۱ر
منشی سراج الدین صاحب	۳ر	... محمد بخش صاحب ... فروش	عہ
منشی رسول خان صاحب کلرک دفتر اگزیمینر	۱۴ر	ماسٹر ... محمد صاحب ... سکول	۴ر
بابو غلام محمد صاحب ہیڈ ...	۲ر	ماسٹر ... صاحب ...	۱۴ر
منشی فیروز الدین ہیڈ دفتری	۱۴ر	مستری محمد بخش صاحب ...	۲ر
منشی شمس الدین صاحب کلرک دفتر ...	[illegible]	... خان صاحب عطار	۴ر
مرزا ... علی صاحب پنشنر ...	[illegible]	حافظ اللہ بخش صاحب امام مسجد ...	[illegible]
معلوم الاسم بسید نمبری ۲۸۴	عہ	... محمد صاحب ... جوبلی سکول	[illegible]
جناب ... قاضی عبد الکریم ...	عـ۵		

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
جناب بابو شیخ نور احمد صاحب اسٹیشن ماسٹر اوڈیل	قربانی	مفتی عبد الرحیم صاحب محافظ دفتر	ماہوار
شہزادہ محمد یوسف صاحب - ای - اے - سی	قربانی	میاں محمد منقیم صاحب ٹھیکہ دار از بھاٹی دروازہ	امداد
جناب ڈاکٹر غلام رسول صاحب میانوالی	قربانی	لالہ وزیر داس صاحب سوری	پیتلے
ملک محمد خان صاحب گارڈ ریلوے اسٹیشن	قربانی	پلیڈر چیف کورٹ و ہائیکورٹ الہ آباد	
میاں نتھو صاحب ٹھیکیدار لاہور	قربانی	مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم نعمانیہ	ماہوار
مستری عمر الدین صاحب انجمن شدھ	قربانی	میاں عمر الدین صاحب علاقہ بند	نکاح
حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر کیمپ پور	قربانی	جناب سید محمود بادشاہ صاحب منشی	
خیر الدین صاحب ولد الہ بخش	نکاح	رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	
نور الدین صاحب ولد محمد بخش	نکاح		

میزان کل آمد بابت ماہ اپریل ۱۹۰۰ء

اشیاء ذیل مندرجہ صاحبان نے ماہ اپریل ۱۹۰۰ء میں عطا فرمائیں اور طلبا کو دعو کر کے ثواب لیا

حاجی عبد الغنی صاحب ولد قطب الدین صاحب رئیس دہلی کوچہ بلی ماراں	قرآن شریف کلاں
جناب حاجی شیخ جج خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی	۲۶ پارہ سوال الصلوٰۃ
منشی محمد فیروز الدین صاحب ایڈیٹر اخبار مشیر ہند لاہور	یادگار سعدی
مولوی غلام احمد صاحب مدرس فارسی نکودر ضلع جالندھر	ہدایت النحو، مجموعہ صرف، قدوری
قاضی محمد فہیم الدین صاحب مالک و مہتمم مطبع احتشامیہ مراد آباد	مسائل الصلوٰۃ، عقاید احتشامیہ

۱۲۰	۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء	حافظ چراغ الدین آمین انجمن	ہر کس	گوشت ۵ سیر	
۱۲۲و۱۲۱	۱۲	مولوی غلام محمد صاحب بگوی	"	گوشت	پلاؤ
۱۲۳	۱۴	حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب	"	نقد عہ	گوشت ۲ سیر
۱۲۴	"	شیخ محمد رضی صاحب سوداگر انارکلی	پانچ کس	پلاؤ	
۱۲۵	۱۸	شیخ نبی بخش تیلی	ہر کس	پلاؤ و نمکین	

العبد — العبد — العبد — العبد

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور — نور الدین قائم مقام فنانشل سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور — چوہدری نبی بخش پلیڈر مہتمم جلسہ انجمن

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

		روپیہ	آنہ	پائی
بقایا یکم ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء		۱۵۷۱	۶	۰
آمد بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء	امداد	۱۲۹	۹	۳
	عید الضحیٰ	۸۱	۵	۶
	زکوٰۃ	۰	۱۲	۰
	یتامے	۷	۰	۰
	نکاح	۰	۱۲	۰
	میزان آمد ماہ اپریل ۱۹۰۰ء	۳۱۹	۶	۹
میزان کل معہ بقایا		۱۸۹۰	۱۵	۹
خرچ از مد زکوٰۃ	خوراک کرایہ المقاصد عہ۱	۳۲	۸	۹
	پوشاک طلباء عہ۲	۴	۱	۰
	وظیفہ نقد یتامے	۵	۰	۰
	میزان خرچ از مد زکوٰۃ	۴۱	۹	۹
خرچ از مد امداد	اشاعت	۴	۱	۹
	رسالہ ماہوار	۱۵	۵	۹
	کتب	۶	۱۳	۶
	تنخواہ ملازمین	۱۲۹	۶	۰
	متفرقہ	۶	۲	۰
	میزان خرچ از مد امداد	۱۶۱	۱۳	۰
میزان خرچ ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء		۲۳۳	۶	۹
بقایا یکم مئی سنہ ۱۹۰۰ء مختتمہ ماہ اپریل		۱۶۵۷	۹	۰

عہ۱ تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ دعوتیں علیٰحدہ ہیں +

عہ۲ خرچ مندرجہ کے علاوہ پارچات ذیل خزنۃ البضاعت سے طلباء میں تقسیم ہوئے + پاجامہ لٹھہ ایک ٹوپی سوزنی دو +

العبد — العبد — العبد

محمد عبداللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور — محمد الدین قائمقام فنانشل سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور — چوہدری نبی بخش پلیڈر و ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور

معززِ معاینہ کنندگان کی رائیں

جناب مولانا مولوی حافظ عزیزالدین صاحب وکیل و رئیس دہلی

کا معاینہ

۹ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ میں نے دارالعلوم نعمانیہ کو ملاحظہ کیا اگرچہ مجھ کو زمرہ علماء و طلبا میں اپنے آپ کو شمار کرنا شرم کی بات ہے۔ لیکن بارشاد بعض احباب کچھ لکھتا ہوں مولوی حسن کی جماعت کو میں نے سنا اور طالبعلموں کو اس کتاب کے سمجھنے کی خاصی لیاقت ہے۔ اسی طرح رشیدیہ اور سبعہ معلقہ کے طلباء سے بھی میں نے پوچھا ان کے جوابات بھی اچھے تھے۔ غرض یہ خوبی ہے کہ طلبا مطلب سمجھتے ہیں۔ نہایت شکر کا مقام ہے کہ علم دینی زادہ اللہ برکاتہ کی طرف توجہ ہے۔ الراقم۔ عزیزالدین ساکن دہلی

جناب ملک الہ یار صاحب کلیار رئیس کوٹ گل ضلع شاہپور کا معاینہ

آج ۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو میں نے دارالعلوم نعمانیہ واقع مسجد شاہی میں گیا اور دارالعلوم کا معاینہ کیا مدرسہ کی ظاہری حالت عمدہ نظر آئی۔ طلباء مدرسہ حصہ اعلیٰ اپنی تعلیم میں مصروف تھے اور مولوی صاحبان بھی درس دے رہے تھے۔ امید ہے کہ اگر اسیطرح یہی درس و تدریس جاری رہا تو عمدہ نتیجہ نکلے گا۔ آمدنی خرچ کا ملاحظہ کیا واقعی کمی معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ میں سردست کوئی معتدبہ امداد نہیں کر سکتا اس لئے مبلغ صہ پیش کرتا ہوں۔ جس کو تعمیر مکانات میں خرچ کیا جاوے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ ہمیشہ سالانہ بھیجتا رہوں گا۔ فقط الہ یار کلیار رئیس کوٹ گل ضلع شاہپور

شکریہ

انجمن نعمانیہ لاہور ان عالی قدر ذیشان علماء و فضلا کی خاص شکر گذار ہے جنھوں نے

محض بنظر ہمدردی اسلام دار العلوم نعمانیہ کے امتحان سالانہ کے لئے سوالات تجویز کرنے اور جوابات دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور اپنی رائے دربارہ دار العلوم تحریر فرما کر انجمن کو مشکور فرمایا۔ (ممتحن صاحبان کی رائے کا خلاصہ رسالہ ماہ دسمبر میں درج ہو چکا ہے) ممتحن صاحبان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ممتحن صاحبان دار العلوم حصہ اعلیٰ

عـ۱ جناب مولنا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی دہلوی۔ مولف تفسیر حقانی و منصب دار سرکار نظام دکن خلد اللہ ملکہٗ۔ (ممتحن علم کلام و تفسیر و اصول تفسیر)

عـ۲ جناب مولنا مولوی ابو محمد زبیر غلام رسول صاحب امرتسری۔ (ممتحن فقہ و اصول فقہ و علم وراثت)

عـ۳ جناب مولنا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی (عربی پروفیسر اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی) (ممتحن منطق)

عـ۴ جناب مولنا مولوی فتح محمد صاحب نائب مہتمم مدرسہ سلطان المسلمین لکھنو (ممتحن حدیث شریف)

عـ۵ جناب مولنا مولوی قاضی ظفر الدین احمد عربی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ (ممتحن علم ادب۔ بلاغت معانی بیان)

ممتحن صاحبان دار العلوم حصہ ابتدائیہ

عـ۱ جناب مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی لاہور۔

عـ۲ جناب حافظ مفتی عنایت اللہ صاحب ناظر محکمہ بندوبست فنانشلی۔

عـ۳ جناب حافظ علی احمد صاحب پشاوری۔

عـ۴ جناب مولوی علم الدین صاحب مینیجر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور

عـ۵ جناب حافظ چراغدین صاحب امین انجمن ہذا

فقط

یادگار سعدی

انجمن کے کتبخانے میں کتاب یادگار سعدی مؤلفہ و مرتبہ منشی محمد فیروز الدین صاحب مالک اخبار شیر ہند لاہور۔ جسکی ضخامت ۴۴۴ صفحہ کی ہے۔ اور جو اپنی وضع میں بینظیر کتاب ہے اور جسکا ہر ایک کتبخانے میں ہونا اور ہر ایک اردو فارسی خواں کو جو تہذیب اخلاق کا خواہشمند ہو اس کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ برائے فروخت موجود ہے جو شائقین منگوانا چاہیں وہ دفتر انجمن سے یا اسکے مالک سے طلب فرما سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت عہ معہ محصولڈاک رکھی گئی ہے مقامی اصحاب کو عہ پر ملسکتی ہے ٭

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب فروخت کے لئے دفتر انجمن میں موجود ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ضرور المسلمین مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱/	خلاصۃ العقاید مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰/
قاعدہ عربیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰/	عقاید الاسلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	عـہ
علم الفرایض مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	دقایق الاخبار مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۲/
دلایل الخیرات مع ترجمہ مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	عہ	نماز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰/
دلایل الخیرات سادہ مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰/	کنز المکنون مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵/
منبہات ابن حجر عسقلانی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵/	جمال محمدی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/
خبر دیاستدین مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۸/	فوائد اولیا مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۷/
انعد نمایہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	عـہ	احسن التوضیح مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۴
ارشاد رحمانی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	حکم النبی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/
عمدۃ الرعایہ جلد ثالث شرح وقایہ ۔ ۔ ۔ ۔	ع	جزء رفع الیدین فی الصلوٰۃ مجلد ۔ ۔ ۔ ۔	۲/
طلب المرام فی فرایض الاسلام مجلد ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	جزء القراۃ خلف الامام مجلد ۔ ۔ ۔ ۔	عـہ
مجموعہ امداد مترجم مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	مہر نبوت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰/
وصیت النبی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	معراج المومنین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵/
مواعظ بدر رحیمی مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/	غایت المرام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴/
لباب الاخبار مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۶/	تتمہ الاسلام حصہ دوم غایت المرام	[illegible]

مندرجہ بالا کتابوں کا محصولڈاک علاوہ ہوگا۔

اعلان

(۱) حسب تجویز انجمن منتظمہ منعقدہ ۲۳ فروری سنہ ۹۹ء مشتہر کیا جاتا ہے کہ امتحان وسط
جولائی سنہ ۹۹ء کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔ اور یہ امتحان مجوزہ کمیٹی [illegible] کے تحت ہوگا۔
کامیاب ہونے کی صورت میں طالب علم کو [illegible] وظیفہ [illegible] کی پیش کرنی
پڑے گی جس کی بابت کم از کم ایک معتبر شخص مثل [illegible] جو ممبر [illegible] یا ممبر [illegible] نے تصدیق کی ہو
اور جب وظیفہ منظور ہو جائے تو ایک اقرار نامہ بثبت دستخط [illegible] کے
مضمون داخل کرنا ہوگا کہ وہ [illegible] دارالعلوم کی [illegible] تعلیم [illegible] کرے گا۔
اور قواعد و احکام موجودہ انجمن [illegible] جو [illegible] ہوتے رہیں
تعمیل کرتا رہے گا۔ بصورت عدم ایفاء اقرار مذکور جس قدر وظیفہ [illegible]
کرے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ درخواست کنندگان ضمن [illegible] مندرجہ ذیل [illegible] تحریر کر
اخیر جون سنہ ۹۹ء تک اپنی اپنی درخواستیں بھیج دیں۔

سال اول کے لئے عمر [illegible] سے زائد نہ ہو۔
〃 دوم 〃 ۱۷ 〃
〃 سوم 〃 ۱۸ 〃
〃 چہارم و پنجم ۲۰ 〃
〃 ششم و ہفتم و ہشتم ۲۵ 〃

(۲) انجمن کی دلی منشا ہے کہ مسلمان ملک اس طرف توجہ مبذول فرما کر اپنی اولاد کو اس
دینی نعمت سے بہرہ ور فرمائیں۔ جن کے لئے خاص انتظام ہوگا۔

نوٹ۔ جو [illegible] ہے [illegible] علاوہ [illegible] مفت [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] انجمن [illegible] جاوے۔

"مسلمانوں کی حقیقی ترقی کا معیار"

ایک عرصہ سے مسلمانوں کی توجہ ان بواعث کے دریافت کرنے پر متوجہ ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کے اصل وجوہ کیا ہیں۔ زمانہ کے اہل الرائیوں نے اس بارے میں خیال ظاہر کئے جو بالعموم دنیوی امور سے متعلق تھے۔ لیکن جب بخوبی غور کر کے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ حقیقی باعث اس کا فقدان علمائے اسلام ہے۔ بدین وجہ کہ اشاعت علوم دین کی طرف توجہ کم ہو گئی ہے۔ کوتہ بینی سے ظاہری فوائد کو نقد خیال کر کے دنیوی امور میں قوم ایسی منہمک ہو گئی ہے۔ دینی ترقیات منعکس ترقی کرنے لگیں۔ یہانتک کہ اب ایسے اشخاص جن کو علمائے ربانی کا مخاطب سمجھا جا سکے۔ ملک میں بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی آفتاب لب بام ہیں جس سے نظام امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ایسا تنزل واقع ہوا کہ وعظ و درس سے استفادہ کی گنجایش بہت ہی کم ہو گئی ہے نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ مسلمان اتباع اسلام کو بالکل بھول گئے۔ اور جو اسوقت قوم کی حالت زار ہے۔ وہ بھی خواہان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ اس خیال کی تائید میں شواہد قرآن و حدیث بصراحت موجود ہیں۔ جن لوگوں نے اس خیال کو صحیح سمجھا انہوں نے اس مرض مزمن کا علاج یوں کرنا چاہا کہ لاہور میں سنہ ۱۸۸۷ء سے ایک انجمن موسوم بہ انجمن نعمانیہ قائم کی۔ اور بالفعل منجملہ چند مقاصد کے مقصد اول کے مطابق ایک دار العلوم موسومہ بہ دار العلوم نعمانیہ بعون و توفیق جاری کر دیا۔ اس مدرسہ میں طلبا کو محض خالصاً لوجہ اللہ بلا اخذ فیس وغیرہ علوم دین کی تعلیم اعلےٰ درجہ تک معہ علوم توابع کے دیجاتی ہے۔ اسوقت بفضلہ تعالےٰ پچاس سے زیادہ طلبا علوم دین کی اعلےٰ تعلیم میں اور سو سے زیادہ اطفال قرآن شریف و دیگر تعلیم ابتدائی میں شریک ہیں۔ بعض کو قرآن شریف حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔ تعلیم دینیات کے طلبا کی امداد انجمن بذریعہ خوراک و پوشاک اور وظیفہ و کتب و کاغذ و دیگر سامان تعلیم اپنے سرمایہ سے کرتی ہے۔ انجمن کو افسوس ہے کہ بسبب کمی آمدنی سرمایہ کے اپنی نہایت میں ابتک کامیاب نہیں ہو سکی۔ بخیر یعنی جسقدر طلبا کی ضرورت ہے اس مدرسہ میں نہیں رکھے جا سکے۔ بلکہ بیرونی طلبا جسقدر دور دراز ممالک سے آتے ہیں ان کی امداد بخوبی نہیں کیجا سکتی اور کتب خانہ جس کی ضرورت لابدی ہے ابتک مہیا نہیں ہو سکا۔ جو ہم [illegible] [illegible] دار العلوم [illegible] قائم نہ ہو سکے [illegible]

معروف درس والی میں جاری ہے۔ اور اعلےٰ حصہ دارالعلوم مسجد شاہی بنا کردہ شاہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر نور اللہ مرقدہٗ میں۔ نظر بانجاح حوائج مندرجہ صدر انجمن نے مناسب سمجھا ہے کہ عموماً اپنے برادران اسلامی کو اس ضرورت سے مطلع کرکے استمداد چندہ کرے اس دارالعلوم میں تمام اقسام کی خیرات و تبرات دیجا سکتی ہے ہیں۔ بالخصوص مال زکواۃ کا عمدہ مصرف چندہ جہت سے ہے جسکے لئے علمائے نامدار نے فتولے تحریر فرمادیا ہے۔ یتامےٰ کی پرورش و تربیت و تعلیم بھی محض اسی نظر سے کیجاتی ہے۔ اور اس میں اہتمام تام و سعی بلیغ ہوتی ہے۔ کہ ان کو ایک صالح دیندار اور عالم علم دین بنایا جاوے۔ انجمن شکر گذار ہے۔ ان صاحبان کی جنہوں نے بطور آنریری خالصاً لابتغاء مرضات اللہ حصول امداد چندہ کے لئے بیرونجات میں دورہ لیا۔ اور اپنے دیگر ضروری حوائج پر اس دینی کام کو ترجیح دی مقلب القلوب برادران اسلامی کے دلوں میں محبت و ہمدردی اسلامی کی توفیق عطا فرماوے اور وہ ہر طرح سے اس دینی کام کی امداد فرماکر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں وما علینا الا البلاغ ◆

گذارش

جن صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچتا رہے اُن سے التماس ہے کہ وہ براہ کرم بوقت تبدیلی دفتر انجمن میں اپنے مفصل پتہ و نشان سے اطلاع دیتے رہا کریں تاکہ پہنچنے میں دیر نہ ہوا کرے ◆

(۱) جملہ خط و کتابت متعلقہ انجمن بنام تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور ہونی چاہئے ◆

(۲) بیرونجات سے ہر ایک قسم کا زر نقد یعنی چندہ ماہوار۔ سالانہ امداد۔ زکواۃ تبرات وغیرہ بذریعہ منی آرڈر بنام جناب حکیم منشی سلیم اللہ صاحب جنرل سکرٹری یا بنام صاحب فنانشل سکرٹری آنا چاہئے۔

الراقم

تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

جلد ۶   ۵،۶   نمبر ۱۹۰۵

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

بابت

مئی و جون ۱۹۰۵ء

جس کی سرپرستی میں دار العلوم نعمانیہ لاہور

شش سال سے جاری ہے

حسب فرمائش انجمن نعمانیہ لاہور

[illegible]

مقاصدِ انجمن نعمانیہ لاہور

امر مسلّمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(ا) شریعت غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و ہر وقت لازمی ہوگا اور کوئی امر اسکے مغایر نہ ہو سکے گا۔

(ب) مذہب اہل السنۃ والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

مقاصد

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کیلئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جسمیں ان علوم کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہلسنت والجماعت باتباع طریق حنفی دیجاتے۔ اور جسکے ذریعہ سے علمائے کامل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجاتے کہ طلبا اپنے مذاق کے مطابق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں۔

(۲) بغرض افادہ عامہ مسلمین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعتِ معلومات کا باعث ہو۔

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع دفعہ (ا) جس سے انکے اخلاق معاشرت اور کسبِ معاش و معاملات وغیرہ او دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امید کیجا سکے۔

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا اور قیام جنمیں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری و نسعہ دوزی گوٹہ بافی سکھائی جاوے۔

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے وارثان یا جنکے ورثا ایسا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(۶) بالعموم کافۂ اہل اسلام اور بالخصوص فرقہ حنفیہ سے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبود کی تجاویز کا عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام گورنمنٹ کی خدمت میں ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عام مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ حنفیہ کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنے ضروری ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

لاہور میں ایک عرصۂ دراز کے بعد یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کہ عیسائیوں کو بالخصوص مسلمانوں کو مخاطب کرکے اعتراض کرنے اور جوابات مانگنے کا حوصلہ ہوا۔ مولانا رحمۃ اللہ صاحب طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ اور ڈاکٹر وزیر خانصاحب مرحوم و مغفور نے جو کچھ خدمات ان حضرات کے ابتدا عملداری انگریزی میں کی تھیں اور جس کا انجام پادری فنڈر صاحب کا آخری مباحثہ تھا جو بمقام قسطنطنیہ سلطان المعظم کے حضور میں ہونے والا تھا اور مولانا صاحب ممدوح کے وہاں پہنچ جانے کے سبب سے پادری صاحب موصوف کو مباحثہ اور مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی اور قسطنطنیہ سے ہی تشریف لے گئے اور اسلئے مباحثہ نہ ہوسکا اور اس کے بعد مولانا صاحب ممدوح نے کتاب اظہار الحق لکھکر اس سارے معاملہ کو طشت از بام کردیا۔ لاہور میں جب تک مولوی حافظ ولی اللہ صاحب مرحوم و مغفور زندہ رہے تب تک پادری فورمین صاحب و پادری نیوٹن صاحب وغیرہ اس وقت کے اہل علماے مسیحین کے ساتھ مباحثات ہوتے رہے جنکے مصنفہ رسائل موجود ہیں۔ اس وقت سے اب تک پھر کبھی ان حضرات کو جرأت اس امر کی نہیں ہوئی ہے۔ اب پھر امتحاناً مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے اس غرض سے ہرگز نہیں کہ اعتراض یا سوال کوئی نیا جدید اور نفیس ہے جسکے جواب سننے کا اشتیاق و انتظار ہو کیونکہ سوال یا اعتراض تو وہی دقیانوسی تقویم پارینہ ہیں جن کے بیسیوں جوابات مدلل و مبرہن ہوچکے اب صرف اسی امر کے دیکھنے اور دریافت کرنے کے لئے ویسا کیا جاتا ہے کہ باوجود اس حد تک مسلمانوں کو منہمک فی الدنیا کردینے کے ان کے علوم دین اسلام جاننے

والے بھی کچھ باقی ہیں یا نہیں احباب مسلمان باعتبار اپنے اسلامی معلومات کے کتنے پانی میں ہیں -
جس امر کے لئے انجمن نعمانیہ بارہ سال سے قوم کو متوجہ کر رہی ہے اسکا بدیہی ثبوت اِس وقت دیکھنے میں آیا۔
۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو لارڈ بشپ صاحب نے پہلے اشتہار دے کر ایک لیکچر بعنوان نبی معصوم ٹورنٹن
بلڈنگ بیرون لوہاری دروازہ میں بیان کیا اور ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو مشن سکول لاہور کے مکان پر
ایک دوسرا لیکچر بعنوان "زندہ رسول" سنایا - اِن دونوں جلسوں میں جو کچھ حاضرین نے جوابات
دئے اُن کی نسبت وہی لوگ رائے دے سکتے ہیں جو وہاں حاضر تھے - بعض معاونین انجمن نعمانیہ
نے اِسبارہ میں ہمارے پاس مضامین ارسال فرمائے ہیں تاکہ عامہ بالعموم اور معترضین بالخصوص
اُن کو دیکھ کر اپنا اطمینان کرلیں کہ سوالات مذکور کس درجہ تک بے وقعت ہیں - سردست جناب
مولانا مولوی شفیق الرحمٰن صاحب کا مضمون درج رسالہ کیا جاتا ہے - باقی مضامین کے
ہو جانے کے بعد اُن تحریرات کو بھی ہدیہ ناظرین کیا جاوے گا جو ازالۃ الاوہام وصیانۃ الانسان وغیرہ
کتب رد نصاریٰ میں پہلے احقر لکھ چکے ہیں ؛ سوال میں جسطرح سے دھوکہ دیا گیا ہے اور جسطرح سے
اُسکا غلط مغز بری کر چھپایا گیا ہے وہ ادنےٰ غور کے بعد صریح البطلان ہے بشپ صاحب نے یہ سمجھ کر عوام مسلمین ہلکر لیا سمجھ سکینگے
اپنی تقریر میں یہ مثال دی تھی کہ ایک چینی کا پیالہ جسمیں بال آیا ہوا ہو بمقابل ایک سالم پیالہ کے ایک سوداگر کی نظر میں کبھی
قابل وقعت نہیں ثابت ہو سکتا یہ غلط تشبیہ دیکر سامعین کو تعجب یا حیرت میں ڈالا حالانکہ دعویٰ انکا یہ تھا کہ مسیح کی نسبت
قرآن مجید میں کہیں ذنب کا ذکر نہیں آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذنب سے استغفار کا حکم دیا گیا ہے اب ذرا غور کیجا تے
صاف معلوم ہو جاوے گا کہ اس تقریر سے بشپ صاحب کا منشا یہ ہے کہ جسکو کبھی ذنب سے استغفار کیلئے کہا گیا ہو وہ بہ نسبت ایسے شخص کے جسکی
نسبت کبھی ذنب کا ذکر نہ کیا گیا ہو شفاعت کے لئے مستحق نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ غلط محض ہے ہم بحث کے لئے یہ فرض
کر کے کہ وہ شخص واقعی مذنب ہو جسکو استغفار کے لئے کہا گیا ہو بطریق تنزل حسب ذیل جواب دیتے ہیں نمبر ۱ - بشپ صاحب کے مضمون کا
خلاصہ یہ ہوا کہ مذنب معصوم سے بہتر نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ صراحتًا غلط ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں سے فرشتے باعتقاد فریقین معصوم ہیں
اور آدم سے خطا سرزد ہوئی اور اسکے بعد مدت ہائے دراز تک استغفار کرتے رہے باتفاق فریقین کے نزدیک مسلم - حالانکہ آدم کا مسجود ملائک ہونا بھی فریقین
کے نزدیک مسلم ہے پس یہ دعویٰ باطل ہوا نمبر ۲ قرآن شریف کا نزول مسیح کو ان عیوب اور اتہامات سے بری کرنے کیلئے ہے جو یہودی انکے ذمہ لگا
[illegible] نبی پیدا ہوئے ہیں اسکو انکے مقر [illegible] عیوب اور اتہامات جو انکے ذمہ لگاتے تھے پس قرآن کو انکی بریت کا بیان ضروری
تھا پس کوئی وجہ نہیں کہ منہ کی ذنب [illegible] کا ذکر کرے بمقابل اسکے مسیح کا [illegible] گنہگار اور اپنے سب بیٹوں کو استغفار کی تعلیم [illegible]
سے بروئے انجیل ثابت ہے اور خود قرآن مجید میں بھی عبداللہ کے لفظ سے کئی جگہ پکارے گئے ہیں اعتقاد عیسائیوں کے تو کل نسل آدم جو قید کے نفس میں آئی ہے
[illegible]

بشپ صاحب کے لکچر نبی معصوم کا

جواب

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم۔ نحمدہ ونشکرہ ونصلی علی نبیہ المعصوم الکریم۔ امابعد
بشپ صاحب لاہور کا چھپا ہوا لکچر بعنوان نبی معصوم میری نظر سے گزرا جس میں بعض آیات واحادیث کو اپنے زعم کے مطابق سمجھ کر مسلمانوں کے سچے عقیدے کے خلاف یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی نبی معصوم نہیں +

عوام کا خیال ہے کہ بشپ صاحب اس طریق سے لوگوں کو عیسائیت کی طرف کھینچنا چاہتے ہیں مگر میرے نزدیک یہ خیال محال ہے۔ اور نہ مجھے انکے فہم وفراست سے توقع ہے کہ وہ کسی ایک مسلمان کو بھی پاکیزہ اور نیک اندیشی کے صاف راستے سے پھیر کر بدبینی کی پرخار راہ پر لے جانے کی کوشش میں کامیابی کی امید رکھتے ہونگے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس بحث سے ان کا یہ مدعا ہوگا اور ہونا چاہئے کہ حقیقت امر دریافت کرکے اپنے خیالات کو

درست کریں۔ میں بشپ صاحب کی سمجھ کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت ضروری عقیدے کی اصلاح کے واسطے ایسے گروہ کو منتخب کیا ہے کہ جس کی مذہبی کتاب تمام سچے انبیا اور عقاید حقہ کی تصدیق کرتی ہے۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کا فیصلہ مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم پادری فنڈر کے مقابلے میں یا اور علماے اسلام غیر مذاہب کے معارضات میں قطعاً صادر کر چکے ہیں جس کا اپیل بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر اسپر بھی پادری صاحب کو کوئی شبہ باقی ہے تو مناسب یہ تھا کہ کسی مسلمان عالم سے رفع کر لیتے۔ اُن کا یہ منصب نہیں کہ آیات و احادیث کے اردو ترجموں پر بھروسا کر کے ایک ایسے اہم مسئلے میں بحث کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں تحقیق حق کے وقت لازم ہے کہ آدمی اپنے مذہبی تعصبات و تخیلات کو بالاے طاق رکھدے ورنہ وہ شخص جس نے آنکھ کھولتے ہی روایات غیر معتبرہ کے پردے میں حالات انبیاء کی تصویر بری صورت میں دیکھا ہو بہت ہی مشکل ہے کہ اپنے انہیں خیالات کو پیش نظر رکھکر قرآن شریف کی آیتوں سے واقعی قصص و حالات جن میں سمجھنے والے کے لئے کوئی خفا نہیں دریافت کر سکے۔

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

اسی واسطے بشپ صاحب کو بھی ان کے مسلمہ توہمات کے پردے نے آیات و احادیث کی حقیقی روشنی سے محروم رکھا۔ اور انہوں نے پیغمبروں کو غیر معصوم سمجھا۔ پیغمبر تمام آلائشوں سے آئینے کی طرح پاک صاف ہیں جو شخص اُن کو گناہ گار سمجھتا ہو یہ اسکا اپنا عکس ہے جیسی صورت ہوگی ویسی ہی نظر آئے گی۔ اس میں آئینے کا کیا قصور۔ بشپ صاحب جو کچھ کہتے سو کہتے ہیں اس سے کیا ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر کسی قدر اندیشہ ہے کہ یہ زمانہ ہے اور طرح کا ایسا نہ ہو کہ کسی ناواقف یا ناخواندہ مسلمان کا ایمان متزلزل ہو جائے۔ لہذا ضروری معلوم ہوا کہ اوّل عصمت انبیا کے متعلق جمہور اہلسنت

وجماعت کا مذہب صحیح بدلائل عقلیہ ونقلیہ مختصر طور پر بیان کر دیا جائے۔ بعد ازاں اُن اقوال اور حدیثوں کے معنے بتا دئے جائیں۔ جنکو بشپ صاحب نے بطریق استدلال پیش کیا ہے۔ وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

لغت میں عصمت کے معنی ہیں روکنا۔ محفوظ رکھنا۔ بچانا۔ مثلاً۔ عصمہ اللہ تعالیٰ من السّوء [خدا نے اُسکو برائی سے بچا لیا] اور اصطلاح شرع میں "خدا کا بندے سے گناہ سرزد نہونے دینا" "یا گناہ سے محفوظ رکھنا" عصمت ہے۔ مطلب ایک ہی ہے یعنی معصوم وہ ہے جو گناہ پر قادر ہو مگر خدا کی عنایت اُسکو گناہ سے روکے"

اِس بیان سے معلوم ہو گیا کہ عصمت کیا ہے اور معصوم کون۔ اور اگر معصوم کے یہ معنی ۱
ہوتے کہ وہ گناہ کر ہی نہ سکے یا یوں کہو کہ اُسکو گناہ پر قدرت ہی نہو تو اِس صورت میں معصوم کسی تعریف یا ثواب کا مستحق نہوتا کیونکہ یہ دونوں باتیں فعلِ اختیاری پر مترتب ہوتی ہیں نہ کہ امر اضطراری پر۔ حالانکہ ہر مذہب میں عصمت کو اچھا اور موجب ثواب قرار دیا گیا ہے ؛

یہاں ضمناً ایک ضروری سوال پیدا ہوتا کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ۱
گناہ کی قدرت تھی یا نہیں۔ اگر نہ تھی تو ان کو معصوم نہ کہنا چاہئے اور نہ کسی تعریف وثواب کا مستحق سمجھنا چاہئے۔ اور اگر تھی تو اُس قوت کا محرک نفس وشیطان، گو وہ اُنپر غالب نہ آیا ہو مگر ہونا چاہئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ما بعث اللہ من نبیّ ولا استخلف
من خلیفۃٍ الّا کانت لہٗ۔ بطانتان بطانۃ یامرہ بالمعروف وتحضّہٗ علیہ وبطانۃ یامرہ بالشرّ وتحضّہ ۲
علیہ والمعصوم من عصمہ اللہ۔ ترجمہ۔ خدا نے کوئی نبی یا کوئی خلیفہ ایسا نہیں بھیجا جسکے ہمراہ دو ہمراہی نہوں ایک بھلائی کی ترغیب دینے والا اور دوسرا برائی کی اور معصوم وہ ہے جس کو خدا برائی سے بچا لے۔ پس اُس حدیث کا مطلب جو بشپ صاحب نے اپنے مضمون کے ساتویں صفحے پر نقل کی ہے بدلیل عقل ونقل یہ ہونا چاہئے اور قرینہ عبارت بھی اسی کا مقتضی ہے کہ ہر ایک بنی آدم پیدا ہوتے وقت شیطان کے مس کرنے (چھونے) سے چلاتا ہے لیکن حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیؑ نہ چلائے نہ یہ کہ اُن کے ساتھ شیطان تھا ہی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا

تو اُن کی عصمت میں اور ایک جان مورت کی عصمت میں فرق ہی کیا ہوتا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ تو بھی گناہ پر قادر تھے۔ مگر خدا نے کسی خصوصیت کی جہت سے اُن کو محفوظ رکھا۔ وہ خصوصیت نہیں ہے مگر نبوت۔ کیونکہ نبی کے پیدا کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اُس کے قول و فعل کو پسند کر کے نیکی اور راستی اختیار کریں۔ اور گناہ باعث نفرت ہوتا ہے جو سراسر خلاف مقصود ہے۔ یہ خصوصیت تمام انبیا میں پائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ تو معصوم ہوں اور دوسرے نبی معصوم نہیں۔ نہیں۔ بلکہ تمام پیغمبر حجۃ اللہ اور نیکی کا نمونہ ہیں۔ کیا عقل جائز سمجھتی ہے کہ خدا اپنے اُن برگزیدہ بندوں کو جن کا گناہ سے محفوظ رکھنا بغرض اتمام حجت مقصود اہم ہو گناہ سے نہ بچا سکے یا اپنے محبوب بندوں کو اُسی حالت میں کہ وہ محبوب ہوں نامحبوب و نامرغوب کر دے۔ یہ اس سے کہیں بدتر ہے کہ کوئی شخص اپنے پیارے دوست کو شربت پلائے اور اُس میں تھوڑا سا زہر بھی ملا دے۔ بدتر میں نے اس واسطے کہا کہ زہر کی تاثیر صرف پینے والے کی جان تک محدود ہوتی ہے مگر نبی کا گناہ ایک عالم کے مزاج کو فاسد کر سکتا ہے ؎

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے — بر آورند غلامانش درخت از بیخ
بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

ذرا عیسائی دل میں سوچیں تو کہ وہ کہتے کیا ہیں۔ واللہ یہ سخت بہتان ہے اور انبیا کی سخت کسر شان ہے ؂

انبیا کے حالات کا جہاں تک پتہ چلتا ہے اُس سے صاف ثابت ہے کہ وہ ابتدائے عمر ہی سے صرف برائیوں سے مجتنب اور بھلائیوں کی طرف مائل ہی نہ تھے بلکہ قوم کو بھی بت پرستی وغیرہ سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے واقعات پر نظر کرو۔

قرآن شریف میں ایسی باتیں بہت سی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کو پیغمبروں پر غلبہ نہیں۔ ہم صرف چند آیتیں نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ (میرے بندوں پر تو غلبہ نہ پا سکے گا) یہ اُس وقت کی بات ہے جب کہ شیطان راندۂ درگاہ ہوا اور

اس نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اسی موقع پر شیطان نے عرض کیا تھا۔ فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین (تیری عزت کی قسم میں سوا تیرے خالص بندوں کے ایک ایک کو بہکاؤں گا) خود جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ ما ضل صاحبکم وما غوے۔ وما ینطق عن الھوے۔ ان ھو الا وحی یوحے (نہ تمہارا صاحب (رسول) گمراہ ہوا اور نہ بہکا اور نہ وہ خواہش نفسانی سے کچھ کہتا ہے۔ تمام باتیں خدا کی بتائی ہوئی ہیں) ایسے علاوہ اور بہت سی آیتیں عصمت انبیا پر دال ہیں۔ رہا یہ کہ قرآن شریف میں انبیا علیہم السلام کو لفظ معصوم تعبیر نہیں کیا سو واضح رہے کہ کسی شخص کو صرف معصوم کہدینے سے اسقدر صاف مطلب نہیں نکلتا جس قدر یہ کہنے سے نکلتا ہے کہ شیطان کو اسپر مطلق دسترس نہیں۔ یا وہ نہ کبھی گمراہ ہوا نہ کبھی بہکا۔ اسکی ہر ایک بات خدا کے حکم کے مطابق ہے وغیرہ وغیرہ اگر لفظ عصمت یا معصوم بولا جاتا تو مطابق لغت عرب کے وہی عام لغوی معنی مفہوم ہوتے جن کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں نہ خاص اصطلاحی معنی +

تماشہ یہ ہے کہ اگر انبیا مرتکب گناہ ہوتے تو علاوہ اس مثل کا مصداق ہونے کے کہ خویش را فضیحت و دیگراں را نصیحت کما قال اللہ تعالے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم امت پر انکی پیروی ضروری ہوتی کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم (کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم سے خوش ہوگا اور تمہارے گناہ بخشدے گا) واتبعوہ لعلکم تھتدون (رسول کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ) وما آتکم الرسول فخذوہ (رسول جو کچھ تمہارے سامنے لاے اسکو اختیار کرو) اور رسالت سے مدعا یہ ہے کہ لوگ گناہوں سے بچیں۔ ان دونوں باتوں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدا ہمیں گناہ کی ترغیب بھی دیتا ہے اور اس سے بچنے کے لئے بھی کہتا ہے یہ عجیب کچدار و مریز کا معاملہ ہے ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ | بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اور سنیے اگر پیغمبروں سے گناہ ہو تو ان کو سرزنش اور تنبیہ کرنی ضروری ہو۔ کیونکہ ہر ایک گناہ قابل سرزنش ہے۔ اس میں قطع نظر اسکے کہ سرزنش ان کی اذیت کا باعث ہوگی جو سخت ممنوع

ہے یا انبیا بہ نسبت عوام کے دو چند سزا کے مستحق ہونگے و اذاً لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات
یہ کتنی بڑی خرابی ہے کہ وہ انہیں خلق کو راہ بتانے کے لئے اور الٹے رہنمائی کے محتاج ہو جائیں
مثل مشہور ہے ؎ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اور یہ بھی اگر ایسا ہو تو انبیا کا وہ فعل شیطان کی خوشنودی کا باعث ہوگا اور مرتکب تھوڑی
دیر کے لئے تو ضرور ہی شیطان کے گروہ میں داخل ہو جائے گا حالانکہ شیطان خود اقرار کرتا ہے کہ
مجھے خدا کے خالص بندوں پر قدرت نہیں ؛

یہ ہیں نتائج ان لوگوں کے غلط اعتقاد کے جو پیغمبروں کو معصوم نہیں جانتے اور ان کو
اپنی طرح گنہگار ۔ سست ۔ غافل اور بے پروا خیال کرتے ہیں ۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی خدا کا ایک
اعلےٰ درجہ کا فرمانبردار بندہ ۔ ہمہ اوقات اپنی خدمت پر مستعد ۔ ہر وقت ہوشیار و بیدار اور نہایت
ہی محتاط ہوتا ہے اس سے خلاف حکم الٰہی کسی بات کا ظاہر ہونا اگر محال نہیں تو بعید از عقل
ضرور ہے ۔ خصوصاً جبکہ پیغام الٰہی یا وحی کا سلسلہ پیہم جاری ہو ۔ اور وہ اپنی گفتار ۔ کردار اور
رفتار کو سپرد خدا کر کے ہمیشہ منتظر ہدایت و امر الٰہی رہتا ہو ۔ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الیٰ
صراط مستقیم ۔ پس ایسے مقبول بندگان خدا پر حملہ کرنا آفتاب پر تھوکنا ہے ۔ سراسر اپنا ہی
نقصان ہے ؎

بادم شیر ے تو بازی مے کنی ۔ با ملایک ترکتازی مے کنی

یہاں تک جو کچھ ہم نے بیان کیا ہر چند مختصر ہے لیکن غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ پیغمبر
کو غیر معصوم جاننا صریح اور مضبوط دلائل عقلیہ و نقلیہ کے خلاف ہے اگر کسی کو مفصل بحث کے
پڑھنے کا شوق ہو تو علم کلام کی مبسوط اور معتبر کتابوں کا مطالعہ کرے ۔ چونکہ ہمیں فرصت بہت
کم تھی اور طوالت کا بھی اندیشہ تھا اور نہ سر دست کتابیں موجود تھیں اس واسطے اختصار کو
ملحوظ رکھا اور آئندہ بشپ صاحب کے شبہات کے جواب میں بھی ہم اسی روش پر چلینگے ؛

مگر قبل اسکے کہ ہم ان غلط فہمیوں کے رفع کرنے کی کوشش کریں جو بشپ صاحب کے
توہمات و تخیلات نے ظاہر آیات و احادیث منقولہ سے پیدا کر دی ہیں اس قدر جان لینا نہایت ضروری

ہے کہ جب اعلے درجے کے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے پیغمبروں کی عصمت ثابت ہے تو جو شاذ یا غیر معتبر روایتیں اِس سلسلے کے خلاف پیش آئیں اُن کو نظر انداز کر دینا چاہئے کیونکہ کسی روایتِ غیر معتبر یا غلط کی بنا پر سے گناہ کو منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اِس سے کہیں بہتر ہے کہ اُس روایت ہی کو ساقط الاعتبار سمجھا جائے۔

اور اگر کوئی نص قرآن یا حدیث متواتر بظاہر خلاف معلوم ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اُسکے معنی وہ ہوں گے جو علماء سلف نے دلیل عصمت کے مطابق بیان کئے ہیں اور اگر یہ ممکن ہو تو اُس فعل کو قبل نبوت کی ایک لغزش تصور کرنا چاہئے اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو یہ خیال کرنا چاہئے کہ بجائے افضل کے فاضل یا بجائے بہت بہتر کے بہتر کو نبی نے کیا جسکو خدا تعالے اسکو علوی منزلت وشان کے لحاظ سے یا دوسروں کو بطریق احسب و ابلغ تنبیہ کہنے کے لئے مجازاً معصیتہ یا زلت سے تعبیر فرمایا ہے۔ نہ یہ کہ نبی نے بجائے حق کے باطل پر یا بجائے صحیح کے غلط پر عمل کیا ہے۔ بلکہ بڑے بڑے مشائخ وعلما نے بتصریح لکھا ہے کہ انبیا کے کسی فعل کو معصیتہ یا زلت کہنا ہمیں کسی طرح زیبا نہیں +

بعض علما فرماتے ہیں کہ ایسے افعال جن کو خدا نے لغزش یا زلت کہا ہے وہ صرف انبیا کے ظاہر تک محدود تھے۔ باطن اُس حالت میں بھی منزہ اور کامل طور پر خدا کی طرف متوجہ تھا چنانچہ آدم علیہ السلام کی نسبت خود خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ فنسی ولم نجد لہ عزما (آدم کو بھول ہوئی اُس کا قصد نہ تھا)

رہا ایسے افعال پر خدا کا عتاب سو اُس سے اُن کی بلندی شان ظاہر ہوتی ہے ع
جنکے رتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے

دوسرے ہم لوگوں کی تادیب وتنبیہ تاکہ عبرت حاصل کریں اور اونٹلو نے بات کا کا حقہ لحاظ رکھیں نبیء کرم نکے افعال کو اپنے خیال کے موافق معصیت یا زلت تصور کریں ہماری تو اعلے سے اعلے نیکیاں بھی اُن کے اُس فعل کا لگا نہیں کھاتیں جسکو جناب باری نے زلت کہا ہے۔ کہ حسنات الابرار سیأت المقربین۔ ایک نازک مزاج امیر کو تھوڑی سی گرم ہوا بھی باعث وند سر ہو جاتی

ہے مگر غریب کسان یا مزدور گریبوں کی سخت دھوپ میں دن دن بھر کام کرتے ہیں اور انکا کچھ بھی نہیں بگڑتا ہے

مہران بہشتی را دوزخ بود اعراف　　　از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

واضح رہے کہ معصیت اور زلت میں بڑا فرق ہے معصیت میں فاعل کا قصد ہوتا ہے اور زلت میں قصد نہیں ہوتا۔ زلت کے معنی لغزش کے ہیں جیسے کہ ایک شخص راستے پر چلا جاتا ہو اور ناگہاں اسکا پاؤں پھسل جائے۔ گناہ کا اطلاق زلت پر بھی ہوتا ہے قرآن شریف میں جو حضرت آدم علیہ السلام سے اسی قصے کو دیکھو جس میں کل چھ جگہ مذکور ہے جناب باری نے ایک ہی فعل کو کہیں زلت کہا ہے اور کہیں معصیت۔

نیز واضح رہے کہ جو نکات استعمال لفظ معصیت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں ان کو جہانتک ہو سکے ایسی صورتوں میں بھی ملحوظ رکھنا چاہئے جن میں پیغمبروں کے استغفار کا ذکر ہے۔

اس تمہید پر ایک گہری نظر ڈال لینے کے بعد بشپ صاحب کے ان تمام اعتراضات اور غلط فہمیوں کا جواب جو ان کے مذہبی تخیل نے اس صاف و صریح عقیدے کے متعلق تراشی ہیں بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے مگر بنظر تکمیل و تسہیل مضمون ہم بھی چند اشارے کئے دیتے ہیں ورلعاقل تکفیہ الاشارہ

پہلی آیت جس کو بشپ صاحب نے حضرت آدم ع کی عصمت کے خلاف پیش کیا ہے یہ ہے۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین۔ فوسوس لہما الشیطان الخ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم و حوا کو بہشت کے کسی درخت سے روکا گیا تھا۔ مگر جب شیطان نے کہا کہ اگر تم اس درخت کو کھا لو گے تو فرشتہ ہو جاؤ گے اور ہمیشہ ہمیش رہو گے اور قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں آخرکار دھوکے میں آکر اس کو کھا لیا۔ خدا نے کہا کہ میں نے تو تمہیں اس درخت سے روکا تھا اور یہ بھی کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا سخت دشمن ہے۔ تب لگے دونوں معافی چاہنے کہ اے پروردگار ہمنے

اپنی جانوں پر ستم کیا اگر تو نے مغفرت و رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہو جائیں گے (دیکھو سورہ اعراف آیت ۱۸ سے ۲۰ تک)

جواب اوّل۔ یہ زمانہ نبوت سے قبل کی بات ہے۔ گو حضرت آدم اس وقت مکرم و مسجود ملائکہ تھے۔ مگر نبی نہ تھے۔ کیونکہ بہشت میں آدمؑ کے سوا یا فرشتے تھے یا حضرت حوّا۔ فرشتے محتاج رسالت نہ تھے۔ اور حضرت حوّا خود حضرت آدمؑ کے ساتھ خطاب الٰہی میں شریک تھیں جیسا کہ متعدد آیتوں سے ثابت ہے۔ نیز قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ اس واقعے کے بعد نبوت سے ممتاز ہوئے ہیں۔ قال اللہ تعالے ثم اجتبہ یعنی اس کے بعد خدا نے آدمؑ کو درجۂ نبوت عطا فرمایا۔

جواب دوم۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کی خطائے اجتہادی تھی حضرت آدمؑ کو حکم دیا گیا تھا کہ یہ درخت نہ کھانا۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس خاص درخت کو نہ کھانا اور یہ بھی کہ اس نوع کا کوئی درخت نہ کھانا۔ اس واسطے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک خاص فرد کی طرف اشارہ کرنے سے نوع کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ جس طرح کہ طبیب کسی مضر چیز کی طرف اشارہ کر کے بیمار سے کہے کہ یہ نہ کھانا مطلب تو یہ ہے کہ یہ یا اس قسم کی کوئی چیز نہ کھانا لیکن بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ اس خاص چیز سے منع کیا گیا ہے۔ اس صورت میں آدم علیہ السلام نے صرف ترک اولے یا ترک افضل کیا۔ زیادہ مناسب یہ تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کرتے یا اس قسم کے کسی درخت کو نہ کھاتے۔ جیسا کہ ہمارے حضرتؐ نے کیا کہ تحریم سے پہلے ہی تمام محرمات سے اجتناب فرمایا۔

جواب سوم۔ آدم علیہ السلام کو بھول ہوئی۔ اور اس کی کئی وجہیں تھیں۔

نمبر ۱ ایک تو ممانعت کو صادر ہوئے گزر گئیں تھیں قرنیں اور اُدھر قرینے اور تجربے سے معلوم ہوا کہ بہشت تحریم و تکلیف کی جگہ نہیں۔

نمبر ۲ آدمؑ ایک نہایت بلند خیال میں مستغرق تھے یعنی ان کا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح خلود و دوام زیادہ تقرب میسر ہو۔ یہ ایک اعلے خیال تھا جس سے ان کو ممانعت فراموش ہو گئی جس طرح

کہ فاتحہ محویت میں کوئی شخص نماز کی رکعتیں بھول جائے۔ سچ پوچھئے تو یہ فروگذاشت انسان کی اس جبلت بشری کے نتائج میں سے ہے کہ اس ضعیف البنیان نے ایسے کام کا ذمہ اٹھا لیا جس سے آسمان۔ زمین اور پہاڑ کانپتے تھے اور جس کا سرانجام دنیا و مافیہا کو فراموش کئے بغیر دشوار ہے ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بہرحال یہ سہو تھا قال اللہ تعالےٰ فنسی ولم نجد لہٗ عزمًا۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ارتکاب جرم کے لئے مجرمانہ نیت ضروری ہے۔ اس پر بھی آدم علیہ السلام کو عتاب ہوا یا تو اس وجہ سے کہ سہو و نسیان حضرتؐ اور حضرت کی اس دعا کی برکت سے کہ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا (اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو جاوے تو گرفت نہ کرنا) صرف اسی امتِ مرحومہ کو معاف ہوا ہے۔ پہلے معاف نہ تھا۔ یا آدم علیہ السلام کی شان اور اُن کی اولاد کی عبرت کے لحاظ سے عتاب فرمایا جس کی معافی کے واسطے وہ مدتوں روتے رہے۔ ہزار افسوس کہ اُن کی اولاد میں سے بعض لوگ بے دھڑک گناہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ ان کے گناہوں کا کفارہ ہوگئے ؏ بریں عقل و دانش بباید گریست

دوسری آیت جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اثبات جرم میں پیش کیا ہے یہ ہے ودخل المدینۃ علیٰ حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان۔ الخ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دو شخصوں کو لڑتے دیکھا ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی۔ اسرائیلی نے فریاد کی۔ موسیٰؑ نے قبطی کو ہاتھ سے دھکیلا۔ وہ مر گیا۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ شیطان کی حرکت ہے اور کہا کہ اے رب میں نے اپنی جان پر ستم کیا تو معاف فرما۔ خدا نے اُن کو معاف کر دیا۔

جواب اوّل۔ قرآن شریف کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ نبوت سے پہلے ہوا۔

جواب دوم۔ تیسری میں ہے۔ فوکزہٗ موسیٰ۔ وکز کے معنی ہیں دھکیلنا۔ بلکہ انگلیوں کے پوروں سے کسی چیز کو ہٹانا۔ یہ فعل حسب عادت ہلاکت کے لئے کافی نہیں۔ موسیٰ واسطے کہا کہ یہ شیطان کی

کی حرکت ہے اور ایک دوسرے مقام پر یہ کہا ہے کہ مجھے خبر نہ تھی یعنی یہ معلوم نہ تھا کہ اس طرح ایک مظلوم کی مدد کرنے میں دوسرا ہلاک ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی اس کے اظہار عبودیت کے لئے معافی کے خواستگار ہوئے۔

تیسری آیت یہ ہے۔ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلاً جسداً لہ خوار الخ (دیکھو سورہ اعراف آیت ۱۴۷ سے ۱۵۰ تک) مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو توریت مرحمت ہونے والی تھی وہ گئے ہوئے تھے طور پر۔ ان کے پیچھے قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی۔ جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو سخت خشمگین اور متاسف اسی حالت میں انہوں نے اپنے بھائی ہارون کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ انہوں نے عذر کیا تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش۔

جواب اوّل۔ اس آیت سے نہ حضرت موسیٰ کا کوئی گناہ ثابت ہے اور نہ حضرت ہارون کا۔

جواب دوم موسیٰ ؑ کے واسطے مستحسن ہی یہ تھا کہ بمقتضائے حمیت دین خدا کے واسطے نہ بغرض ذاتی ایسے ناگوار حادثے کے متعلق اپنے خلیفہ سے باز پرس کرتے۔

جواب سوم۔ حضرت ہارون کی معذرت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بالکل مجبور تھے۔ لہٰذا جب اصل حقیقت دریافت ہوگئی تو خدا کے حضور میں اظہار بندگی کے واسطے طلب مغفرت و رحمت کی۔

جواب چہارم۔ حضرت ہارون کا سر اپنی طرف کرنا۔ ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ نے اظہار غم واندوہ کی غرض سے ایسا کیا ہو۔ جس طرح کہ اب بھی گلے مل مل کر اظہار غم کیا کرتے ہیں مگر حضرت ہارون ؑ نے اس خیال سے کہ مبادا دشمن خواہی نخواہی مضحکہ کریں ان کو ایسا کرنے سے باز رکھا۔

چوتھی آیت یہ ہے فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات (یعنی اے محمد) کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے استغفار سے مومنین و مومنات کے گناہوں کے واسطے

استغفار کرو (سورہ محمد آیت ۱۹)

جواب اول۔ علمائے سلف نے لکھا ہے کہ یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلئے دیا گیا ہے تاکہ استغفار کی ایک سنت قائم ہو جاوے کہ ہر شخص اپنے اور اپنے دینی بھائیوں کے واسطے خدا کی جناب میں معافی چاہا کرے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت گنہگار تھے۔ دوسروں کو آمادہ کرنے کے لئے یہ ایک نہایت بلیغ اور اعلےٰ درجے کا طرز بیان ہے جسطرح کہ ایک خدا پرست اپنی قوم کو کہتا ہے وما لی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون (مجھے کیا ہوا جو میں خدا کی پرستش نہیں کرتا اور تم سب کو اسی کی طرف جانا ہے۔)

جواب دوم۔ ممکن ہے کہ حضرت سے قبل زمانہ نبوت کوئی ترک افضل واولیٰ صادر ہوا ہو جسکی عذرخواہی کے واسطے خود جناب باری عز اسمہ نے ارشاد فرمایا۔

جواب سوم۔ بعض علمانے اس آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں واستغفر لذنبک اے ذنب امتک وللمومنین من الامم السابقۃ یعنے معافی چاہو اپنی امت کے گناہ کی اور اگلے ایمان والوں کے گناہ کی۔ چونکہ نبی کریم کو اپنی امت کے ساتھ بے حد تعلق تھا کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم۔ ولقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ اسواسطے اظہار غایۃ شفقت کی غرض سے مضاف الیہ لفظ امت کو حذف کرکے بقاعدہ عربیت وبتقاضائے مقام ذنب کو کاف خطاب کی طرف مضاف کردیا ہے اور چونکہ ہمارے حضرت صلعم رحمۃ للعالمین وشفیع الامم ہیں اسواسطے ارشاد ہوا کہ اگلی امتوں کے مومنین کے حق میں بھی دعا کرو۔

پانچویں آیت۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر الخ (ہمنے تمہیں کھلی فتح دی تاکہ خدا تمہارا اگلا اور پچھلا قصور بخش دے)

جواب اول۔ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے قبل نبوت وبعد نبوت مراد نہیں اور نہ یہ معنی کسی طرح مفہوم ہوتے ہیں بلکہ ما تقدم من ذنبک سے مراد ہے حضرت آدم ع کی زلت یا مومنین امم سابقہ کے گناہ اور ما تاخر سے مراد ہے خود حضرت کی امت کے گناہ برعایۃ مذکورہ بالا

نیز اس وجہ سے کہ حضرت باعتبار باطن کے ایک عالم کبیر ہیں اور تمام مومنین سابقین ولاحقین
حضرت کے اجزا ہو رہے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انا من نور اللہ والمومنون من نوری
اسی تعلق خاص کی وجہ سے تابع کے گناہ کی نسبت متبوع کی طرف کر دی گئی ہے ٭

کیا کسی عیسائی کو ہماری اتنی بات مان لینے میں کوئی عذر ہو سکتا ہے جب کہ وہ اپنے
تمام گناہوں کو حضرت عیسیٰ کے سر صلیب پر ان کو کفارے کے لئے - ولی پڑھتا اور نہ صرف متولی
تو حماقت یہاں تک پہنچتا ہے کہ ان کو شیطان لعنتی رکھنا جائز سمجھتا سو حاشا وکلا ہم اس قسم
کے کفارے کے قائل نہیں ہیں ہم تو صرف یہ اعتقاد ہے کہ حضرت کو مومنین کے گناہوں کے استغفار
کا حکم ہوا - اور یہ کہ انشاء اللہ حضرت قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت فرمائینگے بشرطیکہ
ہم اپنے تئیں مستحق شفاعت ثابت کریں اگر کوئی عیسائی اس میں کچھ چون و چرا کرے تو یہ معنی
ہوں گے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو -

جواب دوم - ممکن ہے کہ حضرت سے دو ترک اولیٰ یکے بعد دیگرے صادر ہوئے ہوں جن کو
ما تقدم و ما تاخر فرمایا ہے ٭

جواب سوم - تفسیر تبصرۃ الرحمٰن میں اس آیت کے چند معنی نہایت لطیف لکھے ہیں منجملہ
ان کے ایک کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے کھول دئے تمہارے سامنے عالم لاہوت کے دروازے
تاکہ خدا معاف کر دے تمہاری اگلی کمی یعنے جب کہ تم عالم ناسوت میں تھے اور پچھلی کمی یعنی جب کہ
تم عالم ملکوت میں تھے - ظاہر ہے کہ جس قدر عروج ہوتا جاتا ہے اسی قدر نیچے کے مقامات قصور و
ذنوب شمار کئے جاتے ہیں کہ حسنات الابرار سیئات المقربین - آیتوں کا مطلب تو معلوم ہو گیا
اور خدا نے یا خود حضرت نے اپنی نیکی سے انکار نہیں کیا پھر نہ معلوم بشپ صاحب کس طرح حضرت م
کو غیر معصوم اور حضرت عیسیٰ کو معصوم سمجھتے ہیں - حالانکہ انجیل مرقس باب ۱۰ اور لوقا باب ۱۱ میں
لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو ایک شخص نے نیک کہا تو انہوں نے جواب دیا میں نیک نہیں -
سچ ہے ہیچ کس نگوید کہ دوغ من ترش است

بعد ازاں بشپ صاحب نے ایک حدیث کا ترجمہ بروایت حضرت ابوہریرہ نقل کیا ہے جسکا

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ بامید شفاعت انبیا علیہم السّلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور ہر ایک نبی اپنا قصور ظاہر کرکے عذر کرے گا آخر کار خاتم النبیین کو شفاعت بانڈھینگے
آدم علیہ السلام شجر ممنوعہ کے کھالینے کا عذر کریں گے۔ جس کا جواب تم پڑھ چکے ہو۔
حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے کہ میں نے اپنی قوم کے واسطے بد دعا کی تھی۔

جواب۔ آیات قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اُن کی قوم سخت کفر اور ظلم کرتی تھی اُنکی اصلاح سے حضرت نوح ؑ بالکل مایوس ہوگئے تھے بلکہ اُن کو معلوم ہو چکا تھا کہ جب تک اس کی نسل قایم رہے گی زمین پر فسق و فجور پھیلے گا۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا۔ انک ان تذرہم یضلّوا عبادک ولا یلدوا الّا فاجرًا کفّارا۔ ظاہر ہے کہ ایسے ظالموں کے حق میں بد دعا کرنا گناہ نہیں۔ البتہ حضرت نوح کی شان کی نبوّت کے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تکلیفیں برداشت کرتے اور رہنمائی کی کوشش میں لگے رہتے۔ جیسا کہ ہمارے حضرت نے کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام فرمائینگے کہ مینے جھوٹ بولا تھا۔

جواب۔ تین باتیں ہیں جنکو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بلحاظ مرتبہ خلّت و شان جلالت لفظ کذب کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ اوّل یہ کہ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کو توڑ ڈالا تو لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تو نے ایسا کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بل فعلہ کبیرہم ہذا فاسئلوہم ان کانوا ینطقون۔ اِس کلام بلیغ کے کیا معنے ہیں۔

(۱)۔ جو سب سے بڑا بت ہے اُس نے یہ کیا۔ اس کلام سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت ابراہیم ؑ نے بتوں کو توڑنے سے انکار کیا۔ بلکہ بتوں کے توڑنے کا اصلی سبب بڑا بت تھا کیونکہ بت پرست اُسکی تعظیم بہت کرتے تھے اور یہ بات حضرت ابراہیم کو بہی سخت ناگوار۔ لہذا اس فعل کو بت کی طرف مجازاً منسوب کر دیا۔ جس طرح کسی شخص کو اشتعال دلانے سے زید عمرو کو مار بیٹھے تو لوگ اُس شخص پر الزام لگاتے ہیں کہ میاں جو کچھ کیا تم نے کیا۔

(۲)۔ اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو یہ کام بڑے بت کا ہے لہذا تم انہیں سے پوچھو۔ اِس تقدیر پر فعل

کی نسبت بڑے بت کی طرف اس شرط پر کی گئی ہے کہ اگر بت بول سکتے ہوں۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص رات کے وقت یہ کہے کہ اگر دن ہے تو آفتاب ضرور نکل آیا ہوگا۔ دونوں زبان میں یہ بات جھوٹ نہیں ہاں ایک پہلو دار بات ہے جس سے بت پرستوں کو شرمندہ کرنا مقصود تھا اور وہ مقصود حاصل بھی ہو گیا کیونکہ کفار خود معترف ہو گئے کہ بتوں میں گویائی نہیں باایں ہمہ اس کلام کو حضرت ابراہیم نے اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ دوم یہ کہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے تئیں بیمار کہا تھا جس کا ذکر اس آیت میں ہے فنظر نظرۃً فی النجوم فقال انی سقیم (نجوم پر نظر ڈال کر کہا کہ میں بیمار ہوں) اسمیں کونسا جھوٹ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس وقت علیل ہوں اور علم نجوم اسوقت ممنوع نہ تھا۔ یا انہوں نے اپنے اجزاء بدن کو دیکھ کر ایسا فرمایا ہو کیونکہ نجوم جمع ہے نجم کی اور نجم پارہ شے کو بھی کہتے ہیں یا اس نظر سے فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ بیماری لگی ہوئی یعنے جس کو مرنا ہے وہ گویا کہ بیمار ہے۔ اور ستاروں کی طرف نظر کرنے سے شاید یہ مقصود تھا کہ قوم کو کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ فی الواقع حضرت ابراہیم کو ایک خاص ستارے کے طلوع کے وقت بخار آجایا کرتا تھا۔ بہرکیف یہ کلام مجمل ہے جھوٹ نہیں۔ سوم یہ کہ ایک ضروری موقع پر انہوں نے اپنی بی بی حضرت سارہ کو بہن کہدیا تھا۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ دینی حیثیت سے تمام مومنین و مومنات اخوۃ کا رشتہ رکھتے ہیں انما المومنون اخوۃ۔ یا اس وجہ سے فرمایا کہ اولاد آدم ہونے کی حیثیت سے سب آپس میں بھائی بہن ہیں۔ یہ بات بھی جھوٹ نہیں البتہ ذومعنی ہے۔

اس کے بعد لوگ حضرت موسیٰ ؑ کے پاس آئینگے وہ کہینگے کہ میرے ہاتھ سے ایک شخص مارا گیا تھا اس واسطے میں بھی شفاعت نہیں کر سکتا۔

جواب۔ اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے درخواست شفاعت کرینگے۔ وہ شفاعت نہ کر سکینگے مگر کوئی وجہ ظاہر نہ فرمائیں گے۔

جواب۔ لتبپ صاحب اِس بات پر بہت کچھ نازاں ہیں کہ اِس موقع پر حضرت عیسیٰؑ کی بابت کسی قصور کا ذکر نہیں۔ لہذا اُن کو سمجھ رکھنا چاہئے کہ یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں جس قدر جس کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے اُسی قدر اُسکی ادنیٰ ادنیٰ بات کا لحاظ کیا جاتا ہے اور اگر اس سے کوئی ترک افضل بھی ظہور پذیر ہوتا ہے تو فوراً متنبہ کر دیا جاتا ہے ؎

اگر صد عیب دارد مرد درویش — رفیقانش یکے از صد ندانند
وگر یک ناپسند آید ز سلطاں — ز اقلیمے بہ اقلیمے رسانند

علاوہ اس کے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کسی قصور کا بیان کرنا مخل مقصود تھا کیونکہ انکے حالات جہانتک لکھے گئے ہیں اُن سے مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے جو اُن پر بہتان باندھتے ہیں وہ رفع ہو جائیں۔ یہود تو اُن پر اور اُن کی والدہ حضرت مریم پر ناگفتنی اتہام کرتے تھے۔ اور اُن کو جھوٹا نبی سمجھتے تھے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک جھوٹے نبی کی پہچان یہ تھی کہ وہ قتل کیا جائے گا اور نصاریٰ اُن کو ثالث ثلثہ یا خدا کا شریک کہتے تھے اور اُنکے سولی چڑھائے جانے کو اپنا کفارہ سمجھتے تھے۔ دین اسلام نے نہایت خوبی اور سچائی کے ساتھ ہر ایک کے غلط خیال کی تردید کر کے بتا دیا کہ اصل حقیقت کیا ہے عیسیٰؑ کے دیگر حالات کے بیان کرنے میں کوئی خاص فائدہ نہیں۔

اور سنئے اگر فی الواقع حضرت عیسےٰؑ کو کوئی عذر نہ تھا اور اُنہوں نے بلا وجہ شفاعت سے پہلو تہی کی تو تمہیں انصاف کرو کہ یہ بات شان نبوت کے لایق ہے۔ لامحالہ کوئی قوی عذر ہوگا۔ اُس کا پتہ بھی قرآن شریف سے چلتا ہے قیامت کے دن وہ جلیل جبار پوچھیگا یا عیسےٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللّٰہ (اے عیسےٰ کیا تونے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی دو خدا قرار دو) عیسیٰ علیہ السلام عاجزی سے عرض کرینگے کہ اے پاک ذات تو واقف ہے کہ مینے تیرے حکم کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ کیا آپ اس روبکاری کو کوئی معمولی بات سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس جب وہ خود اپنی امت کی بدولت ایسی سخت جواب دہی کے ذمہ دار ہونگے تو اوروں کی شفاعت

معلوم ہو۔

اس کے بعد بشپ صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ما من بنی آدم مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنہا متفق علیہ۔

اس حدیث کے معنی کی طرف ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ اور اگر بشپ صاحب خیال کے مطابق بھی ترجمہ کیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ ع کو پیدا ہوتے وقت شیطان نے مس نہیں کیا اور وہ نہ چلّائے۔ اس سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ تم بھی ساتھ شیطان نہ لگا ہوا تھا۔ غایۃ ما فی الباب (حین یولد) پیدا ہوتے وقت ان کو خدا نے شیطان کے حملے سے محفوظ رکھا۔ اس سے نہ حضرت عیسے ع کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور نہ دوسروں کی منقصت یہ ایک بیان واقع ہے۔ نیز اس سے یہ کب ثابت ہے کہ ہمارے حضرت ع کو شیطان نے مس کیا۔ کیونکہ اصول کے قاعدے کے مطابق قایل پر اس کلام یا حکم کا اثر نہیں ہوتا ہے جس کو اس نے بیان کیا ہو۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت ہی ایجاز و اختصار کے ساتھ لکھا ہے اگر بشپ صاحب کی اب بھی تسکین نہو تو ہم ہر طرح حاضر ہیں۔

آخر میں ہم صرف اتنی سی بات کے خواستگار ہیں کہ ناظرین بشپ صاحب کے کچھ کو سامنے رکھکر ہماری تحریر کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر خدا توفیق دے تو عقائد باطلہ سے باز آجائیں۔ اسلامی عقائد کچھ ایسے پاکیزہ اور دل چسپ ہیں کہ ہمیں بشپ صاحب کی طرح کچی کچی باتیں کرکے پختہ کاروں کو زبردستی کھینچنے کی ضرورت ہی نہیں جس میں ذرا بھی طلب حق کا مادہ ہے وہ خود بخود گرویدہ ہو جائے گا۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم — کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

راقم

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم — شفیق الرحمٰن مسعود ہو فاضل حیدرآباد

سنہ ۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

"تاثیرِ کلام"

انجمن نعمانیہ کے محترم اراکین نے مجھے بھی اپنے حسن ظن پر جو اس ناچیز کے ساتھ ان بزرگوں کو ہے اس بات پر مجبور کیا کہ میں بھی کوئی مضمون پیش کر کے پانچواں سوار بنا ہو لگا کر شہیدوں کے شمار میں داخل ہوں۔ مضمون کیا لکھوں اور کس چیز موضوع بحث قرار دوں کس لئے کہ شہسواران خوش بیانی نے مضامین عالیہ کے تمام میدانوں کو کھنگل ڈالا اخلاق۔ تمدن۔ پولیٹکل۔ مذاق۔ ترقی قومی سب ہی مطالب پر تو عمدہ عمدہ نظمیں نثریں لکھکر زبانی بیان فرما کر سامعین کے کان جھنجھنا دے۔ سوچتے سوچتے سوچا کہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر ان سب باتوں کا دیپا اثر ہمیں لوگوں میں محسوس نہیں کرتا تھوڑی دیر کے لئے سننے والے خوش ہو گئے تالیاں بجالیں واہ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لیا اور دامن جھاڑ کر ایسے چلے گئے جیسے بازیگر یا تھیئیٹر کے تماشہ کے بعد کوئی اثر بھی دیپا ساتھ لے کر نہیں جاتے اب میں اس بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں کہ یہ اثر دیرپا دلوں پر کیوں نہیں ہوتا اور وہ پہلے بزرگ کیا افسون پڑھکر پھونکتے تھے کہ جو سیدھے سادے الفاظ میں دلوں پر نقش کالحجر کر دیتے ہیں؟

واضح ہو

کہ اثر میں دو باتیں ضروری ہیں ایک موثر دوم متاثر یعنی وہ جو اثر قبول کرے۔ اب دونوں کی قوت اور متاثر کے بالخصوص قابلیت قابل غور ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ متاثر نا سخن فہم میں قلب بنی آدم کیا

اور موثر میں ذرا غور کر لینا چاہئے۔ عام خیال ہے کہ وہ دل کش آواز ہے جو اصول نغمات پر مبنی ہے۔ اِس میں کچھ بھی تامل نہیں کہ آواز خوش بھی دلوں پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرتی ہے۔ کس لئے کہ کسی شعر کو ایک بار تو معمولی طور پر سنلیا جاوے پھر اسی کو وہی شخص خوش ڈھنگ نغمات میں ڈبو کر سناوے تو بیشک سامع کو ایک وجد اور اس کے دل میں ایک قوی تحریک یا گدگداہٹ پیدا ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ نوع انسانی میں خوش آوازی بھی اسکے مبدء الخلقت سے اس کے لئے عمدہ آلہ ثابت ہوا ہے اور عوام سے خواص تک کو اسکی طرف بالطبع رغبت ہوتی ہے اور اسی لئے سرداروں اور افسران میں گانا یا راگ ایک عمدہ رفیق قرار دیا گیا ہے اور یہی سبب ہے کہ ہمارے حضرات صوفیہ کرام درد انگیز مضامین کو سریلی صداؤں میں سننا مردہ دل کی جنبش کا سبب خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ اثر بھی دیرپا نہیں تھوڑی دیر کے بعد زائل ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ باقی رہتا ہے تو ایک دھبہ سا۔ اسی طرح الفاظ کی بندش اور اسکی خوش اسلوبی بھی موثر ہے جس کو فصاحت و بلاغت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ایک مضمون کو یونہی پریشان تقریر میں ادا کیا جاوے پھر اسی کو خوش اسلوبی الفاظ اور نظم دل کش کا لباس پہنا کر پیش کیا جاوے دونوں میں سامع کے قلب پر اثر کرنے میں ضرور ہی تفاوت پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہنگام جنگ اشعار رجز پڑھنے کا فطری دستور ہے اور یہی وہ آلہ ہے کہ جس کے زور پر قدیم زمانہ میں شعرائے قوم کی حالت کا انقلاب کر دیا اور بہت سے عالی دماغ شاعروں نے تعلیم کو کہیں جنگ کی طرف کہیں اخلاق اور عمدہ تمدن کی طرف ابھارا شیخ سعدی اور شکسپیر وغیرہ آج تک اسی لئے مشہور ہیں۔ یہ اثر اول الذکر سے کسی قدر قوی اور دیرپا ہے مگر نہ ایسا کہ پتھر کی لکیر ہو جاوے جس کا ثبوت ہم ابھی کرینگے۔ مگر ہائے افسوس کہ ہمارے ہندوستانی شعرا نے اس آلہ کو بڑی جگہ استعمال کیا اور حسن اور عشق اور معشوقوں کی اداؤں اور ان کی دل فریبیوں کا کہیں ناولوں میں کہیں غزلوں میں کہیں مثنویوں میں ایسا برا نقشہ کھینچا کہ اچھے بھلے دلوں کو بھی عشق کا بیمار نہیں تو بیماری کا خواہاں تو ضرور ہی بنا دیا اور عیاشی اور اس پر کاہلی اور پلنگ پر پڑے سہوئے ہائے کے نعرے مارنے اور کچھ لبوں میں بڑبڑانے اور گھوڑا گھوڑی کا تو عادی ہی کر دیا

اور صاجو عادت اور ایک فعل کو بتکلف بار بار عمل میں لانے کا بھی ایک اثر ہے مثل مشہور ہے کرتے کرتے کاریگر ہو ہی جاتا ہے اسی شاعری کی بدولت سینکڑوں خاندانوں بلکہ سرسبز دولتوں اور قیمتی تمدنوں پر پانی پھر گیا۔ اب جو نئے ریفارمر پیدا ہوئے اور قدیم شاعری کو برا بھلا کہنے لگے اور نئی روشنی کی نئی روش شاعری کی طرف متوجہ ہوئے یعنے محسوسات کے قدرتی آثار اور انکی حسن و بہار کا فوٹو کھینچنے لگے تو وہ بھی ناولسٹ بنکر ایشیائی عشقبازی اور افسانہ گوئی نہ سہی مغربی عشق بازی اور افسانہ گوئی کی دلدل میں جا پھنسی۔ افسوس صد افسوس اس زہریلے اثر نے ہمارے اسکولوں کالجوں مدارس مکاتب کے نونہال بچوں کو بدکاری عیاشی تن پروری کا شکار بنا کر دھوبی کا کتا کر دیا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اول الذکر اثر کو تو یہاں تک خراب طور پر استعمال کیا کہ جس کا کوئی انتہا ہی نہیں محمد شاہ رنگیلے اور واجد علیشاہ بانکے کی سلطنت کا خاتمہ تو طبلہ کی تھاپ اور سارنگیوں کی آواز او ر بھیرمی اور مالکوس کی الاپوں ہی نے کیا ہے اور ان رنڈیوں کلاونتوں نے سینکڑوں خاندانوں کو بھیک ہی منگوا دی مگر کیا ہی برا چسکہ ہے باوجودیکہ ایسے برے نتائج آنکھوں سے دیکھتے کانوں سے سنتے ہیں مگر پھر بھی باز نہیں آتے کوئی جلسہ کوئی شادی کوئی تقریب اس سے خالی نہیں اور اب تو ان بدنصیب گویوں ڈوموں کا یورپی تہذیب نے بھاؤ ہی بگاڑ دیا ہارمونیم اور کیا کیا باجے مع تصاویر رقاصہ کے وہاں کے کاریگروں نے وہ وہ ایجاد کئے ہیں کہ کمرے میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں سے بجا یا کرو اور بجوا یا کرو اور تان سین کی روحوں کو شرمایا کرو یہ تفرقہ اور دولت کی ترقی کا قدیم اثر ہے اور اس کے نظائر تاریخوں میں خصوصاً جب کہ روضۃ الکبرے کے قیصر بادشاہوں کی تاریخ پڑھو گے بہت سے ملیں گے۔

ایک موثر ان دونوں سے قوی مضمون کی خوبی اور اس میں روح کو جنبش دلانے والی قدرتی کشش ہے جو پاک نوشتوں اور آسمانی کتابوں اور اولیاے کرام کے ملفوظات میں پائی جاتی ہے جس کا اثر بڑا قوی اثر اور دیرپا ہے اور جس کے سبب انسان اپنی خواہشوں کے جذبات کی روک تھام پر قادر ہو جاتا ہے اور دراصل یہی وہ صفت ہے کہ جو انسان کو انسان کامل اور غلامی کے قید سے آزاد بنا دیتی ہے اور بس جسم عنصری سے ندوح پرواز کرنے کے بعد اپنی ذاتی

نورانیت کے سبب عالم بالا اور عالم قدس میں فرشتوں میں مل جانے کے قابل ہو جاتی ہے اور وہاں سدا سلطنت کرتی ہے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر - اور دنیا میں بھی ایسا شخص نیکنامی اور عزت دائمی کے وہ وہ صعب اور دشوار گزار گھاٹیاں طے کر جاتا ہے جو نفس کے بندے کو ان کے تصور کرنے سے لرزہ آتا ہے - بھلا اب دونوں شخصوں میں غور کرو ایک تو جذبات نفسانی کا غلام ہے شہوت کا دیو اس کے سر پر سوار ہے غصہ کا بھوت اس پر چڑھا ہوا ہے طمع نفسانی اور حب جاہ و مال اور تن پروری اور شکم پروری کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور خود غرضی کا بھاری طوق اس کے گلے میں اس کی گردن کو جھکائے دیتا ہے ہر چند وہ مروجہ علوم کی ڈگریاں بھی پائے ہوئے ہے اور مہذب لباس سے بھی آراستہ ہے زبان زوری اور سخن آرائی کا بھی اسکو بڑا علم ہے کہ جس مجلس اور جس محفل میں وہ سپیچ اور لکچر دینے کھڑا ہوتا ہے تو نہ صرف دنگ ہی کر دیتا ہے بلکہ ہنسا ہنسا کر انتڑیوں میں بل بھی ڈال دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا شخص بھی ہے کہ جو ان سب سے پاک اور صاف ہے گو وہ علوم مروجہ سے آشنا بھی نہ ہو اور اس کو گویائی کا ملکہ بھی نہ ہو اگر علوم مروجہ اور گویائی بھی رکھتا ہو تو پھر کیا کہنے ہیں - بیشک دونوں میں آقا اور مالک اور خادم و مخدوم ذلیل و عزیز کا فرق ہے - اول الذکر کی شہوت اسکو اندھیری راتوں میں کن کن گھروں تک لے جاتی ہے اور پھر اس کو کن کن کاموں پر آمادہ کرتی ہے کہ جن کے ذکر سے بھی شرم آتی ہے اس کی تمام تہذیب کو کس طرح خاک میں ملا دیتی ہے جب اس کا نفس سرکش اسکو صرف قانونی مواخذہ سے کوئی مخلصی دکھا دیتا ہے اور حیات دنیا ہی کو اس کی آنکھوں میں رچا دیتا ہے اور دور آخرت اور وہاں کی سعادات ابدیہ کو ایک پرانے فیشنوں کا افسانہ قرار دیتا ہے تو بھلا پھر یہ شتر بے مہار کسی کی عصمت میں خلل ڈالنے اور دھوکہ دے کر اپنا مطلب حاصل کرنے اور تین چار وقت اپنا قلعہ بھرنے میں کمی کرتا ہی کرتا ہے یوں منہ سے قوم قوم پڑا پکارا کرے مگر جہاں اسکا ذاتی بھلا معلوم ہوتا ہو خواہ اس سے قوم کی کشتی ڈوب ہی کیوں نہ جاوے یہ قوم کی کیا پروا کرتا ہے جہاں اس کو کچھ تکلیف جان اور مال اٹھانے کا گمان بھی ہو بھلا یہ وہاں ایک منٹ کے لئے بھی ہوتا ہے ہرگز نہیں - ایسی طمع اس کو کن کن کے سامنے ناک رگڑواتی ہے اس کی حیات دنیا کی امید اسکو کیسا نامردادر

ذلیل بناتی ہے اپنی خود غرضی اسکو کیسا بے رحم بے مروت - اور کیسے موقع پر گستاخ بے ادب بناتی
ہے کہ الہی توبہ اسکو اپنی موت کا تصور بھی تو کروہ معلوم ہوتا ہے پھر بعد کے لئے یادگار اور آخرت
کے لئے توشہ جمع کرنے کی اسکو رغبت ہو؟ ہرگز نہیں اسی کی بابت ارشاد ہے فاعرض عن من
تولی ہ عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا ہ ذلک مبلغہم من العلم ہ ان ربک
ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بمن اہتدی ہ نجم -
. جو ہماری یاد سے کنارہ کش ہو اور دنیا کی زندگی ہی چاہتا ہو اس کی سمجھ کی یہیں تک پہنچ ہو
اس سے منہ پھیر لے - تیرا رب ہی خوب جانتا ہے اسکو جو اس کے رستے سے گمراہ ہوا اور اسکو
بھی جس نے ہدایت پائی +
ایسے بندگان شکم و فرج کہاں عزت و ناموس قومی کے لئے پسینا بھی گرا سکتے ہیں خون بہانا
درکجا برخلاف آخر الذکر کے کہ وہ اپنے نفسانی جذبات پر قادر ہے وہ تھوڑے میں بھی قناعت کر
سکتا ہے اس کے لئے کچا مکان جو خورد برد کو مانع ہو اور آدھی جو کی روٹی اور تن ڈھکنے والا لباس
ہی مستغنی کر سکتا ہے پھر ہر قسم کے مصائب کی برداشت کرنے کے لئے کیسا مضبوط بھی ہے -
ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ یہ موثر مقدس کتابوں اور بزرگوں کی نوشتوں میں ابھی تک اسی طرح بلا تحریف
تبدیل موجود ہے یعنے قرآن مجید اور حدیث اور دینیات ان جواہر کے خزانے ہیں آہ بدنصیب
اور بے عقل تو اس گنج گراں مایہ کو چھوڑ کر کدھر جا رہا ہے - اے محترم قوم تمہاری آنکھوں پر
کس نے کس کی پٹی باندھ دی جو تم کو اپنی دنیاوی و دینی ترقی کے وہ وسائل بھی نہیں سوجھتے
جن کے سبب تمہارے بزرگ تمہارے آباؤ اجداد کس سرعت سے تمام دنیا کی نگاہوں میں عزت
اور حشمت کے تخت پر جلوہ گر ہوئے اس خزانے سے بہرہ یاب ہونے کے وسائل تمہارے یہی دینی
مدارس ہیں جن کو وہ اول الذکر اشخاص بچشم حقارت دیکھتے اور قہقہوں میں اڑاتے ہیں اور
محض بیکار قرار دیتے ہیں - اس مقام پر مدرسہ نعمانیہ اور اس کے اراکین اور معاونین کا شکریہ بھی
ہم پر واجب ہے جنہوں نے سچے وسائل ترقی کے لئے ایک مدرسہ کھولا ہے - لو اب انصاف کرو
اور خوب سوچ لو اب اگر دل میں حقیقی اسلام کی کچھ بھی روشنی باقی ہے تو بول اٹھو کہ جن وجوہ

سے تم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو اور اسلام کے برکات اور اس کے پابندوں کے لئے جو حق سبحانہ نے وعدے فرمائے ہیں اُن کے منتظر ہو وہ ایسے ہی مدارس سے حاصل ہوتے ہیں۔ پاکسی اور وسائل سے؟ بولو اقرار کرو۔ اگر یہی مدارس ہیں تو پھر وہ تمہارے وسیع حوصلے اور تمہارا وہ اسلامی خون اور تمہاری وہ اپنے برحق پیشوا حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت کس دن کام آئے گی کیا دنیا میں مال وزر چھوڑ کر جانا اور حسرت ساتھ لے جانا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی میں کچھ خرچ کرکے سعادت دارین ساتھ نہ لے جانا بہتر ہے؟ ہرگز نہیں یہ ایک باغ ہے جس کے نونہال پودے تمہاری ہمت کے پانی کیطرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی یاد رہے اور زمانہ گزشتہ کا تجربہ شاہد عدل ہے جس نے اسلام کی بہبودگی میں ایک پیسہ بھی صرف کیا ہے خدا تعالےٰ نے دنیا میں بھی اسکو اور اس کے بعد اس کی اولاد اور نسل کو لاکھوں ہی دئے ہیں اور سرسبز ملک بھی عطا کئے ہیں معاذ اللہ اگر یونہی غفلت رہی اور یہ خزائن تمہاری آئندہ نسلوں تک نہ پہنچے تو یہ جان لوکہ گویا تم نے ان کو اس سعادت سے محروم رکھا۔ پھر اِس سے بھی زیادہ کوئی احمق اور بے نصیب ہوگا جو اپنے آنے والی نسل کو نعمت سے محروم کرجائے۔

ایک اور بڑا موثر قوی بھی ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے وہ کیا؟ روحانی کشش اِسکے آگے کوئی بھی موثر قوت نہیں۔ یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حصہ میں تھا اور پھر درجہ بدرجہ اِن کے سچے پیروؤں کے حصہ میں بھی رہتا ہے حضرت موسےٰ وحضرت عیسیٰ وحضرت محمد صلّے اللہ علیہم وسلم نے نہ سُریلی آواز سے نہ دلکش نظم سے دنیا کو زیر وزبر کیا بلکہ اِس مضمون کی خوبی اور روحانی اثر سے ۔

آج مہذب دنیا ان دو بزرگواروں کے نام پر فدا ہے حضرت عیسے وحضرت محمد صلے اللہ علیہما وسلم۔ آخر الذکر پیغمبر کے کارنامے تھوڑی دیر کے لئے پڑھو تو بڑی حیرت ہوگی۔ عرب جس ملک میں آپ مبعوث ہوئے تھے کس ذلت ونکبت کے عمیق گڑھے میں گرا ہوا تھا اور کیسی جہالت و افلاس اور اوہام پرستی کی سیاہ گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور اس پر تعصب اور ضد اور سرکشی کا بھی دورہ تھا

ان میں تھا جس کی نظیر دوسری قوموں میں بڑی تلاش سے ملے گی پھر ان ہنگ خاراکو کس نے موم کر دیا؟ کس سُریلی آواز یا نظم دل کش نے ؛ نہیں نہیں انہیں رُوح کو کپکپا دینے والے معنائی اور رُوحانی اثر نے ؛ اللہ اللہ تیس برس کے عرصے میں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہجرت کے بعد مدینے کی اقامت دس برس میں عرب کی کایا پلٹ دی سفاک خونخوار شہوت پرست جاہلوں کو رحم دل۔ پرہیزگار عالم بنا دیا۔ جو شخص عرب کی قبل الاسلام سیرت اور بعد الاسلام سیرت کا مقابلہ کرے گا اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے اعجاز میں ذرا بھی شک نہ ہوگا اور اعجاز بھی کیسا جسکا نظیر عہد آدم علیہ السلام سے اب تک پایا نہیں جاتا۔ چنانچہ ایک منصف عیسائی نے ان تینوں بزرگوں کے اعجاز کا موازنہ کرتے وقت حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے اعجاز اور اثر پر فوقیت جتلاتے وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مصلوبی کا اور جنگ بدر کا تذکرہ کیا ہے کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو سُولی دینے لے چلے تو اُن کے مریدوں کا نشہ ہرن ہو گیا ہمدردی تو درکنار کسی نے زبانی بھی ساتھ نہ دیا برخلاف محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے مریدوں کے کہ انہوں نے ہر موقعہ پر اپنی جانوں اور مالوں کو تہلکہ میں ڈال کر اپنے پیشوا کا ساتھ دیا اور ہر قسم کے مصائب کا بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا باوجود یکہ اِن کی پہلی آزادی اور شہوت پرست زندگانی کے خلاف پرہیزگاری خدا ترسی کی زندگانی پر بھی مامور کیا جاتا تھا جو سخت اور مشکل زندگانی ہے بدر کی لڑائی میں تیرہ سو کے قریب مکّہ کے جوانمرد مقابلہ میں موجود تھے اور ادھر تین سو کے قریب تعداد غریبوں غیر مسلحوں کی تھی اور پھر تعجب تر یہ ہے کہ بھائی کے مقابلہ میں بھائی اور باپ کے بیٹا اور چچا کے بھتیجا شمشیر بکف تھا اور رشتہ داروں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں پھر جب کہ ابوجہل نے یہ طعنہ دیا کہ اے محمدؐ ابھی یہ ذلیل لوگ تجھے ہمارے ہاتھ میں گرفتار چھوڑ کر بھاگ جاوینگے تب سعد انصاری نے کس استقلال سے نعرہ مار کر جواب دیا کہ ہم بنی اسرائیل نہیں جو موسیٰ سے یہ کہنے لگے کہ تو اور تیرا خدا جا کر لڑے ہم یہیں ٹھیرینگے۔ پھر یہ استقلال اور یہ جوش حقیقی جو صدیوں تک تازہ رہا کسی بہادری کا تھا ہرگز نہیں یہ اسی روحانی شراب کا جوش تھا جس کا خمخانہ محمد صلعم نے عرب میں کھولا تھا۔ یہی سبب ہے کہ اب واعظ بہت کم ہیں یہ اثر اگر اب بھی ہے تو انہیں میں جنہیں اب تک

اِس شرابِ روحانی کا کچھ نشہ باقی ہے۔ وقت نہیں رہا اس لئے معافی مانگ کر کلامِ ناتمام کو تمام کرتا ہوں

دستخط جناب مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب
حقانی مولف تفسیرِ حقانی و منصب مدرسہ کار نظام
خلد اللہ ملکہ ورشیس دہلی۔

"اسلام کی حقیقت"

مسلمان بھائیو! اسلام میں چند عقائد ہیں جن پر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا فرض ہے۔ اور وہ یہ ہیں اوّل یہ تحقیق سمجھنا کہ ہمارا مالک اور پیدا کنندہ اور مارنے والا ایک ہی ذات باصفات کامل ہے کہ جس کو ہر ایک زبان میں جداگانہ نام سے پکارا جاتا ہے اور ہم اہل اسلام اپنی زبان میں اسکو خدا کہتے ہیں۔ مگر وہ چونکہ زبردست طاقت ور خدا جس کی ہستی پر پہلا ایمان ہے ہم کو نظر نہیں آتا۔ اسواسطے بعض مجہول العقل شخص شبہ میں پڑتے ہیں اور یہ اعتراض کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا وجود صرف وہم و خیال انسانی پر مبنی ہے دنیا اتفاقیہ پیدا ہو گئی ہے۔ انسان و حیوان کے متعلق مادہ سے ہی خود بخود ہر ایک چیز پیدا ہوتی ہے اور پھر از خود نابود ہوتی ہے انکا یہ بھی مقولہ ہے کہ اگر خدا واقعی ہوتا تو ہمکو کیوں نظر نہیں آتا یا براہ راست ہم سے کیوں گفتگو نہیں کرتا۔ اس فرقہ کو ہم لوگ جو خدا کے ماننے والے ہیں ہم دہریہ کہتے ہیں۔ اسی فرقے کی ایک دوسری شاخ ہے جو کم و بیش خدا کو تو مانتے ہیں مگر نہ بحیثیت خدائے طاقت ور کے بلکہ مثل عضو معطل کے۔ ان کا یہ قول ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ مادہ بھی قدیم ہے اگر مادہ نہ ہوتا تو خدا کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر ایک تیسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ خدا تو ہونا چاہئے لیکن یہ کیا ضرورت ہے۔ کہ وہ اپنی ذات میں واحد بھی ہو اگر ہم سمجھیں کہ چند خدا ہیں اور بانٹ کر کے انتظام جہان کو کرتے ہیں تو اس میں ہمارا کیا ہرج ہے۔ غرض کہ اسلام سے پہلے تو بہت ہی مختلف فاسد عقائد کے لوگ دنیا میں تھے۔ مذہب اسلام نے اگرچہ بہت اصلاح دی ہیں

پھیلایا تاہم ان کا وجود کلی طور پر دنیا سے خارج نہیں ہوا۔ اب بھی یورپ میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ جب مذہب عیسوی میں بموجب اپنی عقل کے اپنے اعتراضوں کا جواب نہ پایا اور اصول اسلام پر بباعث ناواقفیت کے نظر نہیں کی تو ان کو مذہبی راستہ تنگ و تاریک معلوم ہوا۔ اور سہل طریق یہ سمجھا کہ خدا کی ہستی سے ہی انکار کریں۔ میںنے شروع میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسلمان جب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کی ہستی اور یگانگت اور صفات کاملہ پر یقین رکھتا ہو۔ سو اس قسم کا یقین لانے والوں کے دو گروہ ہیں۔ اوّل تو وہ لوگ ہیں جو بلا دلیل خدا کے وجود اور وحدت اور صفات کاملہ پر یقین رکھتے ہیں۔ اس فرقے کو کسی برہان کی ضرورت نہیں ہے اگر ان کے سامنے دہریہ کے ہزار ہا منطق پیش کی جائے تو سب کو لغو سمجھ کر ایک کا جواب بھی نہیں دیتے اور نیچرل کشش جو ان کے خمیر میں داخل ہے خود بخود ان کو توحید کا قائل بناتی ہے۔ اور بے ساختہ خدا کی یگانگت اور ہستی کا اقرار ان کے دل اور زبان سے نکلتا ہے۔ پس اس قسم کے اشخاص کے ساتھ ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ دلیل سے خدا کی ہستی کی تلاش کرتے ہیں ایسے اشخاص کے دل اسوقت مطمئن ہو سکتے ہیں کہ جب ان کو دلیل قاطع پہنچ جائے ورنہ جب تک یہ لوگ تسلی نہیں کرتے زبان سے تو تقلیدی ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر دل میں بدستور ان کو تذبذب رہتا ہے (علاوہ اس کے کہ ایسے لوگ خارج از ایمان مرتے ہیں) دنیوی کاموں میں بھی ہرگز ان سے نفع کی امید نہیں ہے۔ کیونکہ ایک شخص گناہوں سے جب ہی پرہیز کر سکتا ہے اور نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے کہ اسکو خوفِ خدا ہو اور یہ جانتا ہو کہ ایک دن باز پرس کا ضرور آئے گا اور اپنے اعمال کا اس کو جواب دینا ہوگا۔ اگر شروع ہی سے خدا کے وجود کا وہ یقین ہی نہیں رکھتا اور نہ مرنے کے بعد جواب دہی کو لازمی سمجھتا ہے تو خود سمجھو کہ ایسا شخص کس قدر اپنے کردار میں بے باک ہو سکتا ہے۔ شاید اس کا جواب یہ دیا جاوے کہ انسان کے وجود میں عقل کا مادہ اس قسم کا ہے کہ وہ ہر ایک نیکی و بدی کی تمیز کر سکتا ہے اور نیک راستے کی رہنمائی کے لئے عقل کافی ہوتی ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ خوف آخرت سے ہی کوئی شخص [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کہ [illegible] عقل بھی انسان کے وجود میں ایک لطیف جوہر [illegible] نیکی [illegible] کی تمیز

کر سکتی ہے مگر وہ ہرگز اس قدر طاقتور نہیں ہے کہ ہر حالت میں افعال بد سے روکے۔ عقل کے ناکافی ہونے کے دو سبب ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ عقل کا خوف یا انسان کے ضمیر کی کشش خود اختیاری ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ یہاں تک اِن دونوں کا خاتمہ ہوتا ہے کہ عوام میں رسوائی نہو۔ کیونکہ تہذیب رسمی والے شخص کو جو اس کی عقل یا روشنی ضمیر پابندگی بنا سکتی ہے وہ مبنی بر خوف رسوائی ہے جب اس کا تدارک کر دیا تو پھر میدان اُس کے واسطے صاف ہے برخلاف اس کے پابند خوف آخرت زخواہ عوام میں اس کی بدنامی نہو) تب ہی خفیہ گناہوں سے پرہیز کرے گا۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اگر بظاہر میں بدنام نہیں ہوا مگر خداوند جو عالم الغیب ہے اور دلوں کے خیالات سے آگاہی رکھتا ہے میرے اِس خفیہ کردار کا بھی ضرور نوٹس لیوے گا۔ اور سامعین کو یہ خوب معلوم ہے کہ بہت گناہ ایسے ہیں کہ انسان ان کو چھپا سکتا ہے حالانکہ ہمجنسوں کے لئے وہ سخت ضرر رساں ہے پس اگر عقل اور نور ضمیر کے بھروسہ پر نیکوکاری کی بنیاد رکھی جاوے تو ناممکن ہے کہ خفیہ گناہوں سے بوقت غلبہ خواہشات کے کوئی شخص اپنے آپ کو بچا سکے۔

دوئم عقل ناقص ہے اور انسان کی روشنی قلب کے واسطے کوئی معیار نہیں ہے جو شئے ناقص ہو یا جس کی ہم پڑتال نہیں کر سکتے اس پر بھروسہ حفاظت کا نہیں ہو سکتا اس کے واسطے یہ دلیل کافی ہے کہ دنیا میں معقول انسانی اور تہذیب رسمی باہم مساوی نہیں ہیں ایک قوم ناچنے اور شراب نوشی کو اپنے عقل اور نور ضمیر کا ثمرہ سمجھتی ہے۔ برخلاف اس کے دوسری قوم اُسی عقل اور روشنی قلب سے ان باتوں کو معیوب جانتی ہے اور ہر ایک کے پاس کسی قدر ان کے اطمینان کے دلائل بھی موجود ہیں۔ پس کیونکر تمیز کیا جاوے کہ کون راستی پر ہے ایک جو ہمیشہ بدی کرنے کا عادی ہو وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مجھکو میری عقل اور اندرونی روشنی نے یہی ہدایت دی۔ ایسے کے واسطے وہ کون سا معیار ہے کہ ہم اسکو گرفت یا ملامت کر سکیں یا اس پر ثابت کریں کہ یہ بدی واقعی بدی ہے کیونکہ اُس کے منہ میں بھی تو زبان ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جس کو تم نے نیکی سمجھ رکھا ہے یہی عین بدی ہے علاوہ اس کے شروع دنیا سے اگر دیکھو گے تو یہی نظر آئیگا کہ نیک کے عقل پر دوسری کے عقل غالب آتی رہی ہے۔ اور تہذیب رسمی میں بھی بہت قطع برید

تی ہے۔ اگر عقل کامل اور نورِ ضمیر بقدر ضرورت کافی ہوتے تو ضرور تھا کہ انسان کے پیدا ہوتے
ی تمام سامان آسائش کہ جتنے بڑھکر ممکن ہو پیدا ہو جاتے اور عقل معہ تہذیب کے تمام دنیا کا ایک
ی طریق پر چلتی حالانکہ یہ صورت نہیں ہے اور دن بدن انہیں کم وحشی ہوتی رہتی ہے پس جو شخص
نیوی انتظام کے قیام کے لئے اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ محض عقل اور نورِ ضمیر کو کافی سمجھتا ہے
وہ ہرگز اپنے مدعا کو ثابت نہیں کر سکتا اور ایسا شخص ضرور دنیوی کاموں میں ہی کمزور رہتا ہے
میں اسی امر کو بطور دلیل ذات باری پیش کرتا ہوں اور ان معترضین کو توجہ دلاتا ہوں کہ ذرا سوچ
میں غور کریں کہ اگر واقعی خدا کوئی چیز نہیں ہے اور اس کی بازپرس کا خوف نہیں کرنا چاہئے تو کیا
اِس صورت میں دنیوی انتظام چل سکتا ہے کیا انسان اپنے کمال کو حاصل کر سکتا ہے جو موجودہ
صورت میں وہ حاصل کر رہا ہے۔ دیکھو صحرائے افریقہ کے وحشی قوموں کو کہ باوجود اِس کے کہ اپنی
دانست میں جیسا کہ انکی عقل رہبری کرتی ہے خدا کو مانتے ہیں مگر اب تک ان کے پاس احکامِ الٰہی
نہیں پہنچے یا اُنہوں نے از خود توجہ نہیں کی حالانکہ صرف عقل اور نورِ ضمیر اُن کے پاس موجود ہے
کس قدر دنیوی کاموں میں کمزور اور پست حالت میں پڑے ہوئے ہیں کیوں کہ وہ اپنے عقل اور
نورِ ضمیر سے کام نہیں لے سکتے تم یہ کہو گے کہ اُن کو تعلیم نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ واقعی انہیں
تعلیم نہیں ہے مگر وہ کونسی تعلیم ہے جو اُن کی حالت کو بدل سکتی ہے جب تم بھی ابتداءً اُسی
حالت میں تھے تو اس وقت کس تعلیم سے تم نے اپنی حالت کو درست کیا آیا تم نے از خود کوئی تعلیم
اور علم کو ایجاد کیا یا یہ کہ کسی مردِ خدا نے تمکو سکھلایا اگر تم نے خود ہی علم کو پیدا کیا تو وحشیان افریقہ
کیوں پیدا نہیں کر سکتے اور محتاج دوسروں کے ہو رہے ہیں اور اگر کسی مردِ خدا نے تم کو بتلایا تو ہمارا
مدعا ثابت ہے اُسی انسان کو ہم پیغمبر کہتے ہیں اور چونکہ وہ بھی ہمارے جیسے انسان تھے پس اگر
جب تک خدائی تعلیم نہ ہوتی تو ہرگز معلم نہ بنتے۔ پھر ایک مجتہد کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں بہت ایسے
لوگ بھی گذرے ہیں جو پیغمبر نہیں تھے لیکن اپنے ہم جنسوں کی اصلاح میں بہت کوششیں
کر چکے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے جب خدائی تعلیم انسان میں پہنچ گئی تو راستہ
صاف ہو گیا اور ہر ایک شخص حسبِ اپنی استعداد کے رفتار رہا چنانچہ میں بھی اسی لائق ہو گیا ہوں

یہ مضمون لکھتا ہوں۔ پس ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کس کی طرف سے تھی جملہ اہل کتاب کا اتفاق ہے کہ جب حضرت آدم پیدا ہوئے اُن کو خدائی تعلیم بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتی رہی اور اس میں بھی غلط فہمی ہو رہی ہے یعنے یہ کہ بعض لوگ پیغمبر اور معمولی ریفارمر میں تمیز نہیں کرتے اگرچہ اُن دونوں کا کام مخلوق کی اصلاح کے متعلق ہی ختم ہوتا ہے مگر ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ صفا ئیست در آب و آئینہ نیز ✣ ولیکن صفا را ببا ید تمیز ✣ بھلا کسی حکیم کو دکھلا سکتے ہو کہ سختی اُٹھا کر تیغ کھا کر جان دے کر مخلوق کی اصلاح کی ہو۔ یہ پیغمبروں کا ہی کام ہے کہ حکم سے مجبور ہیں ہزار سختی اٹھا ئیں اپنے مشن کے کام کو نہیں چھوڑتے دور کیوں جاتے ہو پیغمبر عرب کی ہی مثال دیکھو۔ اس میں قریب قریب کل زمانہ ہے جو رسول آخرالزمان کے مبعوث ہونے سے پیشتر زمانہ بہت تاریک تھا پچھلے ریفارمر یا پیغمبر کے حالات جو بذریعہ تاریخ اسوقت معلوم ہوتے ہیں ہمیں سچ اور جھوٹ دونو کا احتمال ہے کیونکہ اُسوقت تک دنیا میں اس قدر تہذیب اور علم نہیں تھا کہ ٹھیک ٹھیک سلسلہ تاریخ کو قائم رکھتے۔ اس رسول کی تشریف آوری کے بعد وہ صورت نہیں رہی یکایک اسلام پیدا ہوا اور مسلمان اس قدر اپنے پیشوا پر شیدا تھے کہ اس کی باتوں کے یاد رکھنے کے علاوہ اس کی نشست برخاست۔ ہنسنا پانی پینا روٹی کھانا وغیرہ وغیرہ تمام زندگی کے حالات کو دل پر نقش کیا۔ چنانچہ علم حدیث اس کا شاہد ہے اور تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک حدیث کے بیان کرنے میں کس قدر راویوں کا نام لیا جاتا ہے اور ان کی حیثیت پر جرح ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں نصارے اور یہود جو اس مذہب کے سخت مخالف تھے بات بات پر نظر رکھتے تھے گویا یہ لوگ مخالفت کے پیرایہ پر تواریخی حالات نبی آخرالزمان کو جمع کرتے تھے اور مسلمان محبت کے طریق پر۔ پس مسلمان بہت ہی فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر صحیح حالات ہمارے پیغمبر کے اس وقت تک بیان موجود ہیں کسی اور پیغمبر یا ریفارمر کے نہیں ہیں۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اس نبی اولوالعزم نے کس قدر اپنے مشن میں سختی اٹھائی۔ کس قدر پتھر کھائے۔ کس قدر در بدر پھرے۔ اس کے رفیقوں نے کس قدر تکالیف کا مقابلہ کیا۔ کیا یہ ہر ایک معمولی ریفارمر کا کام ہے اگر وہ بھی معمولی ہوتے تو دس پانچ لکھ پڑھ کر اپنے نام کو عقلمندوں کی فہرست میں لکھا دیتے ان کو کیا ضرورت تھی کہ تمام دنیوی عیش و آرام کو اپنے نفس پر حرام کر دیا اور خلق کی اصلاح کا بیڑا اٹھا کر

مقصد میں کامیاب ہوئے۔ کیا تم بھی اس قسم کی نظیر اور بلا اشتباہ صفحہ تاریخ پر کسی اور ریفارمر کو پیش
کر سکتے ہو اگر کوئی اور ہوگا تو وہ بھی یقیناً کوئی پیغمبر ہی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ یا موسیٰ علیہ السلام
کہ وہ بھی اپنے وقت کے پیغمبر تھے اور حکم خدا سے مجبور ہو کر اپنی ذات پر صدمات اٹھاتے تھے۔
اس موقع پر بحث متعلق اثبات ذات باری تھی مگر انتظام دنیوی کے لئے ثابت ہوا کہ جب تم نے
خدا کے وجود کو تسلیم کیا تو ساتھ ہی اس کی ضرورت ہے کہ تعلیم خدا اور یوم الآخر کی ضرورت کو بھی
محسوس کریں۔ کیونکہ اگر ہم سمجھیں کہ خدا تو ضرور ہے مگر وہ بیکار بیٹھا ہوا ہے اور انسان کو مطلق العنان
چھوڑ رکھا ہے تو ناممکن ہوتا کہ انسان اس قدر عروج حاصل کرتا بلکہ کوئی صورت نہیں تھی کہ صحرائے
افریقہ کے وحشیوں سے اپنی حالت کو متمیز بناتے۔ پس جبکہ تعلیم خدائی کی ہم کو احتیاج تھی تو ساتھ
ہی اس کے وجود پیغمبروں کی بھی حاجت ہوئی۔ اگر خدا ہر ایک انسان کے دل کو اس قدر صاف بناتا
اور سب کے اوپر الہام نازل کرتا تو پھر انتظام جہان اس طریق پر جو چل رہا ہے کہ جس سے بہتر کوئی اور
انتظام انسانی خیال میں نہیں آسکتا کبھی نہ چلتا۔ کیا معنے کہ جب سب ہی پاک دل اور الہام
خدائی کے حامل ہوتے تو پھر بدی کے پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور جب بدی پیدا نہ ہوتی تو دنیا
آباد کیونکر ہوتی۔ کیا ضرورت تھی کہ انسان میں حکومت قائم ہوتی۔ اور جب کہ انسان ایک دوسرے
کے محتاج نہ ہوتے اور سب ہی دنیا کو فانی سمجھ کر (جیسا کہ حضرت نوح نے ہزار سال کی عمر میں ایک جھونپڑا
ہی اپنے واسطے بنایا) موت کے انتظار میں رہتے تو پھر دنیا میں ترقی نسل انسان کیونکر ہوتی غرضیکہ صد
مثال میں دے سکتا ہوں جس کا نتیجہ یقیناً یہ ملتا ہے کہ اگر ہر ایک انسان بذات خاص مورد الہام ہوتا
تو کبھی صنعت موجودہ انتظام دنیوی نہ چلتا۔ پس ثابت ہوا کہ دنیا کے قیام کے واسطے بعثت پیغمبران
ایک ضروری امر ہے۔ ایسا ہی یوم الآخر کا جھگڑا ہے ◆

فرض کرو کہ خداوند عالم قیامت کا دن مقرر نہ کرتا تو پھر نیک یا بد انسانی فعل کی جزا و سزا کیونکر دی
جاتی۔ میں نے متعلق مسئلہ تناسخ کے ایک جدا رسالہ لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مسئلہ تناسخ ہرگز انتظام جہان
کے واسطے کافی وسیلہ نہیں ہے۔ اس موقع پر باعث طوالت کلام اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے
اگر ہم یہ نہ سمجھیں کہ ایک دن بدلہ جس کا ضرور ہوگا تو لازم آتا ہے کہ اسی دنیا میں ہم اپنے اعمال کی عوض

بدی کو پاویں اور اس کے ساتھ ہی ضرورت ہے کہ روز مرہ خدائی اجلاس ہو اور عدالت فریقین کو سنکر بالمشافہ فیصلہ ہوا کرے اگر یہ صورت ہوتی تو بھی ناممکن تھا کہ یہ سلسلہ قائم رہتا جب خدا کے زبردست کو ہم روز مرہ اجلاس کرتے دیکھتے اور اس کے اختیارات کو ہر لحظہ اپنی جان پر محسوس کرتے اور نظر آتا کہ بعوض چوری کے ہم کو وہ ہمی آگ میں ڈالا جاتا ہے تو پھر ہمارا سر پھرا ہوا ہوتا کہ بدی کی طرف رجوع کرتے اور جب کہ بدی بالکل متروک ہو جاتی تو پھر وہی قباحت پیش آتی جو میں بیان کر چکا ہوں اور پھر اس میں تمیز نہ ہوتی کہ کون تعمیل حکم کرتا ہے۔ تم کہوگے کہ اگر یہ صورت ناممکن تھی تو حکومت دنیوی کیونکر چلتی ہے۔ حالانکہ موجودہ حکومت انسانی میں تو ہر گناہ کی سزا ملتی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سزا کو انسان زیادہ سے زیادہ اپنی موت تک سمجھتا ہے اور یہ ہر ایک انسان کو معلوم ہے کہ حکومت ظاہری کی سزا حیات انسانی تک محدود ہے۔ خدا کی حکومت تو انسانی حکومت نہیں ہے اس سے تو موت کے بعد بھی پیچھا نہیں چھٹتا جس نے زندگی دی اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ کسی کو موت نہ دیوے اور دائمی عذاب میں مبتلا رکھے۔ اس صورت میں تو موت کی بھی ضرورت نہیں تھی اور جب موت نہ ہوتی تو حکومتوں کا انتقال۔ ورثہ کا ملنا انسان کا عروج اور نزول صدہا باتیں اس قسم کی ہیں کہ سب لاحاصل ہو جاتیں۔ یہ خوب سمجھو کہ خداوند نیکی اور بدی کا علت العلل ہے۔ انتظام اور آبادی کی دنیا کے واسطے ضرورت تھی۔ کہ نیکی اور بدی دونو کو پیدا کیا جاتا۔ جب یہ پیدا ہو چکے تب خداوند نے انسان کو تعلیم دی۔ کہ نیک راستہ یہ ہے اس کو اختیار کرو۔ اور بدی سے اجتناب رکھو۔ ضرورت تھی کہ یہ احکام اور ہدایت بذریعہ خاص بندوں کے کئے جاتے۔ چونکہ انسان متمرد ہے اور اس کے وجود میں دنیا کے قیام کے لئے نفس پیدا کیا گیا ہے جو ہمیشہ بدی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ پس ضرورت تھی کہ نافرمانی اور عدول حکمی پر خدا سزا مقرر کرتا۔ اور جو شخص نیک راستہ پر چلتا ہے اور تعمیل حکم میں فروگذاشت نہیں کرتا اس کو انعام و اکرام دیتا۔ پس ان دونو سزا اور جزا کے واسطے ایک خاص دن مقرر کیا ہے کہ جس کو یوم الآخر کہتے ہیں تاکہ بالمشافہ عدالت عام کو سنکر پھر ان پر فیصلہ صادر کرے۔ ہم کو اپنے بیان میں دلائل اثبات ذات خدائی کا لکھنا تھا سو جملہ معترض کے طور پر قیامت اور بعثت پیغمبروں ہی کا ذکر آگیا ہے حالانکہ ہمارا ارادہ

ہے کہ وجود فرشتگان اور پیغمبروں کے مبعوث ہونے اور یوم الآخر پر جدا بحث کی جاوے جو اپنے موقع
پر مفصل بیان ہوگی سو وجود ذاتِ باری کے متعلق سنو

دلیلِ دوم - ایک دوسری دلیل عام فہم پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ انسان کے وجود میں قدرتاً نفس بھی موجود ہے جو کھانے پینے کی احتیاج رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان طرح طرح کی ذلت اور خواری میں پڑتا ہے - اِس بات کو بلا کسی دلیل کے ہر ایک شخص قبول کرنے کو تیار ہے کہ اگر یہ نفس نہوتا تو کبھی انسان ایک دوسرے کی تابعداری نہ کرتا اسکے ساتھ ہی شروع دنیا سے تم نظر کرو - کہ ہر فرد بشر اپنے خواہشات سے متنفر ہی ہے یہ کس کو پسند ہے کہ بھوک جیسی بلا اس کے وجود میں ہو - یہ کس کو بھلا معلوم ہوتا ہے کہ فضلہ نکالنے کے واسطے پاخانہ میں عمر عزیز کا حصہ کاٹے ان کے فروعات کے متعلق ہم بہت عبارت آرائی کر سکتے ہیں جو بباعث طوالت کے مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا - اب سوال یہ ہے کہ اگر عقل ہی ہمارے ہر ایک نیک وبد کے لئے کافی وسیلہ ہے اور نور ضمیر سے ہم سب کچھ کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ آغاز جہان سے اب تک اس قسم کی علت کو خود اپنے ہی جائے قیام سے دور نہ کر سکے - پس معلوم ہوا کہ عقل اور روشنی قلب میں ایسے دفعیہ کی کافی طاقت نہیں ہے اور یہ علت اُن کے بالمقابل ہمسری کرتی ہے اور عقل اسکی محکوم بنی بھی ہے اِس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ عقل انسان بدون مدد غیر طاقت کے انتظام دنیوی تو کیا کر سکتی ہے خود اپنے ہی جائے قیام سے اپنے رقیب کو نہیں ہلا سکتی - بلکہ اس کا فرمانبردار بنا ہوا ہے - اور خواہشات کے آرزو کو پورا کرنے کے واسطے غلطان و پیچان رہتا ہے - اب دوسری طرف غور کرو - یعنے جو شخص مادہ کو ہی کامل سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ مادہ میں خود ہی یہ طاقت ہے کہ وجود کائنات کو پیدا کرے اور اس میں دوسری طاقت کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے تو کیا وہ نہیں جانتا کہ اگر مادہ بذات خود کامل ہوتا تو ضرور تھا کہ اُس نقص کو اپنے درمیان سے دفع کرتا - اس کے ساتھ ہی موت کے مسئلہ پر غور کرو کہ جس کو ہر ایک ذی حیات وہم کی نظر سے دیکھتا ہے - اگر جملہ ذیحیات مادی ہیں تو اسی مادہ کا یہ بھی تمنائے عظیم ہے کہ موت نہ ہوتی تو کیسا اچھا ہوتا - پس جب کہ مادہ کے خلاف مرضی جملہ ذی حیات - خواہشات نفس اور محبت میں مبتلا ہیں تو ثابت ہوا کہ مادہ کامل نہیں

ہے اور جب ناقص ہے تو کامل کی اسکو ضرورت ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان خواہشات اور موت کو پیدا کرنے کیا۔ عقلِ انسانی اور ضمیر اور مادہ سب کے سب ان سے متنفر ہیں تو پھر کیونکر برخلاف انکے منشاء کے وجودِ کائنات میں یہ دونو بلائیں گھس گئیں پس مجبوراً ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ واسطے درستی انتظام دنیا کے ایسے حکیم نے یہ علت کائنات کے وجود میں ڈالی جو خود ان سے پاک ہے ۔

مادہ کا ذکر

بعض لوگ خدا کے پاک ماننے پر تو مجبور رہیں مگر ساتھ اس کے شرارت نفس سے یہ علت لگاتے ہیں کہ مادہ بھی قدیم ہے اگر یہ نہ ہوتا تو خدا کچھ نہ کر سکتا۔ اس کے متعلق بھی ہم نے جدا رسالہ لکھا ہے ۔ مختصر طور پر یہاں یہ لکھتا ہوں کہ جب خدا محتاج مادہ کا ہے تو وہ خدا ہی کیسا ٹھیرا ۔ مسلمان ایسے خدا کو ہرگز نہیں مانتے جو اپنے ظہور میں دوسرے کا محتاج ہو۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اپنے ذات میں وہ ہر ایک طرح سے کامل ہے اور اس کو دنیا کے بنانے میں کسی غیر کی طاقت کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اس فرقہ کے اعتراض کو ہم نے دفع کرنا ہے کہ جب مادہ نہیں تھا تو کہاں سے پیدا ہوا۔ سو میں ایک عام فہم مثال دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم روزمرہ دیکھتے ہو کہ ہوا سے پانی گرتا ہے اور پانی کا میل مٹی ہے اور مٹی سے آگ نکلتی ہے گویا ایک ہوا ہی ان باقی تینوں جزوں کی ماں ہے اب دیکھو کہ ہوا کیا چیز ہے۔ ایک تو یہ ہوا ہے جو ہمارے جسموں پر اثر کرتی ہے اور ساتھ ہی جو بات صاحبِ حکم کے منہ سے نکلتی ہے وہ بھی ایک ہوا ہی ہوتی ہے ۔ ابتدا میں جب دنیا نہیں تھی اور صرف ذاتِ خدا ہی جلوہ گر تھی تو خدا نے لفظ کن فرمایا ۔ یہ لفظ بطور حکم کے تھا اور اشارہ اس کا اس ہوا کی طرف ہوا۔ جو لفظ کن کے کہنے سے خدا کے منہ سے نکلی یا یہ سمجھو کہ یہ حکم اپنے خیال اور علم کی طرف تھا اور خیال سے بموجب اس حکم کے ہوا پیدا ہوئی ۔ اور پھر ہوا سے دیگر اجزاء پیدا ہوتے گئے ۔ یہ تو مسلمان بھی مانتے ہیں کہ علم خدائی میں جب سے خدا ہے موجودات بھی ہے جب ایک لفظ کن کے کہنے سے بموجب تجربہ روزمرہ کے یہ سامان بن سکتا ہے تو کیوں ہم موجودہ مادے کو قدیم سمجھیں یعنے کیا ضرورت ہے کہ آب اور آتش اور خاک اور باد کو یہ سمجھیں کہ یہ چاروں عنصر غیب

...ہ اپنی ذات میں قدیم ہیں اور خدا ان کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس کے متعلق اگر مفصل ...ہ دیکھنی ہو تو ہمارا رسالہ دیکھنا چاہئے جو یہاں پر بباعث طول کلام میں نہیں لکھ سکتا۔

خدا نظر کیوں نہیں آتا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہوتا تو نظر کیوں نہ آتا۔ سو اس کی بابت میں لکھ چکا ہوں کہ اگر خدا ہر ...بار لگتا اور ہم اس کو دیکھ سکتے تو پھر انتظام دنیوی درہم برہم ہو جاتا۔ دیکھو موجودہ دنیا کے بادشاہ ...و صرف جزا اور سزا کے قانون ہی جاری کرتے ہیں یہ کسی بادشاہ پر فرض نہیں ہے کہ ہر ایک فرد بشر ...زبانی آن کر سمجھاوے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ حکم کی تعمیل انسان کس درجہ پر کرتا ہے۔ اگر خود سامنے آن کر ...اتا تو پھر نیک و بد کے تمیز کرنے کا معیار نہ رہتا کیونکہ کل عالم خدا کو دیکھکر نیک بن جاتے اور جب بدی ...ب ہی نہ رہتی تو پھر بحیثیت موجودہ سلسلہ جہان کا چلانا ناممکن تھا اگر خدا سب کے سامنے آتا تو علاوہ ...کے کہ شانِ خدائی کے منافی تھا یہ تشخیص نہیں ہو سکتی تھی کہ کون تعمیلِ حکم پر مستقیم ہے اور وعدے ...ں پر کون ایمان لاتا ہے یہ تم روزمرہ دیکھتے ہو کہ ہوا جس پر زندگانی کا مدار ہے اور ہمارے جسم کو مس ...ہے بباعث لطافت نظر نہیں آتی۔ خدا جو سب جہان کا خالق ہے باوجود اس لطافت کے ہم کثیف ...الوں کو کیونکر نظر آ سکتا ہے خدا کوئی مادی چیز تو نہیں ہے کہ ہم کو نظر آوے اگر اس کو مادی سمجھیں تو خدائی ...رجہ سے گرتا ہے کیونکہ مادہ اپنی ذات میں نقصان پذیر ہے حکمت اس میں ہے کہ خدا مستور رہے

خدا ایک ہے

...ہ جو بعضوں کا خیال ہے کہ اگر بجائے ایک خدا کے چند خدا مانے جاویں تو کیا حرج ہے سو اس کو ...ا چاہئے کہ مسلمان اپنے خدا کو کامل سمجھتے ہیں۔ کامل وہ ہوتا ہے جو بدون مدد غیرے کل کام متعلقہ ...خوبی سے انجام دیوے کہ اس میں حرف گیری نہ ہو سکے جب وہ ایک ہی کل انتظام ایسی خوبی سے کر ...ہے تو پھر دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔ پنچایتی فیصلہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ جب سب ناقص ...وہ سب مل کر کامل بننا چاہتے ہیں خدا خود کامل اور اکمل ہے اس کو کسی مشیر کی ضرورت نہیں ہے۔

اور جب ہم اسی رتبہ کا دوسرا خدا مانیں اور پھر اس کو بیکار چھوڑیں تو پھر وہ خدا نہیں رہتا۔ کیونکہ بے اختیار رہنا شانِ خدائی کے منافی ہے۔

ہم نے اِس تقریر میں جا بجا ضرورت پر بحث کی ہے سو غور کر کے دیکھو کہ جس چیز کی ہماری زندگی اور انتظامِ دنیوی کے واسطے ضرورت ہے وہ سب موجود ہیں۔ مثلاً ہوا پر مدارِ زندگی ہے۔ سو وہ موجود ہے غذا کی ضرورت ہے تو وہ موجود ہے پانی کی ضرورت ہے تو ملتا ہے غرضیکہ جس قدر ضروری سامان ہیں وہ سب اِس دنیا میں موجود ہیں اِس موقع پر ضرورت اور ہوس کو باہم نہ ملاؤ۔ ہوس کا پورا ہونا قیامِ دنیا کے لئے لازمی امر نہیں ہے۔ مثلاً تم ہوس کرو۔ کہ آسمان پر اڑ کر جاؤں چونکہ آسمان پر جانا تمہاری مدارِ زندگی کے متعلق نہیں ہے پس یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ وہ ہوس پوری کی جاوے جب کہ ہم ثابت کر چکے کہ ضروریات قیامِ دنیا جس قدر ہم کو چاہئیں سب موجود ہیں تو اس کے انتظام کے لئے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ ایک غیر طاقت کی ضرورت ہے اور جب کہ غیر طاقت کا ہونا لازمی مانا گیا تو یقین کرنا چاہئے کہ وہ موجود بھی ہے۔

بھائیو میں نے ارادہ کیا تھا کہ آمنت باللہ کے کل مدارج کو عقلاً ثابت کروں مگر ایک دو ایسے سبب پیش آئے کہ میں یہاں تک کر رک گیا۔ اوّل تو سبب یہ ہے کہ اگر میں حسب مراد بحث کرتا تو مضمون بہت ہی طویل ہوتا اور سامعین سنتے سنتے تھک جاتے اور نہ اِس جلسہ میں اِس قدر مُہلت ہے کہ ایک ہی شخص تمام وقت کو ختم کر دے۔ دوم مجھکو فرصت بھی نہیں۔ بندگی بیچارگی (یہی شامتِ نفس کہ جسنے عقل پریشان ہے) مجھپر بھی غالب ہے۔ دوسروں کی تابعداری میں کہاں اسقدر فرصت کہ یکسو ہو کر خیال کو اِس طرف لگایا جاوے۔

سوم۔ غالب سبب یہ ہے کہ جب میں یہاں تک لکھ چکا ہوں تو یکایک یہ خیال آیا کہ یہ مضمون مسلمانوں کے جلسے میں پڑھا جاوے گا اور مسلمان خدا کو مجمع صفات کامل مانتے ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ لقمان کو حکمت سکھلائی جاوے۔ ہمارے مسلمان دہریہ یا مشرک تو نہیں ہیں جو ان کے واسطے اِس قسم کا مضمون موزون ہو۔ مضمون حسب مذاق اہلِ محفل اور کارآمد ہونا چاہئے اِس خیال نے مجھپر اسقدر غلبہ کیا کہ میں نے چاہا کہ اِس مضمون کو چاک کر کے دوسرے پیرایہ میں لکھوں۔ اِتنے میں ایک

وست میرے کمرے میں آیا اور مجھکو پریشان دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا لکھ رہے ہو میں نے اِس کو یہ
سرگذشت سنائی اور یہ بھی تبلایا کہ اب اس کو چاک کرتا ہوں دوست نے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور
لگا کہ یہ تمہارا خام خیال ہے کہ اِس زمانہ کے مسلمان خدا کو مستجمع صفاتِ کامل سے مولانتے ہیں
خدا کو تو مانتے ہوں مگر اس کے صفات کو ہرگز نہیں مانتے یہ سنتے ہی میں نے تعجب کے ساتھ
کو دیکھا۔ اس نے کہا کہ کوئی تعجب کا موقعہ نہیں ہے۔ میں بھی اِس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ
وہ زمانے کے مسلمان صفات خدائی کے متعلق مذبذب الیقین ہیں چنانچہ میرا اور دوست کا
شروع ہوا۔ چونکہ یہ بحث خالی از لطف نہیں ہے اِس لیئے اِس کے انتخاب کو (اگر سامعین
نہ ہو ویں) سناتا ہوں۔ یہ بحث دیر تک رہی مجکو تو پسند آئی اگر سامعین کو پسند نہو تو سمجھنا
ئے کہ یہ میرے قلم اور تحریر کا قصور ہے یعنے میں اُس مباحثہ کو پورا پورا ادا نہ کرسکا اور نہ تمام
کو بباعث طوالت گوشگذار احباب کرسکتا ہوں وہ مباحثہ یہ ہے۔

مباحثہ ایں عاجز با دوست خود

ست) آپ کے تعجب سے مجھکو تعجب ہے کیا میرے فقرے کو آپنے غلط سمجھا کہ مسلمانانِ زمانِ حال
فات خدائی پر ایمان نہیں رکھتے تو میں بدیہی نظیر پیش کرتا ہوں خدا اپنی صفت میں رزاق ہے
جا قرآن شریف وحدیث نبوی میں تاکید ہے کہ مالک رزق سوائے ذاتِ خداوندی کے اور کوئی
ن ہے ہر ایک جاندار جو ہمکو نظر نہیں آتا یا جس سے بزرگتر دنیا میں نہیں ہے سب کو اپنے خزانہ
ب سے بلا کسی منت کے روزی پہنچاتا ہے اور تجربہ بھی اسکا شاہد ہے کہ جس قدر ہمکو ملنا ہے وہ
ر مل جاوے گا باوجود اِس کے مسلمانانِ زمانہ حال کو دیکھو کہ یہ نام صرف اُنکی زبان ہی تک محدود
ا ایمان کے دل پر کچھ اس کا اثر نہیں ہے اگر واقعی خدا کو رزاق مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ رزق کے
ج میں بالکل مذہب کو خیرباد کہہ اُٹھے اور اِسقدر دنیا کی کمائی میں مصروف ہوگئی کہ مرنے اور یوم آخرت
یال بھی اُن کے دل پر نہیں گزرتا اور چونکہ باوجود بندہ فرمان ہونے کے نافرمان ہو رہے ہیں
ہوں دین و دنیا کے تلاش میں پھرتے ہیں لہذا اس سے بھی محروم ہیں۔

مصرعہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

مسلمانوں میں دین اور دنیا توام ہیں اِس مذہب کے آدمی اگر محض ایک رخے رہیں تو ہرگز کامیاب نہیں ہوتے دور کیوں جاتے ہو اِسی مدرسہ نعمانیہ کی حالت پر غور کرو یہ مدرسہ بیادگار ایسے شخص کے بنایا گیا جو مسلم تمام مسلمانوں کا پیشوا ہے پھر اِس مدرسہ کی حالت کو دیکھو کہ اِسکے طلبا نان شبین کے محتاج ہیں باوجودے کہ ہندوستان بھر میں یہ ہی ایک مدرسہ ہے کہ محض تعلیم دینی سے سروکار رکھتا ہے اور اُس نبی آخر الزمان کا جانشین پیدا کرتا ہے کہ جس کے ہر لحظہ مسلمانوں کو ضرورت ہے پھر بھی کم توجہی مسلمانوں سے اسکی کیا حالت ہے برخلاف اسکے جہاں دنیوی تعلیم ہے دیکھتے ہو کہ وہاں کیا عروج ہو رہا ہے اِس کا صاف نتیجہ ہے کہ مسلمان خدا کو رزاق نہیں سمجھتے بلکہ تعلیم دنیوی پر مدار اُن کے بھروسہ کا ہے ⁂

میں - جب تقریر دوست ختم ہو چکی تو مینے جواب دیا کہ آپ کے دلائل سے ثابت نہیں ہوا کہ واقعی مسلمان لوگ صفات خدائی کے قائل نہیں ہیں خدا نے دنیا کو بالوسیلہ پیدا کیا جب تک تخم زمین میں نہ ڈالا جاوے اُمید روئیدگی ہرگز نہیں ہو سکتی مسلمان بیچارے کہ دنیا کے کمانے میں سب سے پیچھے ہیں اگر اِس قدر بھی ہاتھ پاؤں نہ ہلاویں اور علم معاش نہ سیکھیں تو اگر تمام دنیا سے معدوم نہ ہوں ہندوستان سے تو بالضرور نابود ہو جاویں گے یا کم سے کم غلامی میں ہی رہ کر روٹی کے محتاج ہونگے کل یورپ یہی تو الزام دیتا ہے کہ مسلمان زمانہ حال کے تربیت اور تہذیب سے بے بہرہ ہیں اِسی واسطے اپنے ملکوں کو کھو بیٹھے اُن کے افلاس کا سبب یہی ہے کہ علوم جدیدہ سے بہرہ ور نہیں ہوتے اِس قسم کے مدرسے سے جو نعمانیہ نام رکھا گیا ہے سوا اِس کے کہ چند علماء پیدا ہونگے جو مسجدوں میں بیٹھ کر مسلمانوں کو یہ وعظ کہا کریں گے کہ دنیا ایک نجاست ہے تم اسکا قصد نہ کرو - یہ تمہارے دین کو بگاڑتی ہے اور دنیادار ہو کر تم سچے ایمان دار نہیں ہو سکتے - خواجہ حافظ صاحب شیرازی کے اقتباس سے دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا نقشہ غریب مسلمانوں کے سامنے کھینچ کر رکھ دیں گے - پہلے تو مسلمان خود ہی ایسے کمزور ہیں کہ وہ

ـشش روزگار میں جب نکلتے ہیں تو روزگار اُن سے کوسوں بھاگتا ہے۔ پھر یہ علما
ن کے ترقی کے لئے اور سدراہ ہوں گے۔ مولانا روم کا یہ شعر ہر وقت پڑھا کریں گے۔ ؎
ں دنیا چہ مہاں وچہ کہیں۔ لعنت اللہ علیہم اجمعین۔ پھر فرمائیے کہ ایسے علما سے مسلمانوں
لیا فائدہ ہوگا۔ بلکہ یہ علما تو مسلمانوں کے قومی وقار کو کمزور کر دیں گے۔ اور بجائے فائدہ کے
نہیں نقصان پہنچائیں گے۔ دینی امور میں بھی ان سے چنداں فائدہ نہیں ہوگا کیوں ہر ایک
مسئلہ میں مختلف علما کی طرف سے مختلف جواب ملتے ہیں کوئی کہتا ہے نماز میں سینہ پر
ہ باندھا کرو کوئی زیر ناف بتاتا ہے۔ پھر جب دنیا کا وہ حال ہے اور دین کا یہ حال ہے تو ایسے
سے ہمیں کیا نفع۔ بھلا یہ مدرسہ اگر اچھا ہوتا۔ تو وہ لوگ جو اِس کے سالانہ جلسے میں شریک
ر ہیچ بازی کرتے ہیں وہ خود اپنی اولاد کو کیوں اسمیں تعلیم نہیں دلواتے۔ علم دنیوی بمنزلہ ایک ہتھیار
ہے اگر ہتھیار کسی کے ہاتھ میں ہو اور مارا جاوے تو اُس کا نصیب ہے ورنہ یہ ہی کہا جاوے گا
پنی غفلت سے بے موت مرا ہے اگر کسی کے پاس علم نہو اور بے زور ہی رہے تو اُس کو ہم کم نصیب
ہینگے اور جب بنیاد سے ہی بے علم ہے تو بجائے کم نصیب کے اُس کو کم بخت اور کم تمیز کہینگے غرضیکہ
دنیوی ایسا نہیں ہے جو اسپر اعتراض ہوسکے اِس تقریر کو سنکر ہمارے دوست بہت جھنجلائے
جواب میں یوں گویا ہوئے۔

دوست

ِس مسخرہ نے کہا کہ تعلیم دنیوی نہیں ہونی چاہئے میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اسلام کے دین اور دنیا
م ہیں آیات اور حدیثوں سے بدرجہ متواتر ثابت ہے کہ طلب علم بذمہ ہر ایک مسلمان کے لازمی
، اور علم الابدان علم الادیان سے مقدم رکھا گیا مگر گفتگو تو اس میں ہے ایک مسلمان کا بچہ بدون
دینی اپنے دنیوی مذہب کو محض دنیوی علم سے درست کر سکتا ہے اور کمال انسانی پر پہنچ سکتا ہے
ن پر اِس ظاہری تہذیب اور شائستگی سے وہ کمال انسانی مراد نہیں ہے جو صرف کوٹ پتلون پہنکر
نٹلمین کہلاتے ہیں بلکہ وہ مراد ہے کہ جس سے ہمارے بزرگوں نے دنیا میں نام پیدا کیا اور اب تک
ن کا نظیر نہیں عالم میں کیا ہر ایک صاحب ہوش یہی جواب دے گا کہ ہرگز نہیں میں ایک تازہ

مثال جاعت کہا کہ دیتا ہوں کل ہی میرے پاس ایک خنشاہین آئے جو امتحان بی اے پاس کر چکے
ہیں اور اسوقت سرکاری عدالتوں ہیں وکیل ہیں وہ مسلمان نژاد شخص ہیں اُن کی تقریر ایسی
دلپذیر ہے کہ جب گفتگو آتے ہیں تو کیسا ہی بکواسی آدمی ہو اُس کا یہی جی چاہتا ہے کہ سنتا جائے
ان کی زبان فصیح اور اردو زبان کی گویائی کمال تک پہنچی ہوئی ہے ایسا شخص کہ جس کی وصف
کرنے سے زبان قاصر ہے ایک بات پر یہ کہا کہ مجھکو تو قرآن شریف کی الحمد سے لیکر اخیر تک
ایمان ہے یہ کلمہ دو تین دفعہ دوہرا کر کہا میرے دل میں کھٹکا ہوا کہ شاید ہمارے خنشاہین قرآن
شریف کی اخیری سورہ کو نہیں جانتے جو بجائے والناس کہنے کے بار بار لفظ اخیر منہ سے نکالتے
ہیں چونکہ بے تکلفی تھی میں نے پوچھا کہ دوست میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اخیری سورہ قرآن
شریف سے ناواقف ہیں خنشاہین صاحب حیران ہو کر سمجھ گئے کہ اگر میں انکار کرتا ہوں اور اپنے
آپ کو واقف بتلاتا ہوں تو ابھی پوچھ لینگے کہ بھلا وہ کون سی آیت ہے۔ اور زیادہ شرمسار ہونا پڑیگا
ناچار سچ بولنے پر مجبور ہوا اور اقرار کیا کہ واقعی مجھ کو آخری سورہ معلوم نہیں میں نے بچپن میں
تین سیپارہ قرآن شریف پڑھے تھے پھر دنیوی تعلیم میں پڑ گیا وہ تین سیپارے بھی بھول گئے
اور پھر اب تک قرآن شریف کا پڑھنا نصیب نہیں ہوا۔ بھائی تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایسے شخص
کا جسکو علم دنیوی میں اس قدر کمال حاصل ہو یہ حال ہے تو اُس کی عام حالت کیا ہوگی اور کہاں تک
صوم و صلوٰۃ کا پابند ہوگا - فرض کرو کہ ایسا آدمی لفٹنٹ گورنر بنجاوے تو قوم یا مذہب کے
کس کام کا ہے یہ تو ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ کرسی پر کوٹ پتلون والے منہ میں چرٹ لے کر اجلاس
کر رہے ہیں اگر مسلمان بھی اسی طرح سے جا کر کرسی پر بیٹھا تو ہم کو کیا خوشی ہو سکتی ہے ہماری خوشی
تو اس میں ہے کہ عمامہ اور اسلامی لباس والے کو کرسی پر دیکھیں اور یہ سمجھیں کہ ہمارے مسلمان بھائی
کو عروج ہو رہا ہے مدرسہ نعمانیہ اس غرض سے نہیں ہے۔ کہ تعلیم دنیوی کو روکے بلکہ اس کا مقصد یہ
ہے کہ مسلمانوں کی اولاد دنیوی علوم سے پیشتر دین سے واقف ہو جاوے چونکہ دیگر مدارس میں دینی تعلیم خصوصاً
فقہ حنفی لازمی طور پر نہیں پڑھایا جاتا اور فقہ حنفی مسلمانوں کے زندوں اور مردوں کے واسطے کار آمد ہے پس
چند مردان خدا نے اسکا بیڑا اٹھایا اور خاص طور سے دینی تعلیم دینے کی ضرورت کو محسوس کیا یہ منطق تو ہرگز

ل نہیں ہے کہ جس قدر اشخاص دنیوی تعلیم پاتے ہیں سب کو روزگار بھی ملے گا فرض کرو کہ
ہندوستان کے مسلمان جو تعداد میں چھ سات کروڑ ہیں تعلیم دنیوی سے بہرہ یاب ہو جاویں
سب صاحب روزگار ہونگے ہرگز نہیں اخیر وہ لوگ جو بے روزگار بنیگے اُن کو بھی تو خدا
ا دیوے گا کچھ نہ کچھ وہ بھی تو ناقصہ پیر ملادیں گے پس انہی بے روزگاروں میں ان لوگوں کو
بھو جو خادم دین بننا چاہتے ہیں۔ یہی تو میرا اعتراض ہے کہ مسلمان لوگ رزق اپنے علم
تے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حقیقی روزی دینے والا خدا ہے فرض کرو کہ مدرسہ نعمانیہ کے طلباء
لمانے کے لائق نہ رہے اور کسی روزگار کرنے کے لائق نہ بنے تب بھی تو اس قدر کثیر تعداد مسلمانا
د ضرورت ہے کہ یہ لوگ بھی ان میں موجود ہوں ورنہ خود خیال کرو کہ مسلمانوں کا شعار مذہبی
فد رخاک میں ملتا ہے یہ میں قبول نہیں کر سکتا کہ موجودہ مسلمان واقعی قابل امداد کے
ہیں اب بھی ایک نواب صاحب کی جوتیوں پر ہزاروں روپیہ کے ہیرے جڑے جاتے ہیں
بھی ایک نواب صاحب ستر ہزار سے کم قیمت پلنگ پر نہیں سوتے اب بھی ایک صاحب نے اسی
ہور میں موقع شادی کے ہزاروں روپے کو ناچ رنگ میں لگایا دور کیوں جاتے ہو تم خود ہی
ال اپنے بیٹے کی شادی پر اپنے اندازے کس قدر زیادہ اوچھل کود دکھلایا بھائیو جب تک
ے دوست نے اوروں پر نکتہ چینی کی تو میں بطیب خاطر سنتا رہا مگر جب خاص میرے و ! ت
ن کا حملہ ہوا تو میں بے اختیار غصہ میں بھر گیا اور چاہتا تھا کہ دست گریباں ہو جاؤں مگر
وہ مہمان تھے اور تہذیب نے اجازت نہیں دی کہ اپنے دوست سے اپنے عیب سننے پر آنکھ
لے پڑ جاؤں سامعین مجھ کو اس غصہ کے پیدا کرنے میں معاف کرینگے کیونکہ ہم سب کا یہی
ں ہے کہ دوسروں کی عیب جوئی اور نصیحت کے واسطے تو ہم لیڈر بنتے ہیں مگر اپنے عیب کو
ں دیکھتے کہ خود کیا کر رہے ہیں ہر کسی ناصح بجائے دیگراں۔ ناصح خود یافتم کم در جہاں ہمارے
د بھائی صاحبان مجلس غل مچاتے ہیں کہ بیوائوں کی شادی کرنی چاہئے اور بڑی بڑی لمبی سپیچ
نا ہوتی ہے مگر جب اپنے گھر میں آن پڑتی ہے تو وہی روز اوّل۔ میں اس مثال کے
ے معافی چاہتا ہوں کیا ضرورت تھی کہ غیر مذہب کی نظیر پیش کرتا خود ہمارے ہی مسلمان بھائی

یسے ہیں جو زبان سے کچھ کہتے ہیں اور عمل اُن کا کچھ ہے جب تک وہ راہ نما یا لیڈر خود اپنی ذات
میں ایں صفت کو حاصل نہ کرلیں کہ جس کے واسطے ناصح ہوتے ہیں ہرگز اُس کا اثر دوسرے پر
نہیں ہوتا کیونکہ شخص سامع اوّل ناصح کے کردار کو دیکھتا ہے کہ کہاں تک خود اپنی گفتار پر
عمل کرتا ہے اور جب وہ مخالف گفتار اسکا عمل دیکھتا ہے تو خود بخود یہ وہم اُس کو ہوتا ہے کہ جب
اسی کی عقل خود اسی کی رہبر نہیں ہے تو مجھ کو کیا فائدہ دیوے گا۔ مجھ کو اِن چند سطر کے لکھنے
سے یہ مطلب ہے کہ انجمن نعمانیہ کے ذمہ فرض ہے کہ اپنے سالانہ جلسہ کے واسطے ایسے اشخاص
کو پیدا کرے۔ کہ جس کی گفتار موافق اُس کے کردار کے ہو اور میرے جیسے جھوٹے ناصحوں کے پیچھے کو
چھوڑ دیوے کہ ہمارے مضمون نویسی سے کچھ اثر نہیں ہوتا پھر مقولہ دوست اردوست صاحب نے
پھر یہ فرمایا کہ یہ تو بالکل غلط ہے کہ مسلمان اپنے بھائیوں کے مدد کرنے سے معذور ہیں اب بھی
اگر ان میں اتفاق ہو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں کیا ہندوستان بھر وسیع ملک میں کافی ہے کہ ایک
ہی مدرسہ تمام ضروریات ملک کے واسطے کافی ہو اگر دنیوی مدرسے خادم دنیا پیدا کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے
تو یہ خادم دین پیدا کرتے ہیں۔ اب خود سمجھو کہ ان میں سے کون لائق امداد ہے جو علما زمانہ حال
ہیں - وہ دین میں جھگڑے اُٹھاتے ہیں۔ اِس کے دو سبب ہیں اوّل تو ان میں کمال علم
نہیں ہے کیونکہ باقاعدہ اُن کو تعلیم نہیں ہوتی وہ نہیں جانتے کہ توکل کیا ہے قناعت کس کو
کہتے ہیں جب کہ دنیا کے لوگوں کی عام حالت ہو رہی ہے وہ ان میں شریک ہیں کہ جس کی
درستی کے واسطے اس مدرسہ نے بیڑا اُٹھایا یعنے ایسے عالم پیدا کرنے کی نیت رکھتا ہے جو با عمل ہو
اور دنیا پرست اشخاص اُس کے دیدار کے منتظر رہیں دوم یہ خود ہمارا قصور ہے کہ ہم لوگوں نے دین
کی طرف سے آنکھ بند کر لی اور اپنے عالموں کی تعظیم نہیں کرتے۔ ناچار وہ بھی رزق پیدا کرنے کی ترکیب
نکالتے ہیں یہ مدرسہ نعمانیہ معمولی مدرسہ نہیں ہے کہ جس کے بانیوں کو ابھی نفس پروری کا منشا ہو۔
اِس میں حساب کتاب موجود ہے جو شخص مدد دیتا ہے اُس کے نام کا اشتہار کیا جاتا ہے اگر اِسکے
بانیوں کو کچھ بھی خیانت کا خلل ہوتا تو آپ کے سال بارہواں جلسہ اُس کا نہ ہوتا جس شخص کے
دل میں محبت دین ہے وہ تو اپنی اولاد کی تعلیم دلانے میں اِس مدرسے کے امداد سے دریغ نہیں کرتا مگر یہ

ہے کہ ابھی تک اس مدرسہ کا مقصود کم توجہی قوم کی وجہ سے پورا نہیں ہوا اور بہ وجہ حسن انتظام
ہم نہیں ہے جو ایک باقاعدہ مدرسے میں بلحاظ حالات زمانہ حال کے ہونا چاہئے اگر سلمان بہت
ہکو درجہ تکمیل تک پہنچاویں تو علاوہ تعلیم مذہبی کے علوم زمانہ حال بھی اس میں جاری ہو سکتے
خود قوم کے اختیار میں ہے کہ جس قدر گوڑ ڈالیں۔ اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تعلیم
بس پر اس مدرسے کی بنیاد ہے سب سے مقدم رہیگی۔

۔ دوست کی تقریر سنکر میں نے جواب دیا کہ گفتگو یہ تھی کہ مسلمان لوگ خدا کی صفات پر یقین نہیں
۔ آپ نے مدرسے کے جھگڑے کو مابہ النزاع بنایا اس پر تو جو د ریفارمران قوم فکر دوڑاویں گے
بدیہی نظیر چاہئے کہ واقعی مسلمان صفات خدائی سے منکر ہیں خداوند عالم اپنی صفات میں خبیر
سمیع وغیرہ ہے کہ جن کو ہر روز ہم مسلمان لوگ خدا کے ناموں میں پڑھتے ہیں پس مگر مسلمان
کے قایل ہوتے تو کیا وجہ ہے۔ کہ بر ملا زناکاری۔ دروغگوئی نعمت زنی غیبت۔ چوری وغیرہ کرتے
یہ ماننی ہوئی بات ہے کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ مسلمان لوگ معیوب ہو رہے ہیں اور سرکاری
جات میں سب سے زیادہ یہ لوگ بھرے ہوئے ہیں۔ یہی تو اس کا سبب ہے کہ ان
ت خدائی کا اثر انکے دلوں پر نہیں ہے ہمدردی انسان اور مذہب سے تعلق مقدم شعار اسلام
لوگ بالکل کھو بیٹھے ہیں ؛

۔ اسکو تو غفلت سمجھنا چاہئے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے شیطان لعین کا اہم کام یہ ہے
شخص یا گروہ کو توحید کے راستے سے پھیر دے۔ اور قوموں کو تو توحید میں گمراہ کر دیا۔ پھر ان
طان کا کیا تعلق ہے۔ یہی ایک مسلمان فرقہ ہے کہ توحید میں تو اس کے داؤ نہیں آتے۔ پس
دیگر تعصبوں میں ڈالتا ہے اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمان صفات خداوندی سے
باؤ

ت۔ پہلے یہ سمجھو کہ غفلت کہاں تک لائق درگذر کے ہے اسکے سمجھانے کے واسطے میں ایک
ثال پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے ایک میرے دوست کی عادت ہے کہ بوقت ملاقات بہت گرم
سے پیش آتا ہے مگر جب دور ہوتا ہے تو خط کا جواب نہیں دیتا ایک دفعہ میں نے شکایت کی کہ

تمہارا کیا دستور ہے۔ کہ تم خط کا جواب نہیں دیتے۔ اس نے یہی عذر کیا کہ بھائی یہ میری سستی اور غفلت ہے میں نے کہا کہ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر یا کمشنر بہادر کی کوئی چٹھی تمہارے نام آوے تب بھی آپ کی یہ غفلت اور سستی قائم رہ سکتی ہے وہ سوچ میں پڑ گئے۔ اور آخر میں جواب دیا کہ انکے مقابلے میں تو مجھ سے یہ غفلت نہیں ہو سکتی۔ پس اسی مثال سے سمجھو کہ غفلت اور سستی اُسکے مقابلہ میں کی جاتی ہے کہ جسکی پرواہ نہیں ہوتی اگر حاکم حقیقی کو مجازی حاکم کے برابر بھی کوئی سمجھے تو پھر غفلت کہاں اور پھر اگر تمام عمر میں ایک دو مرتبہ بھول چوک ہو جاوے تو انسانی فروگذاشت خیال ہو سکتی ہے جب کہ ہم روزمرہ گناہ کرتے ہیں اور شرمسار نہیں ہوتے اور اس کا نام غفلت رکھتے ہیں۔ تو سوائے اس کے کہ ہم نافرمان اور نامرد سمجھے جائیں کبھی غافل نہیں کہلاوینگے قرآن پاک نازل ہو چکا ہے وعدہ وعید سب اس میں موجود ہے پھر غفلت کیسے یہ ضرور ہے کہ واقعی شیطان مسلمانوں کے ہی پیچھے پڑا ہوا ہے گو زلزلہ اندام ضعیف پر گرا کرتا ہے اور چور وہاں ہی سے مکان میں گھستا ہے۔ جہاں سے مکان جانے کا رکھتا ہو۔ اگر ہم لوگ اپنے اندام کو مضبوط بنا دیں اور دیوار پائدار اپنے گرد کھینچیں تو زلزلہ اور چور کا کیا مقدور ہے کہ ہماری طرف نظر کرے اس کے واسطے گذشتہ بزرگوں کے حالات بطور سند پیش ہو سکتے ہیں غرضیکہ میرے اور دوست میں بہت دیر تک رد و بدل ہوتی رہی کہ جو سب کا لکھنا موجب طوالت ہے اتنے میں دوست صاحب خود بخود کمرے سے غائب ہو گئے میں حیران ہو گیا کہ وہ کون تھے کیا انسان تھے یا فرشتہ یا خود میرا ہی خیال بہرحال ناظرین کے سامنے اس مباحثے کو پیش کرتا ہوں خود غور کریں کہ کون جیت میں ہے واللہ اعلم بالصواب

قصیدہ مناسب حال جلسہ

باز در پردہ بروں گل بگلستاں آمد	باز بلبل بچمن مست و غزل خواں آمد
باز گوہر بثناخوانئے اربابِ کرم	گوہر افشانِ سخن چوں کفِ نیساں آمد
ریخت در ساغرِ مینائے گلگوں ساقی	جامِ جم باز بغمخوارئ رنداں آمد
ابرِ بہمن پے رو شستنِ اطفالِ نبات	چوں کنیزانِ حبش بالبِ خنداں آمد

اے عزیزاں گرہِ زلف دوتا بگذارید
پردۂ غنچہ دریدست مگر بادِ صبا
آب چوں سیم رواں گردِ چمن می‌چرخید
باغباناں دوسہ ماہیست بہارِ بستاں
قطرۂ شبنم دوشینہ بر رخسارِ گلاب
دوش مے گفت بنفشہ کہ چنیں عیاری
صبحدم بادِ صبا نکہت جاں بخش رساند
چشم حیرت بکشا صنعتِ سروان بنگر
بوے خوشش بود بہ گلزار ز رخسار سمن
قامتِ سرو کہ از رنج جہاں آزاد است
صبح رفتم بہ تماشائے گل باغ وزیر
ہوسم جانبِ گلزارِ رعناں می تازید
گفتم اے سادہ چہ بر فصلِ بہاری مشتاق
زیں تطاول کہ کند بادِ خزاں بر بستاں
چوں وفا نیست بگلزار جہاں پس بخدا
ہر کہ با اہلِ فنا طرح محبت انداخت
حی و قیوم خدائے کہ با کلیم و خلیل
علم او علم علیمست بہ ادراکِ عمیم
لازم آمد کہ قدم را تو ندانی ز قدیم
نیست با ذات خدا مادہ حادث ز قدیم
کے تواند کہ دو کامل بیکے کارے باشند
کامل آں نیست کہ از غیر مدد مے طلبد

چوں شبِ ہجرِ خدا گفتہ بہ پایاں آمد
کہ دریں شیوہ چو غماز پریشاں آمد
تا چو خلخال بپا بوسئہ پیچاں آمد
بکشادہ کہ سمن پیشِ تو مہماں آمد
چوں عرق بود کہ گردِ لبِ خوباں آمد
بر من از گیسوے مشکینِ عروساں آمد
کہ باطرافِ سبا تختِ سلیماں آمد
تا بدانی ز کجا نرگسِ حیراں آمد
باز بوے دگر از نارِ شِ ریحاں آمد
در نظر راست بہ شکلِ قدِ خوباں آمد
ناگہاں در نظرم دختہ شاہاں آمد
کہ سمند اسب بہ گورِ تنِ بیجاں آمد
دیدہ بکشا کہ بسر برفِ زمستاں آمد
غنچۂ خندۂ خود زود پریشاں آمد
ہر کہ شد عاشق او باز پشیماں آمد
دیدہ باشی کہ بوے آفتِ حرماں آمد
از ازل با صفتِ رازق و رحماں آمد
ذات او ذات قدیمست کہ پنہاں آمد
نا کہ دنبالِ حدث حادثِ جویاں آمد
آنکہ گوید تو بگو گفتِ تو ہذیاں آمد
با کمالش تو مداں ہر کہ بہ نسیاں آمد
بلکہ آنست کہ خود صاحبِ فرماں آمد

[illegible]

گر تو گوئی ز کجا گشتہ چنیں مادہ پدید — گو مثت گرچہ بہ ادراکِ تو نقصان آمد
از خدا حکم شد و حکم هواثق باشد — کو بخارش بہ جہاں بارشِ باران آمد
خاک چہ کیست کہ بر آب رواں پیدا شد — کر شدہ ار جگرش آتشِ سوزاں آمد
ایں عناصر کہ ترا زیرِ نظر جلوہ دہند — سخن کن ز خدا منبعِ ایشاں آمد
اے خداوندا مرو مکِ چشم کساں را بکشا — تا ببینید کہ نورے تو پہ تاباں آ مد
اے برادر بخدا عذر پذیرا نہ بود — چوں بہ تعلیم شما عاملِ قرآں آمد
انہیم از رحمت و لطفِ خداوند شمار — کہ طبیب پئے درمانِ مریضاں آمد
آں یتیمے کہ درا ساخت خدا دُرِّ یتیم — بہرِ تیمارِ اسیران و یتیماں آمد
سخنِ حق بہ دہن تیغِ جہاں سوز بگشت — با چنیں ہیبت و شوکتِ شہِ شاہاں آمد
لیک آں ابرِ کرم تیغ نیاورد بہ کار — بلکہ از لطفِ زباں منبعِ ایقاں آمد
رفت تا غوشِ جہاں یوسفِ مصری بعدم — صفحے خوبتر از وے سوئے کنعاں آمد
گوہر از بحر بدست آید و ایں طرفہ نگار — از بیابانِ عرب با دُرِ ونزاں آمد
اے عزیزاں بخدا شاہدِ طنازِ شما — با کرم بود و کرم پیشۂ مرداں آمد
پیروی حکمِ خداوند و رسولِ عربی — بود آنکس کہ بہمدردی انساں آمد
فاسق و فاجر اگر بود کسے با کش نیست — گر کرم پیشہ بود صاحبِ ایماں آمد
کرم اینست کہ در مدرسۂ علمِ رسول — آنکہ تفسیر گرش حضرتِ نعماں آمد
جیب بکشا و بدہ داد سخاوت کز حق — ز دو بینی گہر از سحبہ بہ داماں آمد

دستخط

عالیجناب شہزادہ محمد والا گوہر صاحب گوہر (گوہرِ خاندانِ شاہی)
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جہلم

"ثبوت نبوت"

حامداً ومصلیاً

امابعد حسب ارشاد بعض دوستان نیک نہاد اثبات نبوت سید الانبیاء خواجہ ہر دو سرا (صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) میں یہ تحریر موجز اور تقریر مختصر قلم بند کی جاتی ہے واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ✦ پس واضح ہو کہ کسی نبی کی نبوت ثابت کرنے کے واسطے اوّل تو اس کی زندگی کے واقعات اور حسن معاشرت کے حالات کی تحقیق لازم ہے۔ اگر وہ حالات اور واقعات ایسے ہی ہیں جیسے کہ انبیا کے ہونے چاہئیں تو یہ ایک عمدہ علامت منجملہ علامات نبوت کے ہے ✦

پھر یہ دیکھنا لازم ہے کہ اس نبی کی تعلیم کیسی ہے اور کس درجہ اس نبی کی تعلیم نے اسکی اُمت میں تہذیب روحانی پھیلائی ہے۔

تیسرے اِس امر کا دریافت کرنا ضروری ہے کہ اُس نبی نے نبوت کا دعوے علے رؤس الاشہاد کیا یا نہیں اگر دعوے کیا تو اس ثبوت میں کون سے خوارق اور معجزات ایسے دکھلائے ہیں جو طاقت بشری سے خارج اور اس نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے کی قطعی دلیل ہیں ہمارے علم کلام میں اس تیسرے امر یعنے دعویٰ نبوت اور اِس کے اِشہاد میں اظہار معجزہ کرنے ہی پر دار و مدار ثبوت نبوت کا ہے ✦

امر اوّل کی بابت گذارش ہے کہ جملہ کتب تواریخ اِس امر پر شاہد ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعوے نبوت سے پہلے اپنی تمام قوم میں سچے اور امین کہلاتے تھے اور ہر ایک آپ کی صداقت وامانت کا شیفتہ آپ کی سچائی اور راست بازی پر فریفتہ تھا آپ کو زیادہ سے زیادہ عزت والا اور بڑے سے بڑا وجاہت وکنت والا جانتا تھا آپ

کے کسی کام کسی معاملہ میں کسی ہم وطن کو کبھی کسی وقت حرف گیری یا عیب چینی کا موقعہ نہیں ملتا تھا دولت واقبال عزت واجلال ہر ایک قسم کا سامان (جو انسان کی حسن معاشرت اور اچھی زندگی دنیا میں بسر کرنے کے واسطے لازم ہے) مہیا اور موجود تھا۔ ایسے اعزاز وامتیاز کے وقت میں یکایک ناموس اکبر یعنے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آپ پر نازل ہوئے پھر حسب حکم احکم الحاکمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ورسالت کا دعوےٰ کیا اور اپنے بشیر ونذیر ہونے کا اظہار فرماکر توحید رب مجید کا وعظ فرمانا شروع کر دیا جس سے تمام اقوام ساکنان بیت الحرام آپکے سخت دشمن ہو گئے کیونکہ وہ بتوں کے پوجنے والے توحید کے سخت منکر اور معاند تھے صدہا اذیتیں اور قسم قسم کی تکلیفیں آپ کو پہنچانے لگے کوئی آپ کے سر مبارک پر مٹی ڈالتا تھا کوئی پتھر مارتا تھا کوئی راستہ میں کانٹے رکھ دیتا تھا لکھا ہے کہ موسم حج میں جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا تھا آپ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو خدا کا راستہ بتلاتے تھے ابولہب اکثر اوقات موجود رہتا اور آپ کو پتھر مارا کرتا تھا بعض دفعہ پاے مبارک زخمی ہو جاتے تھے خون بہنے لگتا تھا۔

ایک دفعہ آپ سجدہ میں خدا کی پاکی بیان کر رہے تھے قریش بھی جمع تھے ان میں عقبہ ابن ابی معیط نام کافر اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پشت مبارک پر رکھ دی آپ سجدہ ہی میں پڑے رہے اٹھ نہ سکے۔ یہاں تک کہ اطلاع ہونے پر حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور اس اوجھڑی کو پشت مبارک سے اٹھایا۔

ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے اٹھ کر آپ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹنا شروع کیا حتےٰ کہ آپ کا دم بند ہو گیا اور قریب تھا کہ نکل پڑے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ نے آکر اس شقی کو دور کیا اور فرمایا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو اللہ کو پروردگار کہتا ہے۔

اب ناظرین بانصاف ان دونو حالتوں کا موازنہ کریں کہ دعوے نبوت سے پہلے کیسی قدر

آپ کا اعزاز و احترام آپ کی قوم قریش میں تھا اور دعویٰ نبوت کے بعد کیا کچھ ایذائیں اسی قوم نے آپ کو پہنچائیں اور کس قدر تکلیفیں طرح طرح کی دیں باایں ہمہ اطاعت حکم پروردگار اور امر حق کے اظہار میں ذرہ فرق نہ آیا اور مزاج قدسی اساس میں کچھ بھی تغیر واقع نہ ہوا یہ کیسی ظاہر علامت اور صاف نشانی آپ کے سچے نبی ہونے کی ہے۔

سوال

مخالفین اسلام یہ شبہ کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس واسطے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا تاکہ بادشاہت حاصل ہو کیونکہ مذہبی پیرایہ کے سوا بادشاہ بننا دشوار تھا۔

جواب

یہ شبہ سراسر غلط ہے کیونکہ سرورعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قریش نے جمع ہو کر اور تمام صناوید قوم نے پنچایت اور باہمی مشورہ کرکے خود یہ پیام دیا تھا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ عرب کی قوم میں سے کسی نے وہ حالت قوم کی بنادی ہو جو آپ نے کر دی ہمارے بزرگوں کو بُرا کہا ہمارے دین پر عیب لگایا ہمارے معبودوں کو ذلیل جماعتوں کو متفرق کر دیا پھر اگر آپ کی غرض اس سے مال جمع کرنے کی ہے تو ہم آپ کو اس قدر مال جمع کر دیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ مال دار بنجائیں اور اگر آپ ہم پر شرف وجاہ طلب کرتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنالیں اور اگر آپ بادشاہ بننا چاہیں تو ہم آپ کو بادشاہ مان لیں اور اگر آپ پر کسی جن کا اثر ہے تو ہم اس کے علاج میں اپنا مال خرچ کریں یہاں تک کہ آپ کو آرام ہو جائے یا آپ کو معذور سمجھیں تب سرورعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے جواب میں یہی فرمایا کہ جو کچھ تم خیالات کر رہے ہو یہ ہرگز نہیں میں تمہارے پاس جو کچھ لایا ہوں وہ اس لئے نہیں لایا کہ تمہارا مال طلب کروں یا شرف وجاہ کا خواستگار ہوں یا تمہارا بادشاہ بنوں۔ مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ خوشخبری سناؤں مومن کو اور ڈراؤں کافر کو سو اللہ تعالیٰ کا پیغام میں نے پہنچا دیا اگر تم قبول کرو گے تمہارے واسطے دین و دنیا میں بہتر ہے اور اگر قبول نہ کرو گے میں خدا کے حکم پر صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے عبارت عربی کی بعینہٖ یہ ہے۔

دانا واللہ نعلم رجلاً من العرب ادخل علٰے قومہ مثل ما ادخلت علٰے قومک
لقد سببت الآباء وعبت الدین وشتمت الآلہۃ وفرقت الجماعۃ فان
کنت انما جئت بہذا الحدیث تطلب بہ مالاً جمعنا لک من اموالنا حتےٰ
تکون اکثرنا مالاً وان کنت انما تطلب بہ الشرف فینا فنحن نسوّدک علینا وان
کنت ترید بہ ملکاً ملکناک علینا وان کان ہذا الذی یاتیک رئیاً تراہ قد غلب
علیک وکانوا یسمون التابع من الجن رئیاً فربما کان ذلک بذلنا اموالنا فی طلب
الطب لک حتےٰ نبرئک منہ او نعذر فیک فقال لہم رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مالی ما تقولون ما جئت بما جئتکم بہ اطلب اموالکم ولا الشرف
فیکم ولا الملک علیکم ولکن اللہ بعثنی الیکم رسولاً وانزل علی کتاباً
وامرنی ان اکون لکم بشیراً ونذیراً فبلغتکم رسالات ربی ونصحت لکم
فان تقبلوا منی ما جئتکم بہ فہو حظکم فی الدنیا والآخرۃ وان تردوہ
علیّ اصبر لامر اللہ حتےٰ یحکم اللہ بینی وبینکم۔

اسی روایت بن اسحاق میں عبارت گذشتہ کے بعد لکھا ہے کہ یہ جواب دے کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہو کر دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔ ابوجہل نے رؤسائے قریش سے کہا دیکھو یہ شخص (رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) کسی بات کو نہیں مانتا بجز اس کے کہ ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمارے معبودوں کو برا کہے اور میں تو عہد کرتا ہوں کہ کل ایک بڑا پتھر لے کر بیٹھونگا اور جب یہ شخص سجدہ کرے گا سر کچل دوں گا تم چاہو بنی عبد مناف سے مجھے بچا لینا اور خواہ ان کے سپرد کر دینا قریش نے کہا ہم سب تجھے بچا لینگے جو تو نے ارادہ کیا ہے پورا کر۔ ابوجہل نے اگلے دن حسب عہد خود پتھر لیا اور منتظر بیٹھ گیا آپ نماز میں وقت مقررہ پر مصروف ہو گئے اور تمام قریش انتظار کر رہے تھے کہ ابوجہل کیا کرتا ہے جب وہ شقی سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارادہ ایذا نزدیک ہوا تو فوراً دہشت زدہ ہو کر لوٹا رنگ فق ہو گیا تھا قریش دوڑے اور کہنے لگے اے ابا حکم کیا قصہ ہے کہا میں نے پتھر مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ ایک زبردست اونٹ میری طرف بڑھا تا کہ

مجھ کو کھا جائے ایسا اونٹ زبردست قوی ہیکل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا جب ابوجہل نے یہ قصہ کہا تو نضر بن حارث بن کلدہ نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش کے گروہ خدا کی قسم تم پر ایک ایسا امر نازل ہوا ہے جس کا تم علاج اب تک نہیں کر سکے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) جب بچے تھے تم سب ان سے خوش تھے اُن کو سب سے زیادہ سچا جانتے تھے اور سب سے زیادہ امین سمجھتے تھے جب اُن کو بڑھاپا پہنچا اور تمہارے پاس یہ احکام لائے تو تم کہنے لگے یہ جادوگر ہے اور قسم اللہ کی وہ جادوگر نہیں ہے کیونکہ جادوگروں کے کرتب ہم نے دیکھے ہیں اور کبھی کہتے ہو وہ کاہن ہے اور قسم اللہ کی وہ کاہن نہیں ہے کیونکہ ہم نے کاہنوں کا بھی تجربہ کیا ہے کبھی کہتے ہو وہ شاعر ہیں اور واللہ وہ شاعر نہیں کیونکہ اشعار کے تمام اقسام ہمیں معلوم ہیں کبھی کہتے ہو مجنون ہیں اور واللہ وہ مجنون بھی نہیں کیونکہ ہم نے مجنونوں کو دیکھا ہے ان میں تو وسوسہ یا عقل کے خلاف کوئی امر نہیں اے گروہ قریش کے اپنے معاملہ کو سوچ کر دیکھو تم پر بڑا کام نازل ہوا ہے۔ جب نضر بن حارث نے یہ گفتگو قریش کے سرداروں سے کی تو قریش نے نضر بن حارث کو ہمراہ عقبہ ابن ابی معیط کے یہود مدینہ کے احبار کے پاس پہنچایا کہ حال سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اہل کتاب سے دریافت کریں جب وہ احبار یہود سے ملے اور تمام قصہ بتلایا تو احبار یہود نے کہا تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے تین امر کا سوال کرو اگر وہ ٹھیک جواب دیں تب تو نبی مرسل ہیں ورنہ بناوٹ ہے ایک تو دریافت کرو حدیث عجیب اُس گروہ کی جو چلے گئے تھے یعنی غار میں پہلے زمانہ میں کیا ہے دوم وہ کون شخص اور اُس کا کیا حصہ ہے جو مشرق و مغرب میں پھرا ؛ سوم روح کا حال دریافت کرو۔

ہر دو شخص نے مدینے سے واپس آ کر قریش سے کہا کہ ہمیں احبار یہود نے یہ تین سوال امتحان کے واسطے بتلائے ہیں آخر الامر ان دونوں نے آ کر یہ ہر سہ سوال پیش کئے۔

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل جواب دوں گا۔

جب وحی آئی تو آپ نے جوابات بتلائے جو ٹھیک تھے مگر قریش نے بوجہ تعصب اور حسد و عناد

پھر بھی نہ مانا انتہیٰ ملخصاً الجواب الصحیح صفحہ ۱۳۱

یہ حالات اور واقعات جو بطور مشتے نمونہ خروارے لکھے گئے ہیں کیسی صاف دلیل اور ظاہر علامت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے پر ہیں عقل سلیم ان حالات کو معلوم کرکے خود نتیجہ نکالتی ہے کہ یہ واقعات ماقبل نبوت اور مابعد کے آپ کے سچے نبی ہونے کے شاہد عادل ہیں کیونکہ اگر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جاہ وجلال ظاہری اور مال ومتاع دنیوی کا خیال ہوتا اس سے بہتر اور کون سی صورت اس کے حاصل کرنے کی تھی کہ خود تمام سرداران قریش آپ کو اپنا بادشاہ اور سردار بنانے کے واسطے آپ سے عرض کرتے تھے بشرطیکہ آپ ان کے معبودان باطلہ کو برا نہ کہیں اور توحید کا وعظ نہ فرماویں آپ نے بادشاہت اور سرداری کی کچھ بھی پروا نہ کی اور بدستور اعلاء کلمۃ اللہ کرتے رہے اور اذیتیں قریش کی سہتے رہے اور یہ ایذائیں ایک دو دن کی نہ تھی تیرہ برس تک طرح طرح کے مصائب اٹھائے آخرالامر گھر بار چھوڑ جلاوطن ہونا پڑا اس پر بھی چین نہ ملی آخر دم تک مشرکین سے لڑتے رہے کبھی بے فکر آرام کی نیند سے نہ سوئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کرتے رہے یہاں تک کہ خطہ حجاز کو شرک وکفر کی نجاست سے پاک ہی کرکے چھوڑا اور توحید رب مجید کا مضمون ایسے سخت قوم کے دلوں میں جما دیا کہ جن سے زیادہ سخت معاند توحید کا دنیا میں کوئی قوم نہ گزرا ہوگا اسی کا نام امداد الٰہی اور تائید رحمانی ہے اور ایک یہی علامت آپ کی صداقت نبوت اور حقانیت رسالت کے واسطے کافی ہے ؎

دوسرا امر یعنی عمدگی تعلیم سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔ اس کا ثبوت اوّل تو گزشتہ تحریر ہی سے ظاہر ہے کہ حضور ممدوح نے مشرکین کو علم توحید سکھایا اور یہ معلوم ہے کہ یہی علم توحید کی تعلیم کے واسطے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا ومرسلین کو رب العالمین نے دنیا میں بھیجا پھر علے الخصوص یہ امر قابل غور ہے کہ جس زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے تمام عرب پہلے سے زیادہ جہالت وضلالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی رسم قبیحہ اور اوہام باطلہ کے پابند تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ سے تمام ملک

میں نام تک نہ تھا بعض عرب دہریہ تھے بعض قیامت کے منکر تھے لوازتربت پرستے کوئی پتھر پوجتا تھا کوئی
درخت کی پرستش کرتا تھا ہر ایک قبیلے کے واسطے ایک بت خاص ہوتا تھا فرشتوں کو خدا کی
بیٹیاں کہتے تھے یہ چند باتیں ان کی جہالت وگمراہی کی بطور نمونہ ذکر کی گئی ہیں ورنہ انکی جہالت
کا بیان دفتروں میں نہیں سما اب ناظرین انصاف کی آنکھ سے دیکھیں اور سچے دل سے یقین
کریں کہ ایسے جاہلوں میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور باوجودے کہ خود کسی سے
تعلم و تلمذ نہیں آیا نہ لکھنا پڑھنا سیکھا تھا یقیناً تمام مورخین کے نزدیک حضور موصوف امی محض
تھے مگر اپنے خدام ذوے الاحترام یعنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو وہ تعلیم روحانی دی کہ
معارف ربانی کے عارف و اسرار فرقانی کے ماہر ہو گئے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات اور پروردگار
کی عظمت اور پاکیزگی قران وحدیث سے ایسے دلائل برجستہ اور براہین تو یہ بیان کرنے لگے کہ
عقلاء زمان اور حکماء دوران انکی قوت قدسیہ اور ذکاوت فطریہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے تہذیب
نفس اور سیاست مدن کے متعلق جو احکام آپ کے بتلائے ہوئے یا آپ پر نازل شدہ موجود ہیں
جن سے استخراج اور استنباط کرکے مجتہدین نے علم فقہ مدون کیا ہے عقلاء فرہنگ تک ان ہی
کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں چنانچہ اکثر معاملات میں فقہ ہی قانون انگریزی کہلاتا ہے
مشرکین عرب جو قیامت کے منکر تھے اور کہتے تھے بوسیدہ ہڈیاں پھر کس طرح زندہ ہو سکتی ہیں
انکے جوابات مختلف عبارت میں ایسے دئیے ہیں۔ جن کے تسلیم کرنے میں طبائع سلیمہ کو کچھ
تامل نہیں ہوتا کہیں یہ فرمایا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے دفعہ
ان کو پیدا کیا اور بنایا ہے کسی جگہ یہ فرمایا اگر تمہیں قیامت اور دوبارہ زندہ ہو کر جی اٹھنے میں
شک ہے تو خیال کرو ہم نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک قطرہ منی سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر
گوشت کی بوٹی سے یعنی جب ہم نے تم کو ایسی اور نئے چیز سے بنایا کہ پہلے تو صرف مٹی ہی تھے
جس سے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا پھر مٹی سے منی پیدا ہوئی اس طرح کہ مٹی میں کھانے
کی اشیا پیدا ہوئیں اور انہیں کھا کر منی پیدا ہوئی منی سے خون کی پھٹکی بنی پھر اس سے بوٹی
بنی پھر اس میں نفخ روح ہوا پھر ایک مدت معین کے بعد بچہ پیدا ہوا اس قدر تغیرات کے بعد

انسان کو پیدا کیا ایسے خالق اور صانع کو جس نے ازسرِنو یہ سب کچھ کر دیا قیامت کو پھر اٹھانا اور دوبارہ زندہ کرنا کیا دشوار ہے۔ انصاف کیجئے یہ الہام ربانی اور وحی آسمانی (جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے) نہیں تو اور کیا ہے الحاصل وہ حالت اور کیفیت جو پہلے مذکور ہوئی اور یہ تعلیم اعتقاد جو آپ نے اپنی امت کو بتلائے آپ کی سچی نبوت اور رسالت کی کافی دلیلیں ہیں غیر مذہب والوں کو بھی تواریخ معتبرہ میں ان حالات کو پڑھ کر طوعاً وکرہاً یہی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ مضامین وحی الٰہی کے ہیں۔ چنانچہ مسٹر گبن صاحب مورخ انگلستان اپنی تاریخ میں لکھتا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے مکہ کے پیغمبر نے بتوں کے انسانوں کے ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا ہے کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اس نے اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اس کا ثانی موجود ہے جس سے اس کو تشبیہ دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں سے آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عقل کا کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اس کو اپنی ذات سے حاصل ہے ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اس کے پیروؤں نے ان کو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ ان کی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے عقیدۂ مذکورہ بالا کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھ کر ہے اسلیے کہ جب ہم نے اس نامعلوم چیز کو زمان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول جس کی بنا عقل اور وحی پر ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شہادت سے استحکام کو پہنچی چنانچہ اس کے معتقد ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کو ممنوع سمجھنے سے بت

پرستی کا خطرہ مٹایا گیا ہے انتہی۔ مراسلات مذہبی صفحہ ۴۴ چمبرس انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۶ میں ہے۔

اسلام کا وہ حصہ بھی جس سے اس کے بانی کی رائے کا انکشاف ہوتا ہے نہایت کامل اور غایت درجہ میں مؤثر ہے یعنی قرآن کے نصائح کسی ایک دو یا تین سورتوں میں مجتمع نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عالی شان عمارت میں سلسلۃ المذہب کے مانند مخلوط اور ممزوج ہیں۔ ناانصافی جھوٹ۔ غرور۔ کینہ کشی۔ تہمت۔ تمسخر۔ عداوت۔ فضول خرچی۔ طمع۔ حرام کاری خیانت اور نفاق کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو قبیح اور بے دینی بتلایا ہے اور بمقابلہ انکے خیر اندیشی۔ فیض رسانی۔ عفت۔ بردباری۔ صبر و تحمل۔ کفایت شعاری۔ راست بازی عالی ہمتی۔ حیا۔ صلح پسندی۔ حق دوستی اور ان سب پر بالا توکل بخدا اور انقیاد امر الٰہی کو عماد پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کی اصلی نشانی قرار دی ہے مراسلہ صفحہ ۴۴

اب ناظرین غور سے دیکھو باوجود مخالف مذہب ہونے کے یہ مورخان انگریزی قرآن و حدیث کی عمدگی تعلیم کا اقرار کرتے ہیں اسی طرح اور بہت سے مورخ انگریزی لکھتے ہیں جن کی عبارت مراسلات مذہبی و پیغام محمدی وغیرہا کتب مناظرہ میں ہمارے علمانے الزاماً نقل کی ہیں اور کیونکر اقرار نہ کریں کہ قرآن و حدیث کی تعلیم کی خوبی اور ان کی تہذیب و شائستگی آفتاب کی مانند روشن اور ماہتاب کی طرح پرتو افگن ہے والحق ماشھدت بہ الاعداء۔

اب ان دونوں امر کے ثابت ہونے کے بعد کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اور آپ کی عمدہ تعلیم اور آپ کی امت میں اس عمدہ تعلیم کے اثر کا موجود ہونا آپکی صداقت نبوت اور حقیت رسالت پر بدیہی دلائل ہیں +

تیسرے دلیل کا ذکر کیا جاتا ہے کہ سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رؤس الاشہاد نبوت کا دعوے کیا جس کا ذکر گزر چکا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اب رہا ثبوت معجزات و خوارق عادات سو واضح ہو کہ سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خوارق زمانہ طفولیت اور قبل از وقت رسالت سے لے کر تا وفات بلکہ بعد از وفات بے شمار کالشمس نصف النہار ثابت ہیں جن میں سے بعض

علمائے نقل رواۃ ثقاۃ چار ہزار چار سو چالیس معجزے قلمبند کئے ہیں بعض ان میں سے تواتر کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں جیسے شق القمر کا معجزہ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک وغیرہم جیسے جلیل القدر صحابہ اس معجزہ کے راوی ہیں اور ان ہر ایک صحابی سے متعدد شاگرد انکے روایت کرتے ہیں غرض اس معجزہ کو ایسی جماعت کثیرہ نے روایت کیا ہے جن کی صداقت یقینی اور توافق علے الکذب محال ہے۔

اسی طرح آپ کی انگشتانِ مبارک سے پانی کے جاری ہونے کے معجزہ کا ثبوت تواتر ہے۔ انس بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔ عبد اللہ بن مسعود۔ عمران بن حصین اس معجزہ کے راوی چشم دید اس خرق عادت کی روایت کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک ستون لکڑی کا سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں بآواز بلند روتا کہ مسجد اس کی آواز سے گونج اٹھی بطریق تواتر ثابت ہے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس کھڑے ہوکر وعظ فرمایا کرتے تھے جب منبر تیار ہوگیا تو منبر پر کھڑے ہوکر وعظ فرمانے لگے ستون سے جدا ہوئے وہ اس جدائی سے بآواز بلند رونے لگا اور یہ واقعہ مجمع صحابہ میں گزرا چنانچہ ابی بن کعب۔ جابر بن عبد اللہ۔ انس بن مالک۔ عبد اللہ بن عمر۔ عبد اللہ بن عباس۔ ابوسعید خدری وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اس معجزے کی شہادت دیتے ہیں۔

علے ہذا القیاس کنکریوں کا آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھنا اور جانوروں کا گفتگو کرنا اور آپ سے فریاد چاہنا وغیرہ بکثرت معجزات کتب صحاح میں ثقہ راویوں کے واسطے سے منقول اور تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچتے ہیں مگر ان معجزات کے علاوہ خاتم المرسلین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ وصحبہ اجمعین کا تو قرآن شریف ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے اور منکران اسلام کو بڑے دعوے اور تحدی سے للکار رہا ہے کہ آؤ اور ایک چھوٹی سے چھوٹی ایسی سورت بنا کر دکھلاؤ کہ فصاحت وبلاغت میں میرے جیسی ہو تیرہ سو برس ہوچکے اب

تک کوئی مقابلہ کلام ملک الکلام میں تین آیت تک پیش نہیں کرسکا۔ وفی ہذا کفایۃ لمن لہٗ ہدایۃ۔

دستخط

جناب مولانا مولوی حافظ مشتاق احمد حنفی چشتی اوّل مدرس عربی ہائی سکول لدھیانہ

"ضرورت علم ادب"

یہ امر ظاہر ہے محتاج بیان نہیں کہ مسلم یا مومن قوم بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ با اسلام ہو۔ با ایمان ہو۔ اِس مقدس جماعت کا ممبر بننا اِس امر پر موقوف نہیں کہ پہلے وہ عربی ہو یا عجمی امیر ہو یا فقیر۔ جوان ہو یا پیر۔ مرد ہو یا عورت۔ گورا ہو یا کالا۔ آریہ ہو یا برہمو یہودی ہو یا عیسائی اِنَّ الَّذِینَ آمَنُوا وَالَّذِینَ ھَادُوا وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِینَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَومِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُونَ۔

اسلام یا ایمان کیا ہے یہی کتاب اللہ کا ماننا اور اسپر عمل کرنا۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم سے کوئی فرض باہر نہیں رہتا۔ حدیث اجماع قیاس فقہی اسی اصل کے فروع ہیں۔

کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ بلا واسطہ اس سے مستفید ہونا۔ اسی مقدس زبان کے فہم پر موقوف ہے جس میں کہ وہ کتاب اللہ ہے اور اِسی سے مراد ہماری علم ادب ہے۔

ادب کیا ہے ایک دعوتِ نامہ اور صلائے عام ہے جس سے مادبۃ اللہ یعنے قرآن کے طرف ایک پرزور باثر صدا سے جو صرف کانوں سے سنی نہیں جاتی بلکہ ظاہری حس کے علاوہ وجدان تک بھی مربوط مستقیم اس کی رسائی ہے مقناطیسی جذب سے پہنچ سکتے ہیں۔

اگر علم ادب کی ضرورت خیر القرون میں محسوس نہ ہوتی تو خاص مسجد نبوی میں حضرت حسان کے لئے منبر نہ رکھا جاتا ۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہزاروں اشعار جاہلیت کے حفظ کی ضرورت نہ سمجھتے ۔ نہ ہی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ الشعر دیوان العرب سے اسے معزز فرماتے ۔ قرآن مجید کا فی نفسہ سمجھنا پھر یہ کہ اس کے محاورات کا باوجود مطابقت محاورات عربیہ سے فائق ہونا۔ ادب میں پوری واقفیت حاصل کئے بغیر ایک دشوار گذار راستہ ہے ۔ قرآن کا من حیث النظم اعلےٰ طبقہ فصاحت میں ہونا ۔ قرآن کا من حیث المعنے ادا ے مطلب میں فائق ہونا اسی علم ادب کی برکت سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ جو شخص صرف نحو معانی بیان بدیع عروض علم نقد الشعر علم اشتقاق وا وضاع مفردات سے بے بہرہ ہے اسے قرآن کا معجز ہونا سمجھ میں نہیں آسکتا ۔ وہ صرف ایک مقلد ہے جس کا ایمان تشکیک مشکک زائل ہو سکتا ہے ۔ اس کا اس بات پر کبھی جی نہیں جم سکتا کہ کبھی کوئی ایسی عبارت یا کلام ہو سکتا ہے جس کا مقابلہ اعلےٰ درجہ کے موجودہ شاعر نہیں کر سکے تھے اور سوا ے سپر انداختن کے انہیں چارہ نہیں تھا ۔ اور نہ قیامت تک کر سکیں گے اس قسم کی عبارت اس کے خیال میں نہیں آسکتی جسے وہ نثر یا نظم سے علیحدہ سمجھ سکے قرآن مجید کا جب اسلوب دیکھتے ہیں تو وہ ایسا نرالا ہے جو نہ نثر اسے حاوی ہو سکتی ہے نہ نظم کے انتظام میں آسکتا ہے ۔

اس کا اثر ایسا بیّن اور نرالا ہے کہ ابتداے میں ایک رعب سا طاری ہو جاتا ہے ۔ جسے اس کی شیریں ادائی کے سوا اور محویت دور نہیں کر سکتی ۔

اس کا بیان ایسا صاف اور سادہ ہے کہ ایک ایک آیت بجاے خود علوم متعارفہ یا اصول موضوعہ ہیں جن کے جمع کرنے اور مان لینے سے کئے ایمانی اقلیدسیں اور الہامی نسخے تیار ہو سکتے ہیں ۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا سے زیادہ آزادی بخش اصل کس الہامی کتاب میں موجود ہے درجہ حسب کا نسب پر تفوق امتحان مقابلہ علمی کا اصول آیہ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین سے زیادہ اور کس قانون میں پایا جاتا ہے ۔

آیہ فمن اتبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سے عمدہ راستہ ہدایت کرنے کا کونسا ہے ۔
قل اتحاجوننا فی اللہ وہو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون سے زیادہ سلامت روی کا خوشنما طریقہ مسکت للخصم اور کونسا ہو سکتا ہے۔
الغرض وہ سب کے لئے صلائے عام ہے ۔ فلسفی اسکے اثر سے بچ سکتا ہے نہ ہی جاہل اس کی برکات سے محروم رہ سکتا ہے نہ کوئی متوسط العقل انسان اسکے احاطہ تاثیر سے باہر رہ سکتا ہے ۔
وہ ایک بحر زخار ہے جس سے ہر ایک اپنے حوصلہ کے مطابق تسکین کے موتی اور اطمینان کے لآلی نکال سکتا ہے۔ قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ۔
وہ اپنی نظیر آپ کی طرح بے صد و بے مثل ہے اس کی خوبیاں تصور میں نہیں آ سکتیں ہاں یہ علم کہ وہ ہماری تعریف کا محتاج نہیں ہے جس قدر تدبر کرو تفکر دوڑاؤ۔ مشک کی طرح اور مہکتا ہے وہ ادب سے آ سکتا ہے علم ادب ہمیں سکھلاتا ہے کہ قرآن کلام الہی ہے انسانی طاقت سے اس کا طرز بیان باہر ہے ۔

شاید تمہارا خیال ہو کہ وہ اعلےٰ درجہ کی نثر ہے مگر عرب اسے نثر نہیں سمجھتے تھے و ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہٗ کی کیا ضرورت تھی یا اعلےٰ درجہ کی نظم ہے مگر اسے خدا صاحب نہیں مانتے۔ یہ پتہ صرف قدیم جدید اشعار کے مطالعہ اور طارق تلید خطبات کے تتبع سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جس عبارت کی نسبت یہاں تک پیچیدگی ہو کہ کلام انسانی کے دو حصوں میں سے کسی میں نہ آ سکے نہ اسے نظم کہہ سکیں نہ اسے نثر تو کیا اس کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے کہ وہ انسانی کلام نہیں ہے ۔
قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا مزہ وہی حاصل کر سکتا ہے جو اس زبان سے واقف ہو جس میں یہ بے بہا نعمت نازل ہوئی۔ ترجمہ سے بالکل اصل خوبی کا پتا نہیں لگ سکتا۔ علامہ ابن ہشام مثل سایر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مصر کے عیسائی بادشاہ نے جنگ کا نقشہ

اسکے بعض اشعار کا ترجمہ سنا جن میں سے ایک یہ شعر بھی تھا۔

کان العیس کانت فوق جفنی   مناخات فلما ثرن سالہ ترجمہ

کہ معشوقہ کے اونٹ میری آنکھوں مشتق جس سے میرے آنسو رکے ہوئے تھے سو جب معشوقہ کو سفر پیش آیا اور وہ اونٹ اٹھ گئے۔ میرے آنسو بہنے لگ گئے۔ بادشاہ شعر سنتے ہی مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں ایسے بے وقوف شاعر کے شعر نہیں سننا چاہتا جس کی آنکھوں پر اونٹ بھی ڈیرا کر سکتے ہیں۔ یہ گت ترجمہ نے کی اور ایسے شخص کی جو انہیں شعروں پر اترا کر نبوت کا دعوے کر چکا ہے۔ العرض ادب کا جاننا دو باعث سے از حد ضروری ہے ایک تو خود قرآن سمجھنے کے لئے دوم قرآن کی حسن ادا اور فصاحت سمجھنے کے لئے بمقابلہ دیگر کلاموں کے علاوہ قرآن کی تقدیس تعلیم کی برکات اس زمانہ کے اشعار و خیالات سے بھی محسوس ہو سکتے ہیں کہ وبضدها تتبین الاشیاء۔

امر اول کے ذہن نشین کرنے کے لئے چند مثالیں بطور مشتے نمونہ خروارے پیش کرتے ہیں۔

امرء القیس کے شعر قفا نبک من ذکری حبیب ومنزل۔ بسقط اللوی بین الدخول فحومل میں جو واقفین کے لئے وقوف کا حکم ہے۔ جیسے کہ اس کے آئندہ شعر

وقوفا بها صحبی علی مطیهم۔   یقولون لا تهلک اسی و تجمل

سے ظاہر ہے اور اس لئے اس کے معنے اثبت علی الوقوف ودم علیہ کی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیہ اهدنا الصراط المستقیم اور کریا ایها الذین آمنوا آمنوا کے معنی بھی صاف ہیں یعنی ثبتنا علی الصراط المستقیم واثبتوا علی الایمان۔

اسی شعر میں جو قفا بلفظ تثنیہ سے واحد کی طرف خطاب ہے جیسے کہ اسکے شعر سے تری بعر الارام فی عرصاتها۔ سے ہویدا ہے اس سے آیہ القیا فی جہنم کل کفار عنید کا انکشاف ہو گیا۔

اس شعر میں حبیب کا لفظ جب معرفہ مراد لیا گیا۔ تو ولیا لِ عشر سے خاص راتیں اور ... والد و ما ولد سے حضرت آدم و ابراہیم مراد لینا بطریق اولے وزعلے ثابت ہو گیا۔

شعر تبدا مین باسم الشیب فی مقتلم + جوانبہ من بصرۃ وسلام نیز ع۔ الی الحول ثم اسم السلام علیکما۔ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اسم کا کلمہ بڑھانے کی وجہ سمجھ میں آگئی +

شعر وکان فی العینین حب قرنفل + او سنبلاً کحلت بہ فانہلت۔ میں ضمیر واحد تثنیہ کے لئے ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیہ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ بھی طعام وشراب کو ایک حکم میں سمجھتی ہے +

شعر فباتت تعد النجم فی مستحیرۃ + سے جس میں النجوم مراد ہے اور شعر بھا جیف الحسرے فاما عظامہا فبیض واما جلدہا فصلیب۔ سے جس میں عظام جمع کے بعد جلد مفرد بمعنے جلود ہے علے سمعہم بمعنے اسماعہم لا نفرق بین احد من رسلہ بمعنے آحاد۔ عوان بین ذلک۔ اسے بین المذکور، و جعل الظلمات والنور یعنے والانوار کی تشریح ہو گئی۔

شعر لنعم فتے اضحے باکناف حائل ہیے۔ بئسما اشتروا بہ انفسہم اور آیہ فنعما ہی کے معنے کھل گئے۔

شعر ولست بحلال التلاع مخافۃ + ولکن متے یسترفد القوم ارفد۔ اور شعر ولست بھیاب لمن لا یہابنی + ولا مرتق من خشیۃ الموت سلماً۔ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ محل مدح میں صیغہ مبالغہ پہ نفی لانے سے اصل فعل کی نفی مراد ہوتی ہے لہٰذا لیس بظلام للعبید کے معنے خوب ذہن نشین ہو گئے۔

حطیئہ کے شعر لزغب کاولاد القطا راث خلفہا + علے عاجزات النہض حمر حواصلہ۔ میں حواصلہ کی ضمیر مفرد نے جو اولاد جمع کی طرف راجع ہے بطونہ کے ضمیر مفرد کو انعام جمع کی طرف رجوع کرنے کا راز بتلا دیا۔

ہذلی کے شعر والعین بعدہم کان حداقہا۔ سملت بشوک فہے عور تدمع۔ نے العینین کی جگہ العین کا لانا جائز ثابت کر دیا جس سے دخل جنتیہ کی جگہ دخل جنت اور اذ قربا قربانین کی جگہ اذ قربا قرباناً اور عن الیمین قعید وعن الشمال قعید کی جگہ عن الیمین وعن الشمال قعید مفرد بجائے تثنیہ کے لانے کا راز فاش ہو گیا +

نابغہ کے شعر ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم + بہن فلول من قراع الکتائب۔ میں جو ذکر المدح

فی سعردش الندم ہے اس نے کلام الہی میں آیہ سے الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا
کا لطف دوبالا دکھلادیا۔
فرزدق کے شعر سے اخاف زیادا ان یکون عطاءہ۔ ادا ہم سوداً او محمد رجۃ محمراً
اور عمرو بن کلثوم کے شعر سے قریناکم فعجلنا قراکم + قبیل الصبح مرداۃ طحونا سے مکاو تصدیہ کو صلوۃ کہنا
جائز ثابت ہوا۔ اور ما کان صلوتہم عند البیت الا مکاء و تصدیہ کے معنے خوب ذہن نشین ہوگئے۔
عمرو بن کلثوم کے شعر سے الا لا یجہلن احد علینا + فنجہل فوق جہل الجاہلینا۔ سے آیہ۔ اللہ یستہزء
بہم۔ وآیہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک وآیہ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ وآیہ وجزاء
سیئۃ سیئۃ مثلہا وآیہ ومن اعتدے علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدے علیکم کے معانی بخوبی ذہن
نشین ہوگئے اور صنعت مشاکلہ نے ان سب اعتراضوں کو رفع کردیا جنہیں جاہل افتخار
الشیاطین سمجھتے تھے۔ یعنے استہزاء۔ نفس باری۔ مکر اللہ۔ سیئۃ مثلہا۔ فاعتدوا علیہ کلمات کا لا معرف
مشاکلۃ لفظی کے لئے ہے۔
سبعہ معلقہ کے اس شعر سے حتی اذا القت یداً فی کافر + واجن عورات الثغور ظلامہا۔ نے جب کہ عقلب
کے لئے ید کا اثبات کیا تو اب ید اللہ فوق ایدیہم کے معنے اچھی طرح سمجھ میں آگئے۔
جب جاہلی بے ساز وسامان شاعر کے لئے عرش ہے جیسے کہ وہ کہتا ہے ؎
راو عرشی تثلم جانباہ + فلمان تثلم افردوانی۔ تو مالک ارض وسماء خالق غبراء وخضراء کے لئے کیوں
عرش سے بخل کیا جاتا ہے۔ ما قدروا اللہ حق قدرہ۔
حطیئہ کے شعر سے شہد الحطیئۃ یوم یلقی ربہ۔ نے مسئلہ وضع ماضی موضع مضارع وبالعکس کو حل
کردیا۔
شعر سے فلموت تغتذوا الوالات سخالہا + کما لحزابا بیہمی السالکن۔ سے بتلادیا کہ آیہ۔ فالتقطہ آل
فرعون لیکون لہم عدواً وحزناً کے معنے کیسے عجیب وغریب ہیں۔
شعر سے وما ادری اذا یممت ارضاً ارید الخیر ایہما یلینی یعنے ارید الخیر والشر نے بتلادیا کہ کبھی کبھی ایک
امر کو ذکر کرکے دوسرے کو لفظاً حذف کردیتے ہیں گو مقصود دو ہو۔ اس سے آیات دوسرا بیل تقیکم الحر۔

یعنے والبر وبیدک الخیر یعنے والشر وبعولتھن احق بردھن ان ارادوا اصلاحا یعنے وترکھن ان ارادوا اضرارًا کی معانی عجیب طریقہ سے خیال میں آگئے۔

حضرت حسان کے شعر۔ فیشفین من لا یستطاع شفاءہ + ویتقین ماینقے الجبال الخوالد ۔

اور لبید کے شعر سے فوقفت اسالھا وکیف سوالھا + صُمًّا خوالد لا یبین کلامھا نے کئی اہل حرمان ویاس کو آس دلائی۔ اور فجزاءہ جہنم خالدًا فیھا میں خلود کے وہ معنے خیال میں آگئے جن سے مومن اور کافر کی تمیز درست وبرقرار رہی۔

لبید کے اشعار اپنی اونٹنی کی تعریف میں اُسے گورخر مادہ سے تشبیہ دے کر۔

او ملمع وسقت لاحقب لاحہ	طرد الفحول وضربھا وکدامھا
یعلو بھا حدب الاکام مسحج	قد رابہ عصیانھا ووحامھا
باحزۃ الثلبوت یربا فوقھا	قفر المراقب خوفھا ارامھا
حتے اذا سلخا جمادی ستۃ	جزءا فطال صیامہ وصیامھا
رجعا بامرھما الی ذی مرۃ	حصد ونجح صریمۃ ابرامھا
ورمی دوابرھا السفے وتھیجت	ریح المصایف سومھا وسھامھا
فتنازعا سبطا یطیر ظلامہ	کدخان مشعلۃ یشب ضرامھا
مشمولۃ غلثت نیابت عرفج	کدخان نار ساطع اسنامھا
فمضے وقدمھا وکانت عادۃ	منہ اذا ہی عردت اقدامھا
فتوسطا عرض السری وصدعا	مسجورۃ متجاورًا قلامھا
محفوفۃ وسط الیراع یظلھا	منہ مصرع غابۃ وقیامھا

جن میں شاعر بیچارا گورخر مادہ کی تعریف کرتے ہوئے اسکے وہ حالات بیان کرتاہے جنہیں اونٹنی سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ مثلاً گورخر مادہ کا ایسے نر سے گابھن ہونا جیسے اسے گورخروں کے کاٹنے نے بے حال کر دیا ہے۔ نر کا اسی اونچے ٹیلوں پہ لے جانا اونچے ٹیلوں پہ چڑھکر شکاری کے ڈر سے ادھر اُدھر جھانکنا۔ صرف گھاس پر قناعت کرنا۔ اسمیں ان کا ماہ

جمادی الآخرہ گذار کر نیچے اترنے کا مشورہ کرنا بعد ازاں گھوڑوں کا اسکے کونچوں میں چبھنا۔ پھر دوڑکر پانی کی تلاش میں نکلنا۔ جس سے ایک غبار مرتفع ہوتا۔ اِس غبار کا اِس دھوئیں سے مشابہ ہونا جو بجور الاکراد کے جلانے سے بادشمالی کی جھونکے سے اُٹھتا ہے۔ پھر اُن کا آپس میں آگے پیچھے ہونا۔ پھر ایک ندی کا چیرنا جس کی کلکلیں بالکل ایک دوسرے کے آس پاس ہیں۔ جس پر کچھ گری ہوئی اور کچھ کھڑی ہوئی نیستان پڑی ہیں۔ یہ حالات ایسے ہیں جو گورخر ماده میں تیزی اور سرعت پیدا کرنے والی ہیں۔ لیکن ہر ایک حالت کا شبہ اصل مشبہ یعنے اونٹنی میں پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ اور نہ ہی اِس کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر یہی شاعر اپنی اونٹنی کو جنگلی گاے سے تشبیہ دیتا ہے اور کہتا ہے۔

افتلک ام وحشیۃ مسبوعۃ   خذلت وھادیۃ الصوار قوامھا
خنساء ضیعت الفریر فلم یرم   عرض الشقائق طوفھا و بغامھا
لمعفر قھد تنازع شلوہ   غبس کواسب لا یمن طعامھا
صادفن منھا غرۃ فاصبنھا   ان المنایا لا تطیش سھامھا
باتت واسبل واکف من دیمۃ   تروی الخمائل دائما تسجامھا
یعلو طریقۃ متنھا متواتر   فی لیلۃ کفر النجوم غمامھا
وتضئ فی وجہ الظلام منیرۃ   کجمانۃ البحری سل نظامھا
حتے اذا انحسر الظلام و اسفرت   بکرت تزل عن الثری ازلامھا
علھت تردد فی نہاء صعائد   سبعا تواما کاملا ایامھا
حتے اذا یئست واسحق حالق   لم یبلہ ارضاعھا و فطامھا
وتوجست رز الانیس فراعھا   عن ظہر غیب والانیس سقامھا
فغدت کلا الفرجین تحسب انہ   مولے المخافۃ خلفھا وامامھا
حتے اذا یئس الرماۃ وارسلوا   غضفا دواجن قافلا اعصامھا
فلحقن واعتکرت لھا مدریۃ   کالسمہریۃ حدھا و تمامھا

لتذودہن واقنیت ان لم تذد — ان قدہم ہن الحتوف حماہا

فقتصت سنہاک اب ففرجت — بدم وعودر نے الکر سخا مہا

یعنی میری اونٹنی جنگلی گائے کی طرح ہے جس کا بچہ درندوں نے پھاڑ ڈالا ہو ایسی حالت میں کہ وہ اپنے ریوڑ سے الگ رہ کر اپنے بچے کے پاس رہی ہو۔

اور اسکی ناک چپٹی ہے اپنا بچہ کھونے کے باعث وہ ریتوں کے مابین اِدھر اُدھر گھومتی ہے۔

اِس کے بچہ کا رنگ خاکی تھا۔ اسے اینے بھیڑیوں نے پھاڑ ڈالا جس کی خوراک کم نہیں ہوتے۔ وہ بھیڑی اُس کی غفلت میں اس کا بچہ اِس سے لے گئی۔ بیشک آئی نہیں ٹلتی۔

آخر اسے رات آگئی اور جھڑی اسپر لگی رہی۔

اُس کی پیٹھ پر مینہ برابر برستا رہا تاریک رات میں بادل کے باعث تارے نہیں دکھلائی دیتے تھے۔

وہ گائے کھوکلے درخت کی جڑھ میں گھس گئے جو الگ تھلگ ایسے تھل کی جڑھ میں واقع تھا کہ اس کا نرم ریتا نیچے کو ڈھلکا جاتا تھا۔ اُس کا چہرہ اندھیری رات میں چمکتا تھا۔

صبح کے وقت وہ چلنے لگی ہوذ اُس کے پاؤں نمناک زمین میں گھسنے لگی صعاید کے تالابوں میں سات دن رات وہ گھومتی رہی۔

آخر تو تھوڑی سے اِسکا دودھ خشک ہو گیا۔

بعد اِس شکاری کے بھنک سنی اور غائبانہ بھنک کا سننا ہی اسکے لئے بیماری ہے۔ پھر اس نے اپنے آگے پیچھے کو محل خوف سمجھا۔

شکاریوں نے بھی تنگ آکر کتے چھوڑ دئی جن کے کان لٹکے ہوئے اور گردنیں نازک تھیں۔ چنانچہ کتے اسے جا ملے اور اُس نے انہیں سینگ مارا۔

جن سے کساب کتیا تو مرگئی اور سخام کتا سیدان میں چھوڑا گیا۔ یہ سب حالات اِس قسم کے

ہیں جن سے مشبہ کی تقویت مطلوب ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ اونٹنی کے لئے بھی ان سب حالات کے لئے کوئی نہ کوئی امر دل میں فرض کر لیں۔

یہ اشعار یہاں تک ختم کر کے بالتشبیہ ہم آیہ مبارکہ سورہ نور کا ذکر کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار۔ نور علے نور۔ یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ ویضرب اللہ الامثال للناس ط واللہ بکل شیٔ علیم۔

اس آیت کو دیکھ کر فلسفی مزاج شخص خواہ کس قدر نکات حاصل کرے۔ ایک زباندان شخص صرف اصلیت تشبیہ یہاں تک ختم کر دے گا مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح باقی آیات صرف مصباح کی تقویت کے لئے جو مشبہ بہ ہے شاہد خیال کرے گا۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس پر مستقل کتاب لکھی ہے اور جو جو وجوہ مصباح کے لئے معین ہیں ان کے مقابل میں انہوں نے نہایت عمدگی سے ذات باری میں بھی سبحات جمال وجلال نکالی ہیں۔ جو بالکل بجا اور بجائے خود ایک عجیب وغریب ہیں لیکن صرف فلسفی مزاج اشخاص ہی ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

پھر شعر سے یرید الرمح صدر ابی براء ویعدل عن دماء بنی عقیل اور شعر سے ان دہر یلف شملی بجملی۔ لزمان یہم بالاحسان۔ میں نیزہ اور وقت کی طرف ارادہ کی نسبت ہے تو ایسی دیوار کی طرف بہ نسبت بطریق اول مناسب ٹھہری جو گرتی گرتی اپنے آپ کو سنبھال سے مشابہ کرے۔

اسلئے میرے ان نقطوں کے معنے خوب باوقعت ہو گئے۔

شعر سے فاتی عرامالا ارے الدہر باکیا۔ علے شجوہ الا بکیت علے عمرو۔ میں عرام بمعنے واجب ہے لہٰذا آیہ وحرام علے قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون میں لا زائدہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

لبید کی شعر سے تراک امکنۃ اذا لم ارضہا۔ او یرتبط بعض النفوس حمامہا۔ سے صاف ثابت ہے

کہ بعض النفوس سے ایک معین نفس یعنے اسکی ذات مراد ہے جس سے آیہ تلک الرسل فضلنا بعضہم
میں آنحضرت فداہ ابی وامی کی فضیلت ظاہر ہو گئی۔
لبید کی شعر سے ودعوت ربی بالسلامۃ جاھدًا ۔ لیصحنی فاذالسلامۃ واحدٌ نے فقال انی سقیم
کے ایسے معنے کئے جس سے حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ السلام کی بابرکت معصوم ذات پر
حرف نہ آسکا۔
ے علفتہا تبناو ماءً باردًا۔ اسے اتجعلیتہا ماءً باردًا سے معنے آیت تبوء والدار والایمان واضح
ہوگئے اسے واخلصوا الایمان
الغرض دین کے سمجھنے کے لئے مسلمان قوم کا ممبر بننے کے لئے جس قدر عربی علوم کی تعلیم کی ضرورت ہے وہ بیان میں نہیں آسکتے۔قرآن مجید کے برکات سے استفادہ قرآن مجید کے آداب سے تحقق جو اہل اسلام کی ترقی کا راز ہے اسی علم ادب پر موقوف ہے۔خداوند کریم اہل اسلام کو اس نعمت عظمےٰ سے سرفراز فرمائے اور وہ جلد وقت آئے کہ وہ اسلامیہ مدارس جن میں تحصیل علوم باعث حصول معاد دینی ودنیاوی ہے ان مدارس پر فوق لے جائیں جس سے غرض صرف دنیا وی ترقی ہے ربنا آتنا فے الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

دستخط ـــــــــــــــــــــــــ

(جناب قاضی ظفر الدین احمد صاحب عربک پروفیسر پنجاب یونیورسٹی)

"علمائے اسلام کے فرائض"

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الامین وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد۔ جناب صدر انجمن ودیگر معزز صاحبان میرے لئے جس مضمون پر تقریر کرنا اور جس مطلب پر لیکچر دینا تجویز کیا گیا ہے اور جسے آپ نے جلسہ کے پروگرام میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ وہ مضمون کیا ہے؟ وہ مضمون ہے "فرائض علمائے اسلام" اس سے پیشتر کہ میں اس مضمون کی بابت اپنے خیالات کا اظہار اور اپنے مافی الضمیر کا کشف وایضاح کروں میں سچے دل سے اقرار واعتراف کرتا ہوں کہ اس مضمون پر لیکچر دینا اور اس بحر عمیق میں شناوری کرنا میرے منصب سے برتر اور میری لیاقت سے بہت اعلیٰ ہے ؎

تماشائے رخ خورشید حدِ خود نمے بینیم ہماں بہتر کہ چوں سایہ پسِ دیوار بنشینیم

اس کے علاوہ خود علمائے کرام کے سامنے ان کے فرائض بیان کرنا اور ان کے منصبی خدمات کی طرف ان کو توجہ دلانا جب کہ وہ خود اپنے فرائض کو جانتے اور اپنی خدمات کو بخوبی پہچانتے ہیں ایک حد تک سفاہت اور نادانی ہے ؎

خرونہ بود بہ معدن زر فگندن بہ دریا دُر بہ کاں گوہر فگندن

لیکن دوستوں کے مجبور اور واقعی مجبور کرنے اور نیز اس خیال سے مجھے کچھ رطب ویابس کہنا پڑا کہ اس انجمن کا زجیسا کہ اس کے مقاصد کی فہرست دیکھنے اور اس کی عملی کارروائیوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے) مقصد اہم ہے علمائے کرام کا پیدا کرنا اور فضلائے اسلام کے زجن کی ہستی کا سلسلہ زمانے کے انقلاب اور خیالات کی تبدیلیوں سے روز بروز شکستگی اور انقطاع کی طرف میلان کرتا جاتا ہے) موزون جانشینوں کا تیار اور مہیا ہونا۔ اگر اس مذکورہ بالا خیال کو مدنظر رکھیں تو واقعی اس مضمون کو اس انجمن اور اس کی کارروائیوں سے بڑا تعلق ہے نیز بلکہ یہی وہ مضمون ہے جس کو اس انجمن کی عمارت کا فونڈیشن

اس جلسہ کے دائرے کا مرکز کہنا مناسب اور زیبا ہے۔ درحقیقت اِس انجمن کا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہئے (اور انجمن سے میری مراد میں وہ سارے مسلمان جو اِس جلسہ میں شامل اور اسکے اغراض ومقاصد سے دل چسپی رکھنے والے ہیں) کہ وہ اپنے دلوں میں سوچیں اور روزمرہ کے تجربوں سے سبق لیں کہ جن علمائے کرام اور لیڈران اسلام کو ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جن کے وجود باجود سے ہماری دینی اور دنیوی اصلاح وفلاح کے تمام امیدیں متعلق اور وابستہ ہیں اور جن کے پیدا ہونے کے لئے مدرسہ کے مشین پر ہزاروں روپیہ صرف کرنے کی ہم ضرورت سمجھتے ہیں اور غالباً ضرورت ہے۔ اُن کے اعمال وافعال۔ فرائض وخدمات کیا ہونگے اور وہ خود اپنے لئے۔ اسلام کے لئے۔ قوم اور ملک کے لئے کس حد تک مفید اور کارآمد ثابت ہونگے۔

اوّل الفکر آخر العمل ؎

ہر کہ بے فکر وتانی عملے گیرد پیش ... آخر الامر ازاں کردہ پشیماں گردد •

صاحبان۔ آپ نے اِس مختصر تقریر سے میرا منشا اور اِس مضمون کا تعلق اِس انجمن اور اُس کی کارروائیوں سے ہوسکتا ہے اچھی طرح سمجھ لیا اور ذہن نشین کر لیا ہوگا اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا اور جلسہ کی توجہ کو اُس کی جانب پھیرنا چاہتا ہوں "فرائض علمائے اسلام کا ترجمہ یا اُس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ علمائے اسلام اور فاضلان مذہب کو ان کے اِس بزرگ منصب کی حیثیت اور اِس معزز لقب کے لحاظ سے کیا کرنا چاہئے اور اُن کے لئے اِس موجودہ زندگی میں بہ لحاظ خود اپنے ذاتی معاملات اور بہ لحاظ اُس تعلق کے جو ان کو تمام مسلمانوں سے ہوسکتا ہے کیا ڈیوٹی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا اور معلوم ہونا چاہئے کہ کلام الٰہی اور الہام ایزدی میں نسل انسانی کی ہسٹری کا آغاز اِس واقعہ کے بیان سے کیا گیا ہے جو آدم علیہ السلام اور ابلیس کے قصہ کے نام سے موسوم اور مشہور ہے اِس قصہ کے متعلق مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے جو روایتیں اور حکایتیں۔ اسرار اور لطائف تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں ان کی تقریر کے لئے تو غالباً بہت زیادہ وسیع وقت کی ضرورت ہے اور شاید ان کو میرے اِس مضمون سے کچھ ایسا تعلق بھی نہ ہو۔ ہاں اصل قصہ کا جس کو میرے اِس بیان سے تعلق ہوسکتا ہے اختصار

اور ماحصل اسی قدر ہے کہ جب مشیت الٰہی اور عنایت ازلی کا یہ اقتضا اور منشا ہوا کہ دنیا میں ایک خلیفہ اور نائب السلطنت مقرر کیا جائے اور فرشتوں کو اِس اقتضا کی بابت عام نوٹس دیا گیا تب فرشتوں نے خلافت اور نیابت کی بابت اپنے استحقاق کی وجوہات پیش کئے۔ اِس پر فرشتوں اور آدم علیہ السلام دونوں میں کشمکش اور مقابلے کا امتحان ہوا اِس امتحان میں جیسا کہ دنیا جانتی ہے آدم علیہ السلام نے اِس صفائی کے ساتھ کامیابی حاصل کی کہ خود فرشتوں کی حریف پارٹی کو اُن کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ سوائے ابلیس کے کہ اِس صریح فضیلت اور بے لوث کامیابی کے بعد بھی۔ وہ شوخ سرکشی۔ استکبار اور انکار ہی کی جانب میں اڑا رہا جس کی مکافات میں انک رجیم وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین کا طوق اُس کے لئے زیب گلو ہوا۔ اِس کامیابی کے بعد غالباً چند روزہ تجربہ کے لئے آدم علیہ السلام کو بہشت بریں میں رہنے کا حکم دیا گیا جس کے پیچھے وہ باضابطہ خلیفۃ اللہ ہو کے دنیا میں تشریف لائے۔ یہ تو اِس قصہ کا بہ لَیف اور خلاصہ ہوا لیکن صاحبان۔ آپ نے یہ بھی حسن ہور غور کیا کہ آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے اِس امتحان کا سب جیکٹ کیا تھا؟ وہ سب جیکٹ تھا "علم" وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علے الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صٰدقین قالوا سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ قال یاآدم انبئھم باسمائھم فلما انبئھم باسمائھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السماوات والارض و اعلم ما تبدون و ما کنتم تکتمون۔

صاحبان۔ میری اِس مختصر تقریر سے یہ بات تو آپ پر وضاحت کے ساتھ نمایاں اور روشن ہو گئی ہو گی کہ آدم علیہ السلام کے خلیفۃ اللہ ہونے اور اِس جلیل القدر منصب پر ممتاز کئے جانے کا منشا اُن کی علمی فضیلت ہی تھی تو اب غالباً آپ کو اِس قیاس کرنے میں زیادہ دقت اور دشواری نہ ہو گی کہ علمائے کرام بھی اپنے علمی فضل و کمال ہی کے لحاظ سے اگرچہ بلاواسطہ خلیفۃ اللہ نہیں کیونکہ ایسے اعلے اور برترین عہدوں کے لئے منتخب کرنے میں شاہی اختیارات بھی خود استعمال کئے جاتے ہیں "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" علاوہ بریں آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نے اِس امیدواری کا دروازہ ہمیشہ بند اور مسدود کر دیا ہے۔ لیکن تاہم اِس میں شک نہیں کہ علمائے

کرام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خلافت اور نیابت کا ضرور استحقاق رکھتے ہیں۔ اور نرا استحقاق ہی استحقاق نہیں۔ بلکہ بمقتضائے ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام "العلماء ورثۃ الانبیاء" علمائے کرام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جائز وارث اور اصلی جانشین ہیں بھی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وراثت کسی سجادہ کی وراثت نہیں ہے جس کے لینے کے لئے سپریم کورٹ تک عدالتوں کی رسوم اور بیرسٹروں کی فیسیں خوشی سے ادا کرتے ہیں بلکہ یہ وراثت ہی قدم قدم میں سیرت نبوی کے شاہراہ پر چلنے اور علم طرز معاشرت میں ان کی رفتار اور وضع اختیار کرنے کے

لقد کان لکم فی رسول اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔ اگرچہ سیرت نبوی کے اتباع اور سنت مصطفوی کے اقتدا کا حکم عام اور ہر مسلمان پر حاوی ہے لیکن علمائے کرام پر اس کی جواب دہی اور ذمہ واری خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ ہے الاان شرالشر شرار العلماء وان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ ؎

عاصئ ناداں پریشاں روزگار — بر ز دانشمند نا پرہیز گار
کاں بنا بینائی از رہ اوفتاد — ویں دو چشمش بود در چاہ اوفتاد

صاحبان۔ میری اس تقریر سے یہ تو آپ نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ علمائے کرام کا اصلی فرض اور انکی لازمی ڈیوٹی ہے سیرت نبوی کا اتباع اور روش مصطفوی کا اقتدا۔ اور بحیثیت وارثان انبیا اور نائبان رسل ہونے کے وہ اس فرض بجالانے کے بہت زیادہ ذمہ وار اور جواب دہ ہیں لیکن سیرت نبوی ایک ایسا عام اور وسیع لفظ ہے جسکے لئے کلام مجید اور حدیث شریف کی تمام کتابوں کو شرح و تفسیر کہیں تو کچھ مبالغہ نہیں اور اس کے بیان کے لئے تمام عمر کی مدت کو بھی ناکافی سمجھیں تو کوئی تعجب نہیں۔ اس لئے میں صرف خاص خاص اصولوں کی طرف اشارہ کرنا اور انہی کی جانب توجہ دلانا کافی خیال کرتا ہوں۔ مثلاً رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بلحاظ اس تعلق کے جو آپ کو بنی نوع انسان کی اصلاح و تربیت سے تھا عموماً ہر ایک حکم اور ہر ایک مسئلے میں نہ اپنے بلکہ دوسروں کے لئے یسر و آسانی کے پہلو کو پسند فرماتے اور شفقت و ہمدردی کی جانب کو اختیار کرتے۔ جب آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز

سننے تو صرف اِس خیال سے کہ کہیں اُسکی ماں بے چین ہوکر حیران و بیدل نہو جائے نماز میں تخفیف فرما دیں۔ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میں اپنے امام کے طول کرنے کے خوف سے صبح کی نماز میں شامل نہیں ہوتا تو آپ نے نہایت غضب ناک ہوکر اماموں کو نماز میں تخفیف کا حکم دیا اور فرمایا کہ اقتدا کرنے والوں میں کمزور۔ بوڑھے اور ضروری کام والے۔ بھی ہوتے ہیں۔ ایک بار چند صحابیوں نے ایک زخمی صحابی کو جب کہ اُسے غسل کی ضرورت تھی تیمم سے روک کر نہانے کا فتوے دیا جس سے وہ جانبر نہ ہوسکا تو آپ نے یہ سُنکر فرمایا قتلوہ قتلھم اللہ۔ جب صحابیوں کو آپ کسی مہم یا گورنری پر بھیجتے تو فرماتے یسروا ولاتعسروا۔ آسان گیری اور سہل پسندی کی طرف توجہ دلاتے ہوے آپ نے فرمایا۔ زہد و تقوے کے دھوکے میں خود کو شدت اور سختی میں مت ڈالو۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ جو ہمارے مقتدا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاستاذ اور فقہ حنفی کے کھیت کو خرمن کی شکل میں لانے والے فرماتے ہیں جب اسلامی اور دینی معاملہ میں تیرے سامنے دو روائتیں یا دو رائیں ہوں تو اُن میں سے آسان اور سہل طریقہ کو اختیار کر۔ امام شعبیؒ جن کو قریباً پانسو صحابیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا فرماتے ہیں کہ جب دو صورتوں میں اختلاف ہو تو تُو اُن میں سے آسان کو لے کہ وہی حق سے زیادہ نزدیک ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ان الدین یسر۔

صاحبان آپ خیال فرماسکتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیہ کریمہ اور اِس حدیث میں کس قسم کی تاکید سے زور دیا گیا ہے۔ اگر اسی قدر فرمادیا جاتا لکم الیسر اِن شئتم یعنے تم چاہو تو تمہارے حق میں آسانی ہے۔ تب بھی یہی مطلب نکل آتا لیکن ہمارے چاہنے پر نہیں چھوڑا بلکہ فرمایا اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے۔ پھر اگر اسی قدر فرمادیا جاتا یرید اللہ بکم الیسر تب بھی اِس مطلب کے لئے کافی تھا کیونکہ آسانی چاہنے کا لازمی نتیجہ ہے دشواری اور شدت کا نہ چاہنا لیکن نہیں۔ بلکہ دوبارہ فرمایا لایرید بکم العسر جس طرح ایک اور موقع پر اصنام و اوثان کے حق میں فرمایا ہے " اموات غیر احیا" یعنے مردے ہیں زندے نہیں ہیں حالانکہ مردے ہونے کا لازمی نتیجہ ہے

زندہ نہ ہونا یہ خاص قسم کی تاکید ہے۔ اسی طرح حدیث مذکور میں صرف اِنّ اور لام تاکیدی اسپر زور دینے کا لطف عربیت دانوں پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔ ہمارے مذہب حنفی کے معزز اور مستند ممبر امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما بھی اس عام انسانی مہدوی سے غافل اور بے خبر نہ تھے۔ امام ابو یوسف کا امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کی طرح یہ مذہب تھا کہ جب کسی مقدمہ کے مسل خاص وجوہات کے لحاظ سے ایک مجسٹریٹ کی طرف سے دوسرے مجسٹریٹ کے پاس ڈگری یا اجراے ڈگری کے لئے بھیجی جائے تو یہ ہونا ضروری ہے کہ اس کے لے جانیوالے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ وہ تمام مسل ان لے جانے والے چپراسیوں کو سنا بھی دی جائے۔ انہی کے سامنے مُہر لگا کر ان کو سپرد کیجائے اور ان سب باتوں کے علاوہ اس تمام مسل کے ایک اور کھلی ہوئی کاپی ان کو دی جائے جسے دیکھ دیکھ کر وہ مسل کا مضمون یاد رکھیں اور بھولنے نہ پائیں۔ لیکن جب امام ابو یوسف کو خود یہ کام کرنا پڑا اور اس کی تکلیفیں محسوس ہوئیں تو باستثنا پہلی شرط کے کہ لیجانے والے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں باقی تمام شرطوں کو اڑا دیا۔ صاحب ہدایہ اس موقع پر نوٹ کرتے ہیں کہ جب امام ابو یوسف قضا کی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو یہ آسانی کی۔ اور واقعی سننے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے بھی لوگوں کی آسانی کے خیال سے اسی قول کو پسند کیا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب تھا کہ جب موزے میں ناپاکی لگ جائے تو صرف خشک ہو جانے اور زمین پر رگڑ ڈالنے سے وہ پاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح گائے بیل کے بہت سے گوبر لگ جانے سے بھی آپ کی راے میں نماز نہیں ہوتی تھی لیکن جب آپ کو شہر رَےّ میں تشریف لے جانے اور عام مسلمانوں کو اس حالت میں مبتلا ہونے اور دیکھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے دونو صورتوں میں اپنے خیال کو واپس لے کر فتوے دے دیا کہ موزہ بھی رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور گائے بیل کا گوبر بھی خواہ کتنا ہی لگا رہے نماز کی صحت میں رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ علماے بخارا نے شہر بخارا کے کیچڑ کو بھی اسی پر قیاس کر کے فیصلہ کر دیا کہ یہ کیچڑ بھی خواہ کتنا ہی لگا اور گندگیوں میں ملا ہوا کیوں نہ ہو نماز کی صحت میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتا۔ میرا خیال ہے کہ اگر تفتیش اور تفحص سے کام لیا جائے تو فقہ کی کتابوں میں ایسے واقعات کی

نظیریں کثرت سے دستیاب ہوں گی۔ ہمارے بعض فقہائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے بھی غالباً اِس
اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عند الضرورۃ افتا بمذہب الغیر کی اجازت دے دی ہے۔ مجھے اِس
موقع پر اِس بات کا بتلا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ آسانی اور سہل پسندی اُس حد
تک جائز اور درست ہے کہ ظاہر کتاب اللہ حدیث نبوی۔ اجماع سلف اور ائمہ مجتہدین کے قیاس
سے مخالف نہ ہو اور اِس حالت میں اگرچہ ہماری ہندوستان کے جس میں پنجاب بھی شامل
ہے سرمایہ نازش و افتخار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چاروں مذہبوں
میں سے سہل اور آسان مسائل انتخاب کر لینے کے نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اسے مستحسن
فرمایا ہے مگر بہ حیثیت اس وسعت کے ساتھ تو نہیں کہ چاروں مذہبوں میں سے مسائل انتخاب
کیئے جائیں۔ مگر اتنی تو میری بھی رائے ضرور ہے کہ حنفی مذہب کی مختلف روایتوں میں سے اگر
اپنے لیے نہیں تو کم سے کم عام مسلمانوں کو فتوے دینے میں ایسی روایت کو پسند کرنا اور ترجیح دینا
چاہیئے جو اُن کے لیے آسان اور سہل العمل ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے لئے زہد و تقوے
میں یہ حالت تھی کہ ایک روز آپ کسی شخص کے دروازہ کے قریب دھوپ میں تشریف رکھتے تھے
یزید بن ہارون اِس طرف سے گذرے اور عرض کی کہ آپ اِس دیوار کے سائے میں تشریف لے
آئیں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا اِس گھر والے پر میرے کچھ درم ہیں اِس لئے میں اس کی دیوار کے
سائے سے آرام لینا پسند نہیں کرتا۔ اپنے لیے تو آپ کے زہد و تقوے کی یہ حالت تھی لیکن عام فیصلے کے
موقع پر یہی امام ابو حنیفہ ہیں جو صاف لفظوں میں فرماتے ہیں لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب
اگر مقروض کی دیوار کے سائے میں بیٹھ جانا تقوے اور پرہیزگاری کے خلاف تھا اور شاید زیادہ سے
زیادہ انتہائی ہو بھی کیونکہ مقروض کی دیوار کے سائے سے آرام لینے کے جواز میں تو خود امام ممدوح کو
بھی کلام نہ تھا تو کیا حربی غیر مسلمین سے سود لینے سے بچنے میں تقوے اور پرہیزگاری نہ تھی
جب کہ اکثر ائمہ عظام اس مسئلے میں آپ سے مخالف الرائے ہیں۔ مگر نیز دیوار کے سائے سے بچنا
اپنے لئے تھا اور حربی غیر مسلمین سے سود لینے کا جواز تمام مسلمانوں کے لئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ سے اور بھی اِس قسم کے مسائل مستند کتابوں میں منقول ہیں جو بظاہر ان کے ورع و تقوے

کے بخلاف ہیں مثلاً دیدہ و دانستہ شراب بنانے والے کے ہاتھ انگور کا شیرہ فروخت کرنا۔ شراب فروش کو مکان یا دوکان کرایہ پر دینا۔ غیر مسلم شخص کے شراب اٹھانے کی مزدوری لینا وغیرہ وغیرہ حالانکہ آپ کے تورع اور پرہیزگاری کے یہ حالت تھی کہ ایک بار کچھ بکریاں جن کو قزاق کہیں سے لوٹ لائے تھے قصابوں کی بکریوں میں اس طرح مخلوط اور گڑبڑ ہو گئیں کہ باہم امتیاز مشکل ہو گئی تو آپ نے یہ معلوم کر کے کہ بکریاں زیادہ سے زیادہ سات برس تک زندہ رہتی ہیں سات برس تک بکریوں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا اور اسی اثناء میں کچھ فوجی جوان نے گوشت کھا کر اس کا بچا ہوا کوفے کی نہر میں ڈال دیا تو آپ نے مچھلیوں کی عمر کی حد دریافت فرما کر اس عرصہ تک مچھلیاں کھانی چھوڑ دیں مذکورہ بالا مسائل اور ان قصوں کے ملاحظہ کرنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ اپنے لئے خواہ کسی حد تک کی پرہیزگاری اختیار کرتے ہوں مگر عام مسلمانوں کے لئے اُن کے فیصلے یا فتوے سہل اور ممکن العمل ہوتے تھے۔

اگر پہلے زمانے کے عام مسلمان یسر اور آسانی کا استحقاق رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے حقوق اعتدال کے ساتھ حاصل بھی کئے تو کیا موجودہ زمانے کے مسلمان یسر اور آسانی کے مستحق نہیں ہو سکتے جن کی نسبت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض صحابیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم ایسی حالت اور ایسے وقت میں ہو کہ اپنے فرائض دین کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دو گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے لیکن آگے ایسا زمانہ آنے والا ہے جس عہد کے لوگ اپنے کرنے کے کاموں کا دسواں حصہ بجا لاتے پر بھی نجات پا جائیں گے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مختلف انقلابات کے باعثوں سے ملکی حالات میں کس قسم کی تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں جس سے مسلمانوں کا علیحدہ رہنا محض ناممکن اور تکلیف مالایطاق کے حق میں داخل ہے مگر ہم ان کے معاملات کا فیصلہ کرنے میں ابھی تک عالمگیری عالی کورٹ کے ہی کے نظیروں سے کام دئے جاتے ہیں ٭

ہم نے کلے میں سوسے کے مبرے کے پرانے ۔۔ ور سگ ۔۔ ان شہر میں مدت سے نیا ہے

صاحبان۔ آپ اِس کو شاعرانہ مذاق نہ سمجھیں۔ زمانے کی تبدیلیوں سے فتووں اور فیصلوں کا بدل جانا فقہ کا مسلم الثبوت مسئلہ ہے اگر آپ تلاش کرینگے تو اس کی نظیریں آپ کو کثرت سے دستیاب ہونگی۔ سو میں آپ کے سامنے صرف ایک نظیر پیش کرنا چاہتا ہوں۔
جب مدعی نے عدالت میں نالش کرنے اور جواب دہی کے لئے کسی پلیڈر کو مختار کر دیا تو در صورت ڈگری حاصل ہوجانے کے زرِ ڈگری کو وہی پلیڈر وصول کر سکتا ہے یا اصل مدعی کو بذاتِ خود وصول کرنا چاہئے۔ امام ابو حنیفہ اور آپ کے صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہم کا متفق علیہ فتوے یا فیصلہ یہ تھا کہ اُس پلیڈر کو اختیار اور اجازت ہے کہ زرِ ڈگری وصول کرکے اپنے موکل کو دیدے لیکن امام زفر کا اس کے برخلاف یہ فتوے یا فیصلہ تھا کہ اس پلیڈر کو زرِ ڈگری وصول کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اصل مدعی بذاتِ خود وصول کرے یا خاص طور پر اپنے وکیل کو اجازت دے۔ صاحب ہدایہ اِس پر نوٹ کرتے ہیں کہ موجودہ زمانے یعنے چھٹی صدی میں اگر پلیڈروں کو زر وصول کر لینے کی اجازت دیدی جائے تو شاید اصل مدعی کو اُس پلیڈر سے زرِ ڈگری وصول کرنے میں کسی اور بیرسٹر مقرر کرنے کی ضرورت پڑ جائے کیونکہ اب پلیڈروں کی امانت داری پر کافی اعتماد نہیں ہو سکتا اسلئے ائمہ ثلثہ کے متفق علیہ فیصلہ کے برخلاف امام زفر کے قول پر فتوے دینا چاہئے کہ اس پلیڈر کو زرِ ڈگری وصول کرنے کا کوئی اختیار اور اجازت نہیں ہے تا وقتیکہ مدعی خاص طور پر اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ غرض اِس میں شک نہیں کہ اگر علمائے کرام شرعی احکام بیان کرتے اور مذہبی فیصلہ دیتے ہوئے اپنی ایمانداری سچائی کے ساتھ مسلمانوں کی عام مصلحت کو بھی مدنظر رکھیں اور اس کام کے لئے جزو اعظم ہے باہمی صلح و اتفاق۔ تو یہ مقدس گروہ ضرور اسلام کے لئے قوم اور ملک کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔ اور اسکے ضروری مصارف بھی قوم پر گراں نہ ہونگے اور اگر خدانخواستہ ان میں خود غرضی تنگ دلی۔ کبر و حسد اور باہم کشاکشی کی وہی حالت رہی جیسے کہ اب تک محسوس اور نمایاں ہے تو اس میں شک نہیں کہ اس مقدس گروہ کی عظمت اور بزرگی کا تمام مسلمانوں کے دلوں سے بھی عنقر

خاتمہ ہونے والا ہے ؎ یہ ایوان لیسن گرا کا گرا ہے + ستوں مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے۔
لیکن میں خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ ہم پر ایسا دن نہ آئے اور انجمن نعمانیہ کے دارالعلوم نعمانیہ اور ندوۃ العلما کے دارالعلوم و انجمن حمایت اسلام کے مدرسہ حمیدیہ اور مدارس قسیم اور مدارس اسلامیہ سے ویسے ہی علما پیدا ہوں جو اپنے لئے۔ اسلام کے لئے۔ قوم اور ملک کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں الحمد اللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علے رسولہ الامین وآلہ و اصحابہ اجمعین۔

دستخط

جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی
عربک پروفیسر پنجاب یونیورسٹی

دساتیر آسمانی میں پیغمبر خدا کی نسبت پیشینگوئی[1]

دساتیر آسمانی نامہ شت ساسان نخست سرودہ ۱۴۰ لغایت سرود ۱۵۰ میں مذکور ہے۔ کہ عرب میں ایک مرد پیدا ہوگا یعنے پیغمبر آخر الزمان کہ اس کے تابعین یعنے اصحاب کبار ایرانیوں سے سلطنت چھین لینگے۔ اور جس طرح کہ پہلے عرب تابع ایران تھا۔ ویسے ہی ایران تابع عرب ہو جاوے گا۔ اور وے بت خانوں اور آتش کدوں کو مسمار کرکے انکی جگہ پر اپنے مساجد اور معابد بنا دینگے۔ اور وہ بت خانہ آباد کہ ریگستان میں بنا کردہ آباد ہے۔ اپنا قبلہ نماز ٹھیر لینگے یعنے کعبہ شریف جو ایام جاہلیت میں تین سو ساٹھ بت کا پرستش خانہ تھا۔ اِس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ آباد نام ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ جنھوں نے پہلے کعبہ شریفہ کو بنا کیا۔ اور آتشکدہ مداین اور طوس اور بلخ اور بہت سے بڑے بڑے مقام لے لینگے۔ چنانچہ اس پیشینگوئی کے مطابق حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں

[1] مجوس کی الہامی کتاب ہے جو ایرانی نبیوں پر نازل ہوئی سب کا نبی جس سے زردشت تھا۔

مقصبات ہمدان آمد باشجان خراسان کرمان وغیرہ بلاد فارس حضرت خالد ولید کے ہاتھ
پر مفتوح ہوئے۔ اور اُس کا واقع آمین یعنے حضرت صلعم ایک مرد سخنور ہوگا۔ کہ اُس کی
باتیں پیچیدہ و پیچدار ہونگی یعنے کئی پہلو اور محمل رکھتے ہونگے۔ کہ ہر ایک آدمی اُن کے سمجھنے
کا مقدور نہ رکھتا ہوگا۔ اور یہ جملہ کنایہ از حدیث جوامع الکلم سے ہے۔ وکوئی کسی طرف کوئی کسی
طرف کھینچیگا جیسے کہ دریائے شور میں ہر چار طرف سے کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں اگر
چار طرف کو عدد محصور خیال کیا جائے تو مراد چار مذہب سنت وجماعت سے ہے۔
اگر کثرت پر حمل کیا جاوے۔ تو مراد تہتر فرقہ اسلام سے ہے۔ بعد مدت اُس میں فلاسفۂ
ایران مکر و تلبیس سے داخل ہو کر اس کے اصول کو تاویلات فلسفیہ سے ایسا محرف کرینگے
کہ حقیقت شرعیہ اُس میں مثل نون کے آٹے میں رہ جاوے گی۔ اور اسلام برائے نام باقی ہوگا
چنانچہ نامہ ساسان پنجم سرود ۵۰ میں آیا ہے کہ جب ہزار سال سے زیادہ آئین تازی کو گذریگا
اُسکی حالت اختلاف در اختلاف واقع ہونیسے ایسی ہو جاویگی۔ کہ اگر بالفرض اُسکو شارع کی جلو
پیش کریں۔ تو وہ اُسکو نہ پہچانیگا۔ بلکہ اُسکو اپنی طرف نسبت کرنیسے انکار یا نفرت ظاہر کریگا سبحان اللہ
یہ پیشین گوئی بعد تین ہزار سال کے کیسی مطابق حال ہوتی جاتی ہے۔ کہ اُس میں سر مو تفاوت نہ
پایا جاتا بیشک اس زمانہ کو زمانہ ماضیہ کیساتھ مقابلہ کرنیسے زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ اگر
بالفرض پیغمبر خدا صلعم تشریف لاکر امت کا حال مشاہدہ فرماویں۔ تو کبھی امتی کا لفظ زبان پر
نہ لاویں تاریخ میں آیا ہے کہ ولادت مسیح سے پیشتر چار سو سال حکماء یونان دو گروہ پر منقسم
ہوگئے ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ اُن موجودات حسیہ اور کائنات مادیہ کے سوائے
اور بھی موجودات ہیں جو مادہ سے مجرد اور اعراض جسمانیہ سے مبرا اور مطہر ہیں جن سے
وہ عقول اور ملائکہ مراد رکھتے تھے اور اُن سب موجودات کیا مادی کیا مجرد کا مبدا و منتہی ایک
موجود ہے جو سب پر غالب ہے۔ اُس کی ذات میں کسی قسم کی ترکیب اور تالیف نہیں اسکا
وجود عین حقیقت ہے اور اُس کی حقیقت عین وجود ہے اور وہی علت اولی اور باعث
حقیقی اور موجب اصلی کائنات کا ہے۔ یعنے ذات مقدس باری تعالی یہ فلاسفہ الٰہیین کے نام سے

ملقب ہوا مثل فیساغورث اور سقراط اور فلاطون اور ارسطاطالیس وغیرہ دوسرا گروہ قایل تھا کہ بغیر وجود مادیات کے جو حواس خمسہ ظاہری سے محسوس ہوتے ہیں اور کوئی موجود نہیں ہے یہ طایفہ طبعیّن کے نام سے مخاطب ہوا طبیعت کو انسوی میں ناتور کہتے ہیں اور انگلشی میں نیچر بولتے ہیں اور حکمائے طبعیین کو فرانسوی میں ناتوریلیم اور انگلشی میں نائیچرلیم کہتے ہیں اس مذہب کا موجد دیمقراطیس تھا جو پہلے اس عقیدہ سے ناطق ہوا کہ سب کرات ارضیہ و سماویہ ترکیب اتفاقیہ اجزا اصغار ہبائیہ یعنے مادہ ذرات سے مرکب ہیں جس کو جزء لایتجزّے کہتے ہیں کوئی علت فاعلی ان کی جمع و ترتیب کی نہیں جس سے وجود صانع عالم پر صاف اور صریح انکار پایا جاتا ہے جب یہ فرقہ یونان میں ظاہر ہوا ازبسکہ اہل یونان مہذب اور متالہین کے مقلد تھے انکو ناپاک سمجھ کر کتے کی طرح ہانکنے اور دہکانے لگے کہ اُن کا نام ہی حکمائے کلبی پڑ گیا۔ جیسے دیوجانس کلبی وغیرہ اور جب نائیچرلیم نے دیکھا کہ یہ عقاید ذمیمہ براسہ لوگوں کے دلوں پر مخالفت کا اثر پیدا کرتے ہیں تب سے وہ ہر ایک قوم میں بلباس تلبیس داخل ہو کر خفیہ کوشش کرنے لگے اس طریق سے کہ پہلے شعار تقوے و صلاح اختیار کر کے قوم میں داخل ہوئے اور رسوخ اور اعتبار حاصل کیا پھر بتدریج اُس کے اصول پر مجتہدانہ تحقیق شروع کی اور تحریف تاویل کرتے کرتے ایسے پہلو پر آئے کہ اُنکو اپنے مراد و مطلوب کے بے حجاب ظاہر کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا اس طرح ہر مذہب میں داخل ہو کر کئی طرح کے اختلافات اور تفرقے ڈال دئے اور نوبت فتنہ و فساد تک پہنچی زمانہ قریب میں ڈارون اور ابیکورس نے ان عقاید کے استحکام پر اپنی تصنیفات میں بہت زور دیا ان دونو کی رائے میں انسان کی نسل بندر یا سور سے شروع ہوئی ہے۔ جب حکمائے طبعیہ نے یونان سے قدم آگے بڑھایا پہلے مصر میں منزل مقام اختیار کیا۔ پھر فارس میں آکر ایسا استقلال پایا کہ اس کو گویا اپنے وطن مالوفہ بنا لیا۔ وہاں سے اور اطراف عالم میں منتشر ہوئے چنانچہ قباد کے وقت میں مزدک نیچری نے ظہور کیا اور زمانہ نوشیروان تک ترقی کی۔ آخرش نوشیروان نے اس کو اور اُس کے اتباع کو قتل کر دیا لیکن وہ بھی ان کے استیصال پر قادر

نہ ہو سکا۔ جا بجا کچھ نقیبہ رہا۔ گیارھویں صدی ہجری میں والٹر اور روسو پیدا ہوئے انہوں نے مجدد دانا تو ریبی کے عظم رمیم میں مسیحائی کا دم پھونک کر زندہ کر دیا۔ اور نیچر کے اصول کی تدوین و ترتیب عمل میں آئی جس کے مطالعے سے ابنائے وقت کے دماغ میں نئی روشنی پیدا ہو گئی حضرت نیچر نے صرف ہر قوم کی کایہ کلپ نہیں کی بلکہ خداوند عالم کی قدرت کی نسبت بھی ایک قانون پاس کر دیا کہ وہ عقل بشری کی حد سے باہر کسی فعل پر قادر نہیں۔ معاذ اللہ۔ انسان ظلوم و جہول کی کیا مجال ہے کہ خدا کی قدرت لامحدود کی نسبت کوئی قانون وضع کر سکے۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا۔ نہ در ما گنجد اسرار الٰہی نہ در یا گنجد اندر گوش ماہی۔

یہ بھی حضرت نیچر کی ترقی کا نمونہ ہے کہ اس

زمانہ میں قاطبۃً معجزات کا انکار بر ملا ہو رہا

ہے۔ جو نصوص قاطعہ کتاب اللہ سے

تیرہ سو برس تک متحقق و مسلم چلے آتے

تھے۔ اب وہ سب کے سب معرض

تاویل میں آ کر امور اتفاقیہ اور

حکمت عملیہ قرار پائے۔ معاذ اللہ

معاذ اللہ ۵

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست

دستخط

جناب مولوی حکیم خدا بخش صاحب

فاضل و حاذق رئیس

گجرات

مالک شفاخانہ فیض عام گجرات

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت مئی سنہ ۱۹۰۶ء

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
حکیم سید عالم شاہ صاحب رئیس لاہور	۱ہور	ماہوار
بابو محمد الدین صاحب خلف میاں الٰہ بخش از خراطی محلہ لاہور . .	عہ	امداد
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ لاہور	[illegible]	ماہوار
معلوم الاسم ۔ رسید نمبری ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۵۶	[illegible]	امداد
منشی رسول خاں صاحب کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور	۱ہور	ماہوار
منشی محمد فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری اگزیمنر ریلوے لاہور . .	۲ر	”
منشی غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک برانچ دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور . .	۲ر	ماہوار
منشی امیر علی صاحب کلرک برانچ دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور . . .	۲ر	ماہوار
لالہ راجپت داس صاحب از لکھنؤ بذریعہ منی آرڈر راسمی سکرٹری صاحب	ضمہ	تیامی
جناب سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر و رئیس کابل مقیم سیالکوٹ . . .	[illegible]	ماہوار
خلیفہ محمد شریف صاحب کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور	۴ر	زکوٰۃ
میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافسمین دفتر انجینئر انچیف ریلوے لاہور	۴ر	ماہوار
منشی محمد سعید صاحب ڈرافسمین ” ” ”	۴ر	”
منشی معراج الدین صاحب	۲ر	”
بذریعہ مولوی عبد الکریم صاحب اول مدرس عربی ہائی سکول جہلم و اعزازی وکیل انجمن	[illegible]	”
چندہ مرسلہ ممبران پنجاب مقیم بمقام ازپرتھ واقعہ ملک آسٹریلیا بذریعہ محمد تہو صاحب ٹیلر امین وملا فتح بخش صاحب وکیل انجمن ۔ نام ذیل میں درج ہیں		
محمد تہو صاحب ٹیلر ۔ ملا فتح بخش صاحب مولوی عبد الحبیب صاحب ۔ مالک بخش صاحب ۔ اکبر خاں صاحب عبد الغفور صاحب ۔ عبد الکریم صاحب ۔ یعقوب علی صاحب ۔ گلزار خاں صاحب ۔ جان محمد صاحب ۔ ابو الفضل صاحب عبد الرزاق صاحب ۔ عبد الحکیم صاحب ۔ عبد السبحان صاحب ۔ عبد العزیز صاحب ۔ سوہن صاحب ۔ فتح خاں صاحب ہرنام سنگھ صاحب ۔ تیجا سنگھ صاحب ۔	لعہ ۹۰	[illegible]

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
میاں محمد صاحب رنگریز از طویلہ شاہنواز لاہور	عہ	عیدالضحٰے
بابو عبدالاحد صاحب کلرک ممباسہ ملک افریقہ ساکن لاہور چوہٹہ مفتی باقر	حصہ	امداد
خان محمد شریف خانصاحب سیاہ نویس آبیانہ تحصیل بھنڈا علاقہ ریاست پٹیالہ	ععاً	یتامی
تفصیل چندہ مجالس محرم الحرام ۱۳۳۱ھ ۔ مرزا نور علی خزانچی از لاہور		[illegible]
میاں حاکم اللہ صاحب عطار، چودہری فیض بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ لاہور	ہعہ	
حافظ چراغدین صاحب پنشنر و امین انجمن سے روپیہ		
چودہری نبی بخش بی اے ایل ایل بی پلیڈر و ممتحن حسابات انجمن	عـاً	وظایف نظامیہ
میاں غلام محمد صاحب دفتر گورنمنٹ پریس لاہور از سید مٹھا	۲/ر	ماہوار
محمد سلام اللہ صاحب خلف مولوی غلام محمد صاحب مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور	۱/ر	"
مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دارالعلوم نعمانیہ لاہور . . .	۳/ر	"
مولوی عبداللہ صاحب سوم مدرس " "	۴/ر	"
مولوی علم الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۴/ر	زکوٰۃ ماہوار
مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل لاہور	۲/ر	ماہوار
حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب مشیر انجمن نعمانیہ لاہور	عہ	خیرات
شیخ فضل کریم صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ہیر ویلیٹ بنگلہ ضلع راولپنڈی	عاً	سالانہ
محمد ناصر خانصاحب عطار اندرون حویلی میاں خاں لاہور	۳/ر	ماہوار
مولوی غلام محمد صاحب کوچہ بازار کشمیری بازار لاہور	۴/ر	زکوٰۃ
مولوی فضل الٰہی صاحب گجراتی سکنڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۲/ر	ماہوار
ماسٹر دل محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ " "	۴/ر	"
شیخ عبدالرحیم صاحب نقلنویس انگریزی عدالت خفیفہ لاہور	۴/ر	"
مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی عربک پروفیسر پنجاب یونیورسٹی لاہور	۴/ر	"

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
منشی محمد الدین صاحب گجراتی کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور	۱۴ر	مجالس محرم ۱۳۱۹ھ
منشی محمد نظام الدین صاحب سب اورسیر سولن علاقہ شملہ . . .	لعہ	ماہوار - نہ کو ماہ
میاں محمد اظہر حسن صاحب خلف منشی نظام الدین صاحب اورسیر	عہ ۔	ماہوار
حافظ سید احمد صاحب کاتب لذکوچہ ڈوگراں لاہور .	عہ	"
سردار حیات محمد صاحب درانی پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و رئیس اعظم گجرات	عٮ	امداد
میزان کل آمد بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء	[illegible]	

میزان کل آمد بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

العبد — محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور

العبد — محمد الدین قائم مقام مالی مشیر انجمن ہذا

العبد — چوہدری نبی بخش پلیڈر ممتحن حسابات

مندرجہ ذیل صاحبان نے ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء میں طلباء دار العلوم کو مدعو کرکے ثواب اخروی حاصل کیا ؛

نمبر سلسلہ	تاریخ	نام دعوت کنندہ	تعداد طلبا	جو چیز کھلائی گئی
۱۲۶	۵ مئی ۱۹۰۱ء	نصیر الدین و محمد یعقوب صاحبان سوداگر ادویات انارکلی لاہور	۱۲ کس	پلاؤ نمکین
۱۲۷	۶	منشی چراغ دین صاحب ٹھیکہ دار موچی دروازہ	ہمہ کس	"
۱۲۸	۷	خدا بخش صاحب یکی دروازہ لاہور	"	"
۱۲۹	۹	نامعلوم الاسم صاحب بھاٹی دروازہ لاہور	"	"
۱۳۰	۱۰	حالی گوہر خانصاحب والی اگرور بیرون موچی دروازہ لاہور	"	"
۱۳۱	۱۰	حافظ چراغ دین صاحب امین انجمن نعمانیہ لاہور . . .	۱۲ کس	"
۱۳۲	۱۲	حاجی قلندر خانصاحب موذن مسجد شاہی لاہور	ہمہ کس	گوشت
۱۳۳	۱۳	ملک فضل الدین صاحب محلہ ککے زیاں لاہور	"	نان "
۱۳۴	۲۰	حافظ غلام علی صاحب امام مسجد سرائے محمد شفیع انارکلی لاہور	"	گوشت ۳ سیر
۱۳۵	۲۵	مولوی نور الحسن صاحب مولوی فاضل اورینٹل کالج لاہور	"	عہ برائے گوشت

العبد — غلام احمد مہتمم دار المقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

مد		روپے—آنہ—پائی
بقایا ماہ گذشتہ سنہ ۱۹۱۰ء		۴۲۵۶—۳—۰
تفصیل آمد بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء	امداد موجب ماہوار و محرم	۱۳۰۱—۱۴—۳
	عید الضحیٰ	۱—۰—۰
	وظائف نظامیہ	۱۰—۰—۰
	زکواۃ	۲—۲—۰
	یتامیٰ	۲—۰—۰
	میزان کل آمد ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء	۱۳۱۷—۰—۳
میزان کل آمد معہ بقایا		۵۵۷۳—۳—۳
تفصیل خرچ از مد زکواۃ	خوراک دار المقامہ [1]	۴۵—۵—۶
	پوشاک طلبا [2]	۴—۲—۶
	وظیفہ (وظیفہ تقسیم ...)	۳—۰—۰
	عام وظیفہ	۴—۰—۰
	میزان کل خرچ از مد زکواۃ	۵۶—۸—۰
تفصیل خرچ از مد امداد	اشاعت: مجالس ...	۱۹—۹—۰
	اشاعت: تنخواہ	۱۰—۱۲—۶
	رسالہ لاہور: رسالہ	۳۹—۲—۳
	رسالہ لاہور: محصول ڈاک	۱۹—۰—۰
	تنخواہ ملازمین	۱۲۸—۶—۰
	کتب	۲—۹—۳
	خرچ جائداد غیر منقولہ یعنی مقدمات زمین	۲۰۰—۰—۰
	متفرقہ	۰—۱۰—۳
	میزان خرچ از مد امداد	۴۲۰—۱—۳
میزان کل خرچ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء		۴۷۶—۹—۳
بقایا آخر ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء یعنی یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء		۵۰۹۶—۱۰—۰

[1] خرچ مذکور کے علاوہ دو عدد جلد ہیں ... از تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے [2] خرچ مندرجہ کے سوا خزینۃ البضاعت سے ایک ٹوپی سوزنی دی گئی

العبد — محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور

العبد — محمد الدین قائمقام سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

العبد — چوہدری نبی بخش پلیڈر ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ

مندرجہ ذیل صاحبان نے اشیائے ذیل ماہ مئی سنہ ۱۹ میں عطا فرمائیں

نام معطی	نام شے
۱ جناب مولانا مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم	زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل ۵ نسخہ عمدۃ الابحاث فی وقوع طلاق الثلاث پانچ نسخہ صلوٰۃ الوتر کصلوٰۃ المغرب پانچ نسخہ
۲ جناب قاضی محمد نظام الدین صاحب عرف قاضی چھجو گرداور قانون گو چھال تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور	حمایل شریف مترجم برائے یتیمان پانچ جلد
۳ مولوی فدا محمد صاحب اول مدرس قرآن حصہ ابتدائیہ دار العلوم نعمانیہ	قرآن شریف ۹ اسطریہ مع جزدان یک نسخہ
۴ جناب ڈاکٹر پیر بخش خانصاحب پنشنر رئیس گجرات متصل مسجد نوکھا بازار گجرات پنجاب	(برائے یتیمان) قرآن شریف ۱۵ اسطریہ ۔ قرآن شریف ۱۱ اسطریہ یک نسخہ

العـــــــــــــــــــــــــــــــــــــل

محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور مورخہ یکم جون سنہ ۱۹ ع

فہرست امداد کنندگان بابت ماہ جون سنہ ۹ء

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم امداد
جناب محمود خان صاحب بقا بہاشپر مل ریاست بہاولپور	۵ اہداد	بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک ریفک اڈیٹ سیکشن دفتر اگزامنر	۲ر ماہوار
شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر انارکلی لاہور	ماہوار	معلوم الاسم رسید نمبری ۲۷۱	لئے امداد
منشی محمد عمر دراز خانصاحب بھاٹی دروازہ لاہور	۲ر ماہوار	منشی ناصر علی صاحب ہیڈ ریڈر گورنمنٹ پریس	عہ قیمت کمال
مولوی عبد العزیز صاحب مدرس شاخ بورڈ مل سکول واقع شاہ عالمی دروازہ لاہور	۲ر ماہوار	میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر انجینیر انچیف ریلوے	۴ر ماہوار
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ لاہور	۴ر ماہوار	منشی محمد سعید صاحب ڈرافٹسمین ریلوے	۴ر ماہوار
منشی رسول خانصاحب کلرک دفتر اگزیمنر لاہور	۴ر ماہوار	منشی معراج الدین صاحب "	۴ر ماہوار
خلیفہ محمد شریف صاحب " "	۸ر زکوٰۃ	بابو نور الدین صاحب کلاتھ مرچنٹ لاہور موچی دروازہ	۴ر ماہوار
منشی امیر علی صاحب "	۱ر ماہوار		
منشی محمد فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری اگزیمنر	۴ر ماہوار	جناب سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	چار ماہوار
بابو عبید محمد صاحب لائبریرین محکمہ عالیہ فنانشلی لاہور	۸ر ماہوار	بذریعہ مولوی کرم الدین صاحب دبیر ساکن بھین ضلع جہلم بتفصیل ذیل	
منشی عبد العزیز صاحب معرفت حافظ عبد الرزاق سوداگر انارکلی لاہور	۵	سید فضل شاہ صاحب ساکن ڈھوڈیال تحصیل چکوال ۱ر خداداد صاحب نمبردار کوٹھہ بافندہ ۸ر چوہدری محمد خانصاحب نمبردار منگوال ۵ر	امداد سے ۲ر
حاجی قطب الدین صاحب سوداگر راولپنڈی بذریعہ منشی محمد عبد اللہ صاحب میر منشی	عہ عیدی نے ۴ر		
منشی محمد عبد اللہ صاحب میر منشی راولپنڈی محلہ نیا سیال	امداد ۱ر	خلیفہ تاج الدین احمد صاحب مختار سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور	قیمت کمال
بابو محمد یعقوب صاحب کلرک دفتر اگزیمنر لاہور	۱۲ ماہوار		

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم امداد
بابو مہر بخش صاحب بک انگ کلرک ریلوے	عہ ر	ماسٹر سید اسد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور۔	۴ہر ماہوار
مولوی غلام علی صاحب امام مسجد سرائے محمد شفیع صاحب انارکلی لاہور	۴ہر	ماسٹر فضل الٰہی صاحب گجراتی سکنڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۴ہر "
مولوی غلام محمد صاحب کوٹھیدار از کشمیری بازار	۴ہر زکوٰۃ	از ترکہ حکیم پیر بخش صاحب مرحوم بذریعہ پنڈت بالکشن صاحب پنشنر منصف و شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب کشمیری بازار و منشی تاج الدین صاحب کوٹھیدار پنشنر۔	[illegible]
بابو ارشاد مرزا صاحب اکونٹنٹ کوچہ ڈوگراں لاہور	۴ہر ماہوار		
مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ	۴ہر "		
میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس	۲ر "		
مولوی علم الدین صاحب مینجر ڈائمنڈ جوبلی سکول	۴ہر زکوٰۃ		
ماسٹر دل محمد سپرنٹنڈنٹ ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۴ہر ماہوار		

میزان کل آمد بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء۔ ۱۵ عـــہ ///

العبد	العبد	العبد
محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ	چراغ دین منیر مال انجمن نعمانیہ	چوہدری نبی بخش صاحب ممتحن حسابات

انجمن کو اشیائے ذیل ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء موصول ہوئیں

نام معطی	نام شے
منشی تاج الدین صاحب کلرک دفتر اگزیمنر لاہور	قرآن شریف ۱۵ سطریہ ــــ یک
مولوی فتح محمد صاحب امام مسجد نمبر دار کی از دہلی۔ دروازہ دہلی۔	فتح الابواب۔ قاعدہ عربی یک یک دو عدد

العبد
محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء متعلقہ انجمن نعمانیہ لاہور

مد	روپیہ آنہ پائی
بقایا ماہ گذشتہ یعنی بابت ماہ مئی	۳۳۲۲—۱—۰
تفصیل آمد بابت ماہ جون	
امداد ماہواری وغیرہ	۲۰۲۳—۸—۶
زکوٰۃ	۱—۰—۰
چندہ فیس	۱—۰—۰
میزان کل آمدنی ماہ جون	۲۰۲۵—۸—۶
میزان کل معہ بقایا	۵۳۴۷—۹—۶
خرچ از مد زکوٰۃ	
امداد طلباء	۶—۸—۳
امداد بیوگان	۳—۰—۰
وظیفہ	۶—۰—۶
میزان خرچ از مد زکوٰۃ	۱۵—۸—۹
خرچ از مد امداد	
اخراجات	۳—۹—۹
بازار	۳۰—۹—۰
متفرق	۰—۸—۰
تنخواہ ملازمین	۱۲۶—۱۵—۶
متفرق	۱—۱—۶
میزان خرچ از مد امداد	۱۶۲—۱۱—۹
میزان کل خرچ ماہ جون	۱۷۸—۴—۶
بقایا موجودہ ۱ جولائی	۵۱۶۹—۵—۰

۱ اس کے علاوہ تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ دو قرآن مجید علیحدہ ہیں ۲ ایک ٹوپی سوزنی خزینہ البضاعت سے خرچ ہوئی۔

العبد	العبد	العبد
محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور	حاجی چراغ دین مشیر مال انجمن نعمانیہ لاہور	چوہدری نبی بخش پلیڈر ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ لاہور

صاحبان ذیل نے طلبائے دار العلوم کو ماہ جون سنہ ۱۹۱۰ء میں مدعو کر کے ثواب اخروی حاصل کیا

نمبر سلسلہ	تاریخ دعوت	نام مدعو کنندہ	تعداد طلباء	کیفیت دعوت
۱۳۶	۴ر جون سنہ ۱۹۱۰	سردار بہادر سید امیر علیشاہ صاحب رسالدار میجر پنشنر از طویلہ شاہنواز	ہمہ کس	خربوزہ ۲ من
۱۳۷	"	محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور	"	گوشت ۲ ثار
۱۳۸	۶ جون سنہ ۱۹۱۰	خلیفہ تاج الدین احمد صاحب مختار چیف کورٹ و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور	"	بزغالہ یک راس
۱۳۹	۱۰ جون سنہ ۱۹۱۰	لنگا صاحب مستری از کوچہ شیخ وسادن	"	چاول شیریں
۱۴۰	"	حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب مشیر انجمن نعمانیہ لاہور	"	خیرات بتقریب صحت برائے نعیم
۱۴۱	۲۵ جون سنہ ۱۹۱۰	ملاں محمد بخش صاحب اکبری دروازہ لاہور	۱۵ کس	نان گوشت
۱۴۲	۲۶ جون سنہ ۱۹۱۰	قاضی ظفر الدین احمد صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور	ہمہ کس	۲ سیر گوشت [illegible]

المسؤل

غلام احمد مہتمم دار المقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

شکریہ

انجمن تہ دل سے ان معزز اڈیٹران و مالکان اخبارات کی شکرگذار ہے جو کہ وقتاً فوقتاً اپنے صحایف مین انجمن کے حالات شایع فرماتے رہتے ہین جنکی مفصل فہرست رسالہ ماہ دسمبر مین درج ہو چکی ہے اور مندرجہ ذیل اخبارات مستقل طور پر تبادلہ مین جاری ہیں امید ہے کہ دیگر مالکان اخبار ات بھی جنکی خدمتمیں یہ رسالہ پہنچا رہتا ہے تبادلہ سے انجمن کو مشکور فرماوینگے

اخبار المعلومات از قسطنطنیہ (عربی) + نظام الملک مراد آباد + نظام الاخبار - بمبئی -
اخبار مصباح الشرق از قاہرہ (عربی) + وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ + صدائے ہند لاہور -
اخبار رفیق ہند لاہور + مشیر ہند لاہور + رسالہ نیرنگ جہاں جےپور +
اخبار کوہ نور لاہور + قاسم الاخبار بنگلور + تحفہ محمدیہ کانپور +
سراج الاخبار جہلم + رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ + اخبار لاہور پنچ +

"مسلمانوں کی حقیقی ترقی کا معیار"

ایک عرصہ سے مسلمانوں کی توجہ ان بواعث کے دریافت کرنے پر متوجہ ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کے اصل وجوہ کیا ہیں۔ زمانہ کے اہل الرایوں نے اسپر صدہا خیال ظاہر کئے جو بالعموم دنیوی امور سے متعلق تھے لیکن جب بخوبی غور کر کے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ حقیقی باعث اسکا فقدان علماء ربانی ہے بدیں وجہ کہ اشاعت علوم دین کیطرف توجہ کم ہو گئی ہے۔ کوتہ بینی سے ظاہری فوائد کا خیال کر کے دنیوی امور میں قوم ایسی منہمک ہو گئی کہ دینی ترقیات منعکس ترقی کرنے لگیں۔ یہانتک کہ اب ایسے اشخاص جنکو علماء ربانی کا مخاطب سمجھا جا سکے۔ ملک میں بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی آفتاب لب بام ہیں جسکے سبب سے نظام امر بالمعروف نہی عن المنکر میں ایسا تنزل واقع ہوا کہ وعظ و درس سے استفادہ کی گنجائش بہت ہی کم ہو گئی ہے نتیجہ جسکا یہ ہوا کہ مسلمان اتباع اسلام کو بالکل بھول گئے اور جو اس وقت قوم کی حالت زار ہے وہ بھی خواہان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ اس خیال کی تائید میں آیات قرآن و حدیث بصراحت موجود ہیں جن لوگوں نے اس خیال کو صحیح سمجھا انہوں نے اس مرض مزمن کا علاج یوں کرنا چاہا کہ لاہور میں [illegible] سے ایک انجمن موسوم بہ انجمن نعمانیہ قائم کی۔ اور بالفعل منجملہ مقاصد کے مقصد اول کے مطابق ایک دار العلوم موسومہ بہ دار العلوم نعمانیہ بعون و توفیق جاری کر دیا۔ اس مدرسہ میں طلبا کو محض خالصاً لوجہ اللہ بلا اخذ فیس وغیرہ علوم دین کی تعلیم اعلیٰ درجہ تک مع علوم توابع کے دیجاتی ہے۔ اس وقت بفضلہ تعالیٰ پچاس سے زیادہ طلبا علوم دین کی اعلیٰ تعلیم میں اور تین سو سے زیادہ اطفال قرآن شریف وغیرہ کی تعلیم ابتدائی میں شریک ہیں۔ قرآن شریف حفظ بھی کرایا جاتا ہے تعلیم دینیات کے طلبا کی امداد انجمن نعمانیہ۔ خوراک و پوشاک بطور وظیفہ و کتاب و کاغذ و دیگر سامان تعلیم اپنے سرمایہ سے کرتی ہے۔ انجمن کو افسوس ہے کہ بسبب کمی آمدنی و سرمایہ کے اپنی غایت میں ابتک کامیاب نہیں ہو سکی۔ نمبر ۱ یعنی جسقدر تعداد کی ضرورت ہے اس دار العلوم میں نہیں کئے جا سکے۔ نمبر ۲۔ طلبا جسقدر دور دراز ممالک سے آتے ہیں انکی امداد بخوبی نہیں کیجا سکتی۔ نمبر ۳ کتب خانہ جسکی ضرورت لازمی ہے ابتک مہیا نہیں ہو سکا۔ نمبر ۴۔ ادنیٰ تر یہ کہ کوئی مکان بھی انجمن کا اپنا نہیں ہے جسمیں دار العلوم مستقل طور پر قائم ہو سکے۔ بلکہ ابتدائی حصہ دار العلوم مسجد مکین خاں معروف ہسپتال والی میں جاری ہے۔

اور اعلیٰ حصہ دار العلوم مسجد شاہی بنا کردہ شاہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر نور اللہ مرقدہ میں
نظر بانتائج عظیم مندرجہ صدر انجمن نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ تمام اپنے برادران اسلامی کو اس
ضرورت سے مطلع کر کے استمداد چندہ کرے اس دار العلوم میں تمام اقسام کی خیرات و مبرات دیجا سکتی
ہیں بالخصوص مال زکوٰۃ مد مصرف چند جہت سے ہے جسکے لئے علماء نامدار نے فتوے تحریر فرما دیا
ہے یتامے کی پرورش و تربیت و تعلیم بھی محض اسی نظر سے کیجاتی ہے اور اس میں اہتمام و سعی بلیغ
ہوتی ہے۔ کہ انکو ایک صالح دیندار اور عالم علم دین بنایا جاوے۔ انجمن شکر گذار ہے۔ ان صاحبان کی
جنہوں نے بطور گدایاں خالصاً لابتغاء مرضات اللہ حصول امداد چندہ کے لئے بیرونجات میں قدم لیا اور
اپنے دنیوی حرج پر اس دینی کام کو ترجیح دی۔ مقلب القلوب برادران اسلامی کے دلوں میں محبت و
ہمدردی اسلامی کی توفیق عطا فرماوے اور وہ ہر طرح سے اس دینی کام کی امداد فرما کر عند اللہ ماجور
و عند الناس مشکور ہوں وما علینا الا البلاغ ۔

گذارش

جن صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچتا رہے ان سے التماس ہے کہ وہ براہ کرم ہر موقع تبدیلی
دفتر انجمن میں اپنے مفصل پتہ و نشان سے اطلاع دیتے رہا کریں تا کہ پہنچنے میں دیر نہوا کرے ۔
(۱) جملہ خط و کتابت متعلقہ انجمن بنام تاج الدین احمد مختار چیفکورٹ پنجاب سکرٹری
انجمن نعمانیہ لاہور ہونی چاہئے ۔
(۲) بیرونجات سے ہر ایک قسم کا زر نقد یعنی چندہ ماہوار۔ سالانہ امداد اور زکوٰۃ و مبرات
عند مستدعیہ منی آرڈر یا مفصل اسمی حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب جنرل سکرٹری یا بنام صاحب نائب
سکرٹری آنا چاہئے ۔

العارض
تاج الدین احمد مختار چیفکورٹ سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

جلد ۱ ۷۸۶ نمبر ۷ و ۸

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

بابت ماہ

جولائی و اگست ۱۹۰۰ء

بسرپرستی جسکے دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں

سنہ ۱۸۸۸ء سے جاری ہے

حسب فرمائش انجمن نعمانیہ لاہور

[illegible] میں چھپا

مقاصد انجمن نعمانیہ لاہور

امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(۱) شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقعہ پر لازمی ہوگا اور کوئی امر اسکے مغایر نہ ہو سکے گا۔

(ب) مذہب اہل السنۃ والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہوگا +

مقاصد

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جسمیں ان علوم کی اعلےٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہلسنت والجماعت باتباع طریق حنفی دیجائے۔ اور جسکے ذریعہ سے علمائے کمل پیدا ہوں جو اسلام کی شاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجائے کہ طلبا اپنے مذاق کے مطابق کسب معاش کے لئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں +

(۲) بغرض افادہ عامہ مسلمین ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع فقہ (؟) جس سے انکے اخلاق معاشرت اور کسب معاش معاملت وغیرہ امور دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امید کیجا سکے +

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری و شیدہ دوزی گوٹہ بافی وغیرہ سکھائی جاوے۔

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے ورثا نہ ہوں یا جنکے ورثا انکی پرورش کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(۶) بالعموم تمام اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبودی کی تجاویز کا سوچنا اور [illegible] اتفاق [illegible] مناسب [illegible] پیش کرتے رہنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اسلام کی حقیقت"

حضرات میرے کھڑے ہونے پر آپ صاحبان کے دل میں خیال گذرا ہوگا کہ میں کسی مسئلہ شرعی پر آپ کی سمع خراشی کرونگا یا کسی سوشیل معاملات پر کوئی دلچسپ لکچر دونگا یا کسی متوسل مضمون پر عمدہ تقریر کرونگا۔ توبہ توبہ۔ صلاح کار کجا و من خراب کجا۔ بلکہ میں صرف اپنی اس تشویش و خرابی کو جو چند عرصہ سے میرے دل میں پیدا ہوئی ہے اور جسکے باعث شب و روز میرے دل میں کانٹا سا کھٹک رہا ہے عوام کے روبرو عموماً اور علماے عظام کے روبرو خصوصاً پیش کرکے اور اس پر اپنے خیالات ظاہر کرکے امیدوار ہوں کہ اگر میرے خیالات حق بجانب ہوں تو اس پر آپ بھی توجہ کریں اور اگر غلطی پہونچی ہوں تو انکی اصلاح کرکے مجھے مشکور فرماویں اور عند اللہ ماجور ہوں ۔

میں حیران ہوں کہ وہ قوم جسکے اقبال کا ستارہ کبھی آسمان ہفتمیں پر روز روشن کی طرح چمکتا تھا آج اسکا چراغ ٹمٹماتا سا نظر آتا ہے۔ وہ قوم جس کا ایک ایک بہادر کوہ کن اور صف شکن مشہور تھا آج ایسی بزدل اور پست ہمت ہوگئی ہے کہ اسکے سب کام ادھورے اور سب کے پیچھے ہیں۔ وہ قوم جس کا ہر فرد بشر افلاطون ثانی اور ہر آدمی لقمان وقت تھا آج اسی اپنی ہی بہتری کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔ وہ قوم جو کبھی کل اقوام کی لیڈر اور پیشرو تھی آج خود اپنی ہی بدترین حالت کو بلکہ ان قوموں کی تقلید کے مادہ بھی نہیں رکھتی جو فی زمانہ دانا سے دہر کہلاتی ہیں۔ وہ قوم کہ جسکو [illegible] میں ایک [illegible] تھا سالہا سال گذرے کہ [illegible] دین [illegible] مسلمان قوم

ہم اسکو رات دن ٹھوکریں دے دے کر جگاتے ہیں مگر یہ کچھ ایسے خواب خرگوش میں پڑی سوتی ہے کہ
اسکے کانوں جوں تک تو نہیں رینگتی۔ مقررین۔ واعظین لکچرار کی جادو بھری تقریروں نصیحتوں اور
لکچروں کا اثر تک نہیں۔

۶ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

قوم کی ایسی بُری حالت اور اسپر آثرے نمار دکی تشویش تو مجھے تھی ہی مگر حسن اتفاق سے ایک
روز قرآن شریف کھولنے پر میری نظر سے ایک آیہ کریمہ گذری جس نے مجھے اور بھی سخت تر تشویش
میں ڈال دیا کہ ہمیں اس قادر مطلق خالق کون و مکان۔ مالک زمین و آسمان کا یہ حکم اور ایسا
پختہ وعدہ اور ہماری یہ حالت۔ قال اللہ تعالیٰ جل شانہ۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم
مومنین۔ سبحان اللہ کیسے صاف صاف الفاظ اور کیسا پختہ وعدہ کہ تمہیں کوئی ڈر نہیں اور تمہیں
کوئی بھی خوف نہیں اور تم ہی سب سے بڑھ چڑھ کر رہوگے اگر تم مومن ہو۔ قرآن کریم کے اِس تنبیہ
سے میں ایسے بحر تفکر میں غرقاب ہوا اور ایسے حواس باختہ ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر تک نہ رہی
اسی اثنا میں مولانا سعدی علیہ الرحمۃ کی روح پاک نے یاری کی اور مجھے یاد آیا۔

توہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ
محالست چون دوست دارد ترا — کہ در دستِ دشمن گذارد ترا
رہِ راستی رو از طریقت متاب — بہ گام و کلامے کہ خواہی بیاب

اِن محبت آمیز الفاظ سے میرے ہوش و حواس تو درست ہوئے مگر آیۂ کریمہ کو جب غور سے دیکھا اور
توجہ کی تو دو باتیں معلوم ہو کر رہ گئیں۔ یا تو معاذ اللہ وعدۂ احکم الحاکمین غلط ہے اور یا ہم مومن نہیں
اوّل الذکر کا تو خیال کرنا بھی عبث اور اسکے واسطے آپ کیا ہر ایک فرد بشر کے روبرو میرا ثبوت
دینا فضول۔ کیونکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے۔ اِنّ وعداللہ حق۔
امر دوم۔ ہم مومن ہیں یا نہیں؟ پیشتر اِسکے کہ میں یہ ثابت کروں کہ ہم مومن ہیں یا نہیں اور

مومنین کے افعال و اعمال کے ساتھ اپنے افعال و اعمال کا موازنہ اور مقابلہ کیا جاوے کہ سب سے پہلے لفظ مومن کی شکل و صورت اور وضع و ہیئت پر توجہ کرنی ضروری اور لازمی معلوم ہوتی ہے اور بعدہ لغوی اور اصطلاحی معنوں پر۔

حضرات۔ لفظ مومن کے چار حروف۔ میم۔ واو میم۔ نون۔ ان چار اعداد کا خیال رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ چوکڑی بھول جائیں۔ اور چوکنے بیٹھیں نہ معلوم خداوند کریم نے ان چار اعداد میں کونسی حکمت اور برکت بھر رکھی ہے کہ جہاں تک نظر ڈالو اور خیال دوڑاؤ از اول تا آخر ہر ایک بات میں ان کی نسبت۔ ہر ایک جگہ ان کا ملاپ پایا جاتا ہے۔ ذرا غور فرماویں مختصراً عرض کرتا ہوں پہلے قرآن شریف دو لفظ ہیں ایک قرآن دوسرا شریف۔ معاً ان کے جدا جدا چار حرف۔ قرآن شریف پڑھنے کے وقت بموجب حکم الٰہی پہلے اعوذ پڑھا جاتا ہے۔ لفظ اعوذ کے بھی چار حروف ازاں بعد ہست کلیدِ درِ گنجِ حکیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چونکہ کلیدِ قرآن بسم اللہ شریف ہے لفظ کلید کے بھی چار۔ اب بسم اللہ شریف کے چار حصے۔ باسم۔ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ ان ہر چہار کے جداگانہ چار چار حروف۔ پھر دونوں کون و مکان یعنے دنیا اور آخرت۔ ان دونوں کے چار چار حروف۔ خداوند کریم نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے چار ہی چیزیں بنائیں۔ لوح۔ قلم۔ عرش۔ کرسی۔ اللہ تعالے کے اگر مقرب فرشتے ہوئے تو وہ بھی چار۔ جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل علیہ السلام خدا سے برحق کے اگر مشہور آسمانی صحیفے ہیں تو چار توریت۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان۔

پس جو مسلمان خداوند کریم کے ابداً آباد ہستی۔ اسکے فرشتوں۔ اور کتب ہائے سماوی پر صدق دل سے ایمان لاوے اور انہیں سچا جانے اور ان کے اوامر و نواہی کے پابند ہو وہ مومن ہے اب لیجئے خداوند کریم نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اسمائے گرامی جن سے قرآن شریف میں مخاطب فرمایا ہے محمد اور احمد میں ان دونوں کے بھی چار ہی چار حروف۔ اچھا اور سنئے پھر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس خطاب سے سرفرازی بخشی اسکے بھی چار ہی دل۔ وہ کیا رسول۔ سو حضرت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اگر اصحاب کبار ہیں تو چار اور خلفاء راشدین ہیں تو چار۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان و حیدر۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزیز ہیں تو چار۔ علی۔ فاطمہ رضی۔

حسین وحسن حضور کے فرزند نرینہ وہ بھی چار۔ طیب۔ طاہر۔ قاسم اور ابراہیم علیہم السلام۔
پس جو مسلمان حضرت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر ایمان لاوے۔ آپ کے احکام کی پیروی کرے۔ آپ کے خلیفوں کا فرمانبردار ہو آپ کے عزیزوں سے دلی محبت رکھے وہ مومن کہلائے۔ پیشتر ازیں امام ہائے مجتہدین اگر ہیں تو چار امام اعظم۔ ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک احمد بن حنبل۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جو مسلمان ان چہار مجتہدین کو امام ہائے برحق مانے اور انہیں سے کسی نہ کسی کی تقلید کرے وہ مومن۔ اور صوفیائے کرام او فقرائے ذوی الاحترام کے اگر مشہور طریقے ہیں تو چار۔ قادری۔ چشتی۔ نقشبندی اور سہروردی۔ خوبصورت معلوم ہوتا ہے اگر ہر ایک مومن ان میں سے کسی نہ کسی سلسلے کا پابند ہو۔ غور کرنے سے چشتی سلسلہ کی کچھ زیادہ نسبت معلوم ہوتی ہے کیونکہ لفظ چشتی کے بھی چاروں ہی حروف ہیں۔ اب ان تمام باتوں کا لب لباب یہ نکلا کہ جو شخص اللہ جل شانہ کی وحدت اور ہستی (جن میں سے ہر ایک کے چار چار حروف ہیں) ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاوے اور احکام مندرجہ کتب کے اوامر و نواہی کا پابند ہو۔ زاں بعد اس کے حبیب اکرم رسول محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاوے آپ کے احکام کا پیرو ہو۔ آپ کی آل اطہار و خلفائے راشدین سے دلی محبت رکھے وہ مومن ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ عز وجل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم۔ یا تو انکی تابعداری اور محبت سے بہشت کے چار حرفوں کا وارث ہو۔ یا دوزخ کے چاروں حروف کا مالک وارث اور مالک کے بھی جداگانہ چار چار حروف۔ اور مومن کا ایمان کامل تر ہی ہوتا ہے کہ جب حضرات امامین مجتہدین اور صوفیائے کرام اور فقرائے ذوی الاحترام سے بھی دلی محبت رکھتا ہے۔ اور حتی الوسع انکی پیروی او تابعداری بھی کرے۔ اگر غور کیجاوے تو انسان بھی چار ہی عنصر سے پیدا ہوتا ہے۔ آب۔ آتش۔ خاک و باد۔ انسان کے اعضائے رئیسہ بھی چاروں ہیں۔ دل و دماغ۔ جگر و معدہ۔ یہاں مجھے حضرت مولانا سعدی علیہ الرحمۃ کا مقولہ یاد آیا ہے۔

فرد

چو عضوے بدرد آورد روزگار　　دگر عضوہا را نماند قرار

طرح ان تمام امورات متذکرہ بالا میں سے اگر ایک کی بھی فروگذاشت ہو جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں
کے ایمان میں نقص ہے۔ ذرا اور توجہ فرماویں کہ سمت بھی چار ہی ہیں۔ مشرق۔ مغرب۔ شمال۔
یا یوں کہئے کہ پس و پیش راست و چپ انہیں سے اگر سمت موافق کی بجائے سمت مخالف کو کوئی
تو نقصان اٹھائے گا یعنے راستہ بھٹک جائے گا ویسا ہی مذکورۃ الصدر امورات میں سے اگر
اپنے سمت الراس یعنے صراط مستقیم کو چھوڑ دے جس سے پیروی خدا و رسول متصور ہے تو منحرف
ایمان کے راستہ سے ادھر کر ضلالت اور گمراہی میں پڑ جائے گا۔ اب آخیر میں اس ساری
کو چند مختصر الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔ یعنے مومن کے چار حروف ہیں۔ میم۔ واؤ۔ میم نون۔ ان چار
حروف سے مومن کو قدرتی طور پر جداگانہ اخلاقی سبق سکھلایا جاتا ہے۔ یعنے
ل۔ سے مراد مومن ہے۔ یعنے خدا رسول برحق ملائکہ اور کتب سماوی پر صدق دل سے یقین
والا ہو +
واؤ سے مراد واثق ہے۔ یعنے وعدہ روز میثاق۔ اعنے۔ وعدہ الست بربکم پر مستقل رہو۔ صلاح
ی۔ سے مراد مطیع ہے۔ یعنے امر بالمعروف کا مطیع ہو۔ اگر مودب مراد لیں تو خداوند کریم اور رسول علیہ
والصلوٰۃ کے ادب اور تعظیم کو علی قدر مراتب مد نظر رکھے۔
۔ نون سے مراد نفور۔ یعنے نہی عن المنکر سے نفرت کرے۔ خدا کی قدرت ان ہر چار حروف کے تشریحی
الفاظ کے بھی جداگانہ چار حروف ہیں۔ مومن۔ واثق۔ مطیع یا مودب۔ نفور۔
م کے پانچ ارکان ہیں۔ تہلیل۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوۃ۔ جب تک انسان صدق دل سے
پڑھے تب تک دائرہ اسلام میں نہیں آتا۔ مومن کے لغوی معنی ہیں ایمان والا جب تک مسلمان
ہر چار ارکان یعنے نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوۃ کا پورا پورا پابند اور مستند نہ ہو تو مومن نہیں بن سکتا
ومن کے اصطلاحی معنے ایک بڑے کامل صوفی حضرت مولانا شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ نے
مختصر الفاظ میں بیان فرمائے ہیں جس سے بہتر تشریح محال ہے مگر لطف یہ ہے کہ آپ نے بھی
سلسلہ تو نہیں چھوڑا۔

ہر کہ باشد پاک مومن اے عزیز　　پاک دارد چار چیز از چار چیز
از حسد اول تو دل را پاک دار　　خویشتن را بعد ازاں مومن شمار
پاک دار از کذب و از غیبت زبان　　تا کہ ایمانت نیفتد در زیان
پاک گردانی عمل را از ریا　　شمع ایمانِ ترا باشد ضیا

مومنین کے افعال و اعمال کے ساتھ اپنے افعال و اعمال کا مقابلہ۔

مومنین کے افعال و اعمال کا ذکر کرنا تو شاید اب فضول ہوگا۔ کیونکہ مومنین کے واسطے جو باتیں ضروری ہیں ان کا ذکر تھوڑا یا بہت عرض ہو چکا اور انکے علامات مجمل یا مفصل کچھ نہ کچھ گذارش کئے گئے ہیں اگر دیکھنا ہے تو یہ کہ آیا ہم یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے مصداق بھی ہیں یا نہیں یا یوں کہو ہم مومن ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو جو کچھ ہماری حالت ہو رہی ہے وہ بجا ہے یا بیجا۔

حضرات آپ دیکھتے ہیں کہ یہ میدان میدان محشر نہیں کہ جس میں راست گوئی سے حشر بپا ہو جاویگا یا کوئی کورٹ اوف جسٹس ہیں کہ اقبالِ جرم سے اسی دم کوئی سزا مل جائے گی یہ صرف ایک انجمن نعمانیہ کا جلسہ عام ہے اور گو یہاں قاضی مفتی مولوی اور اور بڑے بڑے صلحاے عظام اور صلحاے اکرام تشریف رکھتے ہیں مگر آپ مطمئن رہیں کہ مقر اور اقبالی ہو جانے سے یہ ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو ہمارے تنزل اور بربادی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ احکام شرعی کے پابند نہیں اور میری مراد یہ نہیں کہ ہم زبانی مقر ہو جاویں یا اپنے جرائم کا اقبال کر لیویں بلکہ مودبانہ صرف اتنی عرض ہے کہ ذرا اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں تو سہی کہ کیا ہم یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر کے مصداق بن سکتے ہیں۔ حاشا و کلا۔ ہرگز۔ ایں خیال ست و محال ست و جنوں۔

جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے اور مجھے میرے ہمہ بھائیوں کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اوامر کی جانب ہماری رغبت تو یک طرف بلکہ الٹی نفرت۔ اور نواہی سے بجائے نفرت کے رغبت۔ نماز روزہ سے ہمیں عار۔ بدکاری ہمارا شعار۔ راست روی و حق گوئی سے ہم نفور۔ کذب و غیبت پر مغرور۔ حج و زکوۃ وغیرہ سے ہمیں نفرت۔ بداعمالی اور عیاشی ہماری عزت خداوند کریم کی بندگی اور عظمت ہمارے دل میں نہیں۔ رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمانوں کی پیروی تو بجائے خود نقش آپ کا اسم مبارک اگر کہیں تذکرہ

ے تو ادب کے لحاظ سے بھی درود تک تو ہماری زبان پر نہیں آتا۔ اگر کہیں بھولے بھٹکے یا کسی
رسندہ کرنے سے نماز شروع بھی کر دے تو اس میں بھی ریا کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور اسپر طرّہ
یکے کہ ناصح کے ممنون ہوں اس بیچارے پر بار احسان۔ کہ مولانا آپ کے ارشاد کی تعمیل تو
سردپانی کے باعث ہاتھ پاؤں پھوٹ گئے بیائیں پڑ گئیں جو سخت درد کرتی ہیں اسواسطے
نہیں پڑھی جاتی +

احباب کا قول ہے کہ زمانہ جہالت میں نماز کا صرف اسواسطے حکم دیا تھا کہ پاک وصاف رہنے کے
ں اور ٹھیک ٹھیک ورزش ہو جایا کرے۔ اب چونکہ زمانہ روشنی ہے اور ہم ہر روز نہاتے ہیں
اور فٹ بال کھیلنے سے ورزش جسمانی بھی ہو جاتی ہے۔ نماز کی پابندی کی کیا ضرورت ہے بعض کا
کہ یہاں ہم سے ہر وقت بوٹ اور جرابیں اُتار کر مفت میں ٹکریں نہیں ماری جاتیں۔ بعض
پوشش کوٹ و پتلون کے باعث معذوری اور ساتھ ہی مجبوری بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ
ن میں سے ایک نماز ہی ہے جس سے کسی حالت اور کسی صورت میں خلاصی نہیں ہو سکتی
بالصلوٰۃ قبل الفوت ہمارے ہادی برحق کا ارشاد ہے۔ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ روز محشر کہ جا نگدا
میں پرسشِ نماز بود۔

نماز وہ رکن ہے جس کے واسطے قرآن شریف میں سات سو دفعہ تاکیدی حکم آیا ہے لطف یہ کہ
کچھ بھی نہیں نعمت مفت ہے۔ حج اور زکوٰۃ تو صاحب نصاب پر فرض ہیں۔ باقی رہا روزہ۔
ہے کہ بچے گناہوں سے بے لوث اور پاک ہوتے ہیں اور اسی واسطے ان کا نام معصوم رکھا گیا
معصومیت کی وجہ سے بموجب فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کل مولود یولد علےٰ الفطرۃ الاسلام
ت حق کی جانب مائل ہوتی ہے اسواسطے اکثر دیکھا گیا ہے کہ وے بڑے شوق سے روزہ رکھتے
ڑوں کی شرم اور تقلید یا ہمارے ان معزز بزرگواروں کے شرم اور لحاظ سے اگر جبرًا و قہرًا رکھ
و تشنگی کی بیسیوں دفعہ شکایت اور بھوک کا سینکڑوں دفعہ شکوہ جھوٹ کا یہ حال ہے اگر کسی

بھائی سے مطلع ہو جانے پر پوچھا جاوے کہ خلاف موقعہ پر آپ نے جھوٹھ کیوں بولا تو جواب ملتا ہے کہ بھئی تم بڑے بے وقوف ہو بات نہیں سمجھتے۔ وہاں جھوٹھ بولنا ہی پالیسی تھی خیال فرماویں اب جھوٹھ کا نام پولیسی رکھا گیا ہے مگر وعدہ الٰہی کی طرف مطلق خیال نہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یا یوں فرما دیتے ہیں کہ بھئی کیا کریں دنیاداری بے گذارہ نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس کہ اس بات کی مطلق پرواہ نہیں۔

ندارد کار دنیا اعتبارے ۔۔۔ اگر داری دو روزے یا سہ روزے

بغفلت بگذاری روزگارے ۔۔۔ مگر دگوری کرد کارے

غرض کہانتک طول دیا جاوے ہماری طبایع دینی امورات سے کچھ ایسی مبرا ہو گئی ہیں کہ اپنے دین کی مس تک تو نہیں۔

اور پھر اسپر طرہ یہ کہ شب و روز گریہ وزاری۔ آہ بے قراری کہ قوم گئی۔ غرق ہو گئی۔ کوئی تھامے کوئی سنبھالے۔ بھائیو ہمارے اعمال کا یہ حال۔ اقوال کی یہ صورت اور پھر اسپر امیدوار رحمت گو اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت و شفقت سے اپنی کلام پاک میں وعدہ فرمایا ہے کہ قل یعبادی الذین الی آخرہ مگر بھائیو ہر کو عمل نہ کرد وعنایت امید داشت۔ دانہ نہ کردا بلہ ودخل انتظار کرو۔ یا یوں خیال فرماویں کہ

ابلہے اگر تخم حنظل کاشت ۔۔۔ طمع نیشکر نباید داشت

اس آیۂ کریمہ کے یہ معنے نہیں کہ تم برے افعال کرتے جاؤ اور اوامر کے منحرف نہی عن المنکر سے متصف رہو اور پھر بخشے جاؤ۔ میرے بھائیو اگر رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان واجب الاذعان۔ عجلوا بالتوبہ پر عمل کریں اور توبوا الی اللہ توبۃ النصوح کے پابند ہوں تو غالباً بخشش کی امید ہو سکتی ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ وہ ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے ہمیں بخشدے۔ اور پھر اگر ہم راست روی اختیار کریں تو شاید منزل مقصود پر پہنچ جاویں۔ بعض بھائیوں کا خیال ہے۔ کہ اعمال کے جزا اور سزا تو حشر کے روز ملنی ہے ہمیں دنیاوی امورات میں ہمارے افعال حسنہ کونسا ثمرہ بخشینگے۔ سو اسکے جواب میں بہتر ہو کہ میں آیۂ قرآنی ہی پیش کروں۔ قال اللہ تعالیٰ عزوجل

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی

كنتم توعدون - نحن اولياؤكم فى الحيوة الدنيا وفى الآخرة - ولكم فيها ما تشتهى انفسكم ولكم فيها ما تدعون - نزلًا من غفور الرحيم -
افسوس اسبات پر ہے کہ وعدہ ہائے قرآن کریم ہی ہمیں معلوم نہیں اور اگر کچھ ہیں تو اُنپر یقین نہیں - اور
یہ اسلئے کہ علم دین سے ہمیں مس نہیں یا یوں کہو کہ اسطرف ہماری توجہ ہی نہیں غضب تو یہ ہے کہ مخالف قومیں
بھی ہمیں یہ بات جتلائیں اور پھر بھی ہم اسپر توجہ نہو میرے اِس بیان کی تصدیق ایک یورپین کے اُس مقولے سے بھی ہوتی ہے
جسکا بیان ہے کہ مسلمانوں نے تب ہی عروج پکڑا جبتک وہ قرآن شریف پر عامل رہے اور تمام دنیا کو فتح کر لیا - وہ تنزل میں تب
میرے بزرگو مجھے اُن بعض بعض مقررین اور لکچرار ان کی تقریروں پر سخت افسوس اور رنج آتا ہے جو قوم کو محض
دنیا کے واسطے علوم دنیاوی کی ڈگریاں حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور مخالف قوموں کے عادات او
اطوار کی تقلید اور پیروی کی تحریک دلاتے ہیں - میں اُنکی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست

حضرات - جب تک ہم اس سچے خیر خواہ یورپین افیسر کے مقولہ کے مطابق قرآن کریم کو مضبوط نہ پکڑینگے اور اسکے
جلیل القدر احکامات کی پوری پوری پابندی نہ کرینگے ہم کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے اور کبھی
بھی دینی دنیاوی امورات میں کامیاب نہیں ہو سکتے -

اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسی یونیورسٹی ہے جو ہمارے ہادی بنکر ہمیں صراط المستقیم کا رستہ سمجھائے اور ہمیں
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند بنائے جس سے ہم سچے مومن ہو کر خداوند کریم کے اُس وعدہ کے ولا تہنو
ولا تحزنوا کے مستحق ہو جاویں ؛

میرے عزیزو ہماری پنجاب میں اگر کوئی یونیورسٹی اِن صفات سے متصف ہے تو جہانتک میرا خیال ہے
وہ وہی یونیورسٹی ہے جو زیر سرپرستی انجمن نعمانیہ مسجد شاہی میں اپنا کام کر رہا ہے اور یہ وہی دار العلوم ہے
جسکے جلسہ سالانہ پر آپ اصحاب جمع ہیں - اگر خدا نے چاہا تو وہ چراغ علم دین جسکے قوم کو اب سخت ضرورت ہے
جسکے نہونے سے قوم اندھیرے میں ٹکریں کھا کھا کر قریب بہ ہلاکت پہنچ گئی ہے اگر جلایا تو یہی انجمن جلائیگی
مگر افسوس کہ قوم کی اسطرف مطلق توجہ نہیں - کیونکہ انجمن نے اِتنے عرصے کی محنت اور جانکاہی سے چراغ
تو بنالیا اور بتی بھی قایم کر دی مگر اسکے تیل کے واسطے جب تک خود قوم کوشش نہ کرے اور چندہ نہ بھجوائے
تیل مہیا نہیں ہو سکتا - فقط دستخط جناب منشی الطاف حسین صاحب حافظ منشی غلام حسن صاحب

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مقاصد کی فہرست

پہلا مقصد۔ آنحضرتؐ کی زندگی کا دنیا میں عملی توحید کا قائم کرنا تھا۔

دوسرا مقصد۔ آنحضرتؐ کی زندگی سے ہر قسم کے اخلاق حسنہ کا اعلےٰ نمونہ دکھانا تھا۔

تیسرا مقصد۔ آنحضرتؐ کی زندگی سے حق کی ظاہری اور باطنی فتح اور بطلان کی ظاہری و باطنی ہلاکت تھی۔

چوتھا مقصد۔ خدا تعالیٰ کے احکام میں سطوت جبروت اور شاہانہ رعب داب کا پایا جانا جو ان احکام کو واجب التعمیل اور بصورت عدم تعمیل کے مستوجب سزا بناتا ہے۔

پانچواں مقصد۔ آنحضرت کی زندگی سے جزا و سزائے اخروی کا قطعی اور بدیہی ثبوت ہے

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی

پاک زندگی کے

مقاصد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا مقصد

آنحضرت ؐ کی زندگی کا دنیا میں عملی توحید کا قایم کرنا تھا

...ج میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کچھ مقاصد بیان کیا چاہتا ہوں۔ یہ
...مون اِس قدر وسیع ہے کہ اسکو جہاں تک پھیلایا جائے۔ جہاں تک بیان کیا جائے۔ ختم ہونے میں
...ں آسکتا۔ لیکن چونکہ انجمن کے پروگرام میں اِس قدر وسیع وقت نہیں مل سکتا۔ کہ کسی مضمون کو اپنے
...ں کی خواہش کے موافق وسیع کیا جاسکے۔ اِس نئے مختصر طور پر آنحضرت ؐ کی پاک اور مقدس زندگی کے
...ایک مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔ سامعین غور سے سنیں ؛

...واضح ہو کہ آنحضرت ؐ کی مقدس زندگی کے بڑے بڑے مقاصد میں سب سے عظیم الشان مقصد عملی
...ید کا دنیا میں قایم کرنا تھا۔ آنحضرت کی بعثت کے وقت وہ عملی توحید جس کا اصل منبع اور...

ہے۔ دنیا سے بکلی اُٹھ گئی تھی۔ توحید کا ذکر بعض کتابوں کے اوراق میں تو کسی قدر بے شک موجود تھا۔ مگر اُس کا عملی ظہور دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ خدا کی سچی اور عملی توحید کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان کے دل پر خدائے واحد کا سچا رعب۔ سچی ہیبت ایسی غالب ہو۔ کہ وہ بد اعمالیوں اور بُرے کاموں کی طرف جھکنے بھی نہ پائے۔ تقوے۔ طہارت۔ اور خشیۃ اللہ کے آثار اُس کے اعمال و افعال سے نمایاں ہوں۔ ریاکاری۔ مکاری اور تصنع کا اُس میں نام و نشان تک پایا نہ جائے۔ انسان اور اُس کی زندگی محض خدا کے لئے ہو جائے۔ اور انسان خدائی رنگ سے رنگین اور الٰہی اخلاق سے متخلق ہو جائے۔ اس قسم کی عملی توحید کا آنحضرتؐ کے زمانہ بعثت میں نام و نشان تک نہیں رہا تھا۔ خدا کا خوف اور رعب دلوں پر سے اُٹھ گیا تھا۔ مکاری۔ ریاکاری۔ اور بداخلاقیاں جگہ پکڑ گئی تھیں۔ ظہر الفساد فی البر و البحر تری اور خشکی سب بگڑ گئی تھی۔ بر یعنی عام لوگوں میں بھی تقوے۔ طہارت۔ اور اخلاص کا نام و نشان نہیں تھا۔ اور بحر یعنی علما جو علوم دین کے سمندر ہوتے ہیں اُن میں بھی خشیۃ اللہ بالکل نہیں رہا تھا۔ یہود لوگ ربانی کتاب کو چھوڑ کر تعویذ۔ منتر۔ سحر و جادو۔ عملیات و حاضرات۔ اور مکر و فریب کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اور خدا کا خوف مطلق اُن کے دلوں میں نہیں رہا تھا۔ اعمال نیک سے ان کو کچھ سروکار نہیں تھا۔ باوجود حاملِ کتاب آسمانی ہونے کے اُن کی حالت اس قدر گندی تھی۔ کہ ناگفتہ بہ ہے اور باوجود اِس ناگفتہ بہ حالت کے بہشت کی کنجیوں کے مالک اور آسمانی بادشاہت کے مورث بنے بیٹھے تھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے اُن کے معائب۔ قبائح اور بداعمالیاں چن چن کر [illegible] پر کتابیں اُٹھائے ہو۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ۔ واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔ جو لوگ یہود کی حالت کا من و عن فوٹو دیکھنا چاہیں۔ میں اُنہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ سورہ بقرہ کو غور سے پڑھیں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان لوگوں کی حالت کہاں تک ردی ہو گئی تھی۔ کہ ان کو انسان کہنے میں بھی تامل ہوتا ہے۔

عیسائی لوگ تو آگے ہی تقوے اور طہارت اور اعمال حسنہ کے قائل نہیں۔ وہ مسیح کی خودکشی پر بھروسا رکھ کر گناہوں سے بچنے یا کسی نیک کام کے کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ شریعت کو فضول۔ اور شریعت پر عمل کرنے والوں کو بدعتی خیال کرتے ہیں۔ وہ نجات کے لئے کسی عمل نیک یا تکمیل شریعت

کی احتیاج نہیں سمجھتے۔ خشیۃ اللہ اور سچے تقوے وطہارت سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ مفت میں نجات یافتہ۔ اور خدا کے ولی اور چہیتے۔ اور آسمانی بادشاہت کے وارث بن چکے ہیں۔ وقالت الیھود والنصارٰی نحن ابناء اللہ واحباءہ۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی تلک امانیھم ؎

بہ ایں خواری امید ملک داری

مشرکین عرب کی زندگی تو بہایم اور سباع سے بھی بدتر تھی۔ انسان میں سے کئی لوگ تو سرے سے خدا کے قائل ہی نہ تھے۔ اور جو قائل تھے۔ ہزارہا بتوں اور جھوٹے معبودوں کو خدا کا شریک ٹھیراتے۔ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی۔ ان کی اخلاقی زندگی وحشیوں اور درندوں سے بدتر تھی۔ اسلئے آنحضرت دنیا میں تشریف لائے۔ تاکہ اہل عرب کو وحشی سے انسان۔ اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا کر عملی توحید کے رنگ سے رنگین کریں۔ جس سے سچے تقوے اور طہارت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ وہ رنگ جس میں انسان کو رنگین ہونا چاہئے۔ وہ الٰہی رنگ۔ یعنی عملی توحید کا رنگ ہے۔ اور خدائی رنگ سے بڑھ کر اور کونسا رنگ عمدہ اور شوخ ہو سکتا ہے اور پھر فرمایا کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمۃ اہل کتاب کو اس نبی کے برخلاف اٹھ کھڑا ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی وہ انہیں اور کچھ حکم نہیں دیتا۔ مگر یہی کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نرے اسی کے اور یک رخے ہو کر اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور یہی دین قیم ہے۔ یعنی توحید حقیقی کا یہی پھل ہوتا ہے کہ انسان اعمال حسنہ۔ تقوے۔ طہارت۔ اور راست بازی میں پکا ہو جائے۔ سو اس نے اور عملی توحید پر قایم ہونے کا ہی انہیں حکم دیتا ہے۔

غرضکہ آنحضرت م کے دنیا میں تشریف لانے کا سب سے بڑا مقصد۔ عملی توحید پر قائم کرنا۔ اور اختلافات کا مٹانا اور انسان کو خدائی آدمی بنانا۔ اور خدا کے ساتھ ملانا تھا۔ اور بفضلہ تعالےٰ اسکا ظہور ایسا ہوا۔ کہ دنیا میں آج تک کسی مجدد۔ کسی مصلح۔ کسی نبی۔ کسی رسول کو وہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی جیسے کہ آنحضرت کو کامیابی اور نصرت حاصل ہوئی۔ آنحضرت نہیں تھکے۔ نہیں ہارے۔ نہیں دبے ہوئے۔

جب تک دنیا میں عملی توحید اور راستی قائم نہیں کر گئے۔ اور اس پیشین گوئی کو پورا کر کے نہیں دکھا
جو توریت میں ہے کہ وہ نہیں تھکے گا۔ نہیں مارے گا۔ جب تک سچائی کو دنیا میں قایم نہ کرے
حضرت رسول کریم ﷺ کا سا معلم اور ادیب۔ قرآن شریف کا سا اعلےٰ درجہ کا کورس۔ روح القدس
تائید۔ اس تعلیمی کورس سے ایسے اعلےٰ درجہ کے پاک باطن اور عالی مرتبہ لوگ تیار ہوئے۔ جو
دنیا کے بادشاہ بن گئے۔ اور روحانی اور جسمانی سلطنت کے مالک ہوئے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

دوسرا مقصد

آنحضرت کی زندگی سے ہر قسم کے اخلاق حسنہ کا اعلےٰ نمونہ دکھا

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ وا
تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں عمدہ نمونہ ہے۔ جسے وہ شخص اختیار کرتا ہے۔ جو خدا
اور روز جزا کے آنے کی امید رکھتا ہے۔ بیشک آنحضرت صلعم سے اخلاق حسنہ کے وہ اعلےٰ
ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جن کی نظیر کسی دوسرے شخص کی زندگی میں ہرگز مل نہیں سکتی۔ صبر و تق
سخاوت و شجاعت۔ حلم و تحمل۔ فیاضی اور وفاداری۔ عفو اور رحم۔ استقلال و استقامت۔
اعلےٰ میں آپ کا درجہ بلند سے بلند ہے۔ چنانچہ ان اخلاق حسنہ کی بلند ترین نظیروں اور مثا
آپ کی زندگی چمک رہی ہے۔ آپ بلاشک اور بلا ریب متمم مکارم اخلاق فاضلہ اور جامع جم
کاملہ تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

اگر غور کیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کو دو حصوں پر تقسیم کرد
مصیبتوں۔ ناکامیوں۔ فقر و فاقہ کا زمانہ جو تیرہ چودہ سال کے قریب تک رہا۔ دوسرا شا
اور کامیابیوں اور عزت و اقبال کا زمانہ جو مدینے میں تشریف آوری کے بعد سے شروع
شریف تک رہا۔ خداوند تعالےٰ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کو دکھوں۔ تکلیفوں۔ ناکامیوں

دو حصّوں پر اسلئے تقسیم کیا۔ تاکہ وہ افضل البشر ان سب اخلاق اعلےٰ کا نمونہ دکھائے۔ جو ایک انسان کامل۔ دکھوں اور سکھوں۔ راحتوں اور مصیبتوں۔ کامیابیوں اور ناکامیوں۔ غنا اور فقر کی حالت میں سب دکھا سکتا ہو اور دکھانا چاہیئے۔ جب آنحضرت صلعم پر دکھ۔ درد۔ فقر و فاقہ۔ مصائب اور ناکامیوں کی ایک گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی اس وقت بھی اللہ تعالےٰ کی سچی حمد و ثنا سے رطب اللسان تھے اور برابر پانچوں نمازوں میں۔ ہر ایک وقت میں۔ سچے دل سے الحمد للہ رب العالمین ورد زبان تھا اور اس حالت میں آپ نے استقلال اور استقلامت۔ عزم بالجزم۔ تبتّل اور انقطاع الی اللہ۔ توکل اور تسلیم۔ صبر و رضا اور قناعت کے وہ اعلےٰ نمونے دکھائے۔ جسکی مثال کسی دوسرے شخص کی زندگی میں ہرگز ہرگز مل نہیں سکتی۔

پھر جب فتح و اقتدار کا زمانہ آیا۔ اور تمام مخالف اور اعدا آپ کے پاؤں کے نیچے آگرے۔ اسوقت بھی آپ نے اخلاق کا وہ اعلےٰ نمونہ دکھایا۔ کہ جسکی دنیا میں نظیر نہیں ہے۔ دکھ دینے والوں کو بخشا۔ دشمنوں کو معاف کیا۔ ستانے والوں پر رحم کیا۔ اور شجاعت۔ شہامت۔ عفو و رحم و دیگر اخلاق فاضلہ کے وہ اعلےٰ نمونہ دکھائے۔ کہ جسکو ہر ایک انسان فخر آمیز تعجب کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور دنیا میں کوئی دوسری مثال اسکی بیان نہیں کر سکتا۔ مکہ میں آنحضرت صلعم خدا تعالےٰ کی جمالی صفات کے مظہر تھے۔ اور مدینہ میں جلالی صفات کے۔ سو آپ نے اللہ تعالےٰ کے جمالی اور جلالی دونو قسم کی صفات کے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ نمونے دکھائے۔ کہ آپ کی ذاتِ والا صفات کو مظہر صفات کاملہ تھی۔ بلکہ آئینہ حق نما کہتے ہیں کسی شخص کو ذرا بھی تامل نہیں ہو سکتا۔ اور آپ صلعم کے وجود فیض نمود میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور جس نے آپ کو دیکھا اس نے گویا خدا کو دیکھا۔ من رآنی فقد رأ الحق

تیسرا مقصد

آنحضرت صلعم کی زندگی سے۔ حق کی ظاہری اور باطنی فتح اور بطلان کی ظاہری و باطنی ہلاکت تھی

ابتدائے بعثت سے لے کر ہجرت تک۔ اور پھر ہجرت سے لے کر فتح مکہ تک جس قدر کلام ربانی آنحضرت ؐ پر نازل ہوا۔ اس میں برابر لگاتار یہ پیشین گوئیاں اور بشارات بڑی تحدی اور زور کے ساتھ مندرج پائی گئی۔ کہ اسلام آخرکار بت پرستی۔ کفر و شرک۔ یہودیت و عیسائیت اور سب ادیان موجودہ فی العرب پر غالب آ جائے گا۔ اور باقی دین سب کے سب مغلوب اور نیست و نابود ہو جائینگے۔ حق غالب آئے گا اور باطل مٹ کر رہے گا۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ یہ پیشین گوئیاں ایسے وقت سے شروع ہوئیں۔ جب کہ اسلام کے غلبہ کی بظاہر کوئی بھی صورت یا امید نہ تھی۔ بلکہ تمام دنیا کو محال معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ چند کس جو خود ہر قسم کی آفات اور مصائب کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور جنہیں دنیا میں سر رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔ کبھی امن اور آزادی کے ساتھ عرب میں کہیں بود و باش بھی کر سکیں۔

ان پیشین گوئیوں کا سلسلہ ابتدائے بعثت آنحضرت ؐ سے برابر اور لگاتار چلا جاتا ہے۔ اور نہایت وثوق اور دعوے کے ساتھ۔ متحدیانہ الفاظ میں یہ پیشین گوئیاں کی گئیں۔ آنحضرت ؐ ایک امی۔ یتیم۔ بے کس۔ بے بس۔ بے زر اور بے زور۔ تن تنہا آدمی تھے۔ کسی شخص کو خواب میں بھی خیال نہیں آ سکتا تھا۔ کہ ان پیشین گوئیوں کا ایک شمہ بھی کبھی پورا ہوگا۔ لیکن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ جو کچھ اس خدائی آدمی کی زبان سے نکلا۔ حکم قضا کی طرح پورا ہوا۔ جو کچھ ؐ اس نے کہدیا۔ تقدیر ربانی کی طرح وقوع میں آیا۔ اس کا حکم تیر قضا تھا اور ؐ اس کا ارشاد شمشیر خدا۔ ان پیشین گوئیوں کو آخرکار اللہ تعالٰے نے پورا کیا۔ اسلام کو سب دینوں پر غالب کر دیا۔ اور باقی ادیان کو نیست و نابود۔ حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا۔

سوائے اس کے کہ ان پیشین گوئیوں سے اخبار غیبی کا پورا ہونا پایا جاتا ہے۔ اور یہ بات آنحضرت ؐ کی نبوت کی قطعی دلیل اور حتمی شہادت ہے ان پیشین گوئیوں میں ایک اور حقانی فلسفی پایا جاتا ہے۔ جو قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے اس رنگ میں حق کو ظاہری صورت میں بھی غالب اور بطلان کو مغلوب کر کے دکھا دیا۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت ؐ کی زندگی سے دو چیزوں کی بالمقابل کشتی شروع ہو گئی تھی۔ ایک حق کی اور ایک باطل کی۔ تمام حق کی مجسم تصویر حضرت رسول کریم صلعم کا وجود تھا

وجود تھا۔ اور تمام بطلان کی مجسم موت۔ کفار۔ مشرکین۔ یہود۔ نصاریٰ وغیرہ مذاہب کا ظلمانی وجود تھا۔ ایک طرف حق اپنے تمام تیز تر ہتھیاروں اور حقانی دلائل کے اوزاروں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلعم کی شکل میں نمایاں تھا۔ دوسری طرف آل باطل اپنے تمام حربوں اور بطلان کے نشانوں کے ساتھ مخالفین اسلام کی شکل میں متشکل و متمثل تھا۔

بس اب دو مخالف شخصوں کی کشتی شروع ہو گئی۔ حق کی اور باطل کی۔ حق کا دعوےٰ تھا۔ کہ یقیناً یقیناً میں اپنے فریق مخالف پر جیت جاؤں گا۔ اور بطلان کے تمام حربے اور تمام منصوبے توڑ ڈالونگا۔ ادھر باطل اپنے پورے جوش اور پورے اشتعال کے ساتھ مدعی کہ میں اپنے فریق مخالف کو نیست و نابود کر دونگا۔ یہ عجیب مزے کی کشتی شروع ہو گئی۔ اس کو غور سے دیکھو۔ انتظار کے ساتھ تکتے رہو۔ جو شخص اس کشتی میں غالب آ گیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے غالب متصور ہوگا۔ اور جو پچھڑ گیا۔ وہ ہمیشہ کے لئے مغلوب سمجھا جائیگا۔ ایک طرف حق الہٰی تائید کے ساتھ کشتی لڑ رہا ہے۔ اور دوسری طرف باطل اپنے ادعائی دعووں کے ساتھ کشتی میں داؤں پیچ کر رہا ہے۔

کشتی ہوئی اور خوب کشتی ہوئی۔ بائیس تیئیس برس تک یہ کشتی ہوتی رہی۔ اور دنیا نتیجہ کی منتظر تھی۔ آخرکار ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ حق اپنے زور اور ہتھیاروں کے ساتھ بالکل جیت گیا۔ اور باطل اپنے تمام حربوں سے لڑ کر اور سارا زور خرچ کر کے بالکل ہار گیا۔ اور ایسا ہارا کہ عرب میں ہمیشہ کے لئے اس کا نام و نشان تک نہ رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ما یبدء الباطل وما یعید۔ تو کہدے۔ کہ بطلان سے نہ تو پہلے ہی کچھ کشود کار ہوا۔ اور نہ آئندہ ہی ہوگا۔

بطلان کی ہلاکت۔ اور حق کے احقاق کا یہ طریقہ تمام نبیوں کی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ قرآن شریف کو بہ استیفاے تمام پڑھو۔ عاد ثمود۔ فرعون وغیرہ اقوام کس طرح اپنے تیز تر ہتھیاروں کے ساتھ حق کے مقابلہ میں آئیں۔ اور کس طرح فنا ہو گئیں۔ جس

طرح بطلان ایک مامور من اللہ کے سامنے دلائل و براہین سے پست اور مغلوب ہو ظاہری صورت میں بھی فریق مخالف بالکل ناکام اور تباہ اور برباد اور نیست و نابود ہو گیا۔ جو لوگ جس قسم کے ہتھیاروں سے کسی مامور من اللہ کے سامنے آئے۔ وہ اسی کے مقابل اور مناسب ہتھیاروں سے ہلاک کئے گئے۔ آنحضرت ؐ کی زندگی میں یہ ابطال باطل اور احقاق حق کا نظارہ اور بھی صاف اور بین طور پر نظر آ رہا ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت ؐ بمقابل تمام ادیان باطلہ کے مبعوث ہوئے تھے۔ اس وقت آنحضرت ؐ کے سامنے جس قدر اہل باطل یہود۔ نصاریٰ۔ کفار مشرکین۔ روافض۔ ستارہ پرست۔ دہریے۔ متاسخئے۔ (آریوں کے بھائی) مقابلہ کے لئے آئے۔ وہ دنیا سے اسی وقت بالکل نیست و نابود ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ اور یوں حق اپنی ظاہری اور باطنی صورت میں ہر طرح مظفر و منصور۔ فتح مند اور کامیاب رہا۔ اور ہمیشہ کے لئے تمام اہل باطل پر حجت والزام قائم کر گیا۔ اور بطلان ہمیشہ کے لئے اپنی ظاہری اور باطنی صورت میں باطل ثابت ہوا۔ اور اپنی مغلوبیت پر ہمیشہ کے لئے مُہر لگا گیا۔ وخسر ہنالک المبطلون وظہر امر اللہ وہم کارہون۔

چوتھا مقصد

آنحضرت کی زندگی سے خدائے تعالیٰ کے احکام میں سطوت۔ جبروت۔ اور شاہانہ رعب کا پایا جانا ہے۔ جو ان احکام کو واجب العمل اور در صورت عدم تعمیل کے مستوجب سزا بناتا ہے۔

چوتھا مقصد آنحضرت ؐ کی زندگی سے یہ ہے۔ کہ تا دنیا کو معلوم ہو جائے کہ خدائے تعالیٰ کے احکام فی الواقع اپنے اندر سطوت جبروت اور شاہانہ رعب رکھتے ہیں۔ کہ در صورت ان کی عدم تعمیل کے واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا ہوتی ہے۔ اور

الٰہی احکام کے نہ ماننے والوں اور مکذبین اور منکرین اور مخالفین کو اِس دنیا میں بھی سزا ملی۔ اور اسی طرح عالم آخرت میں بھی ضرور ملے گی۔ اور یہ کہ واقعی آنحضرت کے احکام اس احکم الحاکمین کی طرف سے ہیں۔ جو اُن کی عدم تعمیل پر سخت سے سخت سزا دینے پر قادر ہے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ایک اکیلے شخص تھے۔ جو تمام مخالفین کے روبرو آئے۔ آپ صلعم نے وعدہ کیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اور تمہارے پاس خدا کا پیغام پہنچایا ہوں۔ ابتدا میں یہ ایک محض آواز ہی تھی۔ یہ شخص کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ اِسکے ہاتھ میں کوئی سزا دینے کا ہتھیار نہ تھا۔ اِسکا یقین کیسے ہوا اس بات کے ثبوت کے لئے اللہ تعالےٰ نے یوں کیا۔ کہ اس نذیر و بشیر رسول صلعم کو اپنے صفات کاملہ کا مظہر ٹھیرایا۔ اور اپنی ذات کا ایک مجسّم عملی نمونہ بنایا۔ جس نے صاف صاف لوگوں کو سنا دیا۔ کہ میرے خدا کی طرف سے ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ میری مخالفت کا انجام ایک قہری نتیجہ ہوگا۔ تم لاکھ میرا مقابلہ کرو۔ میں تم سب پر جیت جاؤں گا۔ کیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون۔ اور تم سب کے سب مغلوب۔ ذلیل۔ اور خدا کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ گے۔ میرے احکام کو ماننے والے دنیا و دین میں برخوردار اور کامیاب اور جنّٰت تجری من تحتہا الانہار کے وارث۔ اور ابدی راحت میں ہونگے۔ اور نہ ماننے والے لڑائیوں کی آگ میں۔ اور جہنّم کی نار میں جل کر بھسم اور ہلاک ہو جائینگے۔ سو آخر ایسا ہی ہوا کہ جن لوگوں نے آنحضرت کے احکام کو مانا۔ وہ تو جہان میں برخوردار ہوئے اور دنیا و آخرت کے بادشاہ بنگئے۔ مگر جن لوگوں نے آنحضرت صلعم کے احکام کی تعمیل نہ کی وہ سخت ذلیل و خوار۔ مغلوب و مردہ و نیست و نابود اور ہلاک ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم کے احکام یا الٰہی احکام کے نہ ماننے کی پاداش میں اِس دنیا میں بھی سزا پائی۔ اور اس دنیا میں بھی سخت سے سخت سزا پائینگے۔

اِس طریق عمل سے جو آنحضرت صلعم کی زندگی سے نمایاں ہوا۔ تمام دنیا پر ثابت

ہو گیا۔ کہ واقعی آنحضرت م کے احکام الٰہی احکام تھے جو خدائی رعب و داب۔ اور شاہانہ جلال و اقتدار ساتھ رکھتے ہیں۔ اور درصورت ان کی عدم تعمیل کے واقعی اور بلا ریب ہر ایک شخص کو دنیا و آخرت میں ذلت۔ فضیحت اور تباہی نصیب ہوگی۔ اور ابداً آباد قہر الٰہی کی آگ میں جلتے رہینگے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اللہ تعالٰے نے اپنے صفات کاملہ کا مظہر ٹھیرا کر گویا دنیا میں علانیہ انا الموجود پکار دیا۔ اور پردے سے نکل کر گویا اپنا چہرہ دکھا دیا۔ کہ میں وہ خدا ہے قادر اور ذو الجلال ہوں۔ جو اپنے مخالفوں اور احکام کو نہ ماننے والوں کو اسطرح سزا دیا کرتا ہوں۔ یہ ایسا صریح اور بیّن نظارہ نظروں کے سامنے موجود ہے۔ جسے بجز جنم کے اندھے اور نرے احمق کے اور کوئی نہیں۔ جو دیکھ نہ سکے۔ اس طرح اللہ تعالٰے نے اپنا جلال اور جبروت دنیا میں قائم کیا۔ اور اپنے احکام کا شاہانہ اور حاکمانہ ہونا ظاہر کر دیا۔ اور اپنے حکنامے میں قرآن شریف اور اپنے قاصد یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت پر بھی اپنی شاہی مہر لگا دی۔ اور یہ ایک عجیب مقصد ہے آنحضرت م کی مقدس اور عالیشان زندگی کا ۔

انجیل نے جزا سزا کا کوئی عملی نمونہ نہیں دکھایا۔ اور ہرگز کبھی نہیں دکھایا۔ کسی اور کتاب نے کوئی ظاہر نہیں کیا۔ کوئی شخص اِس بات کا عملی ثبوت دے نہیں سکتا۔ کہ ان کتابوں کے احکام نہ ماننے پر کچھ سزا یا عذاب مترتب ہو سکتا ہے۔ مگر آنحضرت م کی زندگی نے عملی طور پر دکھا دیا۔ کہ واقعی اعمال کی جزا سزا ہے۔ اور یہ کہ قرآن شریف کے احکام اپنے اندر سطوت اور جبروت اور شاہی رعب و داب رکھتے ہیں۔ جنکی عدم تعمیل پر سخت سے سخت سزا ہوگی۔

پانچواں مقصد

آنحضرت کی زندگی سے سزا و جزاے اُخروی کا قطعی ثبوت۔

آنحضرت صلعم کی زندگی سے اعمال نیک کی جزا اور اعمال بد کی سزا اور عالم آخرت کا ثبوت جس طرح پر ہوتا ہے۔ وہ بھی صرف آنحضرت صلعم کی زندگی سے مخصوص ہے۔ اور دنیا کے لئے ایک بڑی حجت اور بدیہی ثبوت ہے۔ آنحضرت صلعم کی زندگی سے جزا و سزائے اُخروی کا ملنا ایسے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا۔ کہ کسی دہریئے سے دہریے۔ اور بے دین سے بے دین شخص کو بھی اب پاداش اعمال کے ملنے اور قیامت کے قائم ہونے میں تامل نہیں ہوسکتا۔ عیسائی۔ یہودی۔ آریہ۔ ہندو وغیرہ اقوام اِس پر غور کریں۔ تو انہیں اسلام کی سچائی۔ اور آنحضرت کی صداقت میں مطلق شک و شبہ نہ رہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ کیا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہاری طرف بشیر و نذیر ہوکر آیا ہوں۔ اپنے اعمال بد کی پاداش میں تم عذاب الٰہی کے مستحق ہوچکے۔ اگر تم لوگ اللہ پر ایمان لے آؤ۔ چال چلن کو ٹھیک کرلو۔ تو دنیا و آخرت دونوں جہان میں تمہاری صلاح و فلاح ہوگی۔ لیکن اگر تم خدا کے حکم سے سرکشی کرو گے۔ اُس پر ایمان نہ لاؤ گے۔ چال چلن ٹھیک نہ کرلوگے۔ تو تم پر سزا کا حکم ہوچکا ہے۔ اس دنیا میں بھی سزاے اعمال پاؤ گے۔ اور آخرت کا عذاب اِس سے بھی کہیں بہت بڑھ کر ہے (ولعذاب الآخرۃ اکبر) یہ الٰہی ارشاد تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو پہنچایا۔ جس وقت آنحضرت صلعم نے یہ پیغام الٰہی اپنی قوم کو پہنچایا۔ اسوقت آپ ایک اکیلے شخص تھے۔ اور ساری قوم۔ بلکہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی۔ کسی قدر لوگ آپ کی قوم کے اسی الٰہی حکم کو سن کر بے شک آپ پر خدا پر ایمان لے آئے۔ مگر وہ گنیا تھے معدودے چند۔ جو سب کے سب آنحضرت کے ساتھ خود آفات و بلیات کا نشانہ بن رہے

تھے۔ سارے عرب کی مخالفت کے مقابل ان لوگوں کی کیا بساط تھی ؟ غرضکہ آنحضرت ﷺ ابتداء بعثت سے لے کر ۱۲-۱۳ سال تک اس بے کسی اور بے بسی کی حالت میں رہے۔ جس میں کسی پولیٹکل میں اور ظاہر بین آدمی تو ہرگز ہرگز امید نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ آپ کبھی بھی ترقی اور عروج پاکر ملک عرب کے بادشاہ بن سکتے ہیں۔ اور اپنی مخالف اور متخالف قوموں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ اوائل نبوت سے لے کر اس وقت تک کہ آپ ﷺ کو اپنی اجہل اکھڑ اور ناسپاس قوم کے درمیان سے ہجرت کرنا پڑا۔ آپ جس مصیبت اور تکلیفات میں رہے۔ اس کا اندازہ انسان سے نہیں ہو سکتا۔ سر ولیم میور صاحب بھی باوجود متخالف مذہبی ان تکالیف اور آنحضرت ﷺ کے اس استقلال کو دیکھ کر اپنی لائیف آف محامِٹ میں بڑا تعجب ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کو فوق العادۃ قرار دیتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ ابتداء بعثت سے لے کر ہجرت تک۔ بلکہ ہجرت کے بعد بھی ایک عرصے تک۔ جب کہ آپ کے پاس کوئی ظاہری سامان کفار پر غلبہ اور کامیابی کا نہ تھا۔ برابر اور لگاتار اپنی قوم کو یہ وعدہ دیتے رہے۔ کہ خدا کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہونے والے۔ اور دین حق کی اشاعت میں مزاحمت کرنے والے۔ اور فاسق و فاجر لوگ ضرور ضرور اپنے اعمال کی پاداش اسی دنیا میں اسی طرح چکھینگے جس طرح پر تمام اگلی امتیں چکھتی رہیں۔ تمام سورتیں وہ جو مکہ میں نازل ہوئیں انکو غور سے پڑھو سارا سلسلہ بجز زور و شور سے متواتر اس بات کا وعدہ دے رہا ہے کہ مخالفین دین حق ضرور ضرور امم سابقہ کی طرح اپنی کرتوتوں اور مخالفتوں۔ سرکشیوں اور شرارتوں کا بدلہ آخرت کے سوا اس دنیا میں بھی پائینگے۔ وہ لاکھ جتن کریں۔ ہزار مکر سوچیں۔ غضب الٰہی سے بچ نہیں سکتے۔ نہ خدا کی پکڑ سے کہیں بھاگ سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔

سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ کیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون۔ وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ کذبت قبلھم قوم نوح واصحٰب

الرس و ثمود۔ وعاد و فرعون و اخوان لوط۔ و اصحاب الایکۃ و قوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید۔ وکم اہلکنا قبلھم من قرن ہم اشد منھم بطشاً فنقبوا فی البلاد ہل من محیص۔ یہ وعیدیں جس طرح پر پوری ہوئیں۔ ساری دنیا کو معلوم ہیں۔ تمام مخالف لوگ۔ اور ساری ہی سرکش قومیں ہلاک اور نیست و نابود ہو گئیں۔ اور ان کا نام و نشان تک نہ رہا۔ اس طریق عمل سے جو اللہ تعالےٰ نے دنیا کو دکھایا سزائے آخرت کا قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے جس خدا تعالےٰ نے اس دنیا میں دین حق کے مخالفوں کو سزائیں دیں۔ وعدوں کے موافق سرکشوں کی گردنیں توڑیں۔ یقیناً یقیناً اس طرح قیامت کے دن اُسکے وعدوں کا ظہور ہوگا۔ اور وہ تمام شریروں۔ اور نافرمانوں کو سزا دے گا۔ اور کوئی اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکے گا۔ ان بطش ربک لشدید یقیناً تیرے رب کی پکڑ سخت ہے ۔

یہ تو اللہ تعالےٰ نے سزائے آخرت کے ملنے کا عملی ثبوت دیا۔ اور اسکا نظارہ اِس جہان میں نظروں کے سامنے جلوہ گر کر دکھایا۔ اب دوسری طرف دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ نے ساتھ ساتھ ہی برابر اہل ایمان کو بشارت بھی دی۔ کہ اگرچہ اس وقت تم لوگ نہایت حقیر و متبذل۔ اور کمزور ہو۔ اور تمہیں سر رکھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔ مگر آخر کار خدا تعالےٰ تمہیں اِس جہان میں بھی سچے ایمان اور اطاعت حکم الٰہی کی اچھی جزا عطا فرمائے گا۔ جو کچھ تم نے ابتغاء مرضات اللہ خرچ کیا ہے۔ اور خدا کی راہ میں کھویا ہے۔ اسی جہان میں وہ بلکہ اس سے چند در چند زیادہ مل کر رہے گا۔ وہ آیات کلام ربانی جس میں اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان کو ایسی بشارتیں دی ہیں بے شمار ہیں مگر ان میں سے ایک آیت یہاں ذکر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ سورۃ نحل میں فرماتا ہے۔ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۔ الذین صبروا وعلیٰ ربھم یتوکلون جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑا ہے۔ جب کہ اُن پر ظلم ہوا۔ اور کفار کے ظلم و ستم کے تختہ مشق ہوئے۔ ان کو ہم مزید در مزید اس دنیا میں بھی عمدہ ٹھکانا عطا فرمائینگے۔

اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑھ کر ہے۔ اگر لوگ اُس کی قدر جانیں۔ یہ اجر ان لوگوں کو ملتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں مصائب و مہمات و تکالیف پر صبر کرتے۔ اور ہر حال میں اپنے خدا پر بھروسا رکھتے ہیں ؛

اب دیکھئے اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور اور تاکید کے ساتھ وعدہ فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں وطن چھوڑا ہے۔ اُنکو اِس جہان میں بھی اُس وطن چھوڑنے کے بدلے میں عمدہ ٹھکانا عطا فرماوینگے۔ اب انجام دیکھئے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ جن لوگوں نے وطن چھوڑا۔ اپنے مال نثار کئے۔ اُن کو کیسا عمدہ ٹھکانا ملا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ وطن چھوڑنے والے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضہ تھے۔ سب سے پہلے اُن کو کیسا اجر ملا؟ سب سے پہلے خلیفۃ المذنبین۔ اور سلطان المسلمین وہی قرار دئے گئے یا نہیں؟ اور ایسا ہی تمام مہاجرین نے اپنے اپنے اعمال اور درجہ کے موافق۔ خلافت سلطنت۔ اور جاہ و ثروت سے حصّہ پایا یا نہیں؟ جس نے ایک پیسہ خدا کی راہ میں دیا۔ اُس نے ستر بلکہ کئی ستر گنا حاصل کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے سب وعدے سچے ہیں۔ جس نے اِس دنیا میں اپنے تمام وعدے اور مواعید اِس علو اور شان کے ساتھ پورے کئے یقیناً یقیناً قیامت کے دن بھی وہ اِسی طرح سب وعدے اور وعید پورے کرے گا۔ دنیاوی وعدوں کا پورا ہونا یقینی اور حتمی ثبوت ہے اِس بات کا کہ آخرت میں بھی سزا اور جزا متحقق ہے۔ اور کہ اِس میں شک و شبہ کی گنجائش تک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے اور وعید اور پھر اِسی کے موافق یقینی طور پر اِسی دنیا میں جزا اور سزا کا مل رہنا۔ کوئی دہریہ سے دہریہ آدمی بھی اِس واقعی یقینی۔ حتمی اور قطعی اور آنکھوں دیکھی بات سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ خدائے تعالیٰ کی حجت تمام دنیا پر پوری ہو چکی ہے۔ ان مواثیق اور مواعید اور واقعات یقینیہ کے بعد ہم دین اسلام کے مخالف اور خدا کے منکر سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا صاحب! اعمال کی جزا اور سزا کا قطعی ہونا آپ نے

مشاہدہ کیا یا نہیں۔ اور کیا اب بھی آپ کو وعدہ اور وعید کرنے والے اور پھر ٹھیک ٹھیک اسکے موافق اعمال کی جزا دینے والے عادل۔ رحیم۔ قہار۔ اور منتقم خدا کے ہونے میں شک ہے۔ اور کیا اس نے خدا اور روز جزا کا قطعی اور یقینی ثبوت ملا یا نہیں۔

فتفکروا یا اولے الالباب۔

"سپاسِ قدرت"

امیدیں دل کی بر آئیں خدا کے پاک تقوے پر | مرادیں حاجتیں آساں ہوئی ہیں اہلِ دنیا پر
خدا کی شان ہے اعلےٰ بھروسا اپنا اعلےٰ پر | ہمیں توفیق دے یارب چلیں ہم راہِ مولا پر

ہماری زندگی گذرے رضائے حق تعالےٰ پر

ہمارے گلشنِ خاطر میں اب فصلِ بہاری ہو | تیرا ہی نام لیں ہر دم تیری ہی یادگاری ہو
توہی مولا ہے عالم کا تجھی سے غمگساری ہو | کریں دنیا کے دھندے دل میں عشقِ باری ہو

چلیں بابِ خدا پر پشت پا ہو فرقِ دنیا پر

تیری طاعت کا انعام ہے کیا ہم ہیں کس لائق | تیری خدمت کا منشا ہے کیا ہو ہم ہیں کس لائق
عبادت کا بھی تو نے ہم سے کیا ہو ہم ہیں کس لائق | تیری خدمت کا دعوے ہم سے کیا ہو ہم ہیں کس لائق

ملک کرتے ہیں توصیف تیری چرخِ مینا پر

کمالِ اہلِ دنیا پر ہے قدرت حق نما تیری
زمیں سے عرش تک قدرت کا چمکے پرتو تیری
زباں زد خاص بندوں کے ہے اے خالق ثنا تیری
لسانِ حال سے ہر برگ کرتا ہے ثنا تیری
تیری تسبیح جاری ہے زبانِ موجِ دریا پر

ہمیں کچھ حق نما دل سے لگاوٹ ہے محبت ہے
خدا کی ذاتِ اعلیٰ ہے عجائب قدر قدرت ہے
خیالِ شوق کو اس سادگی سے خاص الفت ہے
شیونِ قدرتِ خالق کے نظارہ سے حیرت ہے
ہجومِ جوش ہے ہیم میری طبعِ مصفا پر

لقائے ذات کا یہ ماہِ تاباں ایک ذرہ ہے
وجودِ حکمتِ ازلی میں لقماں ایک ذرہ ہے
خیالِ مظہرِ قدرت میں سلماں ایک ذرہ ہے
فضائے کون میں مہرِ درخشاں ایک ذرہ ہے
پھرے اڑتا جھجک دے گر تری قدرت کا عنقا پر

ابھارا ہے کبریا ہم کو تو جلد ہی غارِ حرماں سے
ہماری مشکلوں کو دیکھ اب چشمِ نگہباں سے
ہماری قومی کشتی کو نکال اور تھام طوفاں سے
دلوں کو پاک کر یارب خیالاتِ پریشاں سے
بہت چھائی ہے تاریکی قلوبِ اہلِ دنیا پر

بجا ہے حق ہمیں احساں ہے ایسے مہربانوں کے
نہ شکورِ خلائق ہونگے وہ دیکھو نشانوں کے
کریں توصیف ذکرِ پرورش میں نیم جانوں کے
پھریں کس واسطے بے سود پیچھے ناتوانوں کے
جگہ جب کہ ہو مل سکتی ہمیں بابِ توانا پر

وہ قادر قدرتِ یکتا جہاں سارے کا وہ حاکم
وہی رزاقِ دنیا اور وہی معبودِ کل عالم
قلم قدرت میں چلتا ہے یہ جسکے انتظامِ عالم
وہ خالق جو کہ ہے بے شبہ دائم اور ہے قائم
وہی حاکم زمینوں پر وہی عرشِ معلیٰ پر

پہنچایا رتبہ معراج سے حضرت کا خود اس نے
مقامِ مصطفےٰ کو دیا صورت کا خود اس نے
دکھایا جلوہ یکتائی میں اس قدرت کا خود اس نے
کلیمِ طور کو بخشا قربت کا خود اس نے
اسی نے رکھ دیا تاجِ نبوت فرقِ عیسیٰ پر

وہی مشکلکشا بر لائے مطلب اہلِ عالم کے — وہی بادل ہے برستا کہیں تھوڑا کہیں جم کے
مقدر کی حکومت زیرِ طاعت ہے اُس حاکم کے — اُسی نے زیست کا پھونکا ہے دم نتھنوں میں آدم کے

نعیمِ خلد کی جا ئز ہم اسی خالق نے تو اپر

ہم اُسکی بخششوں پر آسرا اس دل کا دھر رکھیں — خیالِ شوق کو خدمت میں اُسکے سر بسر رکھیں
عبادت دل سے ہم لائیں بجا اُمید کر رکھیں — اُسی کے آستانہ پر ہمیں لازم ہے سر رکھیں

کھلا ہے اُسکا بابِ رحم بر لانے والے پر

سنور جائے ہماری آرزو دل میں گرہ ہو کر — بگڑ لے راستہ حق دوست دل کا پیشرو ہو کر
چمک جائے یہ نیرِ قوم کا اب نورِ مہ ہو کر — الٰہی تشنہ لب ہیں ہم ہمارا خضرِ رہ ہو کر

کرم سے تو ہی پہنچا دے ہمیں رحمت کے دریا پر

دعا مانگے ہے خالق عجز اور طاعت سے یا صبر — کہ اے معبودِ مطلق صانعِ بے چون بحر و بر
میری اُمیدِ دل اب رحمتِ ربّی سے کر بہتر — ترے در پر تیرا دریوزہ گر ہے احمدی حاضر

کھڑا ہے ناتواں اُمیدِ امدادِ توانا پر

دستخط۔ جناب منشی الٰہی بخش خانصاحب ناصر لکھنوی حال مقیم جالندھر محلہ قرار خاں

حالتِ زمانہ

ناخلف ہیں اس زمانہ کے پسر — بے ادب گستاخ تقریبِ ضرر
ماں کے بے فرماں ہیں اور عاقِ پدر — یہ قصورِ تربیت ہے سر بسر

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

ماں کی گتیا کو بگڑ دیتے ہیں تاب — قحبہ اور لولی کا دیتے ہیں خطاب
دیتے ہیں دشنام فاحش بیحجاب — کرتے ہیں یوں عاقبت اپنی خراب

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

باپ کی صورت سے نفرت کرتے ہیں
جائے عزت کے ذلت کرتے ہیں
سو برے ایماں سے نسبت کرتے ہیں
جائے خدمت کے اذیت کرتے ہیں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

جب سلوک ان کا یہ ہے ماں باپ سے
ان سے بچ کر جائیو چپ چاپ سے
پھر بھلا سمجھیں وہ کس کو آپ سے
ورنہ جل جاؤ گے انکے پاپ سے

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

جب نہیں ثابت نہیں حقِ خدا
پھر وہ کیا جانیں حقِ ماؤ شما
اور نہیں معلوم حقِ مصطفےٰ
الاماں ایسے بدوں پروائے وائے

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

اصل میں وہ وحشئ بے قید ہیں
تربیت سے جبکہ وہ نومید ہیں
شکل میں گو عمرہیں یا زید ہیں
غول ہیں وہ دام ہیں وہ شید ہیں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

ایسی جو اولاد ہووے بے حیا
ہے وہ ماں اور باپ ذلت کے سزا
اسکو حق نے فتنہ اور دشمن کہا
فتنہ اور دشمن سے جو غافل رہا

دین کی تعلیم دو اولاد کو

پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

تربیت کا حق جو تھا اولاد کو ——— پہلے ماں اور باپ نے ہی کھو دیا
اب کریں کیونکر وہ اُن کا حق ادا ——— حق یہی ہے جو وہ لاتے ہیں بجا

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

اے مسلمانو یہ غفلت تا بکے ——— اِس غلط فہمی کا کچھ درماں بھی ہے
دیکھ لو حکمت کے دفتر کر کے طے ——— سب علاج اسکے سوا ہیں ہیچ شے

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

تم نے دنیا کو سمجھ رکھا ہے کام ——— دین کو سمجھا ہے فرضی انتظام
یہ تمہارا ہے فقط سودائے خام ——— دین ہے مقصود دنیا بہر نام

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

گر پڑھا تم نے حساب اور ہندسہ ——— یا کیا حل طبعیات اور فلسفہ
پھر بتاؤ غیر جدل اور سفسطہ ——— کیا دیا ہے اپنے حق میں فیصلہ

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

دین کی تعلیم ہے تہذیبِ حق ——— اسکی سب ترتیب ہے ترتیبِ حق
دی ہے فطرت نے اُسے ترکیبِ حق ——— پھر موثر کیوں نہ ہو تادیبِ حق

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

مندرج ہیں اسمیں تفصیلِ حقوق | کس طرح ہوتی ہے تکمیلِ حقوق
اسمیں ہے ترجیح و تفصیلِ حقوق | کیوں ہو پھر تغییر و تبدیلِ حقوق

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

پہلے اُس کا حق ہے جو ہے تو عین | بعدہٗ حقِ نبی الخافقین
حق ہے اُسکے بعد حقِ والدین | اور حقِ اولادِ اُمّ مثلِ دین

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

تم پہ اسکے اقربا حق دار ہیں | پھر زن و شوہر کے حق اظہار ہیں
پھر مسافر راہی اور بیمار ہیں | عاجز اور مسکین یتیم اور جار ہیں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

اور تیرے حق ہیں جو کثیر تمام | ہے مرتّب اِس جہاں کا انتظام
الغرض جتنے بدن پر ہیں مسام | نفس پر اتنے ہی حق ہیں والسلام

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

یہ حقوق آئے ہیں سب قرآن میں | اس صحیفۂ آخری فرمان میں
سب حقوق آئے ہیں اپنے شان میں | جو ہوئے مذکور اِس عنوان میں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

پس کرو اولاد کو تعلیمِ دیں | سب حقوق اُنکو ہوں جب خاطر نشیں

تب کریں ان پر عمل وہ بالیقین   پھر تمہارا حق بھی ثابت ہو کہیں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

گر تمہارا سب کا یہ دستور ہو   سب کو تہذیب و ادب منظور ہو
یہ نفاق اور بد ادائی دور ہو   پھر جہاں سب نور سے معمور ہو

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

ہے یہ بد بینی کا عالم میں فتور   یہ حسد یہ بغض یہ کینہ غرور
ہے نفاق اور دشمنی جسکا ظہور   ملت اسلام سے یہ سب ہیں دور

دین کی تعلیم دو اولاد کو۔
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

گر بدل جائے تمہاری یہ سرشت   جس سے سرزد ہوتے ہیں اعمال زشت
سب عمل ہو جائے سزاوار بہشت   جنت الماوٰی کی اب لیں نوشت

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

لیک تم اسے مومنان پاک دیں   اسطرف کوئی متوجہ نہیں
دین ہے حق کی امانت بالیقیں   عقل کا منصب نہیں ہونکتہ چیں

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

رکھدیا قرآن کو بالائے طاق   اور حدیث مصطفےٰ سے سو نفاق
جھپ تیت کلہ پر بجا مطراق   جو کہ اسپر ہے سب کا اتفاق

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

ہو جہاں حکم خدا کا رسول — عقل کا وہاں دخل ہے بالکل فضول
اسکی کیا ہے قدر و قیمت عرض و طول — جسکی فطرت پہ غلو گا اور جہول

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

مجھ پہ حاذق جو حق ابلاغ تھا — وہ کیا میں نے اور باقی دعا
سب کو توفیق عمل بخشے خدا — اور مجھے اِس نیک خواہی کی جزا

دین کی تعلیم دو اولاد کو
پہلے ہی سیدھا رکھو بنیاد کو

دستخط ۔ جناب حکیم خدا بخش صاحب حاذق مہتم مطلب فیض عام گجرات پنجاب

قومی مسدس

بلبل کی چمن میں خوش بیانی سن لو — طوطی کی قفس میں نغمہ خوانی سن لو
بیٹھو تو جگر تھام کے بیٹھو لوگو — میں قوم کی کہتا ہوں کہانی سن لو

آئے ہو تو دل صاف سے آکر بیٹھو — ہر زنگ کدورت کو مٹا کر دیکھو
مشاطۂ حال سے نہیں اگر خیر تو کیا — تو آنکھ سے ہی آنکھ ملا کر بیٹھو

کہتے ہیں یہ احباب کچھ ارشاد کرو
دل کو غم و اندوہ سے آزاد کرو
مانو جو کہا تو لو سنو کہتا ہوں
فہرست یہ چندہ کی ذرا صاد کرو

جب نظم سنانے کو یہ بندہ نکلا
بلبل ہوئی مشتاق گل کا خندہ نکلا
دیکھا آئین قوم کی حالت کو بغور
بیساختہ منہ سے لفظ چندہ نکلا

افسانۂ قوم آج سناتا ہوں میں
لو کھینچکے تصویر دکھاتا ہوں میں
بیٹھو تو ذرا تھام کے دل کو بیٹھو
اک ولولہ سینوں میں اٹھاتا ہوں میں

زباں کیا ہے کرے جو وصف خلاقِ جہاں تیرا
کہاں ہے تاب طاقت جو بشر سے ہو بیاں تیرا
توہی مالک توہی خالق زمین تیری سماں تیرا
بیاں انساں کرسکتا ہے اے مالک کہاں تیرا

قیاس و وہم و ادراک و گماں سے بھی تو برتر ہے
منزہ و مبرا سب سے تو خلاق اکبر ہے

تو خالق اور رازق قادر و قیوم و دانا ہے
تو جبار و کریم و قاہر و ستار مولا ہے
تو جواد سمیع و عالم و غفار و بینا ہے
مکاں سے بھی مبرا اور ہر موجود ہرجا ہے

نہیں کوئی ترا ثانی تری وہ ذات واحد ہے
صمد ہے لم یلد ہے احد و لم یولد تو ماجد ہے

تری ہی شان بس ہر جا نظر آتی ہے کثرت میں
تری جلوے ہی گوناگوں نظر آتے ہیں وحدت میں
نمایاں قدرت و صنعت ہے تیری این خلقت میں
ہے گویا پتا پتا تیری وحدت کی شہادت میں

توہی بے مثل اور لاشریک واحد و یکتا
توہی ہے افضل و برتر توہی اعلےٰ و بے ہمتا

تو ہی فیاض ہے فیضان ہر سو تیرا جاری ہے | ملک پر جن و انساں پر ترا ہی حکم ساری ہے
رگ و پے میں تری ہی ذات کا فیضان جاری ہے | تو ہی غفور ہے رزاق تو ہی رب باری ہے

ملائک کی زباں توصیف میں ہے جبکہ لال آجا
بشر سے ذرۂ ناچیز کی پھر کیا مجال اسجا

کیا اک لفظ کن سے تو نے سب ارض و سما پیدا | اسی کن کی بدولت ہو گئی موجود سب اشیا
دیا دکھلا تماشا آ کے بس کثرت میں وحدت کا | بچشم غور دیکھا جسطرف تو ہی نظر آیا

بجز سبحانہ لب سے نہ کوئی پھر سخن نکلا
معلّے و منزّہ تو ہی رب ذو المنن نکلا

ہے گم عقل مہندس ہے وہ تیری ذات بے پایاں | ہزاروں فلسفی بھی ہیں پریشاں پھرتے ہیں حیراں
ہزاروں عالم و فاضل ہے بھٹکوں ہی سرگرداں | کسی سے اس معمّے کی نہیں مشکل ہوئی آساں

کھلے کیونکر کہا جب ما عرفناک پیمبر نے
ہمارے ہادی و رہبر نے اور محبوب داور نے

بحمد اللہ دیا حق نے ہمیں ایسا پیمبر ہے | ثنا خواں جسکا خود قرآن میں خلاق اکبر ہے
وہی فخر دو عالم بانیِ وحدت کا کامل تر ہے | وہی ہے باعث تخلیق عالم وہ ہی اکبر ہے

نہیں ثانی کوئی جسطرح سے اس ذات احد کا
ہوا ہے اور نہ ہووے گا کوئی ثانی محمد کا

وہی فخر رسل شمع شبستان رسالت ہے | وہ ہادیٔ سبل ہے ماحیِ کفر و ضلالت ہے
وہی محبوب داور منبع جود و سخاوت ہے | وہی ختم رسل تزئین محراب امامت ہے

وہی حامیِ امت اور شفیع روز محشر ہے
اسی کے نور سے پر نور مہر و ماہ انور ہے

نہ ہوتے جو نہ ہوتا کچھ زمین و آسماں پیدا | ملک پیدا فلک پیدا نہ ہوتی یہ نسل جاں پیدا

نہ یہ شمس و قمر ہوتے نہ یہ دو نو جہاں پیدا
نہ ہوتے بحر و بر پیدا نہ گلزارِ جناں پیدا

ضیا پائی دو عالم نے اُسی کے نورِ انور سے
اُسی کا نور ہے ظاہر ہر اک دیوار سے در سے

کرو شکرِ خدا حق نے دیا ہم کو نبی ایسا
کریم ایسا رحیم ایسا حلیم ایسا سخی ایسا
شفیق ایسا ہوا کوئی نہ ہووے گا کبھی ایسا
رفیق و بندہ پرور کہنے والا اُمتی ایسا

سکھایا علمِ دیں اُس شاہ نے اُمّی لقب ہو کر
بتائی راہِ حق فخرِ عجم فخرِ عرب ہو کر

سراپا نورِ خلّاق زماں تھا وہ شہِ بطحا
یہی باعث ہے سایہ ہی نہ تھا جو اُس کا ہم سہی ہوتا
اُٹھا کر میم احمد کے جو پردے کو ذرا دیکھا
سوا ذاتِ احد کے پھر نہ کوئی دوسرا دیکھا

کھلے یہ عقدۂ لاحل جسے چشمِ بصیرت ہو
وہ چکھے ذائقہ جو واقفِ رازِ طریقت ہو

زہے قسمت دیا حق نے ہمیں شاہِ اُمم ایسا
انیس و مونس و غمخوار ایسا محترم ایسا
شہنشاہِ دو عالم سرورِ عالی ہمم ایسا
خلیق و صاحبِ عزّ و شرف اہلِ کرم ایسا

پڑھو صلِ علیٰ اصلِ علیٰ اُس شاہِ ذیشاں پر
پڑھو ہر دم درود پاک اُس محبوبِ سبحاں پر

سنو اب داستاں اک قوم کی تم کو سناتا ہوں
زبانِ حال سے اس کی حقیقت کچھ بتاتا ہوں
سنبھل کر بیٹھنا اب میں ذرا جا کو ہلاتا ہوں
اُگئے جو راہ تم کو بھول وہ تم کو دکھاتا ہوں

نہ قصہ ہے نہ کوئی داستانِ چیستاں ہے یہ
کلیجہ تھام کر بیٹھو تمہارا ہی بیاں ہے یہ

زمانہ وہ بھی تھا پرچم تمہیں سلطان جہاں تھے
زمانہ وہ بھی تھا عالم میں اک اعزاز حاصل تھے
زمانہ وہ بھی تھا زیب بخش و تاج ایماں تھے
تمہاری ہی حکومت کے نشاں چاروں طرف تھے

تمہارا ہی بیاں تاریخ میں ہے اور فسانوں میں
ابھی تک ہے تمہاری تیغ کی جھنکار کانوں میں

۱ زمانہ وہ بھی تھا ہر اک تمہیں کو باج دیتا تھا
تمہیں کو اک زمانہ مال و دولت باج دیتا تھا
تمہاری ہی وہ سر تھے جسکو ہر اک تاج دیتا تھا
تمنا جسکے لینے کی تھی - کل وہ تاج دیتا تھا

کشتی کا یا پلٹ سب آن کی اک آن میں کیسہ
نہ وہ تاج و حکومت ہے نہ وہ تخت و زر و افسر

تمہیں تو مخزنِ علم و ہنر کانِ سخاوت تھے
تمہیں جانِ فصاحت اور تمہیں روحِ بلاغت تھے
تمہیں اہلِ تہور تھے تمہیں اہلِ شجاعت تھے
تمہیں بحرِ طلاقت تھے تمہیں اہلِ متانت تھے

حکومت کا تمہارے چار سو دنیا میں غوغا تھا
تمہارے علم کا فیضان عالم میں ہر اک جا تھا

تم استادِ زمانہ اور سب طفلِ دبستاں تھے
نجوم و ہیئت و علم ادب بھی تمہیں جاں تھے
تمہیں تو فلسفی و منطقی تھے ہندسہ داں تھے
تمہیں معقول و منقول میں استاد دوراں تھے

کلامِ خالقِ اکبر ہی جاری تھا زبانوں پر
حدیثِ سرورِ عالم بھی بس منقوش جانوں پر

وہ کیا علم و ہنر تھا جو کہ سر تا پا نہ از بر تھا
حکومت کا تمہاری جگ میں سکہ جہاں پر تھا
زمانہ ہر طرح سے مونس و غمخوار و یاور تھا
تمہارے شور سے خائف قیصر و دارا سکندر تھا

تمہارا مال و زر سب لٹ گیا اب تو ذرا جاگو
تمہارا وہ چمن سب لٹ گیا اب تو ذرا جاگو

پڑھاتے تھے جنہیں کل آج وہ ہمکو پڑھاتے ہیں
تمہاری تھیں نہیں سمجھے آج وہ رستہ بتاتے ہیں
سکھاتے تھے جنہیں کل آج وہ ہمکو سکھاتے ہیں
حکومت جاہ و حشمت کے وہ افسانے سناتے ہیں

جو ابجد خواں تھے کل وہ آج استاد زمانہ ہیں

زر و مال و گہر علم و ہنر میں بھی یگانہ ہیں

تمہاری ہی حکومت کا انہوں نے ڈھنگ اڑایا ہے | تمہارا ہی چلن سارا جو تھا سب کر دکھایا ہے
تمہارا ہی طریقہ تھا جو سب کر کے دکھایا ہے | گئے تم بھول جس کو وہ انہیں سب یاد آیا ہے

مروت ہے نہ تم میں اب نہ کچھ علم و لیاقت ہے
اگر کچھ ہے تو کیا ہے بس خصومت ہے عداوت ہے

زمانہ ہو گیا اب سب کا سب دشمن تمہارا ہے | ہر اک فرد بشر کرتا تمہیں سے اب کنارا ہے
تمہاری پست ہمت کا یہ نقصان سارا ہے | اگر ہمت کرو تو کچھ نہیں یہ آشکارا ہے

جو بنتے ہیں وہ ہی اک دن بس آخر بگڑتے ہیں
جو شہر آباد ہوتے ہیں وہ ہی اک دن اجڑتے ہیں

وہی گرتا ہے جو سیدھا نہیں سٹ پٹ نکلتا ہے | گرے گا کیا وہ بچہ گھٹنوں کے بل جو چلتا ہے
بھرا تھا ہے جو برتن وہی آخر ابلتا ہے | جو گرتا تھا کبھی پہلے وہی اک دن سنبھلتا ہے

مکاں جو ہو بلند اس پر مثل ہے برق گرتی ہے
کنارے پر وہی جا لگتی ہے جو ناؤ ترتی ہے

ہوا کیا کیوں زمانہ نے تمہارے یہ بری گت کی | کہاں سے پڑ گئے پرچھائیں یہ تم پر نحوست کے
گھٹا چھائی کہاں سے تم پہ افلاس و ذلت کی | ہلاکت نے تمہاری گھیر کر کیوں ایسی حالت کی

عوض مال و گہر کے اب تو حاصل تنگدستی ہے
بجائے عیش و عشرت مفلسی و فاقہ مستی ہے

سمجھتے ہو ہوئی کس بات سے حالت تمہاری ذلت | زمانے نے بنائی کیوں تمہاری اس قدر گت
دکھائی دیتی کیوں ابتر ہے یہ ادبار کی صورت | بتاتا ہوں تمہیں میں سنو کیوں ایسی حالت

ہدایت تم نے دیں کو چھوڑ دیں نے تم کو چھوڑا ہے
نحوست چھا گئی ادبار نے منہ تم سے موڑا ہے

علومِ دنیوی پڑھنے میں جاں تک بھی تپے کھاتے ہو | ریاضی فلسفہ پڑھنے میں آنکھیں تک گنواتے ہو
نہ جھپکے آنکھ تک شب کو مصیبت ایسی اٹھاتے ہو | مشقت اور محنت جتنی ہو کرکے دکھاتے ہو
علومِ دیں سے رغبت کیوں نہیں ہمکو بتاؤ تو
کوئی قرآں کا پارہ حفظ پڑھکر تم سناؤ تو

یہ مانا کی ہیں تمنے ڈگریاں تاریخ میں حاصل | اور الجبرا و اقلیدس میں بھی تم ہو گئے کامل
نجوم و حکمت و ہیئت میں بھی تم ہو گئے فاضل | اور انگریزی میں بھی ہر طرح سے تم ہو گئے قابل
بتاؤ علم دیں میں کونسا رتبہ لیا تم نے
مسلماں بنکے کام اسلام کا کتنا کیا تم نے

جو پوچھیں واقعہ تاریخ دیتے ہو سنا فر فر | اور اقلیدس کی شکلیں یاد رکھتے ہو بانوک پر
ریاضی کا بھی تمکو مسئلہ ہر ایک ہے ازبر | غرض یہ ہے ہر فن میں ہو تم پختہ تر پڑھکر
جو پوچھیں مسئلہ دیں کا کوئی آتا نہیں تمکو
یہ آئے کسطرح شوق اسطرف لاتا نہیں تمکو

یہ مانا ہمنے اِس سے ہو گئی عزت اگر حاصل | یہ مانا ہم نے اِس سے ہو گئی دولت اگر حاصل
نحوست کم ہوئی اور ہو گئی شہرت اگر حاصل | جہالت کی عوض ہے علم کی زینت اگر حاصل
یہ سب کچھ تو ہوا پر دیں کا ہے سامان کیا جاتا
نہ ساماں ہی گیا اپنا کھو ایمان کا جاتا

مسلمانو اگر سوچو تو بس ایماں ہی دولت ہے | اسی سے دین و دنیا کی ہوئی حاصل شرافت ہے
یہی ہے تو شرع جتنی اسی سے فخر و عزت ہے | نہیں گر یہ کیا حاصل تو ہر جا پر ندامت ہے
کیا گر دیں تو دنیا پھر بھلا کس کام آئیگی
سوا افسوس کے اچھا نہیں کچھ بھی دکھائیگی

ابھی پہنچا تم کو یاں راستہ سیدھا دکھلاؤ تم | یہی ہے راستہ سیدھا اپنے قرآں پڑھاؤ تم

حدیثِ مصطفےٰ کو بس دل و جاں سے سکھا تم | اور اپنے واسطے جنت میں گھر اپنے بنا تو تم

نہ جائے گا کوئی ساتھ اپنے بس ایماں ہی جائے گا
قیامت کو بھی ایمان تمہارے کام آئے گا

سنو اب قوم نے اِک مدرسہ ایسا بنایا ہے | کہ جس میں دین کا نقشہ کھینچ کر تم کو دکھایا ہے
علوم دیں کو ظاہر کر کے بس ہمکو بتلایا ہے | جہالت کو مسلمانوں کی خصلت سے اٹھایا ہے

جہالت سے چھڑا کر خلق کو عالم بناتے ہیں
سبق معقول اور منقول کا سارا پڑھاتے ہیں

نہیں یہ مدرسہ ہے بلکہ مجموعِ علم کا گھر ہے | علومِ دیں کا اور راہِ شریعت کا یہ مظہر ہے
یہی شمعِ ہدایت ہے یہی مہرِ منور ہے | یہی بستانِ دینِ احمدی کا بس گلِ تر ہے

اسی نے علم کا ہر چار سو غوغا مچایا ہے
اسی نے دین کا حامی رہبر تو کھلایا ہے

یہی ہے مدرسہ جو صرف کی اور نحو کی جا ہے | یہی ہے جو حدیث و فقہ کا آئین خواں ہے
یہی ہے جو کہ منطق اور ادب کا درس خواں ہے | یہی ہے مدرسہ جو شارحِ تفسیرِ قرآں ہے

اسی نے اپنی محنت سے بہت عالم بنائے ہیں
اسی نے قوم کو کارِ نمایاں کر دکھائے ہیں

اسی نے ہے مٹایا نام دنیا سے جہالت کا | اسی نے ہے کیا روشن ستارہ بس شریعت کا
اسی نے کر دکھایا کام ہے علم و لیاقت کا | اسی نے خاص کر ذمہ لیا پند و ہدایت کا

کہ تا خلقت نہ ہو گمراہ اور دیں کی نہ پستی ہو
نحوستِ جہل کی کافور ہو اور دیں کی چستی ہو

کرو اِنکی مدد اب جان و دل سے اے مسلمانو | مدد دو اب ہاتھ سے یہی غنیمت وقت ہے جانو
کرو ہمت کرو ہمت بس اب کہنا مرا مانو | کہ تا ہے جو دین تمہیں ہو دل میں یہ ٹھانو

سخی بنکر دکھا جوہر تو دکھلاؤ سخاوت کا
عطاؤ جود سے لو کام بس دیں کی حمایت کا

کرو اِن کی مدد تا تم سے خلاقِ جہاں خوش ہو
کرو یہ کام تا تم سے ہر اک پیر و جواں خوش ہو
شفیعِ روزِ محشر اور شاہِ انس و جاں خوش ہو
ملیں تب جناں میں اور تم سب مہرباں خوش ہو

کیا یہ کام اب تم نے نہ گر پچھتاؤ گے پیارو
نبی کو منہ بروزِ حشر کیا دکھلاؤ گے پیارو

کرو انکی مدد بڑھکر بڑھے تا حوصلہ انکا
تمہارے علم کا ہر ملک میں جا کر گڑے جھنڈا
دکھائیں دین کا پھر کام کر کے تم کو ایسا
تمہارے مدرسہ کا پھیل جائے ہر جگہ چرچا

بڑھائیں دین کو یہ ہر طرح سے کام ہے انکا
دل و جان سے رہیں سرگرم بس یہ کام انکا

مسلمانو سنو یہ آخری میری نصیحت ہے
بچشمِ غور دیکھو سب سے بڑھکر دین ہی دولت ہے
مقدم سب سے انساں کے لئے دینی حمایت ہے
یہی دنیا کی عزت اور یہی عقبیٰ کی ثروت ہے

رہے یہ مجمعِ اسلامیہ قائم زمانے میں
رہے یہ مجلسِ نعمانیہ دائم زمانے میں

آمیں - خاموش ہو - کہ اب خلوت چاہیئے
یہی ہے خواہشِ دل اور اپنا مدعا ہے یہ
اجابت کا کھلا ہے باب یہ حینِ التجا ہے یہ
نکلتی اب زبانِ دل سے ہر دم یہ صدا ہے یہ

پھلے پھولے یہ دونا فزوں غنی اسکو حاصل ہو
بڑھے یہ انجمن دینی ترقی اسکو کامل ہو

دستخط - جناب حافظ محمد امین صاحب چشتی امام مسجد انار کلی لاہور

"اسلامی اخلاق"

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا۔ ترجمہ
البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے پیروی اچھی واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتا
ہے خدا کی اور پچھلے دن کی اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اسوۃ۔ بالضم والفتح پیشوا و اقتدا و صبر و آنچہ بداں تسلی اندوہگیں گردد۔ رسول ہمارے مقتدا تسلی
دینے والے ہیں۔

اساوہ مداوات ومعالجہ۔ اسابین القوم۔ اصلاح کرد میان قوم۔ آساہ مواساۃ غمخواری نمود اور بمال
خود وگر دانید او را در مال پیشوا استاۃ تاسیۃ اندوہ نمود برائے او و تسلی داد او را الا تاتس بمن لیس لک
باسوۃ یعنے اقتدا مکن آں کس راکہ او پیشوائے تو نیست تاستی تسلی گرفت تاسوا غمخواری نمود حضرت
کرد بعض ایشاں مر بعض را۔ ہمارے حضرت میں وہ سب کچھ ہے جو اسوۃ اور اسکے مادہ مشتقات
میں نیک معنوں کے لئے آتا ہے۔

رسل بالفتح رفتار نرم و موئے فروہشتہ۔ رسول پیغام برے و پیغام بر ارسل و رسل و رسلاء
جمع ہے۔

ہمارے حضرت۔ ہمارے غمخوار۔ تسلی دینے والے ہمارے پیشوا رہبر وغیرہ وغیرہ
یہ آیت شریف قرآن مجید و فرقان حمید کے اکیسویں پارہ کے اخیر میں ہے۔
سورہ احزاب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنگ احزاب کا مفصل بیان فرمایا ہے صدہا ایسی

طرح پر تھا کہ ہجرت سے چوتھے برس یہود نضیر جو مدینہ منورہ سے نکالے گئے تھے ہر قوم میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر آمادہ کرنے کے لئے گئے۔ قریش اور بنی غطفان اور بنی قریظہ کو جو مدینہ کے پاس تھے اور حضرت صاحب سے عداوت رکھتے تھے جمع کرکے سرور عالم علیہ السلام پر چڑھائی کی کل فوج مخالفین کی باراں ہزار تھی اور اہل اسلام کا لشکر کل تین ہزار تھا مدینہ منورہ کے باہر لشکر آ پڑا اور مسلمانوں نے اپنے لشکر کے گرد خندق کھود لی۔ دونو فوجیں دور دور سے لڑتی رہیں ایک مہینہ تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ ایک رات اللہ تبارک وتعالے نے تند ہوا بھیجی جس کی وجہ سے مخالفین اسلام کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے غرض سخت کھلبلی ہو گھبراہٹ اور پراگندگی پڑی۔ جب مخالفین کے لشکر میں آسمانی لشکر یعنے ہوا نے پریشانی بحت برپا کی تو ان کا حوصلہ پست ہو گیا اور مارے خوف کے لاچار ہو کر واپس ہو گئے۔

اسی جنگ میں سرور عالم علیہ التحیۃ والسلام نے مسلمانوں کو خوش خبری سنائی تھی کہ اب بعد کبھی مخالف ہم پر چڑھکر نہیں آویں گے ہم خود ہی ان کو شکست دینگے اور مغلوب کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس جنگ میں کئی ایک منافق بھی تھے جنہوں نے حضرت کی خدمت میں آکر باہر جانے سے عذر کیا ان کے لئے اس سورہ کریمہ میں آیات نازل ہوئیں از انجملہ ایک یہ آیہ شریفہ بھی ہے (۲) اللہ تبارک وتعالے نے ان کو حکم فرمایا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری تم پر لازم ہے کیونکہ اس کی تابعداری سے تمکو نجات دارین نصیب ہو گی اصل تعلق آیت شریفہ کا یہ ہے جو میں نے بیان کر دیا اب اس جنگ کے متعلق چند مسائل بتا کر پھر اس آیہ کریمہ کے متعلق کچھ لکھونگا

(۱) مخالفین مذہب مقدس اسلام پر منکشف ہو کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اور کسی موقع پر مخالفین یعنے قریش پر دو جو کہ آپ کے جانی دشمن اور آپ کے دوستوں کے خون کے پیاسے تھے، جنگ کرنے میں پہل نہیں کی بلکہ آپ نے مخالفین کے حملے اور مزاحمتوں کو روکتے رہے ہیں پس ہرگز ہرگز مخالفین کے اعتراضات قابل تسلیم نہیں کہ آپ نے اسلام کو تلوار ہی کے زور سے جاری کیا

نوٹ: میں نے ایک رسالہ جس کا نام مظہر الاسلام ہے لکھا ہے اس میں سرور عالم علیہ التحیۃ والسلام کی ضرورت اور سراپا سب لکھ دیئے ہیں چونکہ وہ تمام اہل اسلام کے بچوں کو یاد کرنا نہایت ضروری ہے اسلئے مسلمان کو اسکا خریدنا لازم ہے کل ۱ر قیمت ہے) بلکہ آپ کے تمام جنگ اور غزوات وسرایا حفاظت خود اختیاری کا درجہ رکھتے تھے۔

(۲) تین ہزار کا مقابلہ باراں ہزار سے اور پھر فتح پانا آسمانی مدد کے سوا نہیں ہو سکتا خدا کا فرمودہ صادق آیا کہ جو کوئی اس سے مقابلہ کرے گا کچلا جاوے گا (انجیل)

ایسے نمایاں فتوحات سوائے اس تسلی دینے والے کے (جسکی بشارت تمام نبی خصوصاً مسیح علیہ السلام دے گئے) اور کون ہوگا علیہ الف الف تحیۃ والسلام

(۳) اپنی تمام طاقتیں نبی برحق کے تابع کر دینی چاہئے اور جو حکم نبی علیہ السلام فرماویں اسمیں تردد نہ ہونا چاہئے۔ اس آیۃ شریفہ میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب میرے سچے نبی نے تمکو فتح کی بشارت دی پایہ کہ تیاری جنگ کا حکم کیا تو تم کو ہرگز مناسب نہیں کہ اس حکم کے ماننے میں کسی قسم کا حیلہ پیش کرو گو باراں ہزار کے مقابلہ میں تین ہزار ظاہر بین لوگوں کی نظر میں نہایت کم اور آٹا میں نمک معلوم ہوتا ہے مگر یقیناً جان لو کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پورا اور سچا ہونے والا وعدہ ہے آیۃ شریفہ مندرجہ عنوان جامع ہے اتباع نبی علیہ السلام کی تاکید اور اسی آیت میں دلیل بھی دی گئی ہے اس امر کی کہ تمکو اتباع نبی کیوں کرنی چاہئے اور اس میں کیا کیا فائدے ہیں۔

میں انشاء اللہ اس آیت شریفہ کے ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کرونگا مگر اس سے پہلے چند امور ضروری لکھتا ہوں جن کا جاننا ہر ایک انسان کے لئے عموماً اور اہل اسلام کے لئے خصوصاً ضروری ہے۔

رسول۔ لغت میں ایلچی پیغامبر کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ان پاک وجودوں پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو کر اور ایک کتاب جس میں انسان کی دینی اور دنیوی بہتری ہو بن کر آتے ہیں وہ اپنی پاک تعلیم کے ذریعہ سے لوگوں کو بہشت کا راستہ

دکھاتے ہیں وہ اعلےٰ درجہ اور پوری طاقت کے پشتی بان ہوتے ہیں اپنی امت کی دیوار کے لئے وہ کامل اور نہایت واقف کار دریائے وحدت کے تیراک ملاح ہوتے ہیں جو اپنی امت کی ڈوبتی کشتی کو دنیا اور عاقبت کی مصیبتوں کے دریا کے بھنور سے نکال کر کنارہ پر پہنچا دیتے ہیں صلوٰت اللہ علیہم اجمعین

انسان کے دل میں یہ خیال ضرور گذرتا ہے کہ اللہ جل جلالہ جسکی لازوال ہستی کے سب قائل ہیں کیوں اپنے بندوں کو بلا کسی ذریعہ کے آپ ہی ہدایت نہیں کر دیتا رسول بھیجنے کی کیا حاجت ہے؟

ایسے شبہوں کے جواب اہل اسلام کے لئے تو نہایت آسان ہیں بلکہ مسلمانوں کو تو اس وجہ سے کہ ان کا دل نور محمدی سے منور ہے ایسے شبہے ہی نہیں گذرتے مگر اسوجہ سے کہ آزادی زمانہ کے اثر سے اب لوگ اسے ایسے شبہے کرنے لگ گئے ہیں حالانکہ ان کو ایسے سوال ہرگز ہرگز کرنے مناسب نہیں اسلئے کہ مقلد کا ایمان بہ نسبت محقق کے بہت اچھا ہوتا ہے دلائل عقلی کے پیچھے جانے والا ضرور کسی نہ کسی موقع پر ٹھوکر کھا کر رہ جاتا ہے۔ پائے استدلالیاں چوبیں بود

مگر اس سوال کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ وجود باری اور ثبوت رسالت اصول مذہب میں سے ہیں اسلئے جس شخص کو خداوند جل وعلےٰ نے ان مسائل کی تحقیق کا مادہ دیا ہے اسپر واجب ہے کہ ایسے وقت میں ان مسائل پر بحث کرنا اپنا اعلےٰ فرض سمجھے۔

اگرچہ ایسے مسائل نئے نہیں ہیں بلکہ سلف صالحین کے وقت سے ایسے مسائل پر بحث شروع ہو گئی تھی چنانچہ سیدنا امامنا الاعظم رح کے وقت میں جن کا زمانہ خیر القرون کا زمانہ بھی تھا۔ ایسے ایسے مسائل شروع ہو گئے تھے جن کی تردید سیدنا الممدوح رض نے نہایت عمدگی سے کی۔ آپ بفضلہ تعالیٰ ایسے مسائل کے یہ ثبوت اور مخالفین اسلام کی تردید میں ید طولےٰ رکھتے رضی اللہ عنہ ان سے راضی ہو اور ان کے انفاس لطیفہ کا پرتوہ ہمارے دلوں پر ڈالتے رہیں کتب علم کلام میں ایسے مسائل پر بہا اسی علماء علیہم الرحمۃ نے نہایت بسط کے ساتھ بحث کیا ہے۔ البتہ یہ وقت ضرور ہو گئی ہے کہ زمانہ حال کے

سمجھانے بھی سے سمجھتے نہیں اور یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ ہم کو کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

بہرحال جواب دینے والے کو نہایت مشکلات کا سامنا ہوتا پڑتا ہے اسکو خواہ مخواہ جواب ایسی عبارت میں دینے پڑتے ہیں جو عام فہم نہو اسی واسطے بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلسفہ نیا ہے اور مغربی علوم کے عام ہونے کی وجہ سے ایسے ایسے سوالات ہوتے ہیں جن کے جوابوں کے لئے پرانی کتابیں علم کلام کی کام نہیں دیتیں حالانکہ پرانی کتابوں میں اس قسم کی جو بحث ہوئے اور انکی تردید ہوئی اس سے زیادہ تحقیق سے جواب دینا آج تک کہیں نہیں دیا گیا۔ ایک درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر بیان آ گیا اصل مطلب کی طرف میں متوجہ ہوتا ہوں اور سوال مندرجہ کا جواب دیتا ہوں بیشک انسان پیدا کیا گیا ہے بالقوہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے جس میں ہدایت بھی شامل ہے یعنی انسان میں مادہ موجود ہے نجاری قصاری حکاکی بافندگی وغیرہ وغیرہ مگر وہ کوئی کام نہیں کر سکتا جب تک استاد کی تعلیم اسکو نہو ایک شخص جو سیکھنے سے کاتب ہو گیا ہے دوسرا علم پڑھنے سے عالم بن گیا ہے ان دونوں میں کاتب اور عالم استاد نے کتابت اور علمیت کا مادہ اپنے شاگرد میں پیدا نہیں کر دیا بلکہ مادہ پہلے ہی موجود تھا استاد نے اسکو متوجہ کر دیا اور بیکارہ کو بتا دیا کہ تیرا کام یہ ہے صرف اتنی توجہ دلانے سے وہ کاتب اور عالم بنگیا۔ اسی طرح روحانی استاد انبیاء کرام مادہ ہدایت کو جو حجابات کے سبب سے چھپا ہوا ہے پاک صاف کر دیتے ہیں وہ مادہ ہدایت کا پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ پہلے ہی سے انسان کی ذات میں موجود ہے جسکی نسبت پاک کتاب میں حکم ہے فہدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا انبیاکرام کا کام اراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب ہے نہ ایصال الی المطلوب اسی واسطے خداوند جل وعلی نے حکم دیا ہے انک لاتہدی من احببت۔ یعنے انبیاکرام وہ راستہ دکھا دیتے ہیں جس راستے سے آدمی ہدایت کو پہنچے اور اصل مطلوب پر لیجانا خدا ہی کا کام ہے۔

ابتداء پیدائش بنی نوع سے خاتم النبیین علیہ السلام تک جس قدر نبی گذرے سب کا کام ہدایت کرنا اور حجابات کا دور کرنا اور اسی راستہ کا دکھا دینا تھا جو موصل الی المطلوب ہو گو ہدایت کرنا اور اصل مطلوب پر پہنچا دینا خدا ہی کا کام ہے مگر سلسلہ کائنات میں جیسا کہ ظاہری استادوں کی ضرورت ہے۔

ایسا ہی روحانی تعلیم کے لئے انبیا کرام کی ضرورت ہے اس جگہ ایک اور شبہ ہوسکتا ہے کہ اس قسم کے استادوں کے محتاج کرنے کی خدا کو کیا ضرورت تھی؟ اسکا جواب دو لفظی ہوسکتا ہے کیونکہ ایسا سوال کرنے والا استاد جسمانی اور روحانی کیوں ہوسکتا ہے سوائے سکے ور کوئی نہیں ہوسکتا جسکو مصنوعات نظر نہیں ہے اور مصنوعات کے مختلف پیدا کرنے سے یہ نہیں سمجھتا کہ صانع علی الاطلاق کی حکمت اور سلسلہ کائنات کی صنعت مقتضی ہیں امر کی کہ طبائع میں اختلاف رہے۔ اور دو لفظی جواب یہ ہے کہ کسی شے کی بناوٹ پر ایسا شبہ جو اس کی اصل ذات کے وجود سے تعلق رکھتا ہو جائز نہیں ہے۔ مثلاً خداوند جل وعلا پیدا کنندۂ ارض وسما پر یہ شبہ کہ یہ ستارے یہ چاند سورج زمین و آسمان حیوانات نباتات اشجار دریا سمندر کیوں بنائے نانی ہے البتہ ان کے فوائد یا نقصان یا حکمتوں پر غور و فکر کرنا مسلک تحقیق ہے خیال فرمائیے کہ کسی کو خدا نے امیر بنایا کسی کو اسکا محتاج کسی کو بادشاہ کسی کو غلام اگرچہ علمائے کرام نے اس بحث کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کا مفصل بیان بخوف طوالت نہیں کیا گیا البتہ اتنا اشارہ ضرور کر دیتا ہوں کہ ہماری ترقی کے مدارج ہم کو سکھلانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

آپ نہیں دیکھتے کہ خداوند تبارک و تعالےٰ اسباب پر قادر نہیں ہے کہ عورت کے سوائے مرد سے یا کسی اور ذریعہ سے انسان قدو قامت والے پیدا کیوے بیشک وہ قادر ہے کہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ ترقی اور تنزل کا راستہ اس نے ہمیں بتانا ہے یہ کہا جائے کہ ایسا ترقی ہمیں بنانے کی کیا ضرورت تھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا دنیا میں آنا وہ اصل کا شیانہ کو چھوڑنا اور چار مختلف اخلاط کو جمع کر کے ایک ہیولے میں پیدا کرنا ہمارا تنزل ہے اور پھر ترقی کر کے اپنے اصل میں جا ملنا اور اخلاط مختلفہ کا صورت وحدت میں پہنچنا ہماری ترقی اور تندرستی کی علت غائی ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دفتر چاہئے مگر میں صوفی منشوں کے توجہ کے لئے اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔

پچھلے بیان سے ثابت ہو گیا کہ انبیا کرام ہمارے روحانی استاد ہیں آؤ اب ہم دیکھیں کہ وہ

کس طرح ہم پہچان سکتے ہیں کہ خدا کی طرف سے وہ ہماری ہدایت کے لئے آتا ہے کیا اس کی صورت ہماری صورت سے الگ ہوتی ہے کیا اسکے اعضا ہمارے جیسے نہیں ہوتے کیا وہ ہماری طرح کھاتا پیتا نہیں کیا اس کی عورتیں نہیں ہوتیں۔ غرض کس صفت کے اعتبار سے ہم پہچان سکتے ہیں کہ وہ نبی ہے اور خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہماری ہدایت کے لئے آیا ہے۔

بیشک نبی ظاہری صورت میں انسان ہوتا ہے اور اسکے اعضا صحیح و سلامت اور اسکا وجود ظاہری عیبوں سے بھی پاک و صاف ہوتا ہے۔ کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی ہے اس کی عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ گو انسان ہی کے لباس میں وہ آیا ہے اور انسانوں کے لئے انسانی ہی لباس میں آنا چاہئے تھا مگر اسکے تمام اعضا ہم سے بدرجہا طاقتور اور رذایل نور سے منور ہوتا ہے اس کا کھانا پینا حرکات سکنات ہماری جیسی نہیں ہوتیں ہم سے بھی نہیں انسانی طاقت سے بڑھکر کام کرتا ہے گو صورت میں انسان جیسا ہے اس کی طاقتیں اور بھی ہوتی ہیں کہ ان کی پیروی کرنے کا ہمیں خدا کا حکم ہے اسی واسطے وہ حکیم علے الاطلاق حکم دیتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ اسکی شناخت میں مذاہب میں اختلاف ہے سب مذاہب کا اختلاف بیان کرنا ضروری نہیں صرف اہل کتاب کا اختلاف میں بیان کرکے پھر اپنا مطلب بیان کرونگا اہل ہنود کا اختلاف میں دو وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں ایک یہ کہ وہ اہل کتاب نہیں دوم یہ کہ وہ اپنے نبیوں کو اوتار سمجھتے ہیں گویا خدا ہی انسانی لباس پہنکر انسانوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے عیسائی لوگ ان تین چیزوں کا ہونا ضروری جانتے ہیں اور علامت نبی سمجھتے ہیں ÷

(۱) تعلیم اسکی اچھی اور عمدہ ہو (۲) معجزہ دکھاوے (۳) مدعی نبوت ہو۔

ان تینوں علامتوں کے مان لینے میں اہل اسلام کو کچھ عذر نہیں ہے البتہ اتنا جتا دینا ضرور ہے کہ صرف عمدہ تعلیم ہی نبی کی علامت نہیں ہو سکتی کیونکہ عمدہ تعلیم معلوم کرنے کے لئے پہلے ہمیں علم حسن و قبح شے کا ہونا ضروری ہے اور جب ہم کو کسی شے کے حسن و قبح کا علم ہو جائیگا تو پھر نبی کی ضرورت

کیاہے گویا پہلی صورت میں لازم آتا ہے ہمارا اعلم ہونا انبیاء سے اور یہ محال ہے اور معجزہ کو علامت نبوت بنانا واقع کے برخلاف ہے کیونکہ عہد جدید اور عہد عتیق کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ بہت سے مدعی نبوت بھیڑوں کی صورت میں تمہارے پاس آوینگے اور معجزات دکھاویں گے اُسے بچو کہ وہ بھیڑیے ہیں۔

علماء اسلام رحمہم اللہ نے اگرچہ تحریر فرمایا اور ثابت کردیا ہے کہ جھوٹے مدعی سے معجزہ نہیں صادر ہوسکتا یعنے اگرچہ سحر یا ہتھ ناٹک جو معجزہ کی مشابہ ہیں مگر تحدی کے وقت سحر اور ہتھ ناٹک مدعی جھوٹے سے کبھی صادر نہیں ہوسکتی۔

جب یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ معجزہ اور مدعی نبوت کا ہونا بھی پیغمبر کے لئے ضروری نہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طور سے ہم نبی کی نبوت کو تسلیم کریں جواب اسکا عام فہم تو یہی ہے کہ اب ہم کو خاتم النبیین رحمۃ العالمین کے مبعوث ہونے کے بعد ایسے مسائل پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی مگر مخالفین اور مدعیان فلاسفرین کے لئے اتنا ہی کہہ دیتے ہیں اور یہی مسلمہ مسئلہ فریقین اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ کا ہے کہ نبی میں یہ تینوں امور پائے جاتے ہیں گو ضروری نہیں کہ معجزہ ابھی وہ دکھلادے مگر اس تمام بیان سے اور اس بحث سے جو فریقین کے درمیان اس مسئلہ میں ہوا ہے صاف طور پر علامت نبوت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اور پھر بھی کچھ نہ کچھ اعتراض اسپر وارد ہو ہی سکتے چونکہ ایسے اعتراضات ہر ایک فلاسفر نہیں کرسکتا اور اکثر یہاں تک پہنچکر ساکت ہوجاتے ہیں اسی واسطے اس فیصلہ پر طے کردیتے ہیں میں بخوف طوالت اس کی تفصیل نہیں کرنی چاہتا ایک عام فہم اور مخالفین کے ساکت کردینے والا مسئلہ اس کے متعلق لکھدیتا اور وہ یہ ہے۔

کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں وہ اپنے مقتداؤں اور بانی ہوتے نبی یا اوتاروں کو جس طور سے اپنا مقتدا یا نبی مانتے ہیں انہی اصول سے ہم اپنے پیغمبر کو اپنا رہبر ہونا ثابت کردیتے ہیں اور چونکہ وہ تمام صفات جن کو وہ علامت نبوت سمجھتے ہیں ہم اپنے نبی برحق کی ذات میں بوجہ اتم و اکمل ثابت کرسکتے اسلئے ہم ان کو خاتم النبیین کہتے ہیں۔

ہے حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
کی ذات بابرکات مستجمع جمیع صفات و معجزات انبیا کرام ہے صلوات اللہ علیہ وآلہ اجمعین
شیراز کے قربان کیا عمدہ شعر کہا ہے

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتی باں
چہ باک از موج بحر آں را کہ دارد نوح کشتی باں

اور نقل سے ثابت ہے کہ ایسے وجود باجود کی محبت اپنی جان اور مال اور اولاد اور دنیا و
سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے کیونکہ یہ عقل اول بلکہ عقل کل ہے اور ایسی عقل یا
عقل والے سے محبت کرنی عقلی محبت ہے اور عقلی محبت طبعی محبت پر غالب ہوا کرتی ہے
و مال و دنیا و مافیہا کی محبت طبعی محبت ہے۔ اور طبعی محبت کو عقلی محبت پر ترجیح دینا خلاف شانے
اور عکس ذکر اولی الالباب ہے اسیواسطے ہمیں حکم ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم اور
شریف میں ہے لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین۔
یہ شریفہ مندرجہ عنوان لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں اسکی طرف اشارہ ہے
ور رسول علیہ السلام تمہیں اچھا حکم کرتے ہیں اور انکی تابعداری میں نجات ہے خلاف انکا ہرگز
کو عقل تمہاری تسلیم کرے یا نہ کرے ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ ثابت کرلو اور مزید ثابت
ہمارے حضرت کا یہ حکم ہے یا نہیں جب یہ ثابت ہوجائے کہ ہمارے حضرت کی یہ حدیث ہے اور
ارشاد اس طرح پر تو پھر گردن جھکا دو۔ کوئی عذر نہ کرو کہ ہماری رسم یہ ہے یا فلاں شخص نے
ہے۔ سب انبیاے کرام کی اتباع ایسی ہی چاہئے جیسی کہ بیان کی اور سرور عالم علیہ الف
السلام کی اتباع بدرجہ اولیٰ ایسی ہونی لازم ہے کیونکہ اگر نبی کے حکم کو جب ہم نے ثابت کرلیا کہ
ن کا حکم عقل مطابق اس لئے کرنا چاہئیگے کہ اگر ہماری عقل نے اسکو مان لیا تو وہ قابل پذیرائی ہے
بل تسلیم نہیں تو پھر نبی کو ہم نے گویا نہیں مانا اپنی عقل کو مانا ہے اور نبی علیہ السلام عقل کل کا
لقب ہیں عقل کل کے فرمودہ کو خود رائی یا جزوی عقل سے رد کرنا نہایت نادانی ہے۔

اسی واسطے صوفیاکرام علیہم الرحمۃ نے ایک ایسا قاعدہ شناخت انبیا کا مقرر فرمایا ہے کہ اس سے بڑھکر اور عمدہ کوئی ذریعہ شناخت کا ہو ہی نہیں سکتا اور اسکے مان لینے سے انسان عقل کی کشا اور پیچ پیچ اور الجھاؤ سے مخلصی پالیتا ہے کیونکہ ہماری عقل بقول سکندر بادشاہ کسی وقت عقال بھی ہو جاتی ہے جو کسی وقت عقال ہو جاوے وہ یہ درجہ نہیں رکھتی کہ بین الحق والباطل کی امتیاز اور سونے کے پرکھنے کے لئے اسکو محک بنایا جاوے وہ قاعدہ کیا ہے ؟ عرفان جس کو یہ درجہ حاصل ہو پھر اسکو نہ معجزہ دیکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ولی سے کرامت دیکھنا مانگتا ہے دیکھو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جلیل القدر صحابہ نے کوئی معجزہ سرور عالم علیہ التحیۃ والسلام سے نہیں دیکھا اسی واسطے صدیق کا ایمان اول درجہ پر ہے۔

اور جو لوگ نبوت کے ثبوت کے لئے یا ولی کی ولایت معلوم کرنے کے لئے معجزہ یا کرامت کے عادی ہوتے ہیں ان کو جھوٹے اور سچے نبی یا ولی کی تمیز میں نہایت مشکلات پیش آتی ہیں۔

عرفان اعلےٰ درجہ کا ذریعہ شناخت حق کے لئے ہے جو ہم کو محتاج دلائل عقلیہ کا نہیں ہونے دیتا اور اس کا درجہ یہ ہو جاتا ہے کہ استفت قلبک ولو افتاک المفتون یعنے اپنے دل سے پوچھ اگرچہ تجھکو مفتی فتوے دے ہی دیں اور دوسری جگہ فرمایا ما رآہ المومنون حسنًا فھو عند اللہ حسن یعنے جس کو مومنین اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک ہی اچھا ہے اللھم ارزقنا تلک الدرجۃ الرفیعۃ بجاہ المصطفےٰ صاحب کمال عرفان ہی اعلےٰ درجہ کی عطیہ ہے اسی کی عنایت سے انسان نیکی اور بدی میں تمیز کرانے والے نبی کو پہچان سکتا ہے عرفان ہی کی برکت سے ۲۳ برس کے عرصہ میں ایک وجود باجود رحمۃ للعالمین مقبول رب العالمین کی تعلیم نے عرب جیسے جزیرہ کو (جہاں قزاقی چوری جوا زنا جنگ بجلغرض کوئی عیب نہیں تھا جو انہیں نہ پایا جاوے بلکہ بوجہ بت پرستی وہ ان عیوب کو اپنا ہنر سمجھتے تھے چنانچہ اشعار جہالت کے زمانہ کے شاہد ہیں) ایسا بنا دیا کہ تمام جہان کا مقتدا بن گیا ان کی طبیعتیں ایسی بدلیں کہ یکقلم مذموم رسومات اور عادات رفع ہو گئیں اور بجائے

یک عادات اور رسومات میں خلق اللہ کے مقتدا ہو گئے یہ امر عظیم واقع ہوا تھا کیوں ایسا
ن کو مقتدا اور امام ایسا ملا کہ جس کی کشش اور تاثیر تمام کششوں اور تاثیروں سے بڑھی ہوئی
نکہ وہ جو کچھ کہتا تھا اپنی طرف سے نہیں کہتا تھا بلکہ جو سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ وہ اپنی خواہش
ں کام نہیں کرتا تھا بلکہ فاعل حقیقی اُن کے افعال اور حرکات و سکنات اپنی رضامندی سے
ینے والا تھا۔

ت کے اعضا اگرچہ ظاہر میں انسانوں جیسے تھے مگر اُن کی طاقت اور برکت وہ تھی جو انسانی
ت سے بدرجہا بہتر اور کمال درجہ کی تھی بلکہ انسانی طاقت کو سوائے شارکت لفظی کے اور
شرکت اُن کی طاقتوں سے نہیں ہو سکتی۔

ت مبارک ہاتھوں سے کنکرے جو مخالفین کی طرف پھینکے گئے ان کنکروں نے سب کو اندھا
ں وقت نیست و نابود کر دیا کیونکہ وہ مبارک ظاہری ہاتھ نہیں بلکہ اُن کی نسبت قادر مطلق فرماتا
مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

ں شریف جو انسانی پیر تھے مگر ایک ساعت میں آسمانوں سے گذر کر ایسے مکان میں پہنچ کر
یسی فرشتہ کو دم مارنے کی جگہ اور بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی کا مصداق ہو کر آن کی آن
واپس تشریف لے آئے۔

و مبارک وہ طاقت رکھتے تھے کہ ظاہر میں کوئی پہلوان یا طاقت والا آدمی برابری نہیں کر سکتا
بانچہ ایک دفعہ ایک طاقتور اعرابی نے تلوار پکڑ کر آپ کو کہا کہ یا محمدؐ تم کو کون میری تلوار سے
سکتا ہے آپ نے فرمایا خدا اُس شخص کا ہاتھ اوپر کا اوپر ہی رہا دیکھو آپ کے ہاتھ کی طاقت کہ
سے پر غلبہ ہی نہیں پایا بلکہ دوسرے کی طاقت کو سلب کر دیا۔

ں۔ آپ کی طاقتوں کا ذکر کہاں تک کروں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی ظاہری اور باطنی طاقتیں خاص
ہ الہی تھیں انسانوں کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
عدا طلے درجہ کی نعمت ہے مبارک ہیں وہ جنہوں نے اِس نعمت کی قدر کی اور اس پر ایمان لائے۔

اور افسوس اور ویل ہے انپر جنہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور ایمان نہ لائے اور یہ کہکر اس نعمت سے محروم رہے کہ ان ہذا الا بشر مثلنا۔ مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔

خداوند جل وعلی نے اسیواسطے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اس آیۃ شریفہ کی فصاحت بلاغت کو اگر مفصل بیان کروں تو جتنا یہ مضمون لکھا ہے اس سے بھی زیادہ اور لکھا جائے تو گنجائش نہیں صرف اس قدر اشارہ لکھ دیتا ہوں کہ لفظ لام اور قد اور کان کو دیکھو کس تاکید سے حضرت صاحب کی اقتدا کا حکم فرمایا ہے۔

آؤ اب ہم آپ کو حضرت صاحب کی تعلیم سنا دیں کہ وہ تعلیم کیسی عام فائدہ بخش ہے آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والا دین ودنیا میں خراب نہیں ہوتا دنیاوی حالت بھی اس کی نہیں بگڑتی اور عقبے میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے اگرچہ بعض ناعاقبت اندیش آپ کی تعلیم پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں بعض تو تعصب کی وجہ سے اور بعض ناواقفیت مسائل اسلامیہ کے سبب سے اعتراض کرنے والے اگر غور کریں اور انصاف سے دیکھیں تو انسان کے لیئے اور سلسلہ کائنات کے نظم ونسق قائم رکھنے کے واسطے اور معاشرت اور طریق تمدن کی عمدہ وجہ پر برتنے کے لیئے آپ کی تعلیم سے زیادہ کوئی تعلیم بھی ملے گی کسی کی تعلیم انسانی فطرت کے پورے طور پر موافق نہیں ہے کسی شریعت میں صرف ظاہر کی لحاظ ہے کسی میں صرف باطن کا مگر شریعت محمدی بلحاظ ترکیب انسانی انسان کے لیئے کافی ہے جیسا انسان ظاہر یعنے جسم اور باطن یعنے روح سے مرکب ہے۔ ویسا ہی شریعت محمدی ظاہر اور باطن رکھتی ہے۔

اتنی تو گنجائش نہیں کہ تمام مسائل کا ظاہر اور باطن بیان کر کے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جاوے مگر اس جگہ کو مہمل چھوڑنے پر بھی دل نہیں چاہتا اسلیئے ایک مسئلہ جس کی آج کل ضرورت بھی ہے بیان کرتا ہوں وہ مسئلہ سود یعنے بیاج کا ہے اس مسئلہ پر طرح طرح سے مخالفین اعتراض کرتے ہیں اور عوام کو ورغلاتے ہیں کہ دیکھو اسلام مقدس میں پیغمبر اسلام نے سود کے بند کرنے سے لوگوں کو دنیاوی ترقی سے روک دیا اور منافع کے عمدہ ذریعہ کو بند کر کے لوگوں کی دنیاوی ترقی کا سد

کر دیا حالانکہ معاملہ برعکس ہے بیاج لینے سے ترقی انسانی اور آپس کا ارتباط و اتحاد کم ہوتا ہے بلکہ انسانی ہمدردی سود لینے والے میں برائے نام بھی نہیں رہتی کیونکہ آپس میں لین دین قائم رکھنا ارتباط کو بڑھاتا ہے آپس میں خرید و فروخت جاری رکھنی اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ خرید و فروخت قایم کرنی اتحاد طرفین کے لئے اور ترقی اور میل جول بڑھانے کے لئے عمدہ ذریعہ ہے انسان کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ مل جل کر کام کرو تاکہ تمہارے کاموں سے دوسروں کو فائدہ ہو اور انکے کاموں سے تم کو وہ ذریعہ کیا ہے تجارت یعنے ایک شے کو دوسرے کے ہاتھ بیچ دینا فرض کرو کہ ایک چیز تم نے پانچ روپے کو خریدی ہے اگر دوسرا شخص تم سے وہ چیز خریدنا چاہتا ہے اور تم بھی بیچنے پر راضی ہو تو تمہارا اختیار ہے کہ منافع اس پر چڑھالو اور خریدار کو کہہ دو کہ میں اتنے کو بیچونگا اگر اس کی مرضی ہے تو وہ خرید کرے گا ورنہ نہیں خریدے گا کوئی جبر نہیں کرتا اسپر کہ ضرور اتنے کو وہ خریدے پر اگر مالک شے دیکھتا ہے کہ اس شخص کو مجبوراً یہ چیز خریدنی ہے اور اس وجہ سے وہ منافع تگنا چوگنا پانچ روپے کی چیز کو پچیس یا چالیس روپے سے بیچنا چاہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے ضرور خریدنی ہے تو عقلاً یہ منافع بھی اچھا نہیں ہے بلکہ بعض وقت ایسا منافع حرام کہا گیا ہے مثلاً احتکار غلہ وغیرہ بوقت قحط زدگی۔ کیونکہ ایسا معاملہ انسانی ہمدردی کے برخلاف ہے گو اپنی شے کو دوسرے کے ہاتھ منافع پر بیچنا منع نہیں ہے گو اسکو فائدہ حاصل ہوا مگر یہ فائدہ طرفین کے لئے رنج دہ نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے فروخت کرنے کی نیت سے مال خریدا ہے۔ اسکی محنت کا ثمرہ ہے منافع مل جانا اور خریدار پر بھی ناگوار نہیں گذرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے محنت کی ہوئی ہے یہ اس کا بدل لیتا ہے ایسا بدل نہ دینا مروت اور انسانی ہمدردی کے خلاف ہے بیع میں منافع بدل ایک جزو ہے جو کسی پر ناگوار نہیں گذرتا مگر یہ بیع اگر غبن فاحش کے حد کو پہنچ جاوے تو ضرور ناگوار گذرتا ہے اسی واسطے شریعت محمدیہ نے اس سے منع فرما دیا پس بیاج جو ایک قسم کا منافع بلا محنت ہے شریعت نے حرام ٹھیرایا اور حکم فرما دیا کہ احل اللہ البیع وحرم الربوٰا۔ اور اس قسم کا منافع ہر ایک طرح کا خواہ وہ اضعافاً مضاعفہ ہو یا ڈیوڑھا سویا حرام کر دیا۔

مسئلہ بیان مجھکو تفصیل سے لکھنا چاہئے تھا مگر جو لوگ پردہ اسلامی کی مخالفت پر قلم اٹھاتے ہیں اُن کو غور فرمانی چاہئے اور جن قوموں میں پردہ کی رسم نہیں اُنکی حالت اور اسلامی حالت کا موازنہ کرنا چاہئے غرض آپ کی تعلیم انسان کے لئے نعمت عظمیٰ اور اعلےٰ درجہ فلاح دارین کا ہے فداہ ابی وامی علیہ الف الف تحیۃ والسلام۔

تعلیم نبوی متعلق صفائی روح

(۱) جو عمل کرو اخلاص سے کرو (۲) ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں توبہ کرو

(۳) جب مصیبت آوے صبر کرو (۴) ہمیشہ سچ بولو

(۵) تقویٰ اور توکل کرو اور خدا کی طرف ہمیشہ دل لگاؤ۔

(۶) خدا کی عبادت پر قایم رہو۔

(۷) خدا کی مخلوقات میں نظر عبرت سے دیکھو

(۸) ہمیشہ نیک کام کرو۔

(۹) اپنے نفس امارہ سے جہاد کرتے رہو۔

(۱۰) موجودہ وقت کو غنیمت جانو اور نیکی کرو۔

(۱۱) انسانی ہمدردی کرتے رہو

(۱۲) تکلیف مالایطاق نہ خدا نے تجھپر فرض کی ہے نہ تم آپ فرض کرو لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا

(۱۳) جو نیک کام کرو اُسے ہمیشہ کیا کرو۔ احب الاعمال الی اللہ ادومہا و ان قل۔

(۱۴) اپنے نبی یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کر مااتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا

(۱۵) نیک کام آپ بھی کر اور لوگوں کو بھی ترغیب دے اُسکا ثواب بھی تجھ کو ملے گا۔ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہ واجر من عمل علیہا۔

(۱۶) نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ وتعاونوا علی البر والتقوےٰ۔

) جب تو کسی کو برا کرتا دیکھے تو اُسے نصیحت کر۔ وانالکم ناصح امین۔ حضرت ہود نے اپنی قوم
فرمایا تھا۔
) جہانتک ہو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کر۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف۔
) امانت کسی کی ادا کرو۔ متعلقہ معاشرت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا
) کسی پر ظلم نہ کرو ماللظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع
) مسلمانوں کی عزت کی نگاہ رکھو اور اُن کے حقوق ادا کرو اور اُن پر شفقت کرو واخفض جناحک
مومنین۔
) کسی کے عیب کو بلا ضرورت مشتہر نہ کر (ازالہ حیثیت عرفی نہ کر) ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ
الذین ظلموا لہم عذاب الیم فی الدنیا والآخرہ
) ایک دوسرے کی حاجت پورا کرنے میں مدد کرو من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ (متفق علیہ)
) لوگوں میں صلح کراؤ اور اُن کی اصلاح کرو۔
خیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس۔ واصلحوا ذات بینکم د۔
) ضعفا و فقرا کی زیادہ محبت رکھو۔ ولا تعد عیناک عنہم الا اخبرکم باہل الجنۃ کل ضعیف متضعف
علے اللہ لابرہ (متفق علیہ)
) یتیم لڑکے لڑکی اور مساکین پر احسان کرو واما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر۔
) عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو وعاشروھن بالمعروف

حقوق زوج علے المراۃ وعکسہ

) مرد عورتوں پر غالب ہیں۔ ان کا درجہ مساوات نہیں ہے
رجال قوامون علے النساء بما فضل اللہ بعضہم علے بعض وبما انفقوا من اموالہم فالصالحات قانتات
حافظات للغیب بما حفظ اللہ۔
) اپنے عیال کی خبر گیری کرو۔ وعلے المولود لہ رزقہن وکسوتہن بالمعروف۔

خدا کے راہ میں اچھی چیز خرچ کرنی چاہئے

(۳۰) یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون

(۳۱) اپنی عورت اور اولاد وغیرہ ملازموں کو اور رعیت کو خدا کی تابعداری کی ترغیب دینا یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا۔

(۳۲) ہمسائے کے حقوق بجا لاؤ والجار ذی القربی والجار الجنب

حقوق والدین

(۳۳) اپنے ماں باپ کی تابعداری کرو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھو واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین الخ

(۳۴) اپنے رشتہ داروں سے کبھی بگاڑ نہ کرو ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض الخ

(۳۵) جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تابعداری ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کی توقیر بھی واجب ہے اور نیز علما کی۔ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ افسوس ہے کہ علما کی توقیر اور اہل بیت کی تعظیم جیسی کہ چاہئے نہیں ہوتی۔

(۳۶) نیک بندوں کی زیارت کرو تاکہ ان کے نور سے تمکو برکت ملے قال لہ موسیٰ ہل اتبعک۔ واصبر نفسک مع الذین الخ

(۳۷) اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت کرنی اور اللہ ہی واسطے دشمنی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔

(۳۸) نیک بندوں سے محبت کرو کہ خدا کی رضامندی اسی میں ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

(۳۹) نیک بندوں کو ایذا نہ دو۔ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ للحرب۔ متفق علیہ

(۴۰) ظاہر حالات پر حکم کرو اور نیتوں کو خدا کے سپرد کرو۔
فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم

(۴۱) اللہ کا خوف ہمیشہ اپنے دلوں میں رکھو۔ ان بطش ربک لشدید

(۴۲) اللہ کے فضل کی امید رکھو لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

(۴۳) اللہ کے خوف سے روتے رہو۔ ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا

(۴۴) دنیا میں دل نہ لگاؤ اگلے جہان کا دھیان رکھو
المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصلحت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا

(۴۵) جو مل جاوے اسپر صبر کرو طاقت سے بڑھکر عیشوں کے خیال میں نہ لگے رہو نفسی شہوات میں منہمک نہ ہو جاؤ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔

(۴۶) بلا ضرورت نہ مانگو بلا مانگے جو ملے اُسے رد نہ کرو اوا جاءک من ھذا المال شئی وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ فتمولہ وان شئت کلہ وان شئت تصدق بہ وما لا فلا تتبعہ (متفق علیہ)

(۴۷) اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرو۔ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔

(۴۸) سخاوت اور بخشش کرو کہ تمہارے ساتھ رہیگا (ہمدردی انسانی ہے) وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ +

(۴۹) بخل نہ کرو۔ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون

(۵۰) اوروں کے کاموں کو اپنے کاموں پر مقدم رکھو
یوثرون علے انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ

(۵۱) وہ دولت نعمت ہے جسکے ساتھ شکر ہو

(۵۲) موت کو ہمیشہ یاد رکھو وہ لذتوں کے قطع کر دینے والی ہے
کل نفس ذائقۃ الموت

(۵۳) قبروں کی زیارت کرو تاکہ تمہیں موت یاد رہے۔

(۵۴) پرہیزگاری کرو شبہات کو چھوڑ دو

الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام الخ متفق علیہ

(۵۵) جب زمانہ میں فساد ہو تو الگ ہو جاؤ، سلامتی اسی میں ہے ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین

(۵۶) لوگوں سے میل جول رکھو اور نیک مجلسوں میں شریک رہو۔ مریضوں کی عیادت کرو۔ جنازہ پر جاؤ۔ اور محتاجوں اور فقیروں سے محبت کرو۔ اور جہلا کو ہدایت کرو وتعاونوا علی البر والتقوی۔ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

(۵۷) تواضع اور فروتنی کرو واخفض جناحک للمؤمنین

(۵۸) فخر و عجب تکبر ہرگز نہ کرو اپنی ذات اور علم اور قوت پر بڑائی نہ کرو اور غیروں کو حقیر نہ جانو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

(۵۹) ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق (کشادہ پیشانی سے) پیش آؤ انک لعلی خلق عظیم

(۶۰) حلم اور رفق اور درگذر اختیار کرو۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس

(۶۱) عفو اور چشم پوشی اور جہلا سے درگذر اپنا طریقہ بناؤ۔

خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاہلین۔

(۶۲) اگر مصیبت پہنچے الحمد کہکر برداشت کرو جزع فزع نہ کرو۔

ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور

(۶۳) عدل و احسان کرو۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

(۶۴) اپنے حکام کی تابعداری کرو جب تک وہ تمکو برا کام نہ بتاویں خدا کے گناہ میں کسی کی تابعداری نہیں ہے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

(۶۵) جہانتک ہوسکے حکومت کے کام سے بچو

لک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین

(۶۶) بادشاہ اپنا اور قاضی صالح آدمی بنا ئے ہر ایک آدمی اپنا دوست اچھا آدمی بناوے الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین۔

(۶۷) ادب اور حیا سیکھو الحیاء من الایمان (متفق علیہ)

(۶۸) کسی کا بھید ظاہر مت کرو اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا

(۶۹) وعدہ پورا کرو اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا

(۷۰) اپنی اچھی حالت کو نہ بدلاؤ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

(۷۱) ہر کسی سے کشادہ پیشانی اور خوشی سے ملو ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

(۷۲) جب کلام کرو ایسے صاف اور شستہ اور آرام سے کرو کہ مخاطب سمجھ جاوے کان اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا (رواہ البخاری)

(۷۳) جب کوئی دوست سفر پر جانے لگے اسکو وداع کرنے کے لئے جاؤ اور اسکے لئے دعا کرو اور اپنے لئے اس سے دعا طلب کرو۔ عن سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کان یقول للرجل اذا اراد سفراً ادن منی اودعک کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یودعنا فیقول استودع اللہ دینک وامانتک وخواتیم عملک (ترمذی)

(۷۴) مشورہ سے کام کیا کرو وشاورہم فی الامر

(۷۵) جو نیک کام ہو دہنے ہاتھ سے شروع کرو

کھانا کھانا

(۷۶) کھانے کے وقت بسم اللہ کہو فارغ ہو کر الحمد دہنے ہاتھ سے کھاؤ اذا اکل احدکم فلیذکر اسم اللہ تعالےٰ فان نسی فلیقل بسم اللہ اولہ وآخرہ (ابوداؤد ترمذی)

(۷۷) کھانا اپنے سامنے سے کھانا چاہئے سارے برتن میں ہاتھ نہ مارے یا غلام سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک (متفق علیہ)

(۵) ٹیک لگا کر نہ کھاؤ ۔ کھانا معدہ میں اچھی طرح نہیں پہنچتا (   ) نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا آکل متکئاً (بخاری)

(۶) تین انگلیوں سے کھاؤ نہ سارا ہاتھ بھرو نہ دو انگلی سے نہ چھری کانٹے سے اور انگلیوں کو چاٹو عن جابر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امر بلعق الاصابع والصحفۃ وقال انکم لا تدرون فی ای طعامکم البرکۃ (مسلم)

(۷) مل کر کھانا چاہیئے۔

پانی پینے کے آداب

(۱) تین گھونٹ سے پانی پیو اور سانس لینے کے وقت برتن سے منہ ہٹالو ۔ تاکہ دوسروں کو تمہارا جوٹھا پینے سے نفرت نہو) پانی پینے کے وقت بسم اللہ پڑھو اور فارغ ہو کر شکر کرو

(۲) کھڑے ہو کر پانی نہ پیو (مرض فتق کا احتمال ہے صب) نہی رسول اللہ عن الرجل قائماً (مسلم)

(۳) سونے چاندی کے برتن میں پانی نہ پیو۔

لباس

(۱) سفید کپڑا پہننا اختیار کرو ۔ ریشم اور زعفرانی نہ پہنو اور رنگ جائز ہیں البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہ موتاکم (ابوداود ترمذی)

(۲) قمیص اچھا لباس ہے کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم القمیص (ابوداود وترمذی)

(۳) کوئی کپڑا اندازہ سے نہ بڑھاؤ تکبر کی نیت سے بڑھانا حرام ہے ورنہ مکروہ من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ (بخاری)

(۴) اگر تو فیق ہو بقدر طاقت کے انسان سیدھا سادھا لباس پہنے تو بہت بہتر ہے اور ثواب پائیگا

(۵) اپنے مقدور کے موافق لباس پہننا چاہیئے فضول نہ کرے سوائے حاجت شرعی کے۔

(۸۹) ریشمی لباس نہ پہنے (یہ نازک کپڑا نازک بدن یعنے عورتوں کے لئے اچھا ہے) جسے جوئیں پڑتی ہوں ریشم پہننا اسے جائز ہے۔

(۹۰) نیا کپڑا یا پوشش پہنکر خدا کا شکر کرے

خواب اور جاگنے کے متعلق

(۹۱) داہنی طرف سویا کرو اور انی وجہت وجہی الخ پڑھا کرو۔

(۹۲) جب مجلس میں کوئی آوے اسکے لئے جگہ بنا دو (عزت کرو)

(۹۳) جب کسی سے ملو سلام علیکم کہو

(۹۴) جب تم کسی کے دروازے پر جاؤ اور وہ پوچھے کہ کون ہے؟ تو اپنا نام بتاؤ اور اگر اسے فرصت نہیں ہو تمہیں وہ کہے کہ مجھے کام ہے مل نہیں سکتا تو واپس آجاؤ اور برا نہ مانو

(۹۵) عورت سوائے محرم کے سفر کو نہ جاوے۔

(۹۶) جب اللہ تمہیں کوئی نعمت دے تو سجدہ شکر بجا لاؤ۔

(۹۷) غیبت نہ کرو زبان کو بند رکھو نیک کلام زبان سے نکالو۔

ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ

(۹۸) چغلی اور غمازی نہ کرو ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

(۹۹) دو رخے نہ بنو۔ ایک کے پاس جاکر کچھ کہا اور دوسرے کے پاس کچھ یستخفون ولا یستخفون من اللہ وہو معہم۔

(۱۰۰) جھوٹ کبھی نہ بولو جھوٹی گواہی نہ دو (والذین لا یشہدون الزور)

(۱۰۱) مسلمانوں پر لعنت نہ کرو کسی کو خاص کرکے برا نہ کہو کہ فلانے پر لعنت ہے۔ نہ فلاں شخص پر الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

(۱۰۲) آپس میں گالیاں نہ دو خادموں کو گالیاں نہ دو۔

(۱۰۳) لڑائی جھگڑا اور فساد ایک دوسرے سے بیزاری نہ کرو انما المومنون اخوۃ۔

(۱۰۴) حسد نہ کرو ایک بھائی کی نعمت دیکھکر یہ نہ کہو کہ اسکو کیوں ملی یا چھینی جاوے۔ ام یحسدون الناس علی ما آتٰہم اللہ من فضلہ

(۱۰۵) جاسوسی کسی کی نہ کرو اور مسلمانوں پر بدبختی نہ کرو۔ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

(۱۰۶) بخشش کرکے احسان نہ جتاؤ۔ ولا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذیٰ

(۱۰۷) تین دن سے زیادہ کسی سے نہ لڑے رہو لاتقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلث (متفق علیہ)

(۱۰۸) مجلس میں کان پھوسیاں نہ کرو اگر دوسرے جلیس اجازت دیں تو منع نہیں انما النجوی من الشیطان۔

(۱۰۹) آگ سے کسی جانور وغیرہ کو نہ جلاؤ۔

(۱۱۰) قرضدار اگر غنی ہے اور خواہ مخواہ قرضہ کے ادا کرنے میں دیر کرتا ہے تو سخت گنہگار ہے۔

(۱۱۱) جب ایک چیز ہبہ کردے اسکو واپس نہ لے۔

(۱۱۲) یتیم کا مال نہ کھاؤ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن

(۱۱۳) بیاج نہ کھا۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا

(۱۱۴) غیر عورت کی طرف شہوت کی نظر نہ کر قل للمومنین یغضوا من ابصارہم اور اسکے ساتھ خلوت نہ کر اکیلا ہوکر نہ بیٹھو۔ واذا سالتموہن متاعا فسئلوہن من وراء حجاب

(۱۱۵) عورت کو مرد کی مشابہت یا بالعکس نہ کرنی چاہئے

(۱۱۶) مخالفین سے بھی مشابہت نہ کر جنجو اور صلیب وغیرہ پہن۔

(۱۱۷) ایک پاؤں ننگا اور ایک میں جوتی پہن کر نہ چل

(۱۱۸) سونے کے وقت آگ بجھا کر سویا کر۔

(۱۱۹) تکلف کبھی کسی کام میں نہ کر

(۱۲۰) میت پر نوحہ اور گریبان دریدی اور بال نوچنا نہ کر۔

(۱۲۱) کاہن اور نجومیوں سے اور قیافہ والوں سے اور رمالوں سے کوئی بات نہ پوچھ اور نہ یقین کر۔

(۱۲۲) کتا شکار یا حفاظت کے لیے رکھ۔

(۱۲۳) مسجد میں شعر نہ پڑھ اور بلند آواز سے نہ بول

(۱۲۴) آمد رفت کی جگہ میں بول و براز نہ کر

(۱۲۵) پانی میں کبھی پیشاب نہ کر

(۱۲۶) سب اولاد کا ہبہ میں درجہ مساوی رکھ۔

(۱۲۷) جہاں وبا ہو وہاں سے نہ نکل مارے ڈر کے اور جہاں وبا ہو وہاں نہ جا۔

(۱۲۸) منہ پر خوشامد مت کر۔

(۱۲۹) سحر نہ کر۔

(۱۳۰) سونے چاندی کے برتن میں نہ کھا نہ پی۔ کیونکہ قیمتی چیز ہے۔ علاوہ تکبر پیدا ہونے کے چوری جانے کا خوف ہے۔

(۱۳۱) اپنے آپ کو جھوٹا سید وغیرہ نہ بنا یعنے اپنی ذات سے نہ نکل۔ منصف آدمی خیال کر سکتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کونسی تعلیم ایسی ہمیں دی ہے کہ جسکے عمل میں لانے سے ہمکو ذلت یا شرم آتی ہے ۱۳۱ نمبر تک صرف سرسری طور پر تعلیم نبوی کے نمبر گنے گئے ورنہ اگر کتب احادیث دیکھی جاوے اور ان کا خلاصہ کیا جاوے تو انسان کے لئے پیدا ہونے سے ممات تک زندگی بسر کرنے کے احکام اور اس رہبر حقیقی نے ایسے بیان فرما دئے ہیں کہ اور کسی امر کی ضرورت نہیں رہتی اللہ تعالے ہم کو توفیق اتباع نبوی کی دے آمین ثم آمین۔

اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالے ہم سب حاضرین و غائبین کلمہ گو اور حضرت پر فدا ہونے والوں کو شفاعت شفیع المذنبین سے محروم نہ رکھے اور ہم پر سے بطفیل سید الکونین غضب

قحط کو دور فرما دے اور ہمیشہ نیک کاموں میں شریک ہونے کی توفیق رفیق کرے اور بری صحبتوں اور غیر شرعی عادات سے بچاوے اور دنیا میں بھی بوسیلہ پیروئے رسول الثقلین ہم کو ذلت نہ دے اور ہمارے پرانے علوم حقہ کی اشاعت کے لئے مسلمانوں نے جابجا مکاتب اور مدارس بنائی ہیں خصوصاً مجلس نعمانیہ کے عربی مدرسہ کو جن میں نہایت بیدار مغزی اور عاقبت اندیشی سے کارکنان نے علوم عربیہ کو اشاعت دنیا زبان میں اصلی قرار دیا چندوں افزوں دے اور ہم کو اور ہماری اولاد کو ان کے جاری کئے ہوئے فیض سے مستفیض کرے اور حوادثات زمانہ سے محفوظ رکھکر نیک نیتی ان کے شامل حال رکھے۔

اور مستفیضان سے مدرسہ کو توفیق دے کہ بعد حصول علوم عربیہ دین اسلام کی اشاعت اور تیرے جلال کے چار دانگ عالم میں منادی کریں جیسا کہ ہمارے انبیا کرتے رہے۔

ایسا نہو کہ پڑھ پڑھا کر تیرا دروازہ چھوڑ کر چند روزہ زندگی کے آرام حاصل کرنے کے لئے دربدر پھر کر اپنے علم کی قدر و منزلت خاک میں ملا دیں بلکہ توکل اور اصلی راحت اور آرام اور عیش کی صورت ان کو دکھا کیونکہ یہ کام تیرا ہی ہے۔

انجمن کا کام ان کو فاضل بنا دینا ہے رازق تو ہی ہے مقلب القلوب تیری صفت ہے اے خدا تو ایسا ہی کر بجاہ المصطفے مولے الجمیع و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دستخط ـ جناب مولانا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری اڈیٹر

رسالہ الواعظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"سلف صالحین کی زندگی"

الحمد للہ ولی التوفیق والصلوٰۃ والسلام علے النبی الہادی علے طریق التحقیق وعلی آلہ واصحابہ حماۃ الدین الوثیق

اما بعد

جناب صدر انجمن و دیگر حضرات! مسلمانوں کی اصلاح حالت اور ترقی کی نسبت مختلف اصحاب نے مختلف رائیں قائم کیں ہیں اور مختلف تجویزیں سوچی ہیں۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ جب تک یہ اعلےٰ مغربی تعلیم حاصل نہیں کرینگے جب تک یورپین تہذیب اور شائستگی کا پرتلان پر نہ پڑے گا انکی حالت کبھی درست نہوگی۔ اور یہ کبھی ترقی نہیں کر سکینگے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ محض مغربی تعلیم و تہذیب جسکی غایت سرکاری نوکریاں ہیں مسلمان ترقی نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کو صنعت اور حرفت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور دنیاوی حاصلات کے لئے وہ ذریعہ اختیار کرنے چاہئے جن سے غیر قومیں مستفید ہو رہی ہیں۔ بعضے اصحاب کی رائے ہے کہ انہیں تجارت کرنی چاہئے بعض کہتے ہیں کہ زراعت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ غرض مختلف رائیں اور مختلف تجویزیں پیش کی جاتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایک بڑی بھاری اور اصل تجویز جس پر درحقیقت مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی ترقی کا انحصار ہے اسکی طرف لوگوں کی توجہ بہت کم ہے! وہ کیا ہے اسلام کی پابندی اور عقائد کی پختگی جس سے عام مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی ترقیاں وابستہ ہیں

صاحبان! افسوسناک تنزل و ادبار جس میں مسلمان کئی صدیوں سے مبتلا ہیں اسکی وجہ یہ ہے اور صرف یہی ہے کہ انھوں نے اسلامی اصول کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اور یہی وجہ ہے وہ تمام برکتیں وہ تمام اوصاف وہ تمام کمالات جو ہمارے عام مسلمان کے لئے نہیں بلکہ سچے اور پکے مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں ہم سے

رخصت ہوگئی ہیں۔حضرات! اسلام ایسا ملت و مذہب نہیں ہے جس میں معاد اور معاش دو جداگانہ چیزیں ہیں
بلکہ یہ دونوں ایک ہی جسم کے دو عضو اور ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں! زیادہ تشریح کے لئے یوں سمجھ لیجے
کہ معاملات معاد و معاش بمنزلہ اعضاء و جوارح کے ہیں اور اسلام بمنزلہ دماغ کے اس لئے ناممکن ہے کہ دماغ
میں خلل واقع ہو اور دیگر اعضاء صحیح و سالم رہ سکیں پس کس قدر غلطی ہے اُن لوگوں کی جو یہ سمجھ لیتے ہیں
کہ بلا پابندی اسلامی اصول کے ہم دنیاوی ترقی کے معراج پر پہنچ جاویں گے۔ فرض کیجے مغربی تعلیم میں آپنے
کمال حاصل کرلیا اور کسی با وجاہت منصب پر بھی پہنچ گئے لیکن خدا پرستی راست بازی۔ دیانتداری۔
عدل و انصاف اطاعت حکام کے اوصاف سے آپ بے بہرہ ہوئے تو یہ کیا ترقی ہوئی مان لیجے کہ صنعت
و حرفت یا زراعت و تجارت میں کوئی بڑا مرتبہ حاصل کرلیا لیکن صدق مقال ایمان داری اخوت ہمدردی
نیز محاسن آپ میں نہ ہوئی تو اس ترقی سے کیا حاصل ہے ممکن ہے کہ آپ اسلامی اصول سے قطع نظر
کے اپنے وجود اپنے کاروباری تعلق اپنے ظاہری ترقی و وجاہت کو قایم رکھ سکیں لیکن کیا بحیثیت
مسلمان آپ اپنے ایسے وجود اپنی ترقی اپنی وجاہت پر کچھ فخر کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔
دوست! ہم اسکو ترقی تو کہیں گے مگر مسلمانوں کی ترقی نہیں کہیں گے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ نہ سمجھنا چاہئے
کہ مسلمان بلا پابندی اصول اسلام و مذہب کے دنیاوی ترقی کر سکتے ہیں نہیں بالکل نہیں بلکہ میرا یہ
کہنا بالکل ایسا ہے جیسا کوئی دلیل کے لئے محالات کو فرض کرلے ورنہ میرا پختہ عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان
بلا پابندی اسلام و مذہب کے کسی طرح کی دنیاوی ترقی کر ہی نہیں سکتے۔ جب تک مسلمان اصول اسلام و
مذہب کی پوری پوری پابندی سے سلف صالحین کا نمونہ نہ دکھائیں گے ناممکن ہے کہ وہ ترقی کر سکیں۔ چونکہ
اس وقت میری قلم و زبان سے نام نامی سلف صالحین صادر ہو چکا ہے اب میں آپ کی خدمت والا میں
دو تین اون حضرات کی اخلاقی حالات کی مثالیں منقول از کتاب مستطاب علماء سلف پیش کرنے کی
اجازت چاہتا ہوں۔ اس کتاب کے مصنف علام نے اخلاقی حالات کو مختلف عنوانوں سے علحدہ
علحدہ دکھایا ہے۔ چنانچہ وہ اخلاقی حالات میں بعنوان ذیل لکھتے ہیں۔

معاصرین اور حریفوں کے مقابلہ میں

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شاگرد زید بن اسلم کے پاس جاکر بیٹھا کرتے تھے لوگوں نے اس پر تعجب ظاہر کیا تو پاک نفس امام نے فرمایا کہ جسکی صحبت میں دین کا نفع ہوتا ہے اس کے پاس انسان بیٹھتا ہی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر سنئے کہ مدینہ طیبہ میں امام زہری امام ربیعہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان میں لے گئے اور وہاں دونوں نے ایک دوسرے کے علم کو جانچا جب عصر کے وقت وہ دونوں امام زمانہ باہر تشریف لائے تو زہری رض تو یہ کہتے نکلے کہ ربیعہ کا مثل مدینہ میں نہیں۔ اور ربیعہ رض یہ فرماتے آئے کہ زہری رض کے رتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا۔ ابن اسحاق اصفہانی جب بصرہ گئے اور وہاں کے محدثین سے حدیث پڑھنی چاہی تو سب نے پوچھا کہ تمہارے شہر میں عباس ابن یزید نہیں ہیں انہوں نے کہا ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ انکے ہوتے ہوئے تم ہمارے پاس کیوں آئے اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں افراد نہیں بلکہ گروہ کے گروہ حق کے گرویدہ تھے اور حسن تعلیم نے سب کے اخلاق یکساں پاک صاف کر دئے تھے۔

ہمعصروں کے فضل کی قدر

ابو اسحاق شاعر مشہور نے جب وفات پائی تو شریف رضی نے اسکا مرثیہ لکھا لوگ یہ سنکر بگڑے اور کہا افسوس کہ خاندان نبوت سے ہو کر انہوں نے ایک صابئی یعنی ستارہ پرست کا مرثیہ لکھنا روا سمجھا۔ شریف ممدوح یہ اعتراض سنا تو فرمایا اور کیا خوب فرمایا (انما رثیت فضلہ) میں نے اسکے کمال کا مرثیہ لکھا) انما یعرف الفضل من الناس ذووہ

صدق کی قدر

علما کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ہمارے امام عالی مقام امام ابو حنیفہ کی ازحد کو صبار فضل سے امام اعظم کا خطاب

ملاہے ایک اونے پیشہ ور حجام نے پانچ غلطیاں پکڑی تھی امام اعظم نے اس حجام کی یہ قدر کی کہ اس واقعہ کو خود سناکر قیامت تک اس کا نام کردیا امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایام حج میں مینے ایک حجام سے حجامت بنوانے کا قصد کیا جب مینے اس سے اجرت ٹھیرائی تو اس نے کہا کہ مناسک کی اجرت نہیں ٹھیرائی جاتی۔ اس نے جب میری حجامت بنانی شروع کی تو میرا منہ قبلہ کی جانب نہ تھا اس پر حجام نے کہا کہ قبلہ رخ ہو بیٹھو مینے بائیں طرف سے حجامت بنوانے کا ارادہ کیا تھا تو وہ بولا کہ حجامت سیدھی جانب سے اول بنوائی جاتی ہے۔ وہ اپنے کام میں مشغول تھا اور میں خاموش تھا پھر اس نے ہدایت کی کہ تکبیر پڑھتے جاؤ۔ حجامت سے فارغ ہو کر میں اٹھ کر چلا تو میرے مہربان نے پوچھا کہ کہاں چلے مینے کہا کہ اپنی فرودگاہ پر جاتا ہوں یہ سنکر اس نے کہا کہ اول دو رکعتیں پڑھ لو پھر قیام گاہ کا قصد کرنا۔ اب تو مجھ سے رہا نہ گیا اور مینے پوچھا کہ یہ باتیں تم کو کس نے بتلائی ہیں حجام نے جواب دیا کہ مینے حضرت عطاء کا طریق عمل ایسی ہی دیکھا تھا ائمہ حدیث کے حالات میں انکی مثالیں کثرت سے ہیں کہ جب انکے شاگرد شیخ بنے تو انہوں نے ان سے حدیثیں حاصل کیں بلکہ محدثین کا یہ قول ہے کہ انسان اسوقت تک محدث نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اعلےٰ ہمسر اور کمتر تینوں طبقوں سے روایت نہ کرے۔

میرے بزرگو! میرا یہ کلام بمنزلہ جملہ معترضہ کے تھا۔ اب میں پھر اصلی مضمون کی جانب توجہ دلاتا ہوں حضرات! سنو! سنو! میں نقارہ کی چوٹ زور سے اور نہایت زور سے کہونگا کہ اسلام اور اسکا اصل الاصول یعنے قرآن مجید و فرقان حمید دینی اور دنیاوی ہدایتوں کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جسکی پابندی کرنے والوں کو بے انتہا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آپ بڑے بڑے ریفارمروں اور فلاسفروں اور لکچراروں کے دماغی نتیجوں کو ایک طرف رکھئے اور اسلام کے سیدھے اور صاف اصولوں اور ہدایتوں پر عمل کیجیے تو آپ میں شوق علم ذوق تجارت بلند ہمتی قومی ہمدردی وغیرہ وغیرہ جتنی صفتیں دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہیں خود بخود پیدا ہو نگے اور روحانی زندگانی کا جو خاص لطف ہے وہ علاوہ ہے میرے مہربان! میری اس مختصر تقریر سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں میں پابندئ اصول اسلام

مذہب کے ذریعہ سے دینی اور دنیاوی ترقی کی ایک خاص اور نئی روح پھونکنا جس قدر آجکل ضروری ہے اس سے بڑھکر اور کوئی امر ضروری نہیں ۔ اور کون دردمند اسلام و رموز شناس قواعد اشاعت دین اس سے انکار کرسکتا ہے کہ مقاصد میں کامیابی بجز ترقی علوم دین و کثرت وجود باجود علماء متبحرین ہوسکتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

پس اب ہم کو لازم ہے کہ اپنے علوم اسلامیہ و عربیہ کے درسگاہوں میں عاقلانہ و مدبرانہ تصرف ضرور کریں جس سے کمیت و کیفیت علوم مشرقیہ کی صورت نمایاں ترقی سے جلوہ گر ہو تاکہ ہماری درسگاہوں میں سے علمائے کامل اور فضلائے مکمل علاوہ علوم عربیہ کے جامع اوصاف زمانہ کی ضروریات سے واقف دنیاوی حالات سے باخبر اور اخلاق میں نمونہ سلف صالحین پیدا ہوں ۔ جن کا کلام ہر طبقہ اہل اسلام میں موثر ہو ۔ورنہ معمولی طرز و نصاب سے جو کچھ عرصے سے اس ملک میں مروج ہے کامیابی و ترقی معلوم ۔ حضرات! نہایت شکر کا مقام ہے کہ ہماری قوم کے اعلیٰ افراد نے اب اس ضرورت کو محسوس کرلیا ہے جس کا عملی نتیجہ انجمن نعمانیہ کا دارالعلوم و ندوۃ العلماء ایک مبارک صورت میں آج آپکے سامنے ہے اب مجھے اس بارہ میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں مگر اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ انجمن نعمانیہ کی سی انجمن اس زمانہ میں خدائے رحیم و کریم کی ایک نہایت رحمتوں میں تصور کرنی چاہئے ۔ اور ہر مسلمان حاضر و غائب کا فرض ہے کہ اُس رحمت کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے۔

میرے دوستو! میری سابق کلام کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نئے نئے مدارس اسلامیہ کھولیں نہیں نہیں جو مدرسہ نعمانیہ جسکے سالانہ اجلاس میں آپ موجود ہیں اُسکی ترقی کی فکر کیجے سرمایہ معقول حسب ضرورت بقدر ہمت خود بھی دیجے اور دوسروں کو متوجہ کیجے صلہ اس امداد کا نجات اخروی و ثواب جاودانی ضرور ملے گا یونکہ یہ مصرف صدقہ جاریہ ہے اور صدقہ جاریہ بقائے نام کے علاوہ دوامی اجر کا ذریعہ ہے۔ اس میں ہمت مردانہ دکھانا چاہئے۔

حضرت غیر قوموں کو دیکھو کہ کس طرح رات دن ترقی کرتے چلے جاتے ہیں پھر تم کب تک خواب غفلت میں سوتے رہوگے برٹش گورنمنٹ کا جو امن امان اور عمدہ حکومت کی قدر کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ نہیں

"مسدس"

شکر للہ باغِ نعماں پھر ہرا ہونے لگا　　میوہ خوارِ دین و ایماں کا بھلا ہونے لگا
روضۂ رضواں کا در۔ ہم پر کھلا ہونے لگا　　بلبلانِ باغِ و ایماں کو صلا ہونے لگا
چار باغِ دینِ احمد کا کھلا گلزار ہے
فیض۔ نعمانیہ جلسہ گلشنِ انوار ہے

کیوں نہ بولیں بلبلیں گلبن شگفتہ دیکھ کر　　گلشنِ نعمانیہ خاروں سے رفتہ دیکھ کر
زاغِ شیطاں باغِ ایماں سے نہفتہ دیکھ کر　　دشمنِ جانِ اولی اجنحہ کو خفتہ دیکھ کر
یا الٰہی اس چمن پر فضل سے برسات ہو
پھول سے اور پھل سے اسکے فیض برکات ہو

انجمن نعمانیہ کے انجم ایمانیہ　　دور ہوتی جیسے ان سے ظلمت یونانیہ
اب انہی سے نور پائے حکمتِ برہانیہ　　یا الٰہی عام کر یہ نعمتِ نعمانیہ
تاجِ دینِ احمدِ مختار کی اعزاز ہو　　دین و ایماں کی خلافت اس سے سرفراز ہو
ملتِ حنفیہ نعمانیہ سے ممتاز ہو　　ربنا نصرت تیری اس ندوہ کی ہمراز ہو
ربنا انعم علینا انت ذو الفیض العمیم
نعمۃ النعمانِ سلکنا مع السلم التسلیم

"ایمان اور اسکی حقیقت"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ میری اس تقریر و تحریر کا جا بذہ علمائے نعمانیہ بارکہم اللہ
علمائے نعمانیہ کے جلسہ فاضلہ میں پیش کرنا ہے

گل آورد شخصے سوئے بوستاں ۔ بشوخی و فلفل بہندوستاں

کا یاد دلانا ہے۔ لیکن انہی حضرات کی برکاتِ متبالیہ اور تحریکاتِ متتالیہ کی مربیانہ شفقت۔ خزاں رسیدہ بستان و بستان دین و ایماں پر بارش باران اور بادِ بہاراں کے آثار دکھا رہی ہے۔ اور ان ہی صاحبان کے فیوضات متعالیہ اور تشویقات متوالیہ کی شفیقانہ تربیت مہربان باغبان کی طرح۔ نونہالانِ نخلستانِ علوم کتاب و سنت اور نو بادگانِ بہارستان حنفیت کو بڑھا رہی ہے بنائؔ علیہ زاویہ نشین خمول۔ مصداق الظلوم الجہول کو بھی حوصلہ ہوا۔ کہ جان و جنان میں صفاتِ ایمان کے شقائق النعمان جو آبیاری فقہ حنفیہ اور ہواداری زرقہ نعمانیہ سے آب و ہوا یافتہ اور شگفتہ و تافتہ ہیں۔ اس ندوہ مقدسہ کی پیش گاہ میں بغرض افاضۂ اہل استفاضہ پیش کرے۔ اور عقائد حقۂ اسلامیہ کی اشاعت پر فقہائے متکلمین کے کلام کو توجہ دلائے۔ الاعمال بالنیات کا کلیہ قدسیہ صاف صاف بتا رہا ہے۔ کہ اعمال صالحہ اور اقوال طیبہ کی صحت و صفا اور ارتقا و ارتضا عقائد ایمانیہ پر ایسی ہی مترتب ہے۔ جیسے درختان باغ و بستان کا نشو و نما آب رواں پر مترتب ہے۔ جنات الخلد کے اشجار و اثمار کا اعمال مرضیہ کی صور مثالیہ ہونا۔ اور آب رواں کی انہار کا عقائد ایمانیہ کے اجسام تمثالیہ ہونا۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت لہم جنٰت تجری من تحتہا الانہار سے درایۃً و روایۃً ثابت ہے۔
و اقوابہ متشابہا کی تاویل میں اگر ایجاداً یا ایہاماً یہ کہا جاوے۔ کہ لذائذ ثمرات جنانی انہی مذوقات

روحانی کی تشابہ ہونگی جو باکمال اہل ایمان کو اپنے عرفان اور اعمال صالحہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ گو عوام مسلمین ان لذات بابرکات کو بعوائق غطیشات و سیئات دریافت نہیں کرسکتے۔ مگر یوم الدین میں لکشف الغطاء وعفو الخطاء مبارک الیوم الحمید کی نظیر سے سب حواس بحسن احساس ان لذات سے بفضلہ تعالیٰ بہرہ یاب ہو جائینگے۔ اور مالا عین رأت ولا اذن سمعت کی نعمتوں کے مزے اڑائینگے تکمیل ایمان پر توجہ کیجاوے۔ تو اب بھی یہ حجاب ہٹ سکتا ہے۔ یا یوں کہو کہ یہ بدحواسی کا غشاء و غفلت و غرور۔ فسق و فجور کا نتیجہ ہے۔ سمع و بصر اندرونی پر سے کٹ سکتا ہے۔ دیکھو اکہ عالم غیب میں کیسی کیسی پیاری اشیاء اور لذائذ لاشل لہا۔ مومنین کے واسطے خدائے کریم و رحیم نے رکھی ہوئی ہیں۔ اگر اس دنیا میں پوری پوری توجہ میں کچھ تساہل و تغافل سد راہ بنے۔ اور چہرۂ محبوب کا دیدار نصیب نہ ہووے۔ تو عالم برزخ میں تمثلاً اور یوم القیام میں عیاناً۔ یقیناً مقاصد روحانیہ و مطالب جسمانیہ کا شہود و وجود ہوگا۔ چونکہ ایمان ہی پر صلاح دنیا و فلاح آخرت کا انحصار ہے۔ اسلئے اس کی حقیقت کی تعریف و توصیف کو ضروری سمجھ کر ماحضر مختصراً سامعین کے پیش نظر کرتا ہوں۔

ایمان کا ترجمہ ہماری زبان میں جھکنا۔ مان لینا۔ بے غم بنا دینا ہے۔ دوسرے معنے کی نظر سے مومن ہمارے جھنے سے ہے۔ اور ما نحن فیہ میں اس کی بحث نہیں۔ اصطلاحی شرعی ایمان پہلے معنے سے منقول ہے۔ چونکہ اس لفظ کا اصل امن رہے خوفی ہے۔ اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ بے غم بنا دینا ہی اصلی معنیٰ ہیں۔ کیونکہ مان لینا اسی پر مرتب ہوتا ہے۔ روح انسانی امن کی طرف جھکتی ہے اور امن بھی ایسا جس کی نسبت اطمینان اور عقیدت ہو۔ اور عقیدہ بھی بلا ثبوت دشوار ہے۔ اسلئے ایمان میں تین امر ضروری ہیں۔ جو شمول نفس مومنہ بمنزلہ علل اربعہ ہیں۔

(۱) جن امور پر ایمان لایا ہو۔ وہ واقعی موجب امن یعنی نجات اور سرور ابدی ہوں۔

(۲) ان امور کی تصدیق یعنی ان کی سچائی واقعی ہو۔

(۳) روح ان کی طرف جھک جائے۔ انہیں مان لے۔ اور انپر عاشقانہ توجہ کرے۔

صرف امور حقانیہ کے سچا جاننے کو ایمان نہیں کہا جاتا۔ جب تک انہیں مان نہ لیا جاوے۔ اسی وجہ سے

جانتے ہیں ثواب طاعت وزہد پر طبیعت ادھر نہیں آتی (۲) اگرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت
لیکن۔ دل بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے (۳) جائیں وہ جہنم میں تو چل پرے ہٹ و غلط۔
حوران بہشتی کا میں قائل نہیں ہوتا) کے قائلین کو ناقص الایمان ورنافی الایمان کہا جاتا ہے یاننے
کے درجات پر ایمان کی ترقیات ہیں تھوڑا سا جھکنے والے کو ضعیف الایمان اور محبان باکمال کو صالحین
شہدا۔ صدیقین۔ انبیاء۔ مرسلین کے خطاب ملتے ہیں اس طرح ایمان کا گھٹنا۔ بڑھنا ثابت ہے۔
مگر وہ امور ایمانی جتنے اعلےٰ درجے کے موسنوں کے لئے مقرر ہیں اسی کمیت اور تعداد سے ادنےٰ درجے
کے مسلمانوں کو ضروری ہیں۔ اسی وجہ سے الایمان لایزید ولاینقص تبعین امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول
واجب الاذعان ہے۔ امور ایمانیہ کی تفصیل وہی ہے۔ جو حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ الایمان ان تومن
باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ والبعث بعد الموت۔ اس ایمان کی
ایک اور شرط جو نہایت ضروری ہے ایمان بالغیب ہے یعنی وہ امور جن پر ایمان لانا واجب ہے وہ
غیب ہوں۔ یعنی ان کا ادراک حواس سے نہو۔ کیونکہ وید کے بعد اس کا شرعاً اعتبار نہیں
کیا جاتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایمان بأس کو نامنظور گنا جاتا ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ محبت اسی
چیز کی ہوتی ہے۔ جو پردے میں ہو۔ جتنا ظہور ہوگا۔ اتنی محبت اور ہیبت کم ہوتی جائے گی الایمان
بین الخوف والرجاء میں یہی نکتہ ہے۔ مشاہدہ کے وقت عذاب وثواب کی نسبت یقین ہو جاتا ہے۔
جسے خوف ورجا کہنا بے محل ہے۔ عوام مسلمین کا ایمان گو حجت بینہ منطقیہ سے نہیں ہوتا۔ مگر محض
بے ثبوت بھی نہیں ایسا ہی ہو تو مقبول بھی نہیں ادنے درجہ یہ تو ضروری جانتے ہیں۔ کہ جب بڑے
بڑے دانشمند اور اہل دل یہ باتیں مانتے ہیں۔ تو یہ ضروری سچی ہیں۔ اور ر (علمائے متکلمین) اور ان کے
متعلمین تو ہر ایک امر ایمانی کا ثبوت دلائل عقلی اور نقلی سے کر سکتے ہیں۔ اور حضرات صوفیہ کرام جنکے
ایمان کا آفتاب اعلےٰ درجے کے آسمان مدارج پر چمکتا رہتا ہے۔ وہ تو شاہد [illegible]
غیبیہ کو دیکھتے اور ان کے نشان لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اپنی کرامات اور تصرفات سے [illegible]
ایمان کا اطمینان کامل طور پر کرتے ہیں۔ اور انہی اصحاب کی صحبت کی برکت سے عقائد [illegible]

اکسیر کا اثر دکھاتی ہے۔ علمائے ظاہر کے فیضان عام اور عرفائے باطن کے فضل تام میں اسم رحمٰن۔ رحیم کی
نسبت کی یاد دہانی ہے۔ مذہب کی حقیقت پر نظر ہو۔ تو اولیا کے اولیا بنو۔ اور محبت سے معرفت
کے مزے چکھو۔ اور اگر تہذیب کا خیال ہے تو ان اصحاب والذین اوتوا العلم درجات کی پیروی کرکے
ترقی کے معارج پر معراج حاصل کرو۔ اب میں امور سبعہ ایمانیہ کی تفسیر و تشریح کرکے اجمال مذکورہ
کی تفصیل کرتا ہوں۔

کہ ایمان باللہ کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ازلی۔ ابدی وجود سے موجود ہے۔ اور واحد ہے۔ یعنی کوئی
اس کی ذات ہی میں شریک ہے نہ صفات میں۔ نہ افعال میں وہ محبوب بے چون۔ بے شبہ و
بے نمون ہے اور علم و سمع و بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اصلی (خبر) اور سرمدی ہے۔ اور سب اشیا میں جو صفات موجود
ہیں۔ وہ ظلی طور پر فانی ہیں۔ اور وہ صمد ہے یعنی جو صفات الوہیتہ کاملہ کی ضروریات سے ہیں۔
وہ سب ہی اس میں موجود ہیں۔ اسی واسطے وہ بے نیاز ہے۔ یعنی اپنے کمال میں اسے کسی شے یا
صفت کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے اور سب موجودات اپنی ہستی میں اسی کی محتاج ہیں۔ اور
اپنی سبھی حاجتیں اس سے پوری کر سکتی ہیں۔ واقعی محبوب چاہئے بھی ایسا ہی۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے
کے قابل ہے کہ مومنین بوجہ مصداقیت اولئک ہم المفلحون ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ مومنین ہیں۔
ایمان بالملائکہ یہ ہے۔ کہ اس محبوب ازلی کے محبت بھرے پیغام لانے والے اور احکام قربت و عبادت
سنانے والے۔ محرمان دربار۔ ماندارانِ سرکار۔ عابدانِ معبود۔ ہر وقت سر بسجود۔ واسطۂ وصل بالاصل
لطیف اور نوری وجود با وجود ملائکہ ہیں۔ جو حضرت معبود مسجود کے کارگزار اور واقفانِ اسرار ہیں انکی
محبت سے معرفت برکت ہدایت اور عبادت بے شرکت حاصل ہوتی ہے۔ موجود تو شیاطین اور
جنات بھی ہیں۔ مگر ان پر ایمان لانا۔ یعنی محبت کرنا کفر و شرک ہے۔ ہر موجود واقعی کو (اگر وہ غیب ہی کیوں
نہ ہو) ماننا اور اس پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ گو ان کی موجودیت کی تصدیق کی جاتی ہے تصدیق
ایمان میں بھی فرق ہے وکتبہ۔ خدا کی کتابوں پر ایمان لانا یوں ہے۔ کہ بڑی محبت سے مانا جاوے۔
کہ محبوب حقیقی نے اپنی مہربانی اور کمالِ رحمانی سے اپنا کلام ہدایت التیام بوساطت ملائکہ اپنے برگزیدہ

بندوں پر نازل فرمایا ہے۔ اور ہر زمانے کے موافق صلاح و فلاح کا راستہ بتایا ہے۔ گو کلام الٰہی نفسی ہے۔ اور حرف و صوت سے قدسی ہے۔ لیکن کتابیں اس کی آیات بینات اور مرایات عین الیقینیات ہیں اور ایک دوسرے کی تصدیق اور توفیق کرتی ہیں۔ اور باہم مصادقت اور موافقت کا دم بھرتی ہیں۔ اخبار اور عقائد میں تو باہمی اختلاف بنظر تحقیق دیکھنے میں نہیں آتا۔ ہاں عبادات اور معاملات کا اختلاف بعینہ امراض مرضے کی مختلف تدابیر اطباء کے مشابہ ہے۔ کہ ہر مزاج کے واسطے ایک ہی مرض کا علاج علیحدہ علیحدہ ہے اسی طرح احکام بھی ہر زمانے کے حکیم مطلق نے جدا جدا تجویز فرمائے ہیں۔ ورنہ کلیتہً ایک ہی اصلاح مزاج روحانی اور فلاح جاودانی ہے۔ یاد رہے کہ رسل و رسائل خداوند تعالےٰ کو دیکھے گئے مگر انکے منجانب اللہ ہونے کا ایقان ایمان بالغیب ہی ہے۔

ورسلہ اور ایمان بالانبیاء یہ ہے کہ خداوند کریم نے اپنے عباد میں سے بعض ایسے پاک بندے پیدا کئے ہیں کہ انکی روحانیت و جسمانیت اور محبت و معرفت الٰہی میں علوم عرفانی اور اعمال حقانی کی قابلیت اعلےٰ درجے کی ہے۔ اور عبودیت کے دائرہ کے مرکز ہونے کی لیاقت انہیں ہی مرکوز ہے۔ اور اسی واسطے ان کو برگزیدہ کر کے اپنے احکام عبادت اور معاملت بے وسیلہ یا بوسیلہ روح القدس بتاتا ہے اور اپنا پاک کلام انہیں سناتا ہے اور انکے الہامات کو آمیزش حدیث النفس اور وساوس خناس سے قطعی طور پر بچاتا ہے۔ صالحین و صدیقین کیسے ہی صاحبانِ صدق و صفا ہوں۔ مگر احکام عبادت سے ایک ادنےٰ حکم بھی انہیں بتایا اور سنایا نہیں جاتا۔ طاعت میں انہی کی طاعت موجب قربت و ثواب ہے خاتم النبیین حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ۔ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آخرین اور سید الاولین والآخرین نبی ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں۔ وہی خاتم الانبیاء ہیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ نبی نبوۃ بمعنے بلندی سے مشتق ہے۔ کیونکہ انبیاء عبودیت کے اعلےٰ درجے پر ہوتے ہیں اسی واسطے استحقاق اتباع اور محبت ایمانی بالکمال رکھتے ہیں

والیوم الآخر۔ اور ایمان بالیوم الآخر یہ ہے کہ ایک ایسا دن ضرور آنے والا ہے۔ جس میں دنیا کا خاتمہ ہوگا اور زمین و آسمان اور جسمانی فنیان مصداق کل من علیہا فان ہو جائینگے۔ مصداق کل شیٔ ہالک الا

وجہ کے معنے بتلائینگے۔ گویا حجابِ غیر غیرت سے اٹھایا جائیگا۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار سنایا جائے گا۔ اور مباینت اور مجانبت کا پردہ اٹھاکر ارواح مومنین کو المومن مرات المومنین تعالیٰ کا جلوہ دکھایا جائے گا۔ اب یوم الآخر کی خوبی سے وسیلۂ لقاء محبوبی تصور کرکے اسپر محبت سے ایمان لاؤ۔ اور اسے اپنی عبادت کی غرض وغایت بناؤ۔ اور ایمان بالقدر اور بعث بعد الموت گو اسی خمسہ متذکرہ میں مجملاً درج ہے۔ مگر ثانیاً تذکرۃً العباد للمبدء والمعاد ہے بعث بعد الموت تو یوم الآخر کی ایک جزو اعظم ہے۔ جو یوم الدین کی بنا اور جسمانی جزا و سزا کی صراحت ہے جسکے بارہ میں کفار تو درکنار بڑے بڑے علمائے اسلام بھی دھوکہ کھا چکے ہیں۔ تحیر کا مقام ہے۔ کہ سارے قرآن کریم کی آیات بینات میں۔ بعثت جسمانی اور عذاب جسدانی مع روحانی صراحتہً مذکور ہو۔ اور کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلوداً غیرہا لیذوقوا العذاب۔ جیسے محکمات میں مسطور ہو۔ اور وہ حضرات ثواب وعذابِ عالم مثال قبر کی مثال پر ہی تسلیم کریں۔ اور کرائیں۔ اور اپنے اس خیال پر افلاطون وارسطو کے ہاتھ چومائیں۔ بھلا صاحب اگر عذاب وثواب۔ عالم مثال میں ہی ہے تو حشر اجساد کاہے کو ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایمان بالقدر کے یہ معنے ہیں کہ خداوند عالم نے جہان کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ہر چیز کا اندازہ کر رکھا ہے جیسے مکان بنانے والا نقشہ عمارت وبنا قبل از تعمیر بنالیتا ہے۔ ایسا ہی ایسے خالق کون ومکان نے۔ کائنات کا نقشہ لوح محفوظ اور لوحِ محو واثبات پر قبل از خلق۔ امر کن فکان سے ثبت فرمادیا۔ تب اسی کے مطابق نیک وبد سب پیدا کئے جاتے اور اس عالم میں آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سب کا مبدا وہی ذات ستودہ البرکات ہے۔ جسکی محبت ہمیں بمقتضائے کل شی یرجع الی اصلہ واجب اور لازم ہے۔ اور جیسے تقدیر قدیر تعالیٰ اسکے اختیار میں کوئی رکاوٹ نہیں لاتی۔ ایسا ہی ہمارے اختیارات میں بھی کوئی روک نہیں بناتی۔ پس جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اسی نے ہمیں اختیار بھی دیا ہے کہ نیکی کریں اور بدی سے برکنار رہیں۔ اور اسی کے مقدرہ اور مقررہ احکام پر چلیں۔ اور من کان للہ کے پورے پورے مصداق بنیں۔ لہٰذا بنایا ہے کہ ہماری روحانی عقیدات اور خیالی حرکات اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہوں۔ اور جسمانی اقوال وافعال بھی صرف برضائے الٰہی ہوں

سے صادر ہوں۔ اور اسی کے محاربات کے موافق ہوں۔ اور اللہ کی رضیات وہی ہیں۔ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے وحیِ جلی قرآن کریم اور وحیِ خفی الہام عظیم (حدیث) سے بتائے ہیں۔ اور کتاب و سنت سے ان حضرات مجتہدین نے استنباط فرمائے ہیں۔ جنکی اطاعت خدا نے واولی الامر منکم کے منطوق واجب الوثوق سے ہم پر لازم بتائی۔ اور انکی پیروی کے لئے دعاے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے ضمن میں پڑھائی۔

فالحمد للہ رب العالمین علےٰ ما ہدانا لذلک وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔

بالآخر میں حضرات حاضرین و ناظرین کی خدمت میں عرض گذار ہوں۔ کہ اسلام کے خمسہ ارکان کا ثانی یعنے صدقہ۔ ایمان اور صداقت کا نشان ہونے میں لاثانی ہے۔ اور اسکے مصارف کی طرف مصارف فیطر ہو۔ تو اس کی غرض اعانت اسلام اور ترقی و بہبودیِ ایمانی ہے۔ اور علماے اہل اسلام اور معلمین دین و اسلام کی خدمت فریضۂ جاویدانی ہے۔ نہ اسلئے کہ وہ فقرا یا مساکین ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ آپ کا مال صرف آپ کے ہی مآل کے واسطے صرف کریں اور آپ کی اولاد کو دینی علوم پڑھائیں اور خصوصًا ندوۂ علماے ربانی محققان مذہب نعمانی کی اعانت مالی و جانی حتے الوسع جمیع اہل اسلام کو ضروری سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ ان کی تعلیم جمیع علومِ اسلامیہ ایمانیہ اور فنونِ خادمہ قرآنیہ پر عام ہے۔

صرف و نحو۔ معانی۔ اصول۔ حدیث۔ کلام۔ فقہ۔ تفسیر قرآنی وغیرہ سب ہی پڑھاتے ہیں۔ گویا اسلامی بنیان کو من کل الوجوہ مستحکم فرماتے ہیں۔ اللہم انصر من نصر دین الاسلام۔ واعنّا علےٰ نصرتہ الے یوم القیام بحرمۃ النبی سید الانام علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام

اب میں مدحِ منشورہ مذکورہ کو منظومہ منظورہ میں نظم دے کر پیشکشِ حضرات سامعین و ناظرین کرکے و لقد آتیناک سبعًا من المثانی کی یاد دلاتا ہوں۔

مخمس در بیان صفات سبعہ ایمانیہ

بمشرب صوفیہ نعمانیہ

اے جمیلے از جملہ خوباں خوبے جانانِ ماست   دلربائے دلبراں آں حسنِ جانِ جانِ ماست
جامعِ کلی کمالات آں شہِ شاہانِ ماست   بے مثال و بے زوال اللہ تعالیٰ شانِ ماست
عاشقی و صادقی مجموعِ درایمانِ ماست

آنکہ لااحصی ثنا شایانِ شانِ او بود   در صفات و ذاتِ خود فرد بود اللہ احد
حسن و احساں جمادارد اے اد یعنے صمد   لم یلد لم یولد لا کفو گوید من عبد
عاشقی و صادقی مجموع درایمانِ ماست

زندہ۔ دانا۔ توانا ہست ربّ العالمیں   بامشیت کارساز و مالک اندر یوم دیں
بشنود۔ بیناے ہریک از مکین و از مکیں   مے کند شیریں سخن با مرسلیں از ہمچنیں
عاشقی و صادقی مجموع درایمانِ ماست

سالکانِ حضرتِ اقدس ملک صافی صفات   کارسازانِ حضور و رازدار نور ذات
تابانِ نازعات و نازعات و ناشطات   ملقیاتِ ذکرِ حق و جانِ ایماں را حیات
عاشقی و صادقی مجموع درایمانِ ماست

بہرِ راہنمائے نیکی و خیر الہدیٰ   مصطفیانِ نارِ رشتہ و نیز نور الصحف
ان باشاں چو انجم شمع مردم را ضیا   حاملانِ وحیِ مولےٰ۔ اولیائے اولیا
عاشقی و صادقی مجموع درایمانِ ماست

یاربے ایں یاوران دین و ایمان اجب است — دور بیے محبوب از حاجب حجاب حاجب است
نفس و شیطاں دشمنِ جاں۔ انس و جاں را صاحب است — ہر کہ نبود در باشش وہ باشِ غائب است

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

تا کہ ہاے نامیہ از بہرِ ایماں نامیہ — نورِ دیں را حامیہ۔ اطفائے نارِ حامیہ
جامعِ جم المصحف۔ قرآں صحیفہ حاویہ — اندیار یار آمد لیس فیہا لاغیہ

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

ہر کہ با قرآں نشیند مے شود باحق قریں — از قرانِ حق دہد مژدہ بہ قاری ما یقیں
رہنماے سرِ خفی وہدے للمتقیں — دانشِ پیدا او پنہاں را بود عینِ عیں

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

اتقا از جہلِ نادانی کن و ایماں بیار — باکتابِ آفتابِ علم و تقوے باش یار
تا توانی بے توانی سازکارِ ایں نگار — تا شوی در جنت الماوائے برحمت سازگار

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

رحمت او خواست بفرستاد سوئے ما رسل — تا کہ بنمائند قرب و وصلِ جاناں را سبل
بلبلانِ گلشنِ حق۔ کاشفانِ رازِ گل — سیما احمد حمید القول۔ محمود الشغل

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

انبیا برکردگان و برگزیدہ بندگاں — از پئے تبلیغ احکامِ خداوندِ جہاں
دعوۃ و دعوائے ایشاں ہست باشان و نشاں — فاتح شاں آدم و خاتم محمد بیگماں

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

ختمِ درجاتِ نبوۃ کرد احمد بالیقیں — از کمالات ست حالاتِ ہمیں بہتریں
شرکتِ محبوب مشترک آمد بنزدِ عاشقیں — بیخودی و باخدائی ہست صدقِ صادقیں

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

شکر یوم آخریں آمد پئے ہجرانِ ما — پردۂ دوری در انداز ندا از قربانِ
ایں ہمہ دنیا سے دوں آمد حجابِ جانِ ما — میرود آخر شود مشہود آں جانانِ ما

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

ہست ختمِ عمر ما بشرا سے ختمِ ہجرِ ما — موت جسر وصل باشد راحتے مر روح را
ایں فنا سے ما بود آبادئ مار افت — موتوا قبل الموت منیہ نعم المنیٰ

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

قربِ ساعت را علاماتے کہ فہمیدیم ما — رنجِ دین و رنجِ دنیا دیدہ رنجیدیم ما
لیک قربِ وعدۂ وصلش ازاں دیدیم ما — عشرتے در عسرتے زاں روئے بگزیدیم ما

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

قدرِ خیر و شر کہ قادر کرد در روزِ ازل — معنئِ قانونِ قدرت یا بگوئی نیچرل
ہست تقدیرِ مقدر جزو و کلِ ہر عمل — قدرت و علم و دود ما ست درو مشتمل

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

اے غریب بیان تو بالقدر شد حبِ وطن — او فتادی اندر اینجا دور از دورِ حبیب
حیلۂ قربت بجاں کن باش با جاناں قریب — مدت باشد معاد و موطنت گردد نصیب

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

ہمہ از علم است و علم از ذات کے گردد جدا — ہست رنج دست پرور ہر معتد با خدا
تیز بلقیسا کہ ہستی در سبا اندر سبا — با سلیمانت رساند ہدہد راہِ ہدا

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

بعث بعد الموت را از صدقِ دل گرویدہ ایم — وعدۂ دیدار را آنجا وفا بشنیدہ ایم
بعد از رنجے ازلن ترانی دیدہ ایم — شکر کز ایماں بمقصودِ جاں برسیدہ ایم

عاشقی و صادقی مجموع در ایمانِ ماست

مژدۂ جاں بخش باشد وعدۂ بعث و نشور — چوں بقا ہمدانہ فنا فی اللہ سر سرود سرور
یادم عیسیٰ است بر موتیٰ دمے از نفخ و صور — مخبر بعث است خضر رہ طلب گار صبور

عاشقی و صادقی مجموع دیان ماست

جنت وصل است موعود از برائے مومناں — صورت رحمت مشکل گشتہ بہر مومنین
تار نیز دوری و مجبوری آمد ہم چنیں — نعمت دیدار عطا است چوں جاں در جبیں

عاشقی و صادقی مجموع دایمان ماست

ایں ہمہ تفسیر لیماں نعت نعمان ماست — آنکہ آمد از ثریا عالم ذی شان ماست
آں سراج آستان مصطفیٰ سلمان ماست — فیض علم حضرت نعمان سرفیضان ماست

عاشقی و صادقی مجموع دایمان ماست

مدہ عثمانیہ۔ نعمے رہے دانیم ما — از طفیل شاں علوم حقہ مے خوانیم ما
در راہ دین حنفی گام مے رانیم ما — خدمت شاں فرض شد تا آنکہ بتوانیم ما

عاشقی و صادقی مجموع دایمان ماست
بے شبہ بے شبہ نامہ مدۂ ایقان ماست

دستخط۔ جناب مولوی امام دین صاحب فیض رئیس گوسے کے ضلع گجرات

اِنا للہ و انا الیہ راجعون

اِس انجمن کو ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں یہ دل گداز صدمہ پہنچا ہے کہ عزیز القدر شاہزادہ شیر محمد خان صاحب مرحوم لخت جگر عالیجناب شاہزادہ والا گوہر خان صاحب گوہر خاندان شاہی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جہلم کا انتقال ہو گیا عزیز مرحوم خوش خو سے جوان صالح ہونے کی جہت سے گذشتہ اسلامی دولت کا ایک نمونہ تھا عزیز مرحوم کی شادی ہوئی صرف عرصہ چودہ ماہ ہی کا گذرا تھا جسپر شاہزادہ صاحب ممدوح نے بڑی فراخ حوصلگی سے صرف کیا تھا۔

انجمن ہذا کو ایسے نوجوان صالح کے گذر جانے کا سخت افسوس ہے اور دعا کرتی ہے کہ خداوند کریم شہزادہ صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرماوے اور اس نوجوان صالح کو بہشت بریں میں جگہ دیوے۔

ضرورت

انجمن نعمانیہ لاہور کو دار العلوم نعمانیہ کے لئے ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو کہ ریاضی میں اعلےٰ درجے کی لیاقت رکھتا ہو اور عربی میں بھی کامل ہو درخواست کنندگان اپنی اپنی درخواستیں آخر ستمبر ۱۹۱۰ء تک مع اسناد کے دفتر میں بھیج دیں یہ مدنظر رہے کہ ایسے صاحب درخواست کریں جو کہ کسی اور محکمے سے تعلق نہ رکھتے ہوں تنخواہ معقول دیجاوے گی جسکا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

فقط

یادگار سعدی

انجمن کے کتبخانے میں کتاب یادگار سعدی مؤلفہ ومرتبہ منشی محمد فیروز الدین صاحب مالک اخبار مشیر ہند لاہور جسکی ضخامت ۲۰۴ صفحہ کی ہے۔ اور جو اپنی وضع میں بے نظیر کتاب ہے اور جس کا ہر ایک کتبخانے میں ہونا اور ہر ایک اردو فارسی خواں کو جو تہذیب الاخلاق کا خواہشمند ہو اسکا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ برائے فروخت موجود ہے جو شائقین منگوانا چاہیں وہ دفتر انجمن سے یا اسکے مالک سے طلب فرما سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت ۸/ مع محصولڈاک رکھی گئی ہے مقامی اصحاب کو ۸/ مل سکتی ہے۔

اسکے علاوہ مندرجہ ذیل کتب فروخت کے لئے دفتر انجمن میں موجود ہیں۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حرز المسلمین مجلد	۱/	خلاصۃ العقاید مجلد	۱۰/
قاعدہ عربیہ	۱۰/	عقاید الاسلام	۸/
علم الفرائض مجلد	۴/	دقایق الاخبار مجلد	۱۲/
دلایل الخیرات مع ترجمہ مجلد	عہ/	نماز	۱/
دلایل الخیرات سادہ مجلد	۱۰/	کنز الکنوز	۵/
سنہات ابن حجر عسقلانی مجلد	۵/	جمال محمدی مجلد	۳/
حزبیات دین مجلد	۱۰/	انوار اولیا مجلد	۷/
انوار نعمانیہ	۸/	احسن التوضیح مجلد	۳/
ارشاد حالی مجلد	۴/	حکم النبی مجلد	۴/
عمدۃ الرعایہ جلد ثالث شرح وقایہ	عما	جزء رفع الیدین فی الصلوۃ مجلد	۲/
طیب الکلام فی فرائض الاسلام مجلد	۴/	براءۃ القراۃ خلف الامام مجلد	۴/
مجیدہ اردو مترجم مجلد	۳/	مہر نبوت	۱۴/
وصیۃ النبی مجلد	۴/	منہاج المومنین	۵/
تحفۃ العزیز مجلد	۴/	غایت المرام	۶/
لباب الاعتقاد مجلد	۱۰/	تائید الاسلام حصہ دوم غایت المرام	۴/

مندرجہ بالا کتابوں کا محصولڈاک علاوہ ہوگا۔

اعلان

(۱) حسب تجویز انجمن منتظمہ منعقدہ ۲۰ فروری سنہ ۹۹ء مشتہر کیا جاتا ہے کہ امتحان داخلہ اکتوبر سنہ ۱۹ء کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔ اور یہ امتحان مجوزہ کمیٹی ممتحنان کے ماتحت ہوگا۔ کامیاب ہونے کی صورت میں طالب علم کو ایک ضمانت نیک وضعی کی پیش کرنی پڑے گی جس کو کم سے کم ایک معتبر شخص مثل میر محلہ یا چوہدری یا نمبردار نے تصدیق کی ہو۔ اور جب وظیفہ منظور ہو جائے تو ایک اقرار نامہ بثبت دستخط ذو ضامنوں کے بدیں مضمون داخل کرنا ہوگا۔ کہ وہ اس دار العلوم کی غایت تک تعلیم پوری کرے گا۔ اور قواعد و احکام موجودہ انجمن ہذا کی و نیز جو آئندہ وقتاً فوقتاً جاری ہوتے ہیں کا حقہ تعمیل کرتا رہے گا۔ بصورت عدم ایفاء اقرار مذکورہ جس قدر وظیفہ اسکے ذمہ ہو واپس کرے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ درخواست کنندگان ضمن ہائے مندرجہ ذیل کو مد نظر رکھکر آخیر ستمبر سنہ ۱۹ء تک اپنی اپنی درخواستیں بھیج دیں۔

سال اوّل کے لئے عمر ۱۵ سے زائد نہ ہو۔

" دوم	"	۱۶	"
" سوم	"	۱۸	"
" چہارم وپنجم		۲۰	"
" ششم وہفتم		۲۵	"

(۲) انجمن کی دلی منشا ہے کہ تمام ملک اس طرف توجہ مبذول فرماکر اپنی اولاد کو اس دینی نعمت سے بہرہ ور فرمائیں۔ جن کے لئے خاص انتظام ہوگا۔

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹ء

نام معطی	رقم عطیہ
چوہدری نبی بخش صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر و ممتحن حسابات انجمن ہذا	زکوٰۃ و وظیفہ ۔
حکیم سید عالم شاہ صاحب رئیس لاہور	۸ر ماہوار
میرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	عہ ماہوار ۴ر
میاں حاکم اللہ صاحب عطار از مسجد وزیر خاں	۴ر ماہوار
شیخ عبدالرحیم صاحب نقلنویس انگریزی عدالت خفیفہ لاہور	۴ر ماہوار
منشی محمد عمر خان صاحب از بھاٹی دروازہ	۲ر ماہوار
مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل	۲ر ماہوار
معلوم الاسم رسید نمبری ۱۴۷ و ۱۶۴ و ۱۸۹	امداد ۔ ۴ر
میاں الہ دین صاحب فالودہ فروش از لوہاری منڈی	ماہوار ۴ر
محمد سلام اللہ صاحب خلف مولوی فدا محمد صاحب	ماہوار ۱۲ر
محمد ناصر خاں صاحب عطار از بیرون حویلی میاں خاں	۴ر ماہوار

نام معطی	رقم عطیہ
مولوی غلام محمد صاحب کوشیدہ گر کشمیری بازار	زکوٰۃ ۴ر
جناب سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	ماہوار ۸ر
مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ لاہور	ماہوار ۴ر
مولوی عبداللہ صاحب سوم مدرس "	ماہوار ۲ر
واپسی رقم ترکاری وغیرہ رسید نمبری ۱۴۵	زکوٰۃ ۵ر
چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر لاہور	امداد ۷ر
منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری دفتر اگزامنر ریلوے	ماہوار ۲ر
بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک برانچ ٹریفک آڈٹ اگزامنر	ماہوار ۲ر
بابو محمد یعقوب صاحب "	ماہوار ۱ر
بابو امیر علی صاحب "	ماہوار ۱ر
میر خدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین دفتر انجنیر انچیف ریلوے	ماہوار ۴ر

نام معطی	رقم عطیہ
بابو معراج الدین ڈرافٹس مین دفتر انجنیر انچیف ایمپوے	۱۲ر ماہوار
بابو محمد سعید صاحب "	۳ر ماہوار
عطیہ ریاست بہاولپور ابد ہت	۱۱ امداد
میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس	۲ر ماہوار
میاں محمد صادق صاحب چٹائی فروش انارکلی	زکوٰۃ ۵
خلیفہ تاج الدین احمد صاحب مختار	فیس طالبعلم ۱۲ر
میاں احمد دین صاحب چھپر بند از لوہاری دروازہ	[illegible]
حکیم فضل الدین صاحب طبیب از بھکالہ ضلع ہوشیارپور	یتامیٰ عـہ
مرزا عطا محمد صاحب قبالہ نویس از لپٹا در محلہ چاہ کالا	عـہ ماہوار
مولوی علم الدین صاحب مینجر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	زکوٰۃ ماہوار ۴ر
ماسٹر دل محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۳ر ماہوار
ماسٹر سید اسد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	۳ر ماہوار

نام معطی	رقم عطیہ
مولوی گلاب الدین صاحب اول مدرس گرل سکول رہتاس ضلع جہلم	۳ر ماہوار
مولوی غلام علی صاحب امام مسجد سرائے محمد شفیع انارکلی	۲ر ماہوار
حاجی رحیم بخش صاحب نعت خواں	۲ر ماہوار
ماسٹر فضل الٰہی صاحب گجراتی سکنڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول	۲ر ماہوار
واپسی رقم از کھاتہ زمین جدید ملکیت انجمن	امداد ۵ ۳ر
چودھری فضل الدین صاحب ذیلدار اچھرہ	ے امداد
مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز موچی دروازہ	۱ر ماہوار
خلیفہ تاج الدین احمد صاحب مختار چیف کورٹ و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور	وظائف نظامیہ مار
شیخ محمد ضیاء الحق المدابیل ال برنالہ علاقہ ریاست پٹیالہ	امداد عـہ
شیخ قاسم الدین صاحب سب ماسٹر سرائی ضلع امرتسر	زکوٰۃ ۲

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
... احمد الدین صاحب از ... ڈاکخانہ کوٹلیار ضلع جہلم	عـہ امداد	منشی رسول خاں صاحب کلرک دفتر اگزیمنز ریلوے	۴ر ماہوار

...ان کل آمد بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹ء

...ستخط	دستخط	دستخط	دستخط
...اللہ منصرم ...مانیہ لاہور	حافظ چراغ دین امین انجمن	منشی محمد الدین فنانشل سکرٹری	قائم مقام چودھری نبی بخش بی-اے ممتحن حسابات انجمن

...حبان ذیل نے طلباء دار العلوم کو ماہ جولائی سنہ ۱۹ء میں مدعو کرکے ثواب اخروی حاصل کیا

تاریخ سنہ ۱۹ء	نام دعوت کنندہ	تعداد طلباء	جو چیز کھلائی گئی
۱-جولائی	سید امیر علیشاہ صاحب رسالدار میجر پنشنر سوار...	ہمہ کس	آدھ دیگ بکرا
۹ ؍؍	شیخ قادر بخش صاحب - محلہ گیلانیاں	؍؍	نان گوشت
۱۱ ؍؍	مستری شہاب الدین صاحب - محلہ گھنگرو سازاں	۱۱ کس	پلاؤ
۱۱ ؍؍	مولوی علم الدین صاحب - متصل مسجد سنہری	۱۰ کس	نان
۱۳ ؍؍	خلیفہ تاج الدین احمد صاحب - موچی دروازہ	ہمہ کس	بکرا
۱۴ ؍؍	چودھری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر - حویلی میاں خاں	؍؍	چاول ۹ سیر
۱۵ ؍؍	بابو فضل الدین صاحب ملازم جادوگھر - کوچہ سادھواں	؍؍	پلاؤ نمکین

العبد

غلام احمد مہتمم دار المقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

مد		روپیہ — آنہ — پائی
بقایا ماہ گذشتہ یعنی جون سنہ ۱۹۱۰ء		٤١٢٠ — ٥ — ٩
تفصیل آمد بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء	زکوٰۃ	١٣ — ١٣ — ٣
	یتامیٰ	١ — ٠ — ٠
	امداد و صول چندہ ماہوار	٣١٩ — ٦ — ٦
	وظیفہ نظامیہ	١٠٥ — ٠ — ٠
	عقیقہ	٢ — ٣ — ٦
	میزان آمد ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء	٤٤١ — ٦ — ٣
میزان کل آمد مع بقایا		٤٥٦١ — ١١ — ٣
تفصیل خرچ از مد زکوٰۃ	خوراک دار الاقامہ ١	٥٦ — ١١ — ٩
	پوشاک طلباء ٢	١ — ١٢ — ٠
	چندہ فنڈ یتامیٰ — وظیفہ نظامیہ	٣ — ٠ — ٠
	چندہ فنڈ یتامیٰ — وظیفہ عام	٢ — ٠ — ٠
	میزان خرچ از مد زکوٰۃ	٦٥ — ٩ — ٩
اشاعت		٥٦ — ٨ — ٠
تفصیل خرچ از مد امداد	رسالہ ماہوار و محصول ڈاک	٣٩ — ٤ — ٤
	کتب	١٠ — ١٣ — ٦
	خرچ جائداد غیر منقولہ	١٢ — ٣ — ٣
	تنخواہ ملازمین انجمن	١٢٩ — ٢ — ٠
	متفرق	٦ — ١٥ — ٩
	خرچ از مد امداد	٢٧٦ — ٣ — ٠
میزان خرچ ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء		٣٣٢ — ١١ — ٩
بقایا یکم اگست سنہ ۱۹۱۰ء		٤٢٢٨ — ١٥ — ٦

عله خرچ مندرجہ کے سوا دعوتیں علیحدہ ہیں اور تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ عله خزینۃ البضاعت سے تین روپیہ خرچ ہوئیں ۔

دستخط — دستخط — دستخط — دستخط

محمد عبداللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور — حافظ چراغدین امین انجمن — محمد الدین قائمقام فنانشل سکرٹری — چوہدری نبی بخش بی اے ممتحن حسابات انجمن

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰ء

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	ماہوار ۴ر	مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز از موچی دروازہ	ماہوار ۱ر
مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس شاخ پورڈ سکول شاہ عالمی دروازہ	ماہوار ۲ر	مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی عربک پروفیسر	ماہوار ۴ر
خلیفہ محمد شریف صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	زکوٰۃ ۸ر	میاں الدین صاحب خالودہ ساز از لوہاری منڈی	ماہوار ۴ر
منشی رسول خانصاحب کلرک	ماہوار ۴ر	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل	ماہوار ۲ر
منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری	ماہوار ۲ر	شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر انارکلی	ماہوار ۸ر
منشی غلام محمد صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	ماہوار ۲ر	منشی محمد عمر دراز خانصاحب از بھاٹی دروازہ	ماہوار ۲ر
منشی محمد یعقوب صاحب " "	ماہوار ۱ر	مولوی علم الدین صاحب مینجر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	زکوٰۃ ۴ر
منشی محمد سعید صاحب ڈرافٹس مین دفتر انجنیر انچیف ریلوے	ماہوار ۴ر	میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس لاہور	ماہوار عہ
میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین دفتر انجنیر انچیف ریلوے	ماہوار ۴ر	چودھری شمیر اللہ کوچہ ڈوگران بہ نکاح فرزندش	نکاح عہ
منشی معراج الدین صاحب ڈرافٹس مین دفتر انجنیر انچیف ریلوے	ماہوار ۲ر	چودھری فضل ولد انجھا باجوہ از حویلی میاں خاں	نکاح عہ
مولوی نور الدین صاحب زادکچی مسجد شاہ عالمی دروازہ	ماہوار ۲ر		
منشی شیخ نور الدین صاحب کلاتھ مرچنٹ از لاہور	ماہوار ۲ر		

نام معطی	رقم عطیہ
بابو مہر بخش صاحب بک لنگ کلرک ریلوے	ماہوار عصہ
میاں حاکم اللہ صاحب عطار از موچی دروازہ	ماہوار ۴ر
ماسٹر دل محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	ماہوار ۴ر
ماسٹر سید اسد اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈائمنڈ جوبلی سکول لاہور	ماہوار ۴ر
منشی فضل الٰہی صاحب مجھاتی سیکنڈ ماسٹر "	ماہوار ۲ر
مولوی گلاب الدین صاحب اول مدرس گرل سکول رہتاس ضلع جہلم	ماہوار ۱ر
معلوم الاسم رسید نمبری ۲۷۷	امداد [illegible]
محمد رمضان صاحب میانمیری کلرک دفتر اگزیمنر	امداد عصہ
مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ	ماہوار ۴ر
تفصیل مبلغ للعہ بذریعہ مولوی نور احمد صاحب سفیر انجمن ہذا از علاقہ گورداسپور بہ تفصیل ذیل	
کرم داد صاحب ملہ چودھری خیر الدین صاحب طالب علم انجمن حمایت اسلام لاہور	یتامے ۲ر
مولوی احمد خانصاحب مدرس بورڈ سکول بٹالہ ضلع گورداسپور	امداد ۱ر

نام معطی	رقم عطیہ
مستری محمد عبد اللہ صاحب کارخانہ بیلن بٹالہ	امداد ۱ر
نمازیان جامع مسجد بٹالہ ضلع گورداسپور	امداد عصہ
مستری علی بخش صاحب از بٹالہ	امداد ۱ر
شیخ الہ دت صاحب از بٹالہ	ـ ر
میاں گلاب الدین صاحب از بٹالہ	امداد ۴ر
شیخ عبد الکریم صاحب ککے زئی "	زکوٰۃ ۸ر
مہر علی صاحب رئیس بٹالہ	یتامے عصہ
منشی محمد علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پنشنر	زکوٰۃ ۳ر
مولوی محمد اسحٰق صاحب مدرس مدرسہ کلانور	یتامے ـ ر
منشی حاجی مراد علی صاحب تحصیلدار پنشنر و میونسپل کمشنر کلانور	یتامے عہ
مولوی محمد یعقوب خانصاحب بی۔اے وکیل گورداسپور	زکوٰۃ ؎
شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور	زکوٰۃ [illegible]
اللہ یار خانصاحب شرف عدالت	زکوٰۃ عہ
سید جلال الدین صاحب	زکوٰۃ ۴ر

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
مولوی عبدالکریم صاحب واصلباقی نویس گورداسپور	زکوٰۃ عہ	صاحب مرزا صاحب مسلخواں صاحب ڈسٹرکٹ جج گورداسپور	یتامٰے ۸ر
شیخ علی محمد صاحب بزاز گورداسپور	یتامٰے ار	سید امام شاہ صاحب محرر جوڈیشل گورداسپور	یتامٰے ۸ر [illegible]
سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سول سرجن گورداسپور	زکوٰۃ عہ	حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب مشیر انجمن	[illegible]
شیخ نبی بخش صاحب وکیل گورداسپور	زکوٰۃ عہ	محمد ناصر خان صاحب عطار از بیرون حویلی میاں خاں	ماہوار ۴ر
غلام علی صاحب پٹواری حلقہ رتووال ضلع گورداسپور	امداد ۵ر	منشی قادر بخش صاحب عرائض نویس عدالت خفیفہ لاہور	سالانہ عہ

میزان کل آمد بابت ماہ اگست سنہ ۱۹ء [illegible]

دستخط دستخط دستخط دستخط

محمد عبداللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور	حافظ چراغ دین امین انجمن	منشی محمد الدین قائمقام فنانشل سکرٹری	چودھری نبی بخش بی اے ممتحن حسابات انجمن

صاحبان ذیل نے طلبائے دارالعلوم کو ماہ اگست سنہ ۱۹ء میں مدعو کرکے ثواب اخروی حاصل کیا

نمبر	تاریخ	نام دعوت کنندہ	تعداد طلباء	جو چیز کھلائی گئی
۱۵۰	۵ اگست سنہ ۱۹ء	منشی محمد الدین صاحب گجراتی ساز حویلی میاں خاں	ہمہ کس	بکرا ایک پاس
۱۵۱	۲۰ "	مفتی سلیم اللہ صاحب محلہ حیدری دروازہ		گوشت [illegible]

الراقم
غلام احمد کار المقام انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء متعلقہ انجمن نعمانیہ لاہور

	بقایا ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء	۴۲۲۸-۱۵-۲
تفصیل آمد بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء	زرچندہ	۱۳-۱۱-۲
	[illegible]	۲-۳-۳
	بیع	۱۳-۸-۲
	[illegible]	۳-۰-۰
	میزان آمد ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء	۳۲-۶-۳
	میزان آمد معہ بقایا ماہ گذشتہ	۴۲۶۱-۶-۵
تفصیل خرچ از آمد	تنخواہ کارکنان و ملازمین	۳۴-۳-۲
وظیفہ نقدیاں	وظیفہ یتامیٰ	۳-۰-۰
	وظیفہ علماء	۳-۱۵-۹
	میزان خرچ از آمد	۴۲-۳-۲
تفصیل خرچ از امداد	اشاعت	۱۴-۶-۲
	رسالہ ماہوار	۳۱-۹-۹
	کتب	۱۱-۰-۰
	[illegible]	۶-۱۲-۰
	[illegible]	۱۲۵-۰-۹
	خرچ متفرق	۰-۱۲-۹
	میزان خرچ از امداد	۱۹۳-۱۱-۲
	میزان کل خرچ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء	۲۳۲-۱۲-۹
	بقایا ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء	۴۰۲۸-۹-۰

عــہ دعوتیں علاوہ ہیں۔ تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔

دستخط — محمد عبداللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور
دستخط — حافظ چراغ دین امین انجمن
دستخط — محمد الدین قائممقام فنانشل سکرٹری انجمن نعمانیہ
دستخط — چوہدری نبی بخش بی۔ اے پلیڈر ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ

"مسلمانوں کی حقیقی ترقی کا معیار"

ایک عرصہ سے مسلمانوں کی توجہ ان بواعث کے دریافت کرنے پر متوجہ ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کے اصل وجوہ کیا ہیں زمانہ کی اہل الرایوں نے اسپر صدہا خیال ظاہر کئے جو بالعموم دنیوی امور سے متعلق تھے لیکن جب بخوبی غور کرکے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ حقیقی باعث اسکا فقدان علمائے اسلام ہے بدیں وجہ کہ اشاعت علوم دین کی طرف توجہ کم ہو گئی ہے۔ کوتہ بینی سے ظاہری فوائد کو نقد خیال کرکے دنیوی امور میں قوم ایسی منہمک ہو گئی۔ کہ دینی ترقیات منعکس ترقی کرنے لگیں۔ یہانتک کہ اب ایسے اشخاص جن کو علمائے ربانی کا مخاطب سمجھا جا سکے۔ ملک میں بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی آفتاب لب بام ہیں جس سے نظام امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ایسا تنزل واقع ہوا کہ وعظ و درس سے استفادہ کی گنجائش بہت ہی کم ہو گئی ہے نتیجہ جسکا یہ ہوا کہ مسلمان احکام اسلام کو بالکل بھول گئے اور جو اسوقت قوم کی حالت زار ہے۔ وہ بھی خواہانِ اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ اس خیال کی تائید میں نصوص قرآن و حدیث بصراحت موجود ہیں۔ جن لوگوں نے اس خیال کو صحیح سمجھا انہوں نے اس مرض مزمن کا علاج یوں کرنا چاہا کہ لاہور میں [illegible]ء سے ایک انجمن موسوم بہ انجمن نعمانیہ قائم کی۔ اور بالفعل منجملہ چند مقاصد کے مقصد اول کے مطابق ایک دارالعلوم موسوم بہ دارالعلوم نعمانیہ بعون و توفیق جاری کر دیا۔ اس مدرسہ میں طلبا کو محض خالصاً لوجہ اللہ بلا اخذ فیس وغیرہ علوم کی تعلیم اعلیٰ درجہ تک مع علوم توابع کے دیجاتی ہے۔ اسوقت بفضلہ تعالیٰ پچاس سے زیادہ طلبا علوم دین کی اعلیٰ تعلیم میں اور سو سے اطفال قرآن شریف و دیگر تعلیم ابتدائی میں شریک ہیں قرآن شریف حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔ تعلیم دینیات سے طلبا کی امداد بذریعہ خوراک و پوشاک بطور وظیفہ و کتب و کاغذ و دیگر سامان تعلیم اپنے سرمایہ سے کرتی ہے۔ انجمن کو افسوس ہے کہ بسبب کمی آمدنی و سرمایہ کے اپنی غایت میں ابتک کامیاب نہیں ہو سکی۔ نمبر ۱ یعنی جس قدر مدرسین کی ضرورت ہے دارالعلوم میں نہیں رکھے جا سکے۔ نمبر ۲۔ طلبا جس قدر دور دراز ممالک سے آتے ہیں۔ انکی امداد بخوبی نہیں کیجا سکتی۔ نمبر ۳ کتبخانہ جس کی ضرورت لازمی ہے۔ ابتک مہیا نہیں ہو سکا نمبر ۴۔ اور نیز تعمیر کہ کوئی مکان بھی انجمن کا اپنا نہیں ہے جسمیں دارالعلوم مستقل طور پر قائم ہو سکے۔ بلکہ ابتدائی حصہ دارالعلوم شہر میں متصل حویلی مولوی محمد فضل الدین صاحب پلیڈر [illegible] جاری ہے۔ اور اعلیٰ حصہ دارالعلوم مسجد شاہی بنا کردہ شاہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر [illegible]

مرقومہ میں نظر باحتیاج حوائج مندرجہ صدر انجمن نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ عموماً اپنے برادران اسلامی کو اس ضرورت سے مطلع کرکے استمداد چندہ کرے۔ اس دار العلوم میں تمام اقسام کی خیرات و مبرات دیجاسکتی ہیں۔ بالخصوص مال زکوٰۃ عمدہ مصرف چنداں جہت سے ہے جسکے لئے علمائے نامدار نے فتوے تحریر فرمادیا ہے۔ یتامے کی پرورش و تربیت و تعلیم بھی محض اسی نظر سے کیجاتی ہے اور اسمیں اہتمام تام و سعی بلیغ ہوتی ہے کہ انکو ایک صالح و دیندار اور عالم علم دین بنایا جاوے۔ انجمن شکرگذار ہے ان صاحبان کی جنہوں نے بطور گدایان خالصاً لابتغاء مرضات اللہ حصول مدد چندہ کے لئے برخواست میں دستہ لیا۔ اور اپنے دنیوی حوائج پر اس دینی کام کو ترجیح دی۔ مقلب القلوب برادران اسلامی کے دلوں میں محبت [illegible] اسلامی کی توفیق عطا فرماوے اور وہ ہر طرح سے اس دینی کام کی امداد فرماکر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ مالینا الا البلاغ۔

گذارش

جن صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچا رہے ہیں انسے التماس ہے کہ وہ براہ کرم بوقت تبدیلی دفتر انجمن میں اپنے مفصل پتہ و نشان سے اطلاع دیتے رہا کریں تا کہ پہنچنے میں دیر نہوا کرے۔

(۱) جملہ خط و کتابت متعلقہ انجمن بنام تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور ہونی چاہئے۔

(۲) چندہ و نجات سے ہر ایک قسم کا زر نقد یعنی چندہ ماہوار۔ سالانہ امداد اور زکوٰۃ مبرات و نذور بذریعہ منی آرڈر یا محصل ہی حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب جنرل سکرٹری یا بنام صاحب فنانشل سکرٹری آنا چاہئے۔

الراقم

تاج الدین احمد مختار چیفکورٹ و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور

جلد ۷۸۶ نمبر ۹ و ۱۰

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

بابت ماہ

ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

بسرپرستی جس کے دار العلوم نعمانیہ لاہور میں سنہ [illegible] سے
جاری ہے

حسب فرمائش انجمن نعمانیہ لاہور

مطبع انوار احمدی لاہور میں حافظ نور احمد خوشنویس کے اہتمام سے چھپا

مقاصد انجمن نعمانیہ لاہور

امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(ا) شریعت غرّائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع ہر حالت و موقع پر لازمی ہوگا اور کوئی امر اسکے خلاف نہ ہوسکیگا

(ب) مذہب اہل السنۃ والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

مقاصد

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسے کا اجرا اور قیام جسمیں ان علوم کی اعلےٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہل سنت باتباع طریق حنفی دیجاوے۔ اور جسکے ذریعہ سے علمائے کمل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جسمیں ایسے طریق سے تعلیم دیجاوے کہ طلبا اپنے مذاق کے مطابق کسب معاش کے لیے دنیوی علوم وفنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں دستگاہ پیدا کر سکیں +

(۲) بغرض افادۂ عامہ مسلمین ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقین علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع دفعہ (ا) جس سے انکے اخلاق معاشرت اور کسب معاش و معاملت وغیرہ اور دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جاسکے +

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا اور قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائل فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری و قسوہ دوزی گوٹہ بافی وغیرہ سکھائی جاوے۔

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جنکے وارثان ہوں یا جنکے وارثا ان کی کفالت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

(۶) بالعموم سائر اہل اسلام و بالخصوص فرقہ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبود کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا وقتاً فوقتاً حکام کی خدمت میں اونکے ساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقہ حنفیہ کے لحاظ سے پیش کرنی ضروری ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن نعمانیہ لاہور کا وفد

بمقام شملہ

...بر ۱۹۱۲ء کو انجمن نعمانیہ لاہور کا وفد بغرض اشاعت مقاصد انجمن اور فراہمی چندہ کے شملہ
...چا۔ چار بجے بعد دوپہر کے قریب ارکین انجمن ٹانگہ گھر میں پہنچے۔ جہاں پر وفد
...ن کے لئے صدہا اہل اسلام موجود تھے۔ قریبًا تمام معزز روسا، و عمائد اور علماء کرام
...ت پیشہ و مدرس اور ملازمت پیشہ اور عام اہل اسلام کا مجمع کثیر استقبال میں شامل
...انگوں کے پہنچتے ہی حاضرین نے جوش مسرت کے نعرے بلند کئے۔ اور پھول...
...ش ارکین وفد پر کی اور بعد ازاں منشی نعمت علی خاں صاحب آزل نے منظوم
...مقدم میں خیر مقدم بہایت خوش الحانی کے ساتھہ پڑھکر سنایا۔ جو انہوں نے نہایت...

جلدی میں اُسی وقت سے فی البدیہہ تحریر فرمایا تھا۔

مُسدّس

آج کیوں شملہ ہے تجھ پر اتنا جوبن کا اُبھار؟
کس لئے اِس نار پر ہے آج تیرا کوہسار؟
آج کیوں دشت و دمن کی ہے تیری دُگنی بہا
فرشِ دیبائی بچھاتا آج کیوں ہے سبزہ
کون سے آئینگے چل کر آج تیرے مہماں؟
دیکھتے ہیں پیشتر سے تیری دُگنی عز و شاں؟

دھوم جھومتی پھرتی ہے کیوں مستانہ وار؟
رقص کرتے باغ میں کس لئے بید و چنار؟
صحنِ گلشن میں پرندے گا رہی ہیں کیوں ہزا
ہاتھ میں ساغر لئے کِسواسطے ہے لالہ زا
جامِ صحت نوش کس کیواسطے لیکو ہے؟
ساغرِ بادہ یہ کِس کی یاد میں بھرنے کو ہے؟

و چپا تھا دِلسے میں گردن جھکائے ماجرا
کیوں نہو شملہ میں آج ایسی فضا ہو دلکشا
دی شرِ وشِ غیب نے اتنے میں یہ مجھکو صدا
کیوں نہ آئے تہنیت کی چار سُو سے اب ندا
آئینگے قومی دِلاور سنتے ہیں آئی خبر۔
خیر مقدم اِس ڈیپوٹیشن کی ہے مدِنظر

ژدۂ فرحت اثر سن کر ہے بیٹھا از ل
ہر کے تجار او ر عُمّال اور اہل دول
دیکھ کہنے کو تو بھی جانِ من گھر سے نکل
بہرِ استقبال کیسے جا رہے ہیں سر کے بل
خاطرِ احباب سے کچھ تم بھی تنگ بندی کر دو
بند کچھ تم بھی وہاں جا کر مُسدّس کے پڑھو

سلامِ اے قومی لیڈر جنکی معجز بیان
کم نہیں سحبان وائل سے تمہاری داستاں

قوم سے پیوند تیرا ہے مثالِ جسم و جاں — قوم تو قالب ہے گویا اور تو روحِ رواں

کب بھلا اوروں کو حاصل ہوگی جو تجھ میں ہے بات
تیرا قومی کام میں رہتا ہے لمبا ہات

تیرے الطاف و کرم کا ہم کریں کیا کیا بیاں — کیسی کیسی صورتیں تم نے دکھائیں مہرباں
چودھری سلطان محمد خاں سے شیریں زباں — اور عزیز الدین حافظ نکتہ فہم و نکتہ داں

قابلیت کا ہے جن کی آج شہرہ گھر بگھر
جن کی ہیں تقریر اور تحریر دونوں پُر اثر

اور تاج الدین احمد صاحبِ عزّ و وقار — انجمن نعمانیہ کا جن پہ ہے دار و مدار
قوم کی اصلاح کرنا جن کا ہے دائم شعار — ہے بجا گر شان میں انکی کہیں جادو نگار

گُل ہے لیکچر میں رُلانا اور ہنسا دینا بھی
یہ تو اُن کے واسطے کرتب ہیں بائیں ہاتھ کے

مولوی فیضی ہماری عالمِ روشن دماغ — نکتہ رس معنی شناس بزمِ دینی کے چراغ
آنکھیں روشن دید سے تیری ہیں دل ہیں باغ باغ — راہِ حق کا تجھ سے خلق اللہ پاتی ہے سراغ

کیوں نہ تجھ سے قوم کا مردِ خدا دل شاد ہو
تم علومِ مشرقی کے مستند استاد ہو

آ گئے منشی محمد بخش اور حضرت شفیق — خیر خواہ اسلام کے اور قوم کے سچے رفیق
جن کو بخشی ہے خدائے پاک نے فکرِ عمیق — قوم کے کاموں میں رہتے ہیں ہمہ تن غریق

آپ کی موجودگی سے انجمن کو ناز ہے
آپ کا آنا ہمارے واسطے اعزاز ہے

یہ ازل کی ہے دعا اے مالکِ یوم الحساب — اپنے مقصد میں تو کر نعمانیہ کو کامیاب
یا خدا اسلام کی ترقی کا ہو روشن آفتاب — دیکھ کر اغیار کا زہرہ ہو جس سے آب آب

علم دین کا مرتبہ ہر وقت اعلیٰ ہی رہے انجمن کا ہر جگہ پر بول و بالا ہی رہے	

ں مسدس کے پڑھے جانے کے بعد منشی محرم علی صاحب چشتی۔ صدر وفد نے
ف سے اور جمیع ارکین وفد کی طرف سے بزرگان شملہ کا شکریہ ایک مختصر تقریر میں
ر خاتمہ پر بطور ظرافت بیان کیا کہ چونکہ بزرگان شملہ کیطرف سے خیر مقدم نظم میں
ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ مولوی شفیق الرحمٰن صاحب "مولوی فاضل" جو ہمارے
ایک معزز رکن اور نیز ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں، ہمارے طرف سے جواب بھی
نظم بہ نظم" عرض کردیں۔
لوی شفیق الرحمٰن صاحب نے اسی وقت آگے بڑھ کر مندرجہ ذیل فی البدیہہ رباعیات ان
وفد پڑھکر سنائیں۔

رباعیات

...ہیں سلام انجمن کا لیکر ...شملہ سے نہ جانے پائیں	اتنا سا پیام انجمن کا لے کر۔ آئے ہیں جو کام انجمن کا لیکر۔
ایضاً (۲)	
...جوش محبت سے پذیرائی کی ...شملہ کی قدر دانی کے سبب	وفد انجمن کی قدر افزائی کی پر بہت سے فزوں قدر ہوئی اس کی
ایضاً (۳)	
...سب آ کے یہیں کہا کرتے ہیں ...کی سیراب کشت انجمن بھی آخر	شملہ پہ سبھی لوگ رہا کرتے ہیں دریا بھی پہاڑوں سے بہا کرتے ہیں
ایضاً (۴)	

بے سکہ رائج کے ہی بڑھنا مشکل جسطرح سے ٹانگے کی سواری کے بغیر		بے پہیوں کے اس گاڑی کا بڑھنا مشکل شملہ کے پہاڑ پر ہے چڑھنا مشکل
	ایضاً (۵)	
جائز ہے جو از طلب جاہ کرو تائید دین ہو محض اللہ کا کام		کہا و یہو - اولاد کی بھی چاہ کرو اللہ کے بندو ایسے اللہ کرو

...اب کرنیل سردار محمد اسمعیل خانصاحب سفیر دولت خداداد افغانستان کیطرف سے بھی وفد کے ...بال اور رہائش کا اعلےٰ درجہ کا انتظام کیا گیا تھا - سفیر صاحب ممدوح کیطرف سے بہت سے ...یان ارکین وفد کے استقبال کیلئے موجود تھیں - اور جناب ممدوح نے تین سو روپیہ ماہوار ...پر ایک کوٹھی خاص انجمن کے وفد کی رہائش کیلئے رکھی تھی - اور دوسری طرف جناب منشی ...فخر الدین صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی و رئیس اعظم شملہ نے بھی اپنے دولتخانہ ...فد کی رہائش کے لئے نہائت تکلف سامان کر رکھا تھا - اس لئے حسب صوابدید یہ قرار پایا ...عض ارکین وفد جناب سفیر صاحب کے ہاں فروکش ہوں - اور بعض ارکین جناب ...صاحب کے ہاں فروکش ہوں - چنانچہ بعض ارکین اسی وقت جناب سفیر صاحب کے ...گاہ کیطرف گاڑیوں پر سوار ہو کر چلے گئے اور بعض ارکین مع ارکین وفد کے جناب ...محمد فخر الدین صاحب و دیگر معزز روساء معززین و علمائے شملہ کے ہمراہ جناب منشی ...حب موصوف کے دولتخانہ پر پہنچ گئے -

ارکین وفد حسب تفصیل ذیل ھیں

جناب مولانا مولوی حافظ محمد عزیز الدین صاحب وکیل عدالت و رئیس اعظم دہلی

یادگار خاندان حضرۃ مولانا شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی منصف دار حضور نظام

ں دہلی۔

جناب مولانا مولوی ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور

جناب منشی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر اخبار رفیق ہند لاہور صدر وفد ہذا۔

جناب مولانا مولوی شفیق الرحمن صاحب "مولوی فاضل" پنجاب یونیورسٹی۔

جناب چودہری سلطان محمد خالصاحب۔ ایف۔ آر جی۔ ایس۔ (سابق منیجر

منٹ افغانستان) بیرسٹرایٹ لا۔ رئیس لاہور۔

جناب حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما۔ رئیس لاہور۔

جناب میاں شیخ محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار اعظم۔ رئیس لاہور۔

جناب مولوی محمد اعزاز الدین صاحب ٹھیکہ دار۔ رئیس دہلی۔

خاکسار تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب۔ سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔

بزرگان شملہ کیطرف سے ایک اعلان چھپواکر شائع کیا گیا تھا۔ جس کے
ق ۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء کو اتوار کے دن دس بجے صبح کے مسلمانوں کا ایک جلسہ
جامع مسجد شملہ میں منعقد ہونا قرار پایا۔ جس میں اور دوسار اراکین وفد کے ناموں
علاوہ یہ بھی تحریر تھا: "کہ یہ واقعی اہل شملہ کی خوش قسمتی ہے کہ ایسے ایسے اعلے
کے مشہور علما اور فضلا اور مسلمانوں کی قوم کے ایسے سربرآوردہ اور معزز سرگروہ
یے نامور شاعر اور تقریر کرنیوالے اور ہندوستان کے ایسے برگزیدہ مشاہیر اس موقعہ
یف لائے ہیں اور اہل شملہ کو چاہیئے کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں۔ اور اس جلسہ
ضرور شامل ہوں۔ چونکہ انجمن نعمانیہ لاہور ایک خاص دینی اور مذہبی انجمن ہے۔
متعلق تائیدی جلسہ میں شامل ہونا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور باعث فلاح دارین
اب آخرت ہے"۔

جلسہ کے دن بارش بہت زور کی تھی۔ مگر باایں ہمہ مسلمانان شملہ جوق در جوق آنی شروع
ے اور مسلمانوں کا ایک بہت بڑا ہجوم جمع ہو گیا۔ واقعی بقول ایک دیرینہ سال اور
ہ کار رئیس شملہ کے وہ دن شملہ کی تاریخ میں ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا۔ کیونکہ ایسا
رنق جلسہ مسلمانوں کا اس سے پہلے شملہ میں بہت کم دیکھا گیا۔ شملہ کے انگریزی
ر شملہ نیوز نے (جو ایک معزز یورپین کی اہتمام سے شائع ہوتا ہے) اس
ہ کی رونق کا حال نہایت شد و مد سے اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں شائع کیا اور بقول
ر موصوف یہ جلسہ بڑی کامیابی کا جلسہ تھا۔ علاوہ عام مسلمانوں کے شملہ کے معززین بسیار
یڈ بکثرت کیساتھ اس جلسہ میں شامل تھے۔ حاضرین کی اتفاق رائے سے منشی محمد فخرالدین
صاحب ٹیلس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی و رئیس اعظم شملہ اس جلسہ کے صدر انجمن قرار پائے
سب سے پہلے جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب امام مسجد قطب شملہ نے ایک
ر وعظ علم دین کی فضیلت اور انجمن نعمانیہ کے مقصد کی تائید میں فرمایا۔

بعد ازاں جناب صدر جلسہ کے ایما کے مطابق جناب منشی محرم علی صاحب چشتی
۔ مفضہ نے اراکین وفد کو نام بنام ان کے اوصاف و تعریف بیان کر کے ارباب جلسہ
مت میں تعارف کرایا۔

اس کے بعد اراکین وفد کے وعظ و تقریریں شروع ہوئیں۔ سب سے پہلے مولوی فاضل
ق الرحمن صاحب نے مندرجہ ذیل نظم از جانب وفد پڑھکر سنائی جس سے حاضرین
محظوظ ہوئے۔

نظم

لام اے اہل شملہ۔ اے گروہ مسلمین
السلام اے حامیان دین ختم المرسلین

لام اے تازہ گلہائے ریاض مصطفےٰ
جن کی بوئی خلق سے ہے غالب نکہت چین

ل شملہ پر اک نکار دیں کے واسطے
تم سے ملکر ہم بھی پہنچے چرخ اطلس کے قریں

شملہ تو شملہ ہے وہ وہ دین ہے کہ جس سے بیگمان
اقعی شملہ نہیں گلدستۂ قدرت ہے یہ
چمن یہ گل و چشمے یہ سہانے سبزہ زار
قے استادِ ازل کی صنعتِ ایجاد کے
لمن اسکا لطف ہے محدود صرف آنکھوں ہی تک
م بتاتی ہیں نہیں وہ گلشنِ دائم بہار
نے وہ اسکا نام ہے گلزارِ کونین اے جناب
یہی گلزار روحانی پُر اسرار ہے
وہی گلزار روحانی پُر انوار ہے
ں کے ہر خادم کو دیتا ہے خدا جاگیر میں
ں کا دروازہ ہے وہ نامیِ گرامی انجمن
عا یہ ہے کہ اخوان الصفا کے ساتھ میں
مبارک! خدمتِ دین کا تمہیں منصب ملا
وہ خدمت ہے کہ جس کو عمر بھر کرتے رہے
بت میں کی سبب صدیق اکبر کو ملا
م سے شملہ کو نسبت ہے لہذا اس جگہ

بارگاہِ حق کو پا لیتا ہے بندہ بالیقین
چپے چپے سے عیاں ہے جلوۂ خلدِ بریں
کیا کہوں مجھ میں تو اسکے وصف کی طاقت نہیں
چوم لیتا ہاتھ اُس کے مجھکو گر ملتا کہیں
اور ہیں رودن کی یہاں اس کے سرو یاسمیں
جس سے مسرور ابد ہو خاطرِ اندوہگیں۔
اور عرفِ عام میں مشہور ہے وہ علمِ دین
جسکے ادنیٰ تخلبند و منیں سے ہیں روح الامین
جس کے خوشہ چین ہوئے صدہا امیر المومنین
باغِ جنت کی زمیں ہیں فادخلوہا خالدین
جس کے قاصد آپ کی خدمت میں حاضر ہیں کہیں
آپ بھی ہوں شاملِ گلگشت باغِ عنبریں
جس سے ہو جاتے ہیں مخدومِ زماں اہلِ زمیں
کیسی خوبی سے ادا محبوبِ ربّ العالمین
سوف یرضیٰ کا خطاب جانفزا و دلنشیں
ہو سدا مشمول لطفِ خاص شملِ المسلمیں

مولوی ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی مدرس دار العلوم نعمانیہ لاہور نے
ات قرآن" پر ایک نہایت عمدہ عالمانہ وعظ فرمایا۔ جسکا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔
مولوی حافظ محمد عزیز الدین صاحب بلیڈر و رئیس دہلی نے ایک مؤثر وعظ تعلیم و سنجات
حالات دار العلوم نعمانیہ لاہور کی نسبت فرمایا۔ جس میں جابجا آیات و احادیث کے
ان سے حاضرین مجلس کو کمال لطف حاصل ہوتا تھا۔

ں کے بعد نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور نماز ادا کرنے کے بعد پھر جلسہ کی کارروائی شروع

ہدری سلطان محمد خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی تقریر کمال ہی دلچسپ اور بالکل نئی
ں تھی۔ چودھری صاحب ہندوستان کے باشندے ہیں اور بارہ سال تک
تِ خداداد افغانستان میں میر منشی کے عہدے پر ممتاز رہے ہیں۔ اور اب تین
ل انگلستان میں رہ آئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں تینوں ملکوں افغانستان
ان۔ ہندوستان کے طرزِ مذہبی تعلیم کی نسبت بحث کی اور واقعات سے ثابت
ہندوستان میں بالخصوص مسلمانوں کی طرف سے مذہبی تعلیم کی نسبت کمال درجہ کی
ت ظاہر کی جاتی ہے انہوں نے نہایت پر زور الفاظ میں بیان کیا کہ مذہبی تعلیم کو
طور پر دینی زندگی کا مشن سمجھا جائے اور جو لوگ "ادہی تیتر ادہی بٹیر" تعلیم (یعنی
ریزی اور برائے نام مذہبی تعلیم) حاصل کر کے دینیات میں علم و فضل پیدا کرنا چاہتے
ے کرتے ہیں۔ وہ ایک بے بنیاد خیال میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ علم میں اعلیٰ
کا کمال اُسی حالت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ آدمی اپنے دل و دماغ کو اس کے لئے
کر دے۔ چودھری صاحب نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جو دنیادار لوگ انگریزی تعلیم
لنا چاہیں ان کو ہماری انجمن نے کبھی انگریزی پڑھنے سے نہیں روکا اور کبھی
انگریزی پڑھنے کی نسبت کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا۔ انہوں نے اس امر کو تسلیم کیا کہ ہنوز
تعلیم پائے ہوئے کم لیاقت گریجویٹ اور نیم انگریزی خواں جو دو انگریزی کی
سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں۔ اور نہ اچھی طرح انگریزی سمجھ سکتے ہیں۔ اور جو انگریزی
ے کے بعد جنٹلمینٹ کا انحصار صرف علمائے دین کی توہین اور مذہب اسلام
پر اور انگریزی وضع کے لباس پہننے اور احکام اسلام کی خلاف ورزی پر ہی سمجھتے
ہیں جو اپنی سبک بازی اور لغو حرکات کی وجہ سے قوم میں کوئی وقعت حاصل

نہیں کر سکتے اور خواہ نخواہ پھدک پھدک کر پانچویں سواروں میں شامل ہونا چاہتے ہیں
ایسے لوگوں نے تعلیم یافتوں کا نام بدنام کر رکھا ہے مگر جو لوگ اپنے احکام مذہب اور اسلامی
اعتقاد پر پختہ ہیں سو وہ اعلےٰ درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کر کے اور زیادہ اپنے مذہب پر پختہ
ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انگریزی عالموں نے مذہب اسلام اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعریف میں ایسے ایسے مضامین اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ جن سے اسلام کی
صداقت کا اعتراف ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی جناب چودہری صاحب نے
بعض مشہور انگریز مصنفوں کی تصنیفات جلسہ میں پیش کیں۔ اور بعض بعض مقامات سے
انکے انتخاب پڑھکر سنائے۔ غرضیکہ چودہری صاحب نے ان انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں
کا بھی عمدہ نقشہ کھینچا جو علم دین سے باخبر رہتے ہیں اور علمائے دین کا ادب کرتے
ہیں۔ اور احکام اسلام کو پوری اطاعت سے بجا لاتے ہیں۔ اور اپنی تقریر کا خاتمہ اس
مضمون پر کیا کہ علمائے اسلام کی جماعت موجود رکھنے کے لئے ہندوستان میں بالخصوص پنجاب
میں ضرورت ہے جو مسلمانوں کو اپنی وعظ ونصیحت سے اسلام پر قائم رکھ سکیں اور چونکہ
انجمن نعمانیہ لاہور بارہ تیرہ سال سے اس دینی خدمت کو انجام دے رہی ہے اس لئے
اس انجمن کی تائید واعانت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چودہری صاحب نے بڑی مسرت
کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ اکثر اراکین وفد نہ صرف معقول رقموں سے اس انجمن کی
امداد کرتے ہیں بلکہ اپنے خرچ سے مختلف مقامات میں تائید انجمن کے لئے سفر کرتے
ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی اخراجات کثیر کو برداشت کرکے انجمن کے مقاصد کی
اشاعت کے لئے شملہ پر آئے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ خود میں نے دو سو روپیہ
کے قریب اس سفر میں خرچ کیا ہے مگر تاہم بوجہ دیگر ممالک میں رہنے کے مجھے انجمن کی
امداد کا تاحال موقعہ نہیں ملا اور میں ان لوگوں میں سے ہونا نہیں چاہتا جو دوسروں
کو کار خیر و سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور اپنے مال و دولت پر مہر لگا رکھتے

ہیں۔ اس لئے میں بڑی خوشی سے سر دست مبلغ ایکسو روپیہ کی رقم اسیوقت جلسہ میں تائید انجمن کے لئے پیش کرتا ہوں۔ چودہری صاحب کی تقریر پر چاروں طرف سے شاباش اور آفرین کی صدائیں آتی تھیں اور اس تقریر کے ختم ہونے پر شیخ محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار اعظم اور رئیس لاہور رکن وفد نے فرمایا کہ چودہری صاحب کی تقریر کی ایک ہزار کاپی میں اپنے خرچ سے چھپوا کر انجمن کی نذر کروں گا۔

اس کے بعد مولوی فاضل شفیق الرحمن صاحب کی تقریر شروع ہوئی یہ ایک ایسی فاضلانہ اور عالمانہ زبردست تقریر تھی کہ ایسی تقریر سننے کا بہت ہی عرصہ کے بعد موقعہ ملا یہ تقریر "علم دین اور علمائے اسلام کی فضیلت" پر تھی۔ مگر تقریر کیا تھی ایک بحر مواج تھا۔ جو لہریں مارتا ہوا چلا جاتا تھا اور مجلس میں ایسا سماں بندھا ہوا تھا کہ چاروں طرف سے حاضرین عش عش کر رہے تھے اور بے اختیار سبحان اللہ اور مرحبا اور جزاک اللہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے اس کے بعد مولوی شفیق الرحمن صاحب کی نظم نے تو حاضرین جلسہ پر ایک قسم کا عالم وجد طاری کر دیا اور خاتمہ تقریر و نظم پر حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما رئیس لاہور رکن وفد نے فرمایا کہ اس تقریر اور نظم کی دو ہزار کاپی اپنے خرچ سے چھپوا کر میں انجمن کی نذر کروں گا۔

بعد ازاں خاکسار خلیفہ تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب و سکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور نے اپنی تقریر میں انجمن موصوف کی مختصر تاریخ بیان کی اور دار العلوم نعمانیہ کی کیفیت اور انجمن کے موجودہ حالات کو بھی ظاہر کیا۔

مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب رئیس دہلی رکن وفد بھی اس جلسہ میں شریک تھے مگر بوجہ ناسازی طبع کے وعظ نہ فرما سکے حاضرین کو اشتیاق ہی رہ گیا۔

اب وقت تنگ ہو گیا تھا اور صاحب صدر انجمن اور بعض دیگر حاضرین جلسہ نے جناب منشی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر رفیق ہند سے اصرار کیا کہ وہ بھی تقریر کریں جن پر

جناب ایڈیٹر صاحب نے کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل الفاظ میں بزرگان شملہ کا شکریہ ادا کیا۔

صاحبان! میں آپ کی اور بالخصوص جناب صدر انجمن صاحب کی اس عنایت وشفقت کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ کہ میری تقریر کے سننے کی نسبت اسقدر دلی اشتیاق ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ بزرگان شملہ کو بارہا یہاں عام جلسوں میں میری تقریروں کے سننے کا اتفاق ہو چکا ہے اسلئے مینے مناسب سمجھا کہ اپنے رفقائے ڈیپوٹیشن کی تقریروں کے لئے زیادہ وقت نکالوں جو بلحاظ اپنے علم وفضل اور قابلیت کے ہماری قوم میں اعلے درجہ کا رتبہ رکھتے ہیں اور جن کی تقریروں اور وعظ کے سننے کا آپ صاحبان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا۔

مجھے یقین ہے کہ آپ صاحبان نے نہایت دلچسپی اور توجہ سے اُن تقریروں کو سنا ہے اور احکام خدا و رسول کی نسبت جو وعظ ہوئے اُنکا نہایت عمدہ اثر آپ پر ہوا ہے اب جلسے کے ختم ہونے کے وقت میں صرف چند منٹ رہگئے ہیں۔ اور اتنے تھوڑے وقت میں کوئی مفصل تقریر کسی مضمون پر نہیں کرسکتا اور مضمون کو ادہورا چھوڑنا حاضرین کے لئے بے لطفی کا باعث ہوگا۔ اس لئے امید ہے کہ آپ مجھے اس موقعہ پر معذور سمجھیں گے۔

میں نہایت خوش ہوں کہ میرے معزز رفقائے ڈیپوٹیشن نے اپنی تقریروں میں حلم اور صبر اور تحمل اور بردباری کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور مخالفین انجمن نعمانیہ کی طرف سے جو بعض سُبک الفاظ غائبانہ مختلف موقعوں پر استعمال کئے گئے۔ اُنکا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اور اُن کو مطلق ناقابل خطاب سمجھا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ یہ انجمن علمائے اسلام کی نیابت کا دعویٰ کرتی ہے اور علما بمنزلہ بزرگان قوم کے ہوتے ہیں۔ شوخ نوعمر بچے کبھی کبھی بزرگوں کے مقابل شوخی اور گستاخی بھی کر بیٹھتے ہیں۔ مگر بزرگوں کو کسی حالت میں اپنا ثقہ اور

وقار ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے - اور آمین بزرگی پر قائم رہنا چاہیئے۔

تو صاحبان! - اب میرا فرض بحیثیت پریزیڈنٹ یعنے خادم ہونے پر اس ڈیپوٹیشن کے صرف یہہ ہے کہ میں اپنے رفقاء کیطرف سے اور خود اپنی طرف سے اور اُس معزز انجمن کی طرف سے جس کے نائب ہونے کی عزت ہمیں حاصل ہے۔ آپ صاحبوں کا دلی شکریہ ادا کروں اور جس دہوم دہام سے آپ صاحبوں نے ہمارا استقبال کیا جس سرگرمی کے ساتھ آپ صاحبوں نے اس جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا - جس توجہ کے ساتھ آپ نے ہماری گذارشوں کو سُنا - جس عالی ہمتی اور دریا دلی سے آپ نے چندے عطا فرمائے اور جس مہماں نوازی کا ہم مسافر خادمان قوم کے ساتھ برتاؤ کیا - اُن کی توجہ سے ہم آپ کے ایسے شکرگذار ہیں کہ ادائے شکریہ کے لئے ہمیں کافی الفاظ نہیں ملتے - اس تہوڑے وقت میں یہہ ممکن نہیں ہے کہ میں نام بنام تمام برادران شملہ کا شکریہ ادا کروں - لیکن اس موقعہ پر میں اپنے معزز دوست اور میزبان منشی محمد فخرالدین صاحب کا بالخصوص شکریہ ادا کرنے سے باز نہیں رہ سکتا - جن کی خاص کوششوں کی وجہ سے یہہ جلسہ ایسا بارونق ہوا ہے جنہوں نے علاوہ دیگر تائید و اعانت کے مبلغ اکیو پچیس روپیہ نقد اس موقعہ پر بھی انجمن کے فنڈ کے لئے عنایت فرمایا اور علاوہ بریں ڈیپوٹیشن کی مہمانداری کا بوجھہ بھی ذاتی طور پر اُٹھایا - اسی طرح میرے شفیق مکرم جناب کرنیل سردار محمد اسمعیل خانصاحب سفیر کابل بھی خصوصیت سے ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں - جنہوں نے انجمن کے ڈیپوٹیشن کے الحصہ کی مہمانداری کے لئے تین سو روپیہ ماہوار پر ایک عمدہ کوٹھی لی - اور جو ممبران ڈیپوٹیشن اُن کے ہاں مہمان رہے اُن کی مہمانداری کا نہایت اعلے درجہ کا سامان کیا - ہماری بھی

صاحبان موصوف اور تمام مسلمانان شملہ کو خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے خدمت دین میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آپ کی ہمتوں اور ارادوں میں برکت دے آپ کو اور آپکے جمیع متعلقین کو اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین ثم آمین"

اس جلسہ میں ایک خاص بات یہ تھی کہ باوجود اتنے گھنٹوں تک شروع رہنے کے حاضرین جلسہ تقریروں اور وعظ میں محو معلوم ہوتے تھے اور جلسہ کا ہجوم برابر بڑھتا چلا گیا علاوہ ازیں جسوقت انجمن نعمانیہ کے لئے چندہ شروع ہوا تو ایک سے ایک بڑھکر چندہ میں سبقت کرتا تھا اور چندہ زیادہ تر نقد وصول ہوا سوا سو روپیہ سے لیکر دو دو آنہ اور ایک ایک پیسہ کی رقوم جلسہ میں پیش ہوئیں۔ اور حسب استطاعت کسی نے چندہ پیش کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ غرضیکہ جہانتک وصولی چندہ کا تعلق ہے اس بارہ میں وفد کو پوری کامیابی ہوئی۔ کیونکہ پچھلے سال انجمن کے وفد کو صرف سوا تین سو روپیہ کے قریب وصول ہوا تھا۔ اور اس دفعہ حالانکہ اس وفد میں یہہ ایک بہت بڑی کمی باقی رہگئی تھی کہ انجمن کے لائق پریزیڈنٹ اور مسلمانان پنجاب کے عالیقدر اور واجب الاحترام (لیڈر) جناب آنریری لفٹنٹ کرنل سردار بہادر راجہ محمد عطاء اللہ خانصاحب رئیس اعظم پنجاب سال سابق کی طرح وفد کے ہمراہ بحیثیت صدر کے تشریف نہیں لیجا سکے تھے۔ مگر باینہمہ اس دفعہ بہ نسبت سال سابق کے قریباً دگنا چندہ یعنی سوا چھ سو روپیہ کے قریب نقد وصول ہو گیا۔ اور چندہ جو ابھی قابل وصول ہے وہ علیحدہ ہے۔ سب سے بڑی بشارت یہہ ہے کہ مسلمانان شملہ میں سے ایک معزز بزرگ نے ایکہزار روپیہ انجمن کے لئے مستقل جائیداد خریدنے کے فنڈ میں عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہہ رقم بھی آج کل ہی میں انشاء اللہ وصول ہو جائے گی۔ یہہ کامیابی علاوہ چندہ وصول شدہ کے ہے۔ اور اس سے زیادہ کامیابی کسی انجمن کو کسی ایک موقعہ پر شملہ میں نہیں ہوئی۔

چندہ وصول شدہ شملہ کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
جناب منشی محمد فخر الدین صاحب ایسٹر پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی و رئیس اعظم شملہ	[illegible]	جناب حافظ الٰہی بخش صاحب چودھری قصابان	سہ
جناب چودھری سلطان محمد خانصاحب سابق میر منشی افغانستان بیرسٹرایٹ لا۔	مار	جناب خواجہ محمد صابر صاحب	سہ
		جناب خواجہ عبد الاحد صاحب	عہ
جناب میر شریف حسین صاحب سوداگر شملہ۔	سہ	جناب چودھری محمد عظیم صاحب رئیس بسی علاقہ ریاست پٹیالہ	عہ
جناب حافظ عبد الحلیم صاحب رئیس بسی علاقہ ریاست پٹیالہ۔	عہ	جناب ماموں خانصاحب ٹھیکہ دار سنجولی ضلع شملہ۔	سہ
جناب کرنیل سردار محمد اسمعیل خانصاحب سفیر سلطنت خداداد افغانستان۔	سہ	جناب خواجہ محمد امین خواجہ [illegible] شریک دوکان لوی شمس الدین صاحب	زکوٰۃ سہ
جناب میر نادر حسین صاحب سوداگر شملہ	رسہ	جناب میر الطاف حسین صاحب خلف میر شریف حسین صاحب سوداگر۔	صہ ر
از دوگان میر شریف حسین صاحب و میر نادر حسین صاحب	رسہ		
جناب شیخ نجم الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر۔	عہ	جناب ابو محمد حسین صاحب سوار قدم خانسامان شملہ۔	صہ ر
جناب خواجہ عبد الغفار صاحب رئیس شملہ	عہ	جناب منشی عبد اللہ خان صاحب اپیل	صہ ر
جناب منشی محمد عمر صاحب مینجر دوکان ناظم صاحب شملہ	عہ	جناب شیخ عبد الرزاق صاحب سوداگر	صہ ر
		جناب میاں رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش	صہ

نام معطی	رقم عطیہ
مسٹر وزیر خان صاحب سوداگر دلی گدام	عہ ر
خواجہ مقبول شاہ صاحب	عہ
خواجہ حبیب اللہ صاحب	عہ ر
خواجہ عبد الغنی صاحب	عہ ر
مولوی سید عبد اللہ صاحب پنشنر۔	عہ ر
شیخ عبد العزیز صاحب سوداگر	عہ ر
بابو قائم بخش صاحب فورمین گورنمنٹ پریس	للعہ ر
متفرق رقوم بلا نام بموقعہ جلسہ بمقام شملہ	پہ
منشی عبد الکریم صاحب نقشہ نویس	عہ سالانہ
بابو محمد اسمعیل صاحب ملازم یونائیٹڈ سروس انسٹیٹیوشن شملہ۔	عہ سالانہ
مرزا عبد اللہ بیگ صاحب ملازم محکمہ بانکا شری۔	عمہ ر
شیخ عبد العزیز صاحب سٹورکیپر و سپوشیل کمشنر	عمہ
بابو محمد بکر صاحب ملازم گورنمنٹ پریس	عمہ
منشی محمد حنیف صاحب ملازم گورنمنٹ پریس	عمہ
منشی محمد اکبر خاں صاحب ناظر عدالت صدر شملہ۔	عمہ

نام معطی	رقم عطیہ
بابو عبد القادر صاحب سٹورکیپر شملہ	عمہ ر
جناب مولانا مولوی حافظ عزیز الدین صاحب پلیڈر و رئیس دہلی۔	عمہ ر
جناب منشی نصیر الدین صاحب مارکیٹ روڈ دلی گدام۔	عمہ
جناب ماسٹر حسین بخش صاحب مدرس بورڈ سکول شملہ۔	عمہ ر
جناب منشی نور الحسن صاحب سارجنٹ پولیس	عہ ر
سراج الدین صاحب سارجنٹ درجہ اول	عہ ر
جناب رحیم بخش صاحب قصاب	عہ ر
جناب میاں خیر الدین صاحب خیاط	عہ ر
جناب حاجی صاحب سوداگر۔	عہ ر
شیخ حبیب اللہ صاحب ملازم گورنمنٹ پریس سکشن علے	عہ ر
عبد الغفار صاحب کشمیری ٹھیکہ دار	عہ ر
منشی عبد الغفار صاحب کمپازیٹر	عہ ر
ابو الحسن صاحب بہرہ۔	عہ ر
سائیس خدا بخش صاحب گورنمنٹ پریس	عہ ر
ملک ہیرا صاحب گورنمنٹ پریس	عہ ر
منشی معراج الدین صاحب کمپازیٹر	عہ ر

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
محمد یوسف صاحب رنگساز۔	عہ	نبی بخش صاحب۔	۸ر
بابو غلام مصطفےٰ صاحب کمپازیٹر	عہ	ولی داد خاں صاحب ملازم کمیٹی	۸ر
منشی عطا محمد خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ صاحب وکیل	عہ	غلام رسول صاحب گھڑی ساز	۸ر
مولوی عبد الکریم صاحب واعظ	عہ	کریم بخش صاحب	۸ر
عبد الرحیم صاحب	عہ	شیخ کریم بخش صاحب خیاط ملازم کمپنی شملا انبالہ	۸ر
چودہری عزیز الدین صاحب	عہ	نبی بخش صاحب کمپازیٹر	۸ر
چراغ الدین صاحب خدمتگار	عہ	منشی سراج الدین ملازم گورنمنٹ پریس سکشن	۴ر
شیخ محرم علی صاحب ملازم ہوم ڈیپارٹمنٹ		منشی عبد الکریم صاحب۔	۴ر
ڈوائرکٹر فنڈ سکرٹریٹ۔	عہ	منشی نور احمد صاحب	۴ر
الٰہ بخش صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس	عہ	منشی سراج الدین صاحب	۴ر
فیض خانصاحب لودی مقیم قصبہ		عبد القادر صاحب رنگریز۔	۴ر
لادور ضلع کرنال تحصیل تھانیسر حال		منشی خدا بخش صاحب ملازم گورنمنٹ پریس	۴ر
مقیم شملہ کوٹھی میجر جرنیل مسٹ کنٹرولر	عہ	نبی بخش صاحب ملازم روٹی گدام	۴ر
سکرٹری		الٰہ بخش صاحب بہرہ	۴ر
عظمت علی صاحب خانسامان معرفت مرزا		شتو خانصاحب	۴ر
علی محمد صاحب ملازم پوسٹ آفس۔	عہ	منشی الٰہ بخش صاحب کمپازیٹر	۴ر
فتح خانصاحب از شملہ	عہ	محمد شعبان صاحب کشمیری	۴ر
رستم خانصاحب ٹھیکیدار از شملہ	عہ	حسن رضا صاحب ملازم جنگی لارڈ صاحب	۴ر
میاں احمد دتا صاحب قصاب۔	۸ر	خدا بخش صاحب خانسامان ملازم	۸ر
میاں نیکو صاحب قصاب	۸ر	بورڈ سکول	۴ر

نام معطی	رقم عطیہ	نام معطی	رقم عطیہ
نور الحسن صاحب بیوپاری	۴ر	منشی کفایت اللہ صاحب گورنمنٹ پریس شملہ	۴ر
منشی شیخ کلن صاحب ملازم گورنمنٹ پریس کشن ع	۴ر	منشی محمد بشیر "	ار
		منشی محمد اسحاق "	ار
منشی محبوب احمد صاحب "	۲ر	منشی غلام علی صاحب "	ار
منشی عطا محمد صاحب "	۴ر	منشی عبد الغفور صاحب "	اللہ
منشی سعید الدین صاحب "	۲ر	۱۳۰ر ش ۶۱۸	

میزان کل آمدہ وصول شدہ از شملہ سماۃ ۱۳ر

"تعلیم دینیات وحالات دار العلوم نعمانیہ لاہور"

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علے سید المرسلین وعلے آلہ الطیبین وصحبہ الاکرمین - امابعد ۔ حضرات اخوان المسلمین میں ایسی قابلیت نہیں رکھتا ہوں کہ ایسے مجمع فضلا وکبرا میں تقریر کروں لیکن المامور معذور کھڑا ہوگیا ہوں یہہ تو آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ یہہ مجمع شہر لاہور سے واسطے امداد دار العلوم انجمن نعمانیہ کے کہ جو محض تعلیم علوم دینی کا ہے آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور لاہور میں یہی ایک مدرسہ ہے جسکو یہہ شرف حاصل ہے کہ کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خادم فقہ واصول حدیث ونحو وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے اس دار العلوم کو میں نے بھی دیکھا ہے نہ وہاں میز کرسی ہے نہ کوئی لیمپ ہے نہ کوئی اُستاد وطالبعلم کوٹ وپتلون زیب تن کئی ہوئے نہ کسی کی ڈاڑھی مقراض ومحلق ہے بلکہ شرعی لباس سے مزین ہیں ٹخنوں سے اونچے اونچے تہبند پاجامہ وکرتہ وعمامہ بطریقہ مسنونہ پہنے ہوئے ہیں اور

مطالعہ کتب و درس و تدریس میں مشغول ہیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مقامات
پنجاب میں جو مدارس ہیں وہ ایسے سادہ شرعی محض کم ہونگے الا ماشاء اللہ۔ مگر
الحمد للہ تعالے شہر دہلی میں جو مدارس خالص علوم دینی کے ہیں اور سوائے مدرسہ
فتحپوری کے سب چیدہ مسلمانوں کے مدرسہ ہیں اور اب بھی شہر دہلی میں جو
کبھی حضرت دہلی کے کہلاتے تھے صدہا طلباء علوم دینیہ کے موجود ہیں اور پابندی
احکام شریعت کی بھی بجا آوری میں بہت لوگ سرنگون ہیں سود خواری وغیرہ سے
محفوظ ہیں اور مال حرام سے محترز ہیں اللھم اجعلنا من التابعین لکتابک آمین
اب یہہ عرض کرتا ہوں کہ ایسے مدرسہ خالص دینی کی بھی ضرورت ہے بیشک
ضرورت کیا واجب و فرض ہے کیونکہ اب تو صفات اسلامیہ وعقائد ایمانیہ سے
عموماً مسلمان ناواقف و بالکل بے پرواہ ہیں یہہ بھی نہیں جانتے کہ حق تعالے نے
کیا ہم پر فرض کیا ہے اور فرض کس کو کہتے ہیں معاملات تجارت میں حلت و
حرمت سے تو غرض ہی نہیں ہے گویا مسلمان اسکو جانتے ہی نہیں ہیں خدا تعالے
اپنی کتاب مجید میں فضائل علماء کی تصریح فرماتے ہیں انما یخشی اللہ من
عبادہ العلماء وقل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور حضور سرور
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تعلموا الناس الفرائض والقرآن
اور فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم اور طلباء کے حق میں
فرمایا ہے کہ من سلک طریقا یطلب فیه علما سلک اللہ به طریقا من طرق
الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتھا رضا لطالب العلم ہم کو دیکھنا چاہیے
کہ ہم علمائے دین کی کتنی عظمت مانتے ہیں ہمارے ادبار کا سبب احتقار علماء وطلبائے
کتاب اللہ کو ہم نے بالکل بھلا دیا۔ یہی سبب ہماری تذلیل و تحقیر کا ہے آخری
وصیت ہمکو تمسک بکتاب اللہ ہے جو ہم نے چھوڑ دی لہذا ضلالت میں پڑ گئے

رہا مکر معیشت سو قرآن مجید میں سب کچھہ موجود ہے طریقہ معیشت و تجارت و حکمت و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور خیر کے معنے مال کے بھی ہیں ہم اپنے خالق و رازق کا دروازہ چھوڑکر در در بھٹکتے پھرتے ہیں اوسکا نتیجہ پاتے ہیں اور دیکھہ بھی لیتے ہیں ؎ عزیزیکہ از درگہش سر بتافت ✤ بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت ✤ کے مصداق ہیں۔

اب طلباء فضلاء کا گذارہ کیونکر ہو یہہ سب آپ کی ہمت و توفیق پر موقوف ہے اگر اس دینی مدرسہ کی خدمت کرینگے تو اپنے فضائل بھی سُن لیجئے اللہ تعالے فرماتا ہے مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ و اللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم اب اس آیت شریف کا مطلب سمجھکر بہت جلدی عطا کرو اور سخا کا ثمرہ شعار ؎ سخیان ز اموال برمے خورند ✤ بخیلان غم سیم وزر مے خورند ✤

اب ایک امر حضرات علماء کی خدمت میں بھی عرض کرنا ہے کہ ان کو فی زمانہ مسلمانوں کے حصول اتفاق و دفع نفاق میں نہایت سرگرمی سے کوشش کرنا چاہئے چہ جائیکہ یہہ باہم مختلف ہوں اور بات بات میں کج بحثیاں کریں دیکھو واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ؕ الآیہ

دستخط جناب مولوی حافظ عزیز الدین صاحب ایڈیٹر رئیس اعظم دہلی۔

"اعجاز القرآن"

ہمارے ہادی ہمارے امام سید الانبیاء والمرسلین جیسے کہ عرب کے رسول ہیں ویسے ہی عجم کے بھی ہر ایک ذی فہم و ذی شعور کی ہدایت اور رہنمائی کے واسطے تشریف

بعثت ہوئی - اور خدائے واحد کی مستمرہ عادت کے منشاء کے موافق آپکو وہ معجزہ عنایت ہوا جسکا معجز ہونا ہر ایک قوم اور ہر ایک انسان معلوم کر سکے - اور خصوصیت کے طور آپ کو یہہ معجزہ ایسا عنایت ہوا کہ آپ کے ظہور پر نور سے برابر نفخۃ الصور اور اس کے مابعد غیر متناہی زمانہ تک وہ معجزہ موجود اور محسوس رہے - یہہ معجزہ ہے خدا کا وہ سچا اور پاک کلام جسکا مبارک نام ہے - **قرآن کریم** - یہہ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا بے کم و کاست موجود ہے - اور ہر ایک وقت و ہر ایک قرن میں اعجاز کی وصف اپنے ساتھ رکھتا ہے - اور جیسا کہ عربوں کے سامنے اپنی اعلے درجہ کی فصاحت بلاغت نظم و نسق کے لحاظ سے اعجاز کا علم بلند کرتا ہے - ویسا ہی چینیوں اور حبشیوں - فارسیوں اور ہندیوں کے سامنے الہی شستہ تعلیم اور اعلے پیرایہ کی روحانی اور اخلاقی مضامین بھرے کم و کاست پورا ہونے والی بے تعداد پیشین گوئیوں کے وجوہات سے اپنے اعجاز کا ثبوت دیتا ہے -

میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے اعجاز معلوم کرنے کے وسائل اور وجوہات اس کثرت سے موجود ہیں کہ ہر طبقہ او ہر لیاقت کا آدمی اگر بے لوث اور تحقیق طلب دل لیکر ان وجوہات پر غور کرے تو یقینا کہہ اٹھے - کہ یہہ خدا کا کلام ہے انسان ایسا کہنے سے عاجز اور مقصر ہے - میں چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کے اعجاز کے وجوہات میں ایسے سلسلہ سے بیان کروں کہ پہلے وہ وجوہات ہوں جن کا سمجھنا کسی خاص گروہ سے وابستہ نہ ہو بلکہ عالم فاضل سے لیکر جاہل مطلق تک اور اعلے درجہ کے عربی دان سے لے کر امی محض تک یکساں مفید ہو - یہہ عامیانہ وجوہات وہ آثار ہیں جو صرف کلام الہی پر مترتب ہوتے ہیں اور انسانی کلام مطلقا کسی حالت میں بھی ان آثار کو اپنے اندر نہیں رکھتا - پس یہہ عامیانہ وجوہات انی دلائل ہیں یا یوں کہو کہ اثر سے موثر پر استدلال ہے -

پہلی وجہ جو اعجاز القرآن کے ثبوت پر بہت فصاحت سے دلالت کرتی ہے۔ یہہ ہے -
کہ تمام دنیا کے اہل الرائے بلا قید مذہب یہہ مقدمہ بلا انکار و اشتباہ تسلیم کرتے ہیں
کہ الہی تعلیم کے سلسلہ کو روکنا اور الہی دین کی اشاعت پر معتد بہ او مقابل بلحاظ مستقل اثر ڈالنا یعنے الہی تعلیم اور الہی دین کو بے تعداد آدمیوں کے دلوں سے کئی صدیوں تک اکھاڑ پھینکنا - اور الہی تعلیم کی اشاعت کو ایسی مستقل اور اٹل مزاحمت سے ایک کمزور کر دینا کہ وہ کمی کی طرف اُلٹی ترقی کرنی شروع ہو یہہ انسانی تعلیم کا کام نہیں ہے - ورنہ اگر خدا کی تعلیم انسانی تعلیم کے مقابلہ میں ایسی کمزور اور نکمی ہو تو بلا شبہ ایسا خدا خدا ہونے کے لائق نہیں ہے بلکہ پھر ایسے انسان کی تعلیم ایسے نکمے خدا کی تعلیم سے بدرجہا قابل تقلید اور واجب التعمیل ہے - اس صاف اور واضح مقدمہ کے بعد میں صرف وہ واقعات سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں جن کے ماننے اور یقین کرنے کے متعلق نہ تو کسی بڑی تاریخ کے ورقوں کی پڑتال کرنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی مذہبی مرحلہ طے کرنے کی حاجت ہے - بلکہ صرف چند مسلمہ اور طے شدہ اصول کی زیر نظر لانے کی ضرورت ہے - سوالات یہہ ہے کہ آج دنیا میں جو کتابیں الہامی مانی جاتی ہیں چنانچہ توراۃ - انجیل - زبور - وید - قرآن کریم - ان تمام سے متاخر النزول یعنے پیچھے اترنے والی قرآن کریم ہی ہے یہہ تمام الہامی صحیفے قرآن کریم سے پہلے موجود تھے - وید کے پیرو دعوے کرتے ہیں کہ وید سب سے پرانی کتاب ہے اور اُسکی پاک تعلیم دنیا میں سب سے پہلے رائج ہوئی - ہم مانتے ہیں کہ سب سے پہلے یہی الہی تعلیم تھی - فرضاً تمثیل کے طور پر توراۃ وید سے بعد نازل ہوئی اور اُس کی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی گئی - وید کے ماننے والوں پر سوال یہہ ہے کہ وید کی تعلیم کے منافی اُلٹا اثر توراۃ کی تعلیم کا نمایاں طور پر ہوا یا نہ - نفی کی شکل میں کوئی شخص بھی جواب نہیں دیگا - صاف طور پر یہی جواب ہے کہ توراۃ کا اثر دنیا میں نمایاں طور پر ہوا اور مقدمات

کی روحانی سلطنت دنیا نے تسلیم کر لی ۔ اور یہودی دنیا کے اکثر حصوں میں پھیلے اور
انہوں نے مذہبی پیرایہ میں نمایاں فتوحات حاصل کیں ۔ اب ہم انجیل کی الہی تعلیم
پر پہنچکر یہودیوں سے وہی سوال کرتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم نے تورات کی تعلیم پر نمایاں
فتح حاصل کی ۔ اور انجیلی تعلیم دنیا میں تورات کی تعلیم کے برخلاف حیرت انگیز طوفان کے
طور پر پھیلی ۔ اور تورات کے مقبوضہ ممالک (یہودیوں کے دلوں) پر اس نے بزور مزاحمت
سے اپنا قبضہ جما یا ۔ علے الآخر ہم انجیلوں کے معتقد پادریوں پر بھی یہی سوال پیش
کرتے ہیں ۔ کہ انجیل کی الہامی تعلیم پر اور نیز بجائے خود وید اور تورات کی تعلیم پر قرآن کریم
کی الہی روحانی تعلیم کی فتح انکی انجیلی فتوحات سے کہیں زیادہ نمایاں طور پر دنیا میں
حاصل ہوئی یا نہ ۔ کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کے احکام وید تورات انجیل کے احکام
سے متناقض اور متضاد واقع ہوئے ہیں ۔ جب قرآن کی تعلیم نے دنیا کے حصوں پر
دست تصرف دراز کیا ہے ۔ تو جیسا انجیل کے مقبوضہ ممالک پر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا
ہے اسی طرح وید اور تورات کے مقبوضات پر بھی اس نے علے الاتصال حملہ کیا ہے ۔ اس
حملے کے وقت قرآن کی تعلیم کے ساتھ صرف ایک یتیم امی (فداہ ابی وامی صلی اللہ
علیہ وسلم) کا ہاتھ تھا اور تورات وانجیل و وید کی تعلیم تلواروں کی حمایت اور نیزوں کی
حفاظت میں تھی سپہر بتا سکتا ہے کہ قرآنی تعلیم اگر ایسی تعلیم کے مقابلہ میں جو صدیوں پہلے دنیا
کے ہر ایک طبقہ میں اپنے پیر جما چکی تھی کس طرح کامیاب ہوتی الہی تعلیم یا الہی کلام کی
شناخت کا یہ معیار جو میں نے پیش کیا ہے ایسا صحیح اور عام فہم معیار ہے کہ اُسے کوئی ذی
شعور انکار نہیں کر سکتا ۔ وہی ہی معیار ہے جس سے تورات وانجیل یا دوسری کتب سماویہ
کا الہی تعلیم ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ خداوند عالم جیسا کہ زمانہ کے
حوادث سے کسی طور پر تاریکی کا پردہ نہیں اٹھاتا اسی طرح وہ نہیں چاہتا کہ دنیا کا ہر مذہب
بالمقابل ہے کہ ہم پاک اور بیدار ہو جائے گا ۔ سچے مذہب کو مذہب باطل کے [illegible]

دیتا ہے، اور اُس کے مقابلہ میں باطلہ مذاہب کو بھی موجود رکھتا ہے اور تکلیف کا یہی نشا ہے۔ مگر ان تمام مذاہب میں سے سچے اور الٰہی مذہب کی شناخت کا معیار ہر زمانہ مین یہی چلا آیا ہے کہ مذہب فاتحہ ہمیشہ الٰہی مذہب ہوتا ہے اور مفتوحہ مذاہب اُس فاتحہ مذاہب کے مقابلہ پر باطلہ مذاہب قرار دئیے جاتے ہیں۔ قیاس کرلو کہ جب تورات فاتح تھی یعنے نزول کے وقت دنیا کے پہلے مذاہب پر اُس نے نمایاں فتح حاصل کی تو وہ الٰہی کتاب اور اُس کے احکام واجب التعمیل رہے۔ جب انجیل کے احکام نے تورات کے احکام کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا اور دنیا میں عام طور پر انجیل کی فتح نمایاں ہوئی تو بے شبہ انجیل الٰہی صحیفہ اور اسکی تعلیم الٰہی اور روحانی تعلیم تسلیم ہوئی۔ آج تمام دنیا مین تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ قرآن کریم فاتح اور تمام الہامی صحیفے مفتوح ہیں۔ فاتح مابعد آتا ہے اور مفتوح کے مقبوضات پر تصرف اور قبضہ جماتا ہے۔ ان تیرہ سو سال کے عرصہ میں جو مسلمان ہوئے تمام وہ وید یا تورات یا انجیل کے ممالک مقبوضہ تھے۔ قرآن کریم کی یہ نمایان فتح برابر تیرہ سو سال سے نمایان ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جاتی ہے یہی اسکی الہامی بہر الٰہی پھر روحانی تعلیم کا نشان ہے اور بخدا کہ بہت بڑا نشان ہے۔ اور یہی نشان ہے جسسے ہمیشہ الٰہی اور روحانی تعلیم کی شناخت ہوتی رہی ہے اور آج یہ نشان قرآن کریم کے بغیر کسی دوسری کتاب کے اندر نہیں پایا جاتا۔ پھر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں پایا جاتا۔ آج دنیا کے سب مذاہب پر نظر غائر ڈالو پھر اُن میں سے فاتح کو پہچانو۔ فاتح کی علامت میں بتاتا ہوں وہ جو دوسرے مقبوضات پر اپنا قبضہ جمائے اور تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ تک قبضہ جمائی بیٹھا رہے۔ اور برابر قبضہ جماتا چلا جائے۔ آج دیکھو کہ سب سے پورانہ مذہب مذہبی رنگ کے لحاظ سے سب سے نکما ہے اور اسی نسبت سے دیکھتے چلے جاؤ تورات کے ماننے والوں پر نظر ڈالو۔ پھر انجیل کے روحانی تعلیم کے مقبوضات (عیسائیوں کے دلوں) پر نظر ڈالو۔ بہت ہی کم دیکھو گے کہ وہ تثلیث کو دلوں میں جگہ دیتے ہیں پھر بہ حیثیت

کا سلسلہ کہ وکہ اغلباً نکتہ رس اور حقیقت شناس انگریزوں کے دماغوں میں جگہ کرتی جاتی ہے اور وہ ہیولے سادہ بے صورت بنتے جاتے ہیں جو نئی صورت (قرآنی تعلیم) لینے کا کامل نشان ہے۔ پہلا رنگ اترنے کے بغیر دوسرا رنگ اچھی طور پر نہیں چڑھتا۔ قرآن کے اعجاز اور الہی تعلیم ہونے کا یہ پہلا نشان اور معیار ہے جسے سادہ لفظوں میں بیان کیا ہے۔ اور سامعین میں سے ہر ایک فرد واقعات اور مذہبی تبدیلیوں اور روحانی فتوحات پر جسقدر زیادہ نظر ڈالتا جائے گا اس اجمال کی زیادہ تفصیل ہوتی جائے گی۔ قرآن کے اعجاز اور الہی تعلیم ہونے کا دوسرا معیار قرآن کریم کی وہ عظیم الشان پیشین گوئیاں ہیں۔ جنکا ظہور بلاکم و کاست عین وقت پر ہوتا رہا۔

نجومی بلاشبہ قبل از ظہور کبھی ایک بات کا پتہ بتاتے ہیں۔ مگر اغلباً ایسی مونہہ کی کھاتے ہیں کہ اگر انسانیت کی کچھ بھی بو ان میں ہو تو زندگی کے تمام وقت میں سر نہیں اٹھاتے۔ مگر بعض الہامی نجومی جنکا نجوم الہام کے رنگ سے رنگا ہوا ہوتا ہے وہ اکثر موقعہ ذلت کو عزت اور ناکامی کو کامیابی خیال کر لیتے ہیں۔ بہرحال ایسے لوگوں کو مرفوع القلم اور مستثنے جاننا چاہئے۔

دعوی اور زور اور پھر عام اعلان اور طمانیت کے ساتھ ایک ایسے امر کے وجود کی نسبت پیشین گوئی کرنا جس کے ہونے کی علامت اور دلیل نہیں ہے بلکہ اوس کے نہونے کے قوی اسباب موجود ہیں اور ایسی تسلی اور تشفی سے کرنا جیسا کہ دیکھی بھالی ہوئی چیز کی نسبت کہا جاتا ہے یہ خداوند علام الغیوب کا خاصہ ہے۔ اور یا جسکو خود وہ چاہے کہلا دے۔ قرآن کریم میں بے تعداد پیشین گوئیاں اس قسم کی موجود ہیں کہ کہ جنپر غور کرنے سے شبہ نہیں رہتا کہ یہ الہی کلام ہے میں بطور نمونہ چند پیشین گوئیوں کو اس مجلس میں پیش کرتا ہوں (۱) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی

عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی اعدت للکافرین

حاصل ترجمہ جو کتاب میں نے اپنے بندے پر اُتاری ہے تم اُس کے میرا کلام ہونے میں اگر شک کرتے ہو تو فصاحت و بلاغت میں اُسکی مساوی ایک چھوٹی سی صورت تو بنا دو اور اپنے تمام ہم خیال بھی بُلا لاؤ اگر سچے ہو - پر اگر تم اُس کے مساوی ایک سورہ بھی تیار نہ کر و اور یاد رکھو کہ ہرگز قرآن کا مقابلہ نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو جو منکر کے واسطے تیار ہے - یہہ آیت خیال کرو کس وثوق اور اعتماد پھر کس دعوے اور دلیری سے عرب کے آتش زبان شعراے نامدار کو مقابلہ پر بلاتی ہے پھر کس زور سے بیان ہوا ہے **ولن تفعلوا** جس کا صریح اور ٹھیک ترجمہ ہے ہرگز کبھی تم لوگ مقابلہ نہیں کر سکوگے اور قرآن کی چھوٹی سورہ کے انداز پر فصیح و بلیغ عبارت بھی نہیں تیار کر سکوگے چاہئے کہ سوچو اور سوچو کہ جس وقت یہہ تحدی اور معارضہ پر بلانے والی آیت اُتری اُس وقت عرب کے تمام نامدار شاعر اور ناثر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور آپ کے دعاوی کے منکر اور آپ کے مقابلہ کے لئے مستعد - آپ کے قتل و غارت کے لئے تیار اور ہر ایک حیلہ و بہانہ سے آپ کے جھٹلانے کے لئے آمادہ تھے - جس ملک کے آپ تھے اُسی ملک کے یہہ لوگ وہی زبان جاننے والے مجالس اور مجمعوں کے آموختہ فصاحت و بلاغت کے پتلے مقابلہ و معارضہ کے میدان کے شہسوار غیرت اور حمیت کے شعلے - تعصب اور ضدیت کے پرکالے -

قیاس کرنے کی بات ہے کہ ان کے مقابلہ پر انہیں کی روزمرہ کی بول چال میں مقابلہ کرنے کا یہہ عام اعلان پھر اُس کے ساتھ ہی اُبھارنے والی یہہ پیشین گوئی کہ مقابلہ پر کوئی نہیں آنے کا بتاؤ یہہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے یا اُس کے سچے خداوند کا سچا اور زبردست چیلنج ہے جو ایسی صاف شکل میں لاجواب ثابت ہوا کہ آج

دنیا میں بلا قید مذہب ایک متنفس بھی اسکا انکار نہیں کرسکتا - میں یہہ نہیں کہتا کہ اسلامی بزرگوں کی کتابوں کی تقلید کرو میں عام اصول صداقت کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ عربوں نے اُس ایذا دہندہ جوش میں اور اُس حد سے بڑھے ہوئے اور پُرزور مقابلہ کے وقت میں جبکہ اُن کے ہزارہا شہسوار اُن کے اُس نہ رکنے والے جوش کی نذر ہوئے - اور اُن کی ہزارہا پیاری بیویاں رانڈ ہگئیں قرآن کے اس پرجوش اور علانیہ چیلنج کا کیا جواب دیا - کوئی قصیدہ کوئی نثر کوئی فقرہ کسی فصیح و بلیغ نے قرآن کے مقابلہ پر لکہا؟ اور وہ کہیں موجود ہے؟ کسی مورخ نے نقل کیا ہے؟ اسکا کہیں پتہ چلتا ہے؟ بلکہ میں بڑے اطمینان سے کہتا ہوں کہ عرب کے فصحا اور بلغا قرآن کی اس تحدی پر سر نہ اُٹھا سکے اور اس کے معارضہ میں ایک لفظ تک نہ کہہ سکے قرآن کی یہہ پیشین گوئی کہ ولن تفعلوا کبھی مقابلہ نہیں کرسکوگے بڑی شاندار شوکت سے پوری ہوئی آج تیرہ سو سال سے زیادہ کئی سال گذر چکے ہیں کہ کوئی عربی کا شیریں کلام قرآن کے مقابلہ پر نہیں آسکا -

(۲) یہودیوں کی نسبت قرآن کریم نے نہایت شد و مد سے یہہ پیشین گوئی کی ہے کہ یہہ قوم کبہی دنیا میں شاہی لباس نہیں پہنے گی - اور قومی اعزاز حاصل نہیں کرے گی

وباؤ بغضب علی غضب - وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ -

تمام دُنیا دیکھتی ہے کہ تیرہ سو سال میں زمین پر کیسے انقلابات ہوئے اور ہزارہا گدا اگر بادشاہ بنے مگر خدا کے قہر کے مارے ذلت اور مسکنت کا لباس نہ اُتار سکے پر نہ اُتار سکے کونسا فرقہ ہے اور کونسی قوم ہے جس نے ان تیرہ سو سال میں حکومت کا مزہ نہ چکہا ہوگا اور کون بدنصیب مذہب ہے جس نے شاہی وضع میں اپنی جہلک نہیں دکہلائی محروم رہی تو یہودیت - پیشین گوئی کی صداقت یوں ظاہر ہوا کرتی ہے - میرے خیال میں چونکہ یہودی الہی کتاب سے کلیتہً دور جا پڑے تھے اور یہ دور ہونا الہی کتاب سے انجیل و قرآن سے منحرف ہوئے اسلئے پروردگار نے اُنکی دنیوی عزت بہی اُتار لی -

رسول حضور اقدس سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات
پر تکالیف شاقہ کا زمانہ تھا جبکہ آپ کو سرپھرے غلاموں کے مکہ مکرمہ کی مسجد میں نماز نہیں
پڑھنے دیتے تھے اور سجدہ میں آپ کے سر مبارک پر اوجھڑیاں رکھی جاتی تھیں پتھر پھینکے
جاتے تھے ظاہری حالت سے ہر ایک ظاہر بین یہی خیال کرتا تھا کہ یہ غریب گروہ آجکل
ہی نابود ہونے والا ہے یا تکلیف کے مارے ایسا بھاگنے والا ہے کہ وطن کو ترستا ہوا
کہیں مسافرت میں ہلاک ہوگا - ظاہری طور پر ان ظاہر بینوں کی تمنا پوری بھی ہو گئی
حضور معہ اپنے فدائی غلاموں کے مدینہ کی خوش قسمت مبارک سرزمین میں ہجرت فرما ہوئے
آپ نے معہ اپنے غلاموں کے ایک دفعہ مدینے سے یہ قصد کیا کہ مسافرانہ انداز میں مکہ مکرمہ
میں جا کر بیت اللہ کا حج کر آئیں اور وطن کی دیواروں کو الوداع اور خیرباد کہہ آئیں -
صحابہ کا خیال ہوا کہ حج کی ادائیگی کے ساتھ ہی اپنے وطن عزیز کی درودیوار بھی دیکھ آئیں گے
چنانچہ اسی ارادہ سے آپ مدینہ منورہ سے کوچ کر کے حدیبیہ پہ پہنچے اور یہ کہا کہ کبھی تمہاری
یہ تمنا پوری نہ ہوگی اور حج نہیں کرنے دینگے - گناہ یہ تھا کہ خدا کو ایک کیوں مانتے ہیں -
آپ نے معہ غلاموں کے صبر کر لیا اور یہ کہہ کر چپ ہو گئے ؎ صبا بلطف بگو آں غزال
رعنا را * کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ مارا * اس موقعہ پر الٰہی رحم اور لطف ان مسافروں
اور مظلوموں کے بارہ میں اس شکل میں اترا - ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ
ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا
الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۝
خلاصہ ترجمہ یہ لوگ بڑے ظالم ہیں جو خدا کی عبادت گاہوں کو عبادت کرنے والوں سے
روکتے ہیں - بے شبہ وہ وقت آپہنچا ہے کہ یہ ظالم اپنی جان اسی مظلوم گروہ سے بچانے
کی خاطر ڈر سے بھاگ کر ان عبادت خانوں میں پناہ لیں گے یا بصورت قائم ہونے اس
کے بھی یہ لوگ رعیت ہو کر رہیں مظلوم گروہ کی اجازت سے ان عبادت گاہوں

میں داخل ہو سکیں گے۔ اور یہہ ظالم دنیا میں ذلیل ہونگے۔ ذلت سے رہیں گے۔ اور
آخرت میں اُن کے واسطے بڑا عذاب ہے کس زور کی پیشین گوئی ہے اور کس شان و
شوکت سے کتنی جلد ہی پوری ہوئی۔ کبھی مکہ کے مشرکوں کے وہم میں بھی آیا تھا کہ یہہ
مظلوم گروہ اور بیکس یتیم امی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عرصہ قلیلہ میں مکہ کی
سرزمین پر ایک ہولناک لشکر کے ساتھ چڑھائی کرے گا۔ اور انہیں اُس کے سپاہیوں
کے ہاتھ سے بچنے کے واسطے اسی مسجد بیت اللہ میں پناہ لینی پڑے گی یہہ پیشین گوئی
کتنی جلد ہی پوری ہوئی۔ کہ ہجرت کے ابھی سات سال ہی ہونے تھے کہ وہ مظلوم غریب
اور نکالا ہوا گروہ مکہ میں آپہنچا اور ان کے سرگروہ ہادی رحمت مجسم کو اس سفاک اور خونخوار
اہل مکہ کے بچانے کے واسطے رحم سے بھرا ہوا یہہ فقرہ لکھنا پڑا من دخل المسجد الحرام
فھو امن ومن دخل دار ابی سفیان فھو امن۔ یعنے جو شرک مسجد حرام میں
گھس جائے یا ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہوجائے اُسے کوئی نہ قتل کرے۔ جس مسجد الحرام میں
آنحضرت اور آپ کے غلاموں کو عبادت الہی کے لئے امان نہ تھی۔
عین قتال کے وقت معاوضہ لینے کی حالت میں آپ حکم دیتے ہیں کہ خانہ خدا میں ہم
اپنے مجرم اپنے ظالم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ وہ الہی عبادت خانہ میں پناہ لینے کے باعث
معافی کا مستحق ہوگیا ہے یہہ الہی تعلیم اور وہ تھی انسانی تعلیم فشتان بینھما۔ دیکھو
الٰہی پیشین گوئی پوری ہوتی ہے اور کس شان اور کس ہیبت سے۔ الٰہی اور الہامی
پیشین گوئیوں میں جس قوم یا فرد کی ذلت کی خبر ہوتی ہے وہ ذلت یہہ ہوا کرتی ہے کہ
کے مشرک کس درجہ کی شدید اور عبرتناک دنیوی ذلت میں پھنسے کہ قتل ہوئے جو بچے
اپنے مخالف فریق کے رحم پر سربسجود ہوکر بچے اور نسلاً بعد نسل غلامی کا داغ قبول کیا۔
کاش موجودہ دنیا کے مسلمانوں میں الہی الہامی پیشین گوئیوں اور صرف نفسانی پیشین
پیشین گوئیوں کا نابہ الامتیاز معلوم ہوتا۔ اور ذلت غضب کے الفاظ جو بعض

غیر الہامی پیشین گویوں میں ہوتے ہیں انکا معنے قرآنی الہامی پیشین گویوں سے لیجئے پھر دیکھئے کہ ذلت کا کیا مصداق ہے اور خدا کے بندوں کے مقابلہ پر جو ذلت پہنچا کرتی ہے وہ کیسی غیر معمولی اور ہولناک ہوتی ہے۔ یہہ ذلت ہمیشہ غیر متوقع صورت میں پہونچتی ہے یا یوں کہو کہ عاجزوں سے بادشاہوں کو پہنچتی ہے یا زمین سے آسمان کو پہونچتی ہے۔ معمولی موت۔ بیماری۔ یا دشاہ وقت کا عتاب۔ الہامی ذلت کا مصداق نہیں ہے۔ اور ہرگز نہیں ہے۔

(۴۴) حضور کا یہہ اعلان کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے صرف ایک ہی معبود عبادت کا مستحق ہے۔ اس نے تمام بت پرست۔ آتش پرست۔ مسیح پرست۔ دہریوں۔ یہودیوں کو اپنے خون کا پیاسا کر دیا تھا قیاس کرنے کی بات ہے۔ ایک یتیم فرد واحد ایسی ملک میں جہاں نہ کوئی قانون نہ چوکی۔ نہ پولیس نہ عدالت تمام لوگوں کے برخلاف ایک دعوے کرتا ہے اور اس غیور قوم کے سامنے ان کے معبودوں کا بطلان علے الا علان بیان کرتا ہے۔ مذہبی جوش کون نہیں جانتا کہ کس بلا کا ہوتا ہے۔ کمزور سے کمزور سلطنت بھی قانونی بہانہ سے اپنی رعیت کے بچے پھانسی پر چڑھادے اموال و املاک ضبط کرلے کوئی اف تک نہیں کرتا پر زبردست سے زبردست سلطنت بھی اگر اپنی رعایا کے ایک عاجز گروہ کے مذہبی فرائض میں دست اندازی کرے تو بوڑہوں عورتوں۔ بچوں تک جان ہاتھ پر رکھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ کجا سلطنت کی دست اندازی اور کجا اکیلے یتیم کی حکایت کا ایک عاجز گروہ اور کجا عرب کے بے لگام خودمختار مطلق العنان مشرک۔ آپ کے اس اعلان پر آپ کی جان کے دشمن قتل پہ آمادہ ہوگئے تھے۔ حضور پہلے دو چار غلاموں کو پہرہ اور محافظت کی بابت حکم دیتے تھے۔ پھر اسی غربت اور مصیبت میں خدا کا یہہ حکم پہنچا واللہ یعصمک من الناس ترجمہ تو مت گھبرا میں تجھے لوگوں سے بچاؤنگا کوئی تجھے قتل نہیں کر سکتا۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس پیشین گوئی پر حضور نے وہ

معمولی پہرہ بھی اٹھا دیا تھا۔ اور صرف الہی حفاظت پر اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ ہر ایک شخص خیال کر سکتا ہے کہ اس پیشین گوئی کے اعلان پر عرب کے بے قاعدہ اور خود سر مشرکوں کو آنحضرت کے قتل کا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا تھا اور ہو جانا چاہئے بفرض محال خاک بدہنم اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشین گوئی کے نزول کے مابعد شہید ہو جاتے تو کفار اسلام کے برخلاف کہاں تک کامیاب رہتے صاف طور پر وہ کہتے کہ محمد کا خدا اُسے ہمارے ہاتھ سے نہ بچا سکا معاذ اللہ یہ تمام محمد کا من گھڑت اصول ہے۔ اس امر میں کامیاب ہونے کے واسطے بے سر و سامان نبی کے مارنے کے واسطے مشرکوں نے کونسا منصوبہ نہیں کیا۔ دوسری طرف حضرت نے اپنے بچانے اور پیشین گوئی کے سچے اُترنے کی کوئی بھی تدبیر نہیں کی برابر مجالس میں وعظ فرماتے دشمنوں کے مجمعوں میں تشریف لاتے غزوات میں شامل ہوتے رہے اور بارہا دشمنوں کی تلواروں کے سایہ میں کلمۃ الحق کا اعلان فرماتے رہے۔ غزوات میں آپ کو تلواروں کے زخم بھی ہوئے پتھروں کے بھی۔ دانت ٹوٹا۔ خون بہا۔ بشریت کا عجز ظاہر ہوتا رہا مگر الہی الہامی پیشین گوئی اس انداز سے تمام ہوئی کہ مخالفین دنگ رہ گئے۔

(۵) آپ کے وقت میں ایسی دو سلطنتوں میں جنگ شروع ہوا جو عرب سے باہر دور دراز سرزمین میں واقع تھیں نہ ہمارے ہادی کو ایک کی فوجی ملکی حالات سے اطلاع نہ دوسرے نہ اُس ملک کا جغرافیہ آپ کو معلوم نہ طاقت کا موازنہ قدرتی اور مذہبی نسبت سے مشرکین مکہ کو ایک سلطنت سے اُنس اور ہمارے ہادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسری سلطنت سے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہی سلطنت غالب رہی جن کے ساتھ مکہ کے مشرکوں کو مذہبی اُنس تھا اور وہ سلطنت جس کے ساتھ ہمارے ہادی کو مذہبی اُنس تھی مغلوب ہوئی۔ یہ امر مشرکوں کی خوشی اور حضرت کے ملال کا باعث ہوا مشرکوں نے یہ کہکر حضور کو خطاب کیا کہ جیسے ہماری ہم خیال غالب رہے ہیں ہم بھی ویسے ہی

آپ پر غالب رہیں گے آنحضرت کے ملال پر الٰہی پیغام خزانۂ غیب سے اسصورت
اترا غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون
بضع سنین ترجمہ روم کے عیسائی سلطنت فلسطین کی زمین میں فارسیوں
ہاتھ سے مغلوب ہوئی مگر یہہ عیسائی سلطنت دس سال سے پہلے ہی فارسیوں
غالب آجائے گی۔ اس پیشین گوئی کا اعلان جب حضور نے مشرکین مکہ اور تمام
کے سامنے کیا تو تمام مشرکون نے اس خبر کو مستبعد اور بعید از قیاس خیال کیا چ
حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ ابی نے سو اونٹ کی شرط باندھی آخر قرآن کریم کی
پیشین گوئی حدیبیہ کے دن پوری ہوئی روم کی عیسائی سلطنت فارسیوں
غالب آگئی اور فارسی سخت ذلت سے مغلوب ہوئی حضرت ابوبکر سے حسب قرار
کے وارثوں سے ایک سو اونٹ وصول ہوئے۔ جسکا یہہ صریح مفہوم ہے کہ اس پیشی
کے پورا ہونے میں مخالفین حضرت کو بھی انکار نہیں تھا۔ اور انہوں نے اس کو
تسلیم کیا اور شرط کے اونٹ حوالہ کئے عربوں میں یہی ایک وصف تھی کہ وہ عہد
اور جو کہتے کر گذرتے تھے۔ آج پادری جو چاہیں کہیں مگر کون نہیں جانتا کہ ایسی
پیشین گوئیاں سلطنتوں کا رازدار اور مدبر واقف کار ہی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ
دور دراز ملک کا رہنے والا سلطنتوں کے حالات جاننے اور اُن کی طاقت
کرنے سے بے پرواہ ملک کے جغرافیہ پر نہ توجہ کرنے والا آدمی ایسی باتیں قیاس
کہے اور پھر شرطی طور پر اور اسکو مذہبی صداقت کی علامت قرار دی۔ واللہ کوئی
نہیں مانے گا کہ یہہ انسانی کام ہے۔

(۲) اسی متذکرۃ الصدر آیت میں ایک دوسری زبردست پیشین گوئی ہے
آیت صدر کی دوسری قرأت یہہ ہے غَلَبَتِ الرُّوْمُ وَھُمْ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِ
سَیُغْلَبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ترجمہ روم کے عیسائی فارسیوں پر غالب

مابعد چند سالوں میں پہر مسلمانوں کے ہاتھ سے مغلوب ہو جائیں گے۔ قیاس کرنا چاہئے آنحضرت کو کیسا بعید از قیاس وحی ہوتا ہے اسوقت حضرت مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں بیکسی کی حالت ہے مظلومی کی شکل ہے۔ یہانتک کہ مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑہنے دیتا عبادت سے روکے جاتے ہیں اس بیکسی کی حالت میں الہی لطف یہہ بشارت دیتا ہے کہ اے مظلوم گروہ اور میرے حکموں کے پیچھے تکلیف اٹھانے والو یہہ روم کی عیسائی سلطنت چند سالوں میں فارسیوں کی سلطنت پر غالب آکر ایک زبردست سلطنت ہو جائیگی اور اس غلبہ کے مابعد علے الاتصال چندسالوں میں تمہارے ہاتھ سے ذلیل ہوگی۔ اللہ اکبر بفرض محال ایک مسجد کے چند درویشوں کو یہہ کہا جائے کہ ابھی چند سالوں میں روس کی سلطنت قیصر جرمن پر غالب آکر پہر تمہارے ہاتھوں سے ذلیل ہونے والی ہے اور اس امر کا اعلان کردیا جائے تو کون شخص ہے کہ اس کو باور کرسکتا ہے اس کو مجذوب کی بڑ اور دیوانہ کا بکواس خیال کیا جاوے۔ بعینہ اسی صورت کی یہہ قرآنی پیشین گوئی ہے خداوند مکہ کے چند مظلوموں کو بشارت دیتا ہے کہ لو روم کی سلطنت فارس کی سلطنت پر غالب آکر تمہیں ملنے والی ہے۔ پہر یہہ سوچو کہ یہہ عظیم الشان پیشین گوئی کس انداز اور کس شان و شوکت سے عرصہ موعودہ میں پوری ہوئی رومی ہجرت کے آٹھویں سال اہل فارس پر غالب آئے اس کے مابعد حضور کا تو بہت ہی جلد انتقال ہوا مگر آپ کے جانثار خلیفہ اعظم حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کے مبارک ہاتھ پر یہہ عظیم الشان پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت نے عیسائیوں کے قبلہ بیت المقدس پر جاکر توحید کا علم نصب فرمایا اور قدرت کا تماشا یہہ دیکھو کہ ہرقل روم تھوڑا عرصہ پہلے فارسیوں پر فتحیابی حاصل کرنے کا شکریہ ادا کرنے بیت المقدس میں آیا ہے وہاں مکہ کے قافلہ کے سرگروہ ابو سفیان سے حضرت کے حالات سنتا ہے اور سنکر کہتا ہے بخدا کہ یہہ شخص (حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم) میرے قدموں والی اس جگہ کا بھی مالک

ہو کر رہے گا (رواہ البخاری) اس بات کے چند ہی سال مابعد آپ کے خلیفہ
حضرت عمر اسی بیت المقدس میں علم توحید بلند کرتے ہیں اور سچ مچ مالک ہو کر
رہتے ہیں سارے معلوم ہوتا ہے کہ کتب مقدسہ میں بھی یہی پیشین گوئی موجود تھی زبور
میں ہمیں خود پڑھا ہے کہ داؤد فرماتے ہیں "اے سرزمین بیت المقدس تیری زمین
کے مالک وہ لوگ ہونگے جو سود کو حرام کہتے ہیں" وہ کونسی قوم ہے جو سود کو عملی طور پر
حرام کہتی ہے۔ بجز اسکے وہ مسلمان ہی ہیں اور یہی مالک ہوئی ہے اللھم ابد ملکھم
علیہ واطل ایامھم ووفقھم لصالح العمل آمین اسی آیت میں سے
ایک اور عظیم الشان پیشین گوئی کا پتہ علامہ ابن برجان اپنی تفسیر میں دیتے ہیں کہ
بیت المقدس کچھ مدت مسلمانوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور پھر سلطان صلاح الدین
مرحوم کے ہاتھ پر پہلی ماہ صفر ۵۷۹ھ ہجری میں قلعۃ الشہبا فتح ہوگا اور اس کے مابعد
تھوڑے سالوں کے اندر رجب کے ماہ میں بیت المقدس فتح ہوگا چنانچہ جب قلعۃ الشہبا
صفر ۵۷۹ھ ہجری کو تو مولانا ابو المعالی محمد بن الحسن دمشقی سلطان کو اپنی مشہور بائیہ
قصیدہ سے مبارکباد کہی اور فتح بیت المقدس کی بشارت قبل از وقوع اس شعر سے دی
وفتحک القلعۃ الشہباء فی صفر + مبشر بفتوح القدس فی رجب
(۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں آکر ساز و نہ شکل میں آ ترے بعض ایسے
لوگ وہاں موجود تھے جن کو حضور کے مواعظ نہیں بھاتے تھے اور بظاہر بطور جہاں نوازی
حضور کی مجلس میں آتے اور ہاں میں ہاں ملاتے تھے یہی لوگ تھے جن کو کلام الٰہی نے
منافق۔ مرتجف۔ مریض القلب کے القاب دیئے ہیں ایسے لوگوں سے حضور تکلیف
پاتے تھے یہ لوگ جاکر مشرکوں کو اکساتے اور شرارتیں پیدا کیا کرتے۔ نیز مسلمانوں
کو مشرکوں سے ڈراتے اور پست ہمت کیا کرتے تھے پروردگار اپنے محبوب کو ارشاد
فرماتا ہے کہ اے میرے حکموں کی تعمیل میں ایذا سہنے والے میرے حبیب یہ لوگ اگر اپنا

ناپسندیدہ رویہ سے باز نہیں آوینگے تو ہم ان کو تیرے ہاتھوں سے ذلیل کرینگے بُری
حالت میں یہہ تتر بتر ہونگے اور جہاں بھاگ کر جائیں گے قتل کر دئے جائیں گے
مدینہ میں تیری ہمسائگی ایک مدت قلیل کے بعد کبھی بھی نہیں کرینگے وہ ارشاد پاک
یہہ ہے لئن لم ینتہ المنفقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی
المدینۃ لنغرینک بھم ثم لا یجاورونک فیھا الا قلیلا ۔ ملعونین اینما
ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ۔ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن
تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔ کس زور و تحدی اور کس درجہ کے تاکیدی الفاظ سے الہی
کلام میں یہہ پیشیں گوئی درج ہے ۔ اور حقیقت میں اس آیت میں ایک نہیں چند
پیشیں گویاں موجود ہیں (۱) یہہ کہ منافق اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے ۔
علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں فیصلہ کیا ہے کہ جو واقعہ قرآن کریم میں اِنْ
شرطیہ سے بیان ہوا ہے وہ اس بات کا اعلان ہے کہ یہہ نہیں ہونے کا (۲) یہہ کہ
ہم تجھے ان منافقوں پر غالب کریں گے (لنغرینک بھم) (۳) یہہ کہ منافق مدینہ
منورہ میں ابتک نہیں رہینگے اور تیری ہمسائگی کبھی کسی منافق کو میسر نہ ہوگی فقرہ
لا یجاورونک صراحتہً بتا رہا ہے کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ حیات جسمانی سے زندہ ہیں
اور غیر مسلم کسی وقت بھی مدینہ آپکی ہمسائگی کا شرف نہیں حاصل کر سکتا ۔ تاریخ کی پڑتال
کرنا کیا ضروری ہے موجودہ دنیا کے مسلمان اور غیر مسلم نظر اٹھا کر دیکھ لیں اسلامی سلطنت
میں غیر مسلموں کو کامل آزادی ہے مگر ابھی تک مدینہ منورہ میں کوئی غیر مسلم سکونت
پذیر نہیں ہو سکا ۔ اور نہ کبھی ہو سکے گا ہمارے بعض مسلمان بھائی جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے دائمی جسمانی اور روحانی ہمسایوں یعنے خلفاء ثلثہ کے حق میں الفاظ نا شائستہ
کہا کرتے ہیں اس آیت مقدسہ کے مضمون پر غور کریں واللہ یھدی السبیل

(۹) ھا انتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن

یبخل فانما یبخل عن نفسه واللہ الغنی وانتم الفقرآء وان تتولوا یستبدل
قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ اے عرب کے رہنے والو تمہیں خدا کے رستے میں
خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے پھر تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور بات یہ ہے کہ جو خدا کے
رستے میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ حقیقتًا اپنی ذات پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے خداوند عالم
تو غنی ہے اور محتاج تو تم ہو۔ اگر تم خدا کے حکموں سے اسی طرح رخ گردانی کرتے رہو گے تو تمہارے
عوض میں دوسری قوموں کو مسلمان کر ڈالونگا جو تمہاری طرح تنگدل اور کمینہ نہ ہونگے بلکہ
وہ سیر چشمی اور فراخ حوصلگی سے اسلام پر خرچ کرینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ
کرام نے دریافت کیا وہ کونسے لوگ ہیں جو اسلام میں داخل ہو کر فراخ حوصلگی سے اسلام
پر خرچ کرینگے تو آپ نے فرمایا کہ وہ فارس کے رہنے والے۔ پھر عجمی۔ رومی یہ سب قومیں
مسلمان ہو کر دینی کاموں میں دل کھولکر خرچ کرینگے۔ سبحان اللہ آیت شریفہ کے نزول
کے وقت اسلام صرف مدینہ کے اندر ہی محدود تھا۔ باہر کہیں کوئی ایک آدھ اللہ کا نام لیوا
کا حکم رکھتا تھا۔ اسلام کا مول رب العلمین بلکہ رب المرسلین ارشاد فرماتا ہے کہ عرب کے
مسلمانو تم کونسا احسان اپنے ہادی پر کر رہے ہو پیسہ جیب سے نکالنے کے وقت تمہارے ہاتھ تم تھراتے
ہیں ابھی دیکھو عرب سے باہر کی قومیں مسلمان ہوتی ہیں اور کس کرم وجود سے اسلام اور الٰہی
تعلیم پر صرف کرتی ہیں۔ مدارس دینی کھلے ہیں اور انہیں کس حوصلہ سے چندہ دیتی ہیں۔
حاضرین پہلے تو اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کی طرف خیال کرو پھر یہ سوچو کہ اس آیت
میں تمہاری ہی فراخ حوصلگی کا بیان ہے عربوں کے ناز توڑنے کے لئے مسلمان راجپوتوں
پٹھانوں۔ مغلوں۔ سپاہیوں اور تمام ہند و پنجاب کے مسلمانوں کے ثبات کرم وجود کی تعریف کرتا ہے
کہ وہ بخیل نہیں ہونگے آج سے پہلے تو بخیل نہیں تھے خدا کرے کہ آج بھی بخیل ثابت نہ ہوں۔

خط جناب مولوی ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی مدرس مدرسہ دار العلوم نعمانیہ لاہور

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹ء

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح	نام معطی	رقم عطیہ	تشریح
بابو کرم الٰہی صاحب سب اوورسیر ہانسی ضلع حصار۔	عہ	امداد	مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل۔	۳/	ماہوار
چوہدری نبی بخش صاحب بی۔اے پلیڈر ایل ایل بی چیف کورٹ	صہ/	نظامیہ وظیفہ	مولوی غلام علی صاحب امام مسجد سرائے محمد شفیع۔	۲/	"
چوہدری خدا بخش صاحب از لوہاری دروازہ۔	عہ ۸/	امداد	بابو محمد حسن صاحب کلرک ٹریفک ریلوے۔	عہ/	"
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ۔	عہ ۸/	"	جناب سید محمود بادشاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ۔	صہ/	"
منشی نظام الدین صاحب سب اوورسیر ڈکشاہی۔	عہ ۸/	ماہوار	مولوی عبد العزیز صاحب مدرس شاخ ہیڈ سکول شاہ عالمی دروازہ	۲/	"
میاں محمد اظہر حسن صاحب خلف منشی صاحب موصوف۔	۱۲/	"	میاں نجم الدین صاحب جلد ساز از لوہاری منڈی۔	۵/	امداد
منشی شیخ نور الدین صاحب کوتہہ مرچنٹ	۳/	"	منشی امیر علی صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	۱/	ماہوار
مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز از موچی دروازہ۔	۱/	"	منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری دفتر اگزیمنر	۲/	"
مولوی غلام محمد صاحب [illegible] کشمیری بازار۔	۸/	زکوٰۃ	منشی رسول خان صاحب کلرک دفتر اگزیمنر۔	۴/	"

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح
منشی غلام محمد صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	۴ر	〃
منشی محمد یعقوب صاحب کلرک دفتر اگزیمنر	۱ر	〃
منشی صلاح الدین صاحب ممبر انجمن دفتر انجنیر انچیف ریلوے	۴ر	〃
منشی محمد سعید صاحب 〃	۴ر	〃
میر فدا حسین صاحب ہیڈ 〃	۴ر	〃
میاں غلام محمد صاحب دفتری گورنمنٹ پریس	[illegible]	〃
میاں الہ دین صاحب خالو وہ بیانہ	۴ر	〃
مولوی نور الدین صاحب کاتب از اونچی مسجد شاہ عالمی دروازہ [illegible]	۲ر	〃
بابو مہر بخش صاحب بک اگ کلرک ریلوی	[illegible]	〃
مولوی علم الدین صاحب سینیجر ڈائمنڈ جوبلی سکول	۴ر	زکوۃ
رقم چندہ وصول شدہ از شملہ جس کی تفصیل اسی سالہ کے صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۵ تک درج ہے	[illegible]	وظیفہ طالبعلمہ زکوۃ امداد

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح
مولوی غلام احمد صاحب مدرس اعظم دار العلوم نعمانیہ	۴ر	ماہوار
مولوی عبد اللہ صاحب مدرس 〃	۲	〃
حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب مشیر انجمن نعمانیہ لاہور	[illegible]	زکوۃ
حاجی رحیم بخش صاحب نعت خوان از موچی دروازہ	۲ر	ماہوار
محمد سلام اللہ صاحب خلف مولوی فدا محمد صاحب	۶ر	〃
حکیم سید عالم شاہ صاحب رئیس لاہور	۴ر	〃
منشی گلاب الدین صاحب اول مدرس رتہاس ضلع جہلم	۱ر	〃
محمد ناصر خاں صاحب عطار	۴ر	〃
منشی محمد عمر دراز خانصاحب	۲ر	〃
چندہ وصول شدہ از ضلع گورداسپور مبلغ [illegible] ذریعہ مولوی نور احمد صاحب سفیر انجمن ہذا بتفصیل ذیل		
منشی نور الدین نقشہ نویس ضلع گورداسپور	۴ر	ماہوار
مولوی فتح محمد صاحب منشی [illegible]	[illegible]	〃

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
شیخ الٰہی بخش صاحب گرداور تحصیل پٹھانکوٹ - ضلع گورداسپور	۴ر	امداد
شیخ نظام الدین صاحب عرف نتھو	۴ر	″
شیخ دین محمد صاحب ″	ار	یتامٰے
میاں فتح الدین صاحب از دینانگر	عـــہ	″
خلیفہ منشی عمر بخش صاحب ″	۱۲ر	″
میاں ابراہیم صاحب ″	ار	″
میاں امام علی صاحب ″	۴ر	″
میاں عمر بخش صاحب سوداگر	۴ر	″
میاں نورالدین صاحب کشمیری از دینانگر -	۲ر	″
منشی غلام قادر صاحب ″	عـــہ	″
شیخ غلام علی صاحب پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی دینانگر -	عـــہ	″
حکیم کریم بخش صاحب از دینانگر	۴ر	″
حاجی غلام محمد صاحب ″	۲ر	″
شیخ فضل الدین صاحب پٹواری حلقہ قانون تحصیل پٹھانکوٹ	۸ر	″
خدا بخش صاحب کشمیری سجانپور	۴ر	″
سید اسداللہ صاحب ″	۴ر	″

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
عبدالغفار صاحب کشمیری سجانپور	۴ر	یتامٰے
بدرالدین صاحب قصاب پٹھانکوٹ	ار	″
منشی غلام قادر صاحب محرر کمیٹی ″	۲ر	″
منشی کانشی رام صاحب نائب محرر ″	۲ر	″
نورالدین ٹھیکہ دار میونسپل کمیٹی	۲ر	″
منشی محمد یٰسین صاحب ڈاکٹر سلوتری	۲ر	″
سردار میر احمد خانصاحب منصف پٹھانکوٹ	عـــہ	″
بذریعہ ہی نذر الدین صاحب جیوت ساکن ترزہ حال وارد پٹھانکوٹ	۱ر	″
میراندتا صاحب قصاب ″	۲ر	″
سید نذر حسین صاحب محرر لوکل فنڈ	۲ر	″
محمد حسین صاحب پٹھانکوٹ	۲ر	″
شیخ اللہ دتا صاحب بوچڑ از دینانگر	۴ر	″
اللہ داد صاحب از دینانگر -	۲ر	″
کاکا حجام از دینانگر -	۲ر	″
فضل الدین صاحب معمار ″	۲ر	″
عزیزالدین صاحب موچی ″	۴ر	″
معلوم الاسم صاحب ″	ار	″
شیخ نورالدین صاحب ″	۴ر	″

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح
عزیز الدین صاحب از دینا نگر	۲ر	یتامٰی
منصبدار صاحب "	ار	"
چودہری گلاب صاحب موچی	۴ر	"
غلام نبی صاحب موچی	ـ ر	"
امام الدین صاحب موچی	۲ر	"
مرزا امام بیگ صاحب نوہوالی	۲ر	"
حاجی میاں محمد خان صاحب ڈیریوالہ ضلع گورداسپور	عصہ	زکوٰۃ
چوہدری محمد عبد السبحان صاحب از فتح گڑہ ضلع "	۴ر	"
چوہدری محمد عثمان صاحب "	عـہ	یتامٰی
چوہدری حسین صاحب کشمیری حالی "	۴ر	"
نبی بخش صاحب قصاب "	ار	"
رحیم بخش صاحب زرگر "	۴ر	"
حکیم محمد شاہ صاحب "	۲ر	"
عبد الغنی صاحب "	۲ر	"

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح
فتح الدین صاحب قصاب محلہ	۱۰ر	یتامٰی
چوہدری محمد لقمان صاحب	۴	"
از نمازیان لودی ننگل و اکھاڑہ فتح گڑھ	عہ ۴	
حاجی رمضانی صاحب کشمیری	۲ر	زکوٰۃ
سید حاجی حافظ صوفی جماعت علیشاہ صاحب رئیس علی پور سیدان	عصہ	یتامٰی
شیخ علی بخش صاحب مختار عدالت سیالکوٹ وارد دہرم کوٹ	عصہ	"
شیخ علی بخش صاحب اورسیر نہر گنگا وارد دھرم کوٹ "	عصہ	"
شیخ فضل محمد صاحب از دہرم کوٹ	۲ر	"
شیخ محمد عمر صاحب "	۴ر	"
شیخ منشی خان صاحب "	۴ر	"
شیخ غلام محی الدین صاحب	۱۰ر	"
شیخ معلوم الاسم صاحب "	۴ر	"

میزان کل آمد بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء ۶۶۴۱۰ تمام بقیہ

دستخط	دستخط	دستخط	دستخط
محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور	محمد الدین قائم مقام فاضل سکرٹری انجمن نعمانیہ	حافظ چراغ الدین امین انجمن	چوہدری نبی بخش بی اے ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ

صاحبان ذیل نے طلبائے دار العلوم کو ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء میں مدعو کرکے ثواب اخروی حاصل کیا

نمبر شمار	تاریخ ماہ	نام دعوت کنندہ	مقام دعوت	تعداد طلبا	جو چیز کھلائی گئی
۱۵۲	یکم ستمبر	چوہدری خدا بخش صاحب ۔	لوہاری منڈی	ہمہ کس	نان گوشت
۱۵۳	۱۴ ستمبر	چوہدری فیض بخش صاحب میونسپل کمشنر	حویلی میاں خاں	〃	پلاؤ شیرین
۱۵۴	۲۰ 〃	مولوی غلام محمد صاحب بگوی مرحوم	باد وخانہ	〃	پانچ سیر گوشت وچاول پختہ
۱۵۵	〃	مولوی حبیب اللہ صاحب مدرس دینیات ۔	راولپنڈی اسلامیہ سکول	〃	ایک روپیہ برائے میوہ جات
۱۵۶	۲۴ 〃	مولوی غلام احمد صاحب مدرس نکودر	رنگ محل لاہور	〃	نان حلوا

العبد
غلام احمد مہتمم دار المقامہ انجمن نعمانیہ لاہور

مندرجہ ذیل صاحبان نے اشیاء ذیل عنایت کیں

چوہدری خدا بخش صاحب از لوہاری دروازہ	قرآن شریف حمائل سطریہ ۱
حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما رئیس لاہور ۔	ہدایۃ الرشید فی اصول الصرفیہ ۱

العبد ۔ محمد عبد اللہ منصرم انجمن نعمانیہ لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء متعلقہ انجمن نعمانیہ لاہور

	بقایا ماہ گذشتہ یعنی اگست ۱۹۱۵ء	۴۰۳۸-۹-۰
تفصیل آمد بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء	زکوۃ	۹-۱۵-۰
	چندے	۱۵-۱-۳
	وظائف نظامیہ	۱۳۰-۰-۰
	امداد	۵۰۶-۹-۵
	میزان کل آمد بابت ستمبر ۱۹۱۵ء	۶۶۲-۱۰-۰
	میزان کل آمد مع بقایا ماہ گذشتہ	۴۶۹۳-۳-۰
خرچ از مد زکوۃ	خوراک طالب العلم المقامہ عــہ	۲۲-۱-۰
	پوشاک طلبا عــہ	۶-۹-۹
وظیفہ نقد تیامی	وظیفہ نظامیہ	۴-۰-۰
	وظیفہ عام	۲-۰-۰
	میزان خرچ از مد زکوۃ	۳۷-۰-۹
خرچ از مد امداد	اشاعت مد سفر خرچ	۱۱۳-۱۲-۹
	رسالہ ماہوار مع محصول ڈاک	۵۰-۲-۹
	کتب	۱-۱۲-۰
	جائیداد غیر منقولہ	۳-۱۰-۰
	تنخواہ ملازمان انجمن ماہ اگست	۱۵۰-۰-۳
	متفرق	۰-۰-۹
	میزان خرچ از مد امداد	۳۱۹-۰-۳
	میزان کل خرچ بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء	۳۵۵-۱۲-۰
	بقایا یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء	۴۳۳۰-۵-۰

عــہ دھوبیں علیحدہ ہیں - اس میں آمد خرچ شدہ کی رقم شامل نہیں - باورچی کی تنخواہ مد تنخواہ ملازمین میں شامل ہے علاوہ اسکے علاوہ خریبتہ البضاعت سے کورتہ نو ۴ عدد - ٹوپی سوزنی ۳ عدد - پاجامہ لٹھ نو ایک - خرچ ہوئے ہیں -

دستخط	دستخط	دستخط	دستخط
محمد عبد اللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور	محمد الدین قائم مقام فنانشل سکرٹری	حافظ چراغ الدین امین انجمن	چوہدری نبی بخش بی-اے پلیڈر ممتحن

ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ عظیم آباد پٹنہ میں

جمیع حضرات اہل اسلام کی خدمت میں عموماً اور علمائے کرام کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ ۱۰-۱۱-۱۲- رجب ۱۳۱۶ھ یکشنبہ- دوشنبہ- سہ شنبہ مطابق ۴- ۵- ۶ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء کو عظیم آباد پٹنہ میں ندوۃ العلما کا ساتواں سالانہ جلسہ قرار پایا ہے لہٰذا آپ از راہ حمیت اسلامی اس جلیل القدر اجلاس میں شریک ہو کر اپنی مفید تجویزوں اور نیک مشوروں سے اپنی قوم کی اعانت فرمائیں- جملہ مہمانوں کے آرام و آسائش کا رؤسائے پٹنہ نے عمدہ بندوبست کیا ہے جو صاحب تشریف لانا چاہیں وہ تاریخ روانگی سے ایک ہفتہ پہلے مولوی حافظ نذ الرحمن صاحب نبیرۂ شمس العلما مولانا شاہ محمد سعید صاحب مرحوم کو مغلپورہ شہر پٹنہ کے پتے سے مطلع فرمائیں- والسلام

الداعی

فقیر محمد علی ناظم ندوۃ العلما

شطرنج بازی حرام ہے

آجکل اس عنوان کا ایک رسالہ مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ دیکھنے میں آیا ہے- بنظیر رسالہ ہے- قاضی صاحب کے فضائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ناظرین جس وقت رسالہ مذکور ملاحظہ فرماوینگے تو خود اس کی نسبت رائے قایم کر سکیں گے- جس خلیق ... اور متانت کے ساتھ سوالات کا جواب دیا گیا ہے قاضی صاحب کا ہی ... یہ رسالہ مولوی فضل الدین صاحب پروپرائٹر اخبار ... پنجاب پریس سے

بقیمت ۴ر ملسکتا ہے +

ہدایت الاطفال

یہہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جسکی ضخامت ۲۰ صفحہ کی ہے بچوں کے لئے ہنایت ہی مفید ہے۔ مصنف صاحب نے فی الواقع اسلامی طریقہ کو ملحوظ رکھا ہے اخلاقی باتوں کے ساتھ ساتھ ایک ایک حکایت دی گئی ہے - جو مبتدیوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے شایقین مولوی فضل الدین صاحب پروپرایٹر اخبار وفادار دہلی پنچ پریس سے بقیمت ۳ر طلب فرما سکتے ہیں -

(اشتد ضرورت)

انجمن نعمانیہ لاہور کو ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو ریاضی اعلےٰ درجہ کی بخوبی جانتا ہو اور عربی میں بھی دستگاہ رکھتا ہو - درخواست کنندگان اپنی اپنی درخواستیں آخر نومبر سنہ ۱۹ تک معہ اسناد کے دفتر میں بھیجدیں - لیکن یہہ ملحوظ خاطر رہے کہ درخواست کنندگان کسی اور محکمہ سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھتے ہوں تنخواہ معقول دیجائے گی جسکا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکے گا -

انتقال پرملال

بس بگریہ بگرو و رو ننگار + دل بدنیا دہ نہ بند د ہوشیار + انجمن ہذا کے صدر انجمن جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب بگوی مرحوم پنجشنبہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹ کو رہگرائی عالم جاودانی ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تبارک وتعالے مولانا صاحب مرحوم کو جنت میں اعلے درجات عنایت فرما دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق - مولانا صاحب مرحوم اہل لاہور کے عموماً اور خصوصاً انجمن کے نہایت ہی ہمدرد تھے جسکا انجمن کو نہایت ہی افسوس ہے -

ایک ضروری اسلامی جلسہ

برادران اہل اسلام کو معلوم ہے کہ انجمن نعمانیہ لاہور قریباً تیرہ سال سے لاہور میں قائم ہے - اِسکا مقصد محض تبلیغ احکام الٰہی اور تحریص و تشویق علوم دین ہے - پولیٹکل معاملات وغیرہ سے اِسکو کوئی سروکار نہیں - ایک مدرسہ موسوم بہ دار العلوم نعمانیہ اسکے اہتمام میں جاری ہے جس میں سے آجتک کثرت کے ساتھ طلبا علماء مکمل ہوکر اپنے اپنے وطن میں اور دیگر مقامات میں علم دین کی تعلیم دیکر عامہ مسلمین کو مستفیض کر رہے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرح سے اِس مدرسہ کیحالت میں روز افزوں ترقی ہے - اس انجمن کے اہتمام میں یتامے کی تربیت و تعلیم و پرورش بھی مثل دیگر طلبا کے کیجاتی ہے اور کسی سے ہرگز کوئی فیس نہیں لیجاتی *

۲ - اس انجمن کے ہر سالانہ جلسہ میں وہ ناچیز خدمات جو انجمن سے اس محض دینی کام کے لئے ہو سکیں اُنکا خلاصہ مع تفصیل حالات مدرسہ نعمانیہ و گوشوارہ حساب آمد و خرچ حاضرین کیخدمت میں گذارش کیا جاتا ہے - اس جلسہ میں نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصوں کے بھی بڑے بڑے نامی علما اور فضلا اور مشاہیر اور سپیکر اور شعرا شامل ہوتے ہیں اور اپنے وعظ اور فصیح و بلیغ تقریروں اور اشعار آبدار سے سامعین کو مستفیض

فرماتے ہیں اور دور دور از مقامات سے برادران اسلام شریک جلسہ ہوکر داخل ثواب ہوتے ہیں *

۳۔ اس دفعہ تیرھواں سالانہ جلسہ ۳ و ۴ و ۵ شوال المکرم ۱۳۱۸ھ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (مطابق ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ جنوری ۱۹۰۱ء) بمقام لاہور منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں ہندوستان کے بہت سے مربرآوردہ مشاہیر کیطرف سے تشریف آوری کے وعدے ہیں جنکے وعظ اور تقریر اور نظموں کے ہر حصہ ہندوستان میں لوگ منتظر و مشتاق رہتے ہیں۔ غرضکہ اس دفعہ کا سالانہ جلسہ بہت سے امور کے لحاظ سے ممتاز اور قابل دید ہوگا۔ اور نہایت ہی خوشی کی بات ہے کہ سال گذشتہ کیطرح اس دفعہ بھی عالیجناب لفٹنٹ کرنل سردار بہادر راجہ **محمد عطا اللہ خاں صاحب رئیس اعظم پنجاب** نے اس جلسہ کا صدر نشین ہونا منظور فرمایا ہے *

۴۔ چونکہ ایسے دینی امور کیطرف (جنکی شمولیت کسی طرح سے دنیاوی وجاہت و اعزاز کے حصول کا ذریعہ نہیں ہو سکتی) مسلمانوں کی توجہ بہت ہی کم ہوگئی ہے۔ اسلئے ایسے خالص اسلامی جلسہ کی رونق کو بڑھانا اور اسمیں امداد دینا ہر ایک سچے اور پکے مسلمان کا فرض ہے اور یہ ایک ایسا خیر جاری ہے کہ جسکا ثواب اسکے معاونین کی روح کو بعد انتقال ازیں جہان فانی بھی الی یوم التناد پہونچتا رہیگا۔ یعنے جبتک اس مدرسہ کے فیض یافتوں کے ذریعہ اعلاے کلمۃ الحق ہوتا رہے حسب عقاید حقہ اسلامیہ سب معاونین اسکے ثواب میں شریک رہینگے۔ سورۃ آل عمران کے گیارھویں رکوع کی آیت دوم کے مضمون کے مطابق یہ فرض کفایہ تمام جماعت اسلام کے متعلق ہے کہ ایسی جماعت علما کی قوم میں موجود رہے جو آمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے *

۵- علمائے نامدار نے یہ فتویٰ تحریر فرما دیا ہے کہ اس انجمن کے اخراجات زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات وغیرہ کا نہایت عمدہ مصرف ہیں۔ پس ہر ایک مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ اس انجمن کے واسطے فراہمی چندہ میں دل و جان سے سعی فرمائے اور ثواب آخرت حاصل کرے۔

۶- انجمن کیطرف سے نہایت ادب کے ساتھ التماس کیجاتی ہے۔ کہ برادران دین براہ محبت اسلامی اس جلسہ میں تاریخہائے مذکورہ پر ضرور شامل ہوں بیرونجات کے مہمانوں کے لئے انجمن کیطرف سے اُنکی رہایش اور مہمانداری کا انتظام بلاکسی قسم کی فیس کے ہر سال کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہیں تاریخ و وقت تشریف آوری سے ۲۰ جنوری ۱۹۰۱ء تک مطلع فرمائیں تاکہ ریلوے سٹیشن پر اُنکے استقبال کا اور نیز فرودکش کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے۔

۷- جو صاحبان اس جلسہ میں کوئی وعظ یا تقریر فرمانا چاہیں یا کوئی نظم پڑھنا چاہیں وہ براہ عنایت ۳۱ دسمبر ۱۹۰۰ء تک اُسے بھیجدیں تاکہ سب کمیٹی اُن مضامین کا معائنہ کرکے جلسہ کے پروگرام میں اسکا اعلان مناسب موقع پر درج کر سکے۔

خاکسار

تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب

وسکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔ موچی دروازہ

فہرست امداد کنندگان انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۰ء

نام معطی	رقم عطیہ	کیفیت
ماسٹر دل محمد صاحب پنشنر اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر جوبلی سکول	۸ر	ماہوار
ماسٹر سید اسد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر جوبلی سکول	۴ر	″
معلوم الاسم رسید نمبری [illegible]	[illegible]	[illegible]
حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب مشیر انجمن نعمانیہ	عہ ۴ر	زکوٰۃ
حافظ عمر الدین صاحب انسپکٹر چونگی	۴ر	ماہوار
مرزا انور علی صاحب پنشنر از ملتانی محلہ	عہ ۴ر	″
جناب سید محمود شاہ صاحب پنشنر رئیس کابل مقیم سیالکوٹ	عہ ۸ر	″
بابو محمد حسن صاحب کلرک ٹریفک ریلوے	عہ	″
مرزا محمد بیگ صاحب نگینہ ساز	۱ر	″
مولوی عبد العزیز صاحب مدرس شاخ شاہ عالمی	۲ر	″
چودھری نبی بخش صاحب بی اے پلیڈر ایل ایل بی ممتحن حسابات	صہ	[illegible]
مولوی غلام محمد صاحب کوٹھہ دار پنشنر	۴ر	زکوٰۃ ماہوار
مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد رنگ محل	۲ر	ماہوار
میاں اللہ دین صاحب نالوہ ساز	۴ر	″

نام معطی	رقم عطیہ	کیفیت
میاں غلام محمد صاحب دفتر ڈپٹی گورنمنٹ	[illegible]	ماہوار
منشی شیخ نور الدین صاحب کاتب سپرنٹنڈنٹ موچی دروازہ	۲ر	″
مولوی غلام علی صاحب امام مسجد [illegible]	۲ر	″
چودھری محمد بخش صاحب جٹ [illegible]	عہ	″
مولوی غلام احمد صاحب مدرس دار العلوم نعمانیہ	۴ر	″
منشی فیروز الدین صاحب ہیڈ دفتری دفتر اگزامینر	۲ر	″
منشی رسول خان صاحب کلرک دفتر ″	۴ر	″
منشی امیر علی صاحب ″	۱ر	″
منشی محمد یعقوب صاحب ″	۱ر	″
منشی غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک ″	۲ر	″
میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر انجنیر انچیف	۴ر	″
منشی معراج الدین نقشہ نویس ″	۲ر	″
ڈاکٹر مراد بخش صاحب کمرشل بلڈنگ	۴ر	″
منشی خیر الدین صاحب نقشہ نویس	۲ر	″
منشی محمد سعید صاحب نقشہ نویس دفتر انجنیر انچیف ریلوے	۴ر	″

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
منشی محرم علی صاحب چشتی اڈیٹر رفیق ہند لاہور	عـہ	امداد
مولوی علم الدین صاحب مینجر ڈاٹمنڈ جوبلی اسکول	۴ر	زکوٰۃ ماہوار
مولوی گلاب الدین صاحب اول مدرس رہتاس ضلع جہلم	۱ر	ماہوار
محمد سلام اللہ صاحب خلف مولوی محمد صاحب	۲ر	″
منشی نظام الدین صاحب سب اوورسیر ڈسٹرکٹ کس قلعہ دروش - ملک چترال	عـہ ر	زکوٰۃ ماہوار عام
میاں محمد اظہر حسن صاحب خلف منشی صاحب موصوف	عم	ماہوار

چندہ مبلغ عـہ موصولہ انجمن معرفت مولوی نور احمد سفیر انجمن نعمانیہ لاہور بتفصیل ذیل :-

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
علی گوہر نمبردار شیخ گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور	۴ر	یتامے
مولوی محمد بخش صاحب اول مدرس دھرم کوٹ ضلع گورداسپور	۴ر	″
میر بارک اللہ صاحب سجادہ نشین [illegible] شریف [illegible] ضلع گورداسپور	عم	″
محمد [illegible] صاحب [illegible] ڈیرہ نانک	عـہ	″
شیخ جان محمد صاحب سوداگر چرم ڈیرہ نانک	۸ر	″

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
شیخ فتح الدین صاحب سوداگر چرم ڈیرہ نانک	۴ر	یتامے
شیخ امام الدین صاحب دوکاندار	۰ر	″
ملک عبد الحق صاحب از ڈیرہ نانک	۸ر	″
شیخ چراغ دین صاحب دوکاندار	۰ر	″
چودھری مولا بخش صاحب کشمیری ″	۴ر	″
میراں بخش صاحب کتاب فروش	۱ر	″
شیخ شاہ دین صاحب سوداگر چرم ″	۲ر	″
منشی حسین بخش صاحب ملازم محکمہ جنگلات ڈیرہ نانک	۴ر	″
الٰہی بخش صاحب سلیپر فروش ″	۴ر	زکوٰۃ
چودھری عزیز الدین صاحب ڈیرہ نانک	۲ر	یتامے
شیخ نور احمد صاحب سوداگر چرم بہرام پور	عم	زکوٰۃ
شیخ دین محمد [illegible] ″	۸ر	″
شیخ چراغ دین صاحب بہرام پور	۴ر	″
حکیم محمد لطف اللہ صاحب ″	۴ر	یتامے
شیخ فضل الٰہی صاحب ″	۸ر	″
محمد رمضان صاحب لوہار	۱ر	″
میاں [illegible] الدین صاحب ملازم میاں [illegible] صاحب	عم	″
محمد [illegible] صاحب نمبردار بہرام پور	عم	″

نام متعلقی	رقم عطیہ	تشریح مد
شہاب الدین صاحب معمار	۲ر	یتامیٰ
غلام نبی صاحب معمار	۲ر	"
محمد بخش صاحب زرگر	۱ر	"
چودھری الہٰ دتا صاحب جیسو نمبر ۱۱۸ متصل سانگلہ تحصیل لائل پور	عہ	ـــ
چودھری محمد بخش صاحب بلدار لائلپور چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس تحصیل لائلپور	عہ	"
منشی سراج الدین پٹواری چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس تحصیل لائل پور	۸ر	"
چودھری تاج محمد صاحب چک نمبر ۲۰۶ موضع جھنڈوالی تحصیل لائل پور	۸ر	"
ورثاء والدہ نادر چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس تحصیل لائل پور	۲ر	"
ہیرا آبادکار موضع نمبر ۱۶۵	½ر	"
کرم داد ولد الہیا موضع نمبر ۱۶۳	۴ر	"
شیخ ابراہیم صاحب چک نمبر ۱۶۳	۸ر	زکوٰۃ
شیخ بڈھا چک نمبر ۱۶۵	۴ر	"
میراں بخش صاحب زرگر چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس	۸ر	یتامیٰ
عبداللہ ولد الہیا چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس	عہ	"
[illegible] نمبر ۱۶۴ موضع بھیس	۴ر	"

نام متعلقی	رقم عطیہ	تشریح
چودھری عمر الدین نمبردار چک نمبر ۱۶۴ موضع بھیس	عہ	یتامیٰ
[illegible] شاہ صاحب امام مسجد چک نمبر ۱۶۴	۴ر	"
چودھری گوہر چک نمبر ۱۶۴	۴ر	"
فتح الدین صاحب چک نمبر ۱۶۲	۴ر	"
چودھری کریم بخش صاحب چک نمبر ۱۶۴	عہ	زکوٰۃ
چودھری لال دین صاحب چک نمبر ۱۶۴	۸ر	یتامیٰ
چودھری بوٹا چک نمبر ۱۶۴	عہ	"
چودھری خدا بخش صاحب چک نمبر ۱۶۴	۸ر	"
چودھری سلطان چک نمبر ۱۶۴	۸ر	"

چندہ مبلغ [illegible] موصولہ انجمن بذریعہ [illegible] عبدالسلام صاحب فیجی سیکرٹری انجمن بتفصیل ذیل —

نام متعلقی	رقم عطیہ	تشریح
سید [illegible] شاہ صاحب [illegible] کپتلی [illegible]	عہ	یتامیٰ
محمد [illegible] قصاب [illegible]	۸ر	"
حاجی [illegible] محمد صاحب [illegible] ریاست پٹیالہ	۴ر	[illegible]

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
میر حاکم علی صاحب داروغہ صفائی ریاست پٹیالہ	سے ر	یتامے
مولوی مفتی محمد اسحاق صاحب مدرس و امام مسجد پٹیالہ	عم	امداد
میاں کالو بیگ صاحب از ریاست پٹیالہ	۲ر	״
میاں چھجو دڈوگر محلہ ״	۲ر	״
میاں محمد حسین صاحب گوڑ والہ از پٹیالہ	[illegible]	״
میاں علی بخش صاحب محلہ ارائیاں پٹیالہ	ار	״
میاں بیجا دروازہ شیر انوالہ ریاست پٹیالہ	۰ر	״
میاں عبدالرحمن عرف ننھو	۵ر	یتامے
میاں سراج الحق صاحب دروازہ سیفاں	ار	امداد
میاں آسائش خانصاحب دفعدار پلٹن نمبر ۳ برنالہ علاقہ ریاست پٹیالہ	۸ر	״
شیخ ضیاء الحق صاحب اہلمد برنالہ ... ریاست پٹیالہ	[illegible]	״
منشی مشتاق احمد صاحب اہلمد نیابت ... پٹیالہ	[illegible]	״

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
میر علی حسن صاحب نقلنویس نیابت اول برنالہ علاقہ پٹیالہ	عم	امداد
میر محمد حسین صاحب نقلنویس نیابت اول برنالہ	عم	״
شیخ محمد بخش صاحب اہلمد پٹواریان برنالہ	عم	״
میاں عمر بخش صاحب آتشباز برنالہ	عم	״
میاں کریم بخش صاحب کیدار تیر برنالہ	۴ر	״
میر فضل حسین صاحب کنسٹیبل برنالہ	۲ر	״
لالہ گنپا سومل صاحب ساہوکار برنالہ	۴ر	״
میر محمد رمضان صاحب اہلمد صدر ریاست برنالہ	۸ر	״
میاں عمر بخش صاحب آتشباز از برنالہ	عم	״
میر فتح محمد صاحب اہلمد بقایا برنالہ	عم	״
میاں کریم بخش صاحب چپڑاسی نیابت برنالہ	۸ر	״
میاں محمد حسین صاحب مختار برنالہ	۱۱ر	״
منشی [illegible] صاحب [illegible]	عم	״

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
مولوی عبدالسلام صاحب نیقلی سفیر انجمن نعمانیہ لاہور۔	۱۴ر	یتامیٰ
مولوی عبدالحق صاحب وکیل برنالہ	عمہ	امداد
سید فضل حسین صاحب نائب محافظ دفتر فوجداری برنالہ	عمہ	"
محمد شریف خانصاحب محرر سارجنٹ تھانہ گوبند گڈھ	۱۴ر	ـــــــــ
منشی انشاء اللہ خانصاحب محرر چونگی برنالہ علاقہ ریاست پٹیالہ	۱۴ر	"
خانصاحب غوث محمد خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ شیرپور	للعہ	"
سید محمد اسحاق علی صاحب ساکن نگینہ ضلع بجنور حال وارد برنالہ	ہ	"
سکندر خانصاحب معرفت ناظم صاحب وناہت گڈھ	عمہ	"
میاں عبدالحمید صاحب سکہ بستی شمول منیر	۱۴ر	"
سعادت علیخانصاحب شمول بیٹری جیبانانہ	عمہ	"
میاں غلام محمد صاحب معرفت ناظم صاحب	عمہ	"

نام معطی	رقم عطیہ	تشریح مد
میاں عبدالحمید خانصاحب برادر غوث محمد خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر شیرپور	عمہ	امداد
خانصاحب محمد عبدالحمید خان صاحب ناظم برنالہ علاقہ ریاست پٹیالہ	عـــہ	"
شادی قصاب برنالہ	۱۴ر	"
خانصاحب خان محمد خان صاحب برنالہ	عاع	"
خان صاحب بہرام خان صاحب انسپکٹر پولیس فیروزپور اون سپیشل ڈیوٹی برنالہ	عاع	"
حبیب علی خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر اون سپیشل ڈیوٹی برنالہ	عمہ	"
علی احمد خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر مالیرکوٹلہ	عمہ	
غلام رسول خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر اون سپیشل ڈیوٹی برنالہ	عمہ ۱ر	

میزان کل آمد بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹[illegible]ء مالعـــہ ۱۳ر

دستخط
محمد عبدالمنعم انجمن نعمانیہ لاہور

دستخط
حافظ چراغ دین امین انجمن نعمانیہ لاہور

دستخط
منشی محمد الدین قائمقام نائب سکرٹری

دستخط
چودھری نبی بخش بی اے ممتحن حساب انجمن

گوشوارہ آمد و خرچ انجمن نعمانیہ لاہور بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء

مد	تفصیل	رقم
تفصیل آمد بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء	زکوٰۃ	۶۰—۱۴—۶
	چندہ	۳۴—۲—۰
	کھالیں	۱—۰—۰
	وظیفہ طلباء	۵—۰—۰
	امداد	۹۸—۱۱—۶
	میزان آمد بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء	۱۹۶—۴—۳
میزان آمد مع بقایا		۴۱۶۸—۸—۳
خرچ از زکوٰۃ	خوراک طلباء مع ...	۵۹—۱۱—۶
	پوشاک طلباء ...	۳۴—۰—۶
	وظیفہ نقد بیتامے: وظیفہ طلباء	۳—۰—۰
	وظیفہ نقد بیتامے: وظیفہ علماء	۳—۰—۰
	میزان خرچ از مد زکوٰۃ	۹۴—۱۲—۰
خرچ از مد امداد	اخراجات متفرق مع ...	۵۱—۱۱—۳
	رسائل و اخبار	۱۲—۱۴—۹
	تنخواہ ملازمین ... سنہ ۱۹ء	۱۳۵—۱۵—۶
	متفرق	۰—۸—۳
	میزان خرچ از مد امداد	۲۰۴—۱—۹
میزان کل خرچ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء		۳۰۰—۱۳—۹
بقایا موجودہ ... انجمن نعمانیہ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹ء		۳۸۶۷—۱۰—۶

غلہ دو قسم علیحدہ ہیں۔ تنخواہ باورچی تنخواہ ملازمین میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں ۶ من آرد کی قیمت اسمیں شامل نہیں نمک ۵ منم۔ جو ذیل پارچات فرستہ اطفال دیے گئے: کوٹ ۶ عدد۔ چادر ۱۰ عدد۔ پاجامہ ۶ عدد۔ آزاربند ۲ عدد

دستخط — دستخط — دستخط — دستخط

عبید اللہ مہتمم انجمن نعمانیہ لاہور — حافظ چراغ الدین امین انجمن — محمد الدین قائم مقام فنانشل سکرٹری — چوہدری نبی بخش بی اے پلیڈر ممتحن حسابات انجمن نعمانیہ۔

اہل شملہ کا دلی شکریہ اور دعا

انجمن مستقلہ منعقدہ ۳ ستمبر ۱۹۰۸ء میں سفر شملہ کے مفصل حالات اراکین وفد کیطرف سے پیش ہوئے جن جن مدارات حسنی اہل شملہ اراکین وفد کے ساتھ پیش آئے اُنکا مفصل تذکرہ رسالہ کے شروع میں ہو چکا ہے۔ جلسہ مذکور نے تجویز کی کہ بالخصوص منشی محمد فخرالدین صاحب وائس پریزیڈنٹ و رئیس اعظم شملہ کا اور اس بزرگ کا جس نے ایکہزار روپیہ کا عطیہ مستقل جائداد کی خرید اری کے لئے وعدہ فرمایا (جو آجکل وصول ہونے والا ہے) شکریہ ادا کیا جاوے۔ حاضرین جلسہ نے دلی مسرت کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ان کے عزت و مال میں برکت عطا فرمائے۔ بعد اس کے کرنل سردار محمد اسمٰعیل خان صاحب سفیر سلطنت خداداد افغانستان اور میر شریف حسین صاحب و عبدالقادر صاحب سٹور کیپر و دیگر صاحبان کا درجہ بدرجہ جنہوں نے چندہ کے دینے اور دلوانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ دلی مسرت کا اظہار کیا گیا اور اہل شملہ کے حق میں دعائے خیر کیگئی۔ بعدہ جلسہ نے اُن اراکین وفد کا بھی جنہوں نے تمام قسم کے اخراجات سفر کو خود برداشت کر کے انجمن سے مفاد کی خاطر سفر کیا تھا اور اپنا عزیز وقت اس علمی کام کے لئے صرف کیا۔ شکریہ ادا کیا گیا اور اُن کے حق میں کی گئی کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اُن کو اپنی اپنی مرادوں میں کامیاب فرماوے ۔

آمین ثم آمین

اطلاع

مشتہر کیا جاتا ہے کہ دار العلوم نعمانیہ میں آخر جنوری سنہ ۱۹ء
تک طلبا امتحان داخلہ دینے پر کامیاب ہونے کی صورت میں
میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ کامیابی کے بعد ہر
ایک طالب العلم کو ایک اقرار نامہ اس مضمون کا داخل کرنا ہوگا
کہ وہ تا تکمیل تعلیم دار العلوم کو نہ چھوڑے گا اور قواعد و ضوابط
انجمن کی کما حقہ تعمیل کرتا رہے گا۔ بصورت عدم ایفائے
اقرار مذکور جس قدر وظیفہ اوس کے ذمہ ہوگا۔ واپس کرنا پڑیگا۔

مندرجہ ذیل صاحبان نے ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء میں طلباء دار العلوم کو مدعو کر کے ثواب اخروی حاصل کیا

نمبر شمار	تاریخ	نام دعوت کنندہ	نام مقام	تعداد طلبا	جو چیز کھلائی گئی
۱۵۷	۸ اکتوبر سنہ ۱۹ء	میاں بڈھا صاحب ٹھیکیدار	بارود خانہ	ہمہ کس	نان و گوشت
۱۵۸	۱۲ "	مرزا انور علی صاحب پنشنر	ملتانی محلہ	۱۰ کس	"
۱۵۹	۱۴ "	منشی الطاف حسین صاحب	خیرالحی محلہ	ہمہ کس	چاول شیریں
۱۶۰	۲۲ "	حافظ غلام علی امام مسجد	سرائے محمد شفیع	"	گوشت چار سیر

دستخط

غلام محمد مہتمم دار الاقامہ انجمن نعمانیہ

لاہور

مسلمانوں کی حقیقی ترقی کا معیار

ایک عرصے سے مسلمانوں کی توجہ ان بواعث کے دریافت کرنے پر متوجہ ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کے اصل وجوہ کیا ہیں۔ زمانہ کی اہل الرایوں نے بہت سے خیال ظاہر کئے جو بالعموم دنیوی امور سے متعلق تھے لیکن جب بغور نظر کرکے دیکھا گیا معلوم ہوا کہ حقیقی باعث اسکا فقدان علمائے اسلام ہے بدیں وجہ کہ اشاعت علوم دین کی طرف توجہ کم ہو گئی ہے۔ کوتاہ بینی نے اہل علما کو یہ خیال کرکے دنیوی امور میں قوم ایسی منہمک ہو گئی کہ دینی ترقیات منعکس تنزل کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ اب ایسے شخص جن کو علمائے ربانی کا خطاب سمجھا جا سکے۔ ملک میں بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں اور جو ہیں وہ بھی آفتاب لب بام ہیں جس نظام اسباب دنیوی ان ملکوں میں ایسا تنزل واقع ہوا کہ وجود ان سے استفادہ کی گنجائش بہت ہی کم ہو گئی ہے۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ مسلمان شریعت اسلام کو بالکل بھول گئے اور جو اسوقت قوم کی حالت زار ہے وہ بھی خواہان اسلام سے پوشیدہ نہیں۔ اس خیال کی تائید میں صحابہ قرآن و حدیث بصراحت موجود ہیں۔ جن لوگوں نے اس خیال کو صحیح سمجھا انہوں نے اس مرض مزمن کا علاج یوں کرنا چاہا کہ [illegible] میں [illegible] سے ایک انجمن موسوم بہ انجمن نعمانیہ قائم کی۔ اور بالفعل منجملہ چند مقاصد کے مقصد اول کے مطابق ایک دارالعلوم موسوم بہ دارالعلوم نعمانیہ بعون و توفیق جاری کر دیا۔ اس دارالعلوم میں طلبا کو محض خالصاً لوجہ اللہ بلا اخذ فیس وغیرہ علوم دینی کی تعلیم اعلیٰ درجہ تک مع علوم توابع کے دیجاتی ہے اسوقت بفضلہ تعالیٰ پچاس سے زیادہ طلبا علوم دینی کی اعلیٰ تعلیم میں اور [illegible] دیگر اطفال قرآن شریف و دیگر تعلیم ابتدائی میں شریک ہیں۔ قرآن شریف حفظ بھی کرایا جاتا ہے۔ تعلیم دینیات کے علاوہ انجمن [illegible] خوراک و پوشاک طلبہ و وظیفہ و کتابت کاغذ و دیگر سامان تعلیم اپنے سرمایہ سے کرتی ہے۔ انجمن کو افسوس ہے کہ [illegible] کی آمدنی و سرمایہ کے نہایت [illegible] میں اب تک کامیاب نہیں ہو سکی۔ لہذا یعنی جس قدر مدرسین کی ضرورت ہے وہ دارالعلوم میں نہیں کئے جا سکے ہیں۔ طلبا جس قدر دور دراز ممالک سے آتے ہیں۔ انکی امداد بخوبی نہیں کی جا سکتی۔ [illegible] کتب خانہ جس کی ضرورت لاحق ہے۔ اب تک تیار نہیں ہو سکا [illegible] کوئی مکان بھی [illegible] جس میں دارالعلوم مستقل طور پر قائم رہ سکے۔ بلکہ ابتدائی حصہ دارالعلوم شہر میں متصل [illegible] جاری ہے۔ اور اعلیٰ حصہ دارالعلوم مسجد شاہی [illegible]

[illegible]

ایک صالح دیندار اور عالم علم دین بنایا جاوے انجمن شکر گذار ہے۔ ان صاحبان کی جنہوں نے بطور گدایان خالصاً
لِلّٰہ حصول امداد چندہ کے لئے بیرونجات میں زحمت لیا۔ اور اپنے دنیوی حرج کا اس دینی کام پر ترجیح
دی۔ مقلب القلوب برادران اسلامی کے دلوں میں محبت و ہمدردی اسلامی کی توفیق عطا فرماوے اور وہ اس جلسہ
سالانہ پر جو مورخہ ۲۶ و ۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہونے والا ہے اپنی پاک کمائی سے امداد فرما کر عند اللہ ماجور اور
عند الناس مشکور ہوں وما علینا الا البلاغ۔

گذارش

جن صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچتا رہے اُن سے التماس ہے کہ وہ براہ کرم بموقع تبدیلی دفتر انجمن میں
اپنے مفصل پتہ و نشان سے اطلاع دیتے رہا کریں تاکہ پہنچنے میں دیر نہ ہوا کرے۔

(۱) جملہ خط و کتابت متعلقہ انجمن بنام تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ پنجاب و سکرٹری انجمن نعمانیہ
لاہور ہونی چاہیئے +

(۲) بیرونجات سے ہر ایک قسم کا زر نقد یعنی چندہ ماہوار۔ سالانہ امداد و زکوٰۃ۔ خیرات و نذور بذریعہ منی آرڈر بنام
مفصل اسمی حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب جنرل سکرٹری یا بنام صاحب فنانشل سکرٹری آنا چاہیئے +

تاج الدین احمد مختار چیف کورٹ و سکرٹری

انجمن نعمانیہ لاہور

نمبر ۱۲۹۱

۷۸۶

انجمن نعمانیہ لاہور

کا

ماہواری رسالہ

بابت ماہ

نومبر و دسمبر سنہ ۱۹ء

بسرپرستی جسکی دارالعلوم نعمانیہ

لاہور میں

سنہ ۱۸۸۸ء سے جاری ہے

حسب فرمائش انجمن نعمانیہ لاہور

مطبع انوار احمدی لاہور میں حافظ نور احمد خوشنویس کے اہتمام سے چھپا

مقاصدِ انجمن نعمانیہ لاہور

امر مسلمہ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا

(ا) شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع بہر حالت و ہر موقعہ لازمی ہوگا اور کوئی امر اسکے خلاف نہ ہو سکیگا۔

(ب) مذہب اہل السنت والجماعت کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

مقاصد

(۱) علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے ایک ایسے مدرسہ کا اجرا اور قیام جس میں ان علوم کی اعلےٰ درجہ تک تعلیم حسب عقاید اہل سنت والجماعت باتباع طریق حنفی دیجاوے۔ اور جسکے ذریعہ سے ایسے علماے کامل پیدا ہوں جو اسلام کی اشاعت اور قوم کی ہدایت اور دین اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔ اور جس میں ایسے طریق سے تعلیم دیجاوے کہ طلبا اپنے مذاق کے مطابق کسبِ معاش کے لئے دنیوی علوم و فنون میں بھی جو خلاف شریعت نہوں۔ دستگاہ پیدا کرسکیں۔

(۲) بغرض افادہ عامۃ المسلمین ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے اسلامی کتب خانہ کا بہم پہنچانا جو شائقینِ علوم اسلامیہ کی وسعت معلومات کا باعث ہو۔

(۳) مسلمانوں اور غیر مسلم اشخاص میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت باتباع و مذ(؟) جس سے انکے اخلاق و معاشرت اور کسبِ معاش و معاملات وغیرہ اور دینی و دنیوی امور میں پابندی شریعت غرائے مصطفوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی امید کیجا سکے۔

(۴) ایسے زنانہ مدرسوں کا اجرا و قیام جن میں علاوہ قرآن شریف اور ابتدائی مسائلِ فقہ حنفیہ کے دستکاری مثلاً سوزن کاری و زردوزی وغیرہ بائی سکھائی جاوے۔

(۵) ایسے مسکین و یتیم بچوں کی پرورش و تربیت و سرپرستی اور تعلیم کا انتظام کرنا جن کے وارث نہ ہوں۔ یا جنکے وارث اسکے کرنے کی استطاعت نرکھتے ہوں۔

(۶) بالعموم کافۂ اہل اسلام و بالخصوص فرقۂ حنفیہ کے متعلق ہر قسم کی فلاح و بہبود کی تجاویز کا سوچنا اور عمل میں لانا اور حسب اقتضائے وقت حکام کی خدمت میں ادب کے ساتھ ایسے معروضات کا گذارش کرنا جو عموماً جملہ مسلمانوں اور خصوصاً فرقۂ موصوف کے مفاد کے لحاظ سے پیش کرنے ضروری ہوں۔

ایک ضروری اسلامی جلسہ

برادرانِ اسلام کو معلوم ہے۔ کہ انجمنِ نعمانیہ لاہور قریباً تیرہ سال سے لاہور
میں قایم ہے۔ اِسکا مقصد محض تبلیغِ احکامِ الٰہی اور تحریص و تشویقِ علوم
دین ہے۔ پولٹیکل معاملات وغیرہ سے اِس کو کوئی سروکار نہیں۔ ایک
مدرسہ موسوم بہ دارالعلوم نعمانیہ اِس کے اہتمام میں جاری ہے جس
میں سے آج تک کثرت کے ساتھ طلبا علمائے مکمل ہوکر اپنے اپنے وطن
اور دیگر مقامات میں علمِ دین کی تعلیم دے کر عامۂ مسلمین کو مستفیض کر رہے
ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے اِس مدرسہ کی حالت میں روز افزوں
ترقی ہے۔ اِس انجمن کے اہتمام میں یتامیٰ کی تربیت و تعلیم و پرورش بھی
شل دیگر طلبا کے کیجاتی ہے۔ اور کسی سے ہرگز کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے
۲۔ اِس انجمن کے ہر سالانہ جلسہ میں وہ ناچیز خدمات جو انجمن سے اِس
محض دینی کام کے لئے ہوسکیں اُن کا خلاصہ مع تفصیلِ حالاتِ مدرسہ

سنوانیہ و گوشوارہ حساب آمد و خرچ حاضرین کی خدمت میں گذارش کیا جاتا ہے۔ اِس جلسہ میں نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصّوں کے بھی بڑے بڑے نامی علما اور فضلا اور مشاہیر اور سپیکر اور شعرا شامل ہوتے ہیں۔ اور اپنے وعظ اور فصیح و بلیغ تقریروں اور اشعارِ آب دار سے سامعین کو مستفیض فرماتے ہیں۔ اور دُور دور دراز مقامات سے برادرانِ اسلام شریک جلسہ ہوکر داخلِ ثواب ہوتے ہیں +

۳- اِس دفعہ تیرھواں سالانہ جلسہ ۳ و ۴ و ۵ شوال المکرم ۱۳۱۸ھ علے صاحبہا الصلوٰۃ و السلام (مطابق ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ جنوری ۱۹۰۱ء) بمقام لاہور منعقد ہوگا۔ اِس جلسہ میں ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کی طرف سے تشریف آوری کے وعدے ہیں جن کے وعظ اور تقریر اور نظموں کے ہر حصّۂ ہندوستان میں لوگ منتظر اور مشتاق رہتے ہیں۔ غرضکہ اِس دفعہ کا سالانہ جلسہ بہت سے امور کے لحاظ سے ممتاز اور قابلِ دید ہوگا۔ اور نہایت ہی خوشی کی بات ہے کہ سالِ گزشتہ کی طرح اِس دفعہ بھی عالیجناب کفٹنٹ کرنل سردار بہادر راجہ **محمد عطاء اللہ خاں صاحب رئیس**

اہل پنجاب نے اِس جلسہ کا صدر نشین ہونا منظور فرمایا ہے ۔

۴۔ چونکہ ایسے دینی امور کیطرف (جنکی شمولیت کسی طرح سے دنیاوی وجاہت واعزاز کے حصول کا ذریعہ نہیں ہو سکتی) مسلمانوں کی توجہ بہت ہی کم ہوگئی ہے اِس لئے ایسے خالص اِسلامی جلسہ کی رونق کو بڑھانا اور اِس میں امداد دینا ہرایک سچے اور پکے مسلمان کا فرض ہے۔ اور یہ ایک ایسا خیر جاری ہے کہ جس کا ثواب اِس کے معاونین کی روح کو بعد اِنتقال ازیں جہانِ فانی بھی الیٰ یوم التناد پہنچتا رہے گا۔ یعنے جب تک اِس مدرسہ کے فیض یافتوں کے ذریعہ اعلاے کلمۃ الحق ہوتا رہے بحسب عقائدِ حقۂ اسلامیہ سب معاونین اِس کے ثواب میں شریک رہینگے۔ سورۃ آل عمران کے گیارھویں رکوع کی آیتِ دوم کے مضمون کے مطابق یہ فرضِ کفایہ تمام جماعت اسلام کے متعلق ہے کہ ایسی جماعت علما کے قوم میں موجود رہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے ۔

۵۔ علمائے نامدار نے یہ فتوی تحریر فرمادیا ہے کہ اِس انجمن کے اخراجات زکوۃ صدقہ اور خیرات وغیرہ کا نہایت عمدہ مصرف ہیں۔ پس ہر ایک مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ اس انجمن کے واسطے زکوۃ چندہ میں دل وجان سے سعی فرماوے اور ثواب ...

حاصل ہے ۔

۶- انجمن کی طرف سے نہایت ادب کے ساتھ التماس کیجاتی ہے کہ برادرانِ دین براہِ محبتِ اسلامی اِس جلسہ میں تاریخہائے مذکور پر ضرور شامل ہوں بیرونجات کے مہمانوں کے لئے انجمن کی طرف سے اُن کی رہایش اور مہمان داری کا انتظام بلا کسی قسم کی فیس کے ہر سال کیا جاتا ہے - البتہ یہ ضروری ہے کہ جو صاحب تشریف لانا چاہیں تاریخ و وقتِ تشریف آوری سے ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک مطلع فرمائیں تاکہ ریلوے سٹیشن پر اُن کے استقبال کا اور نیز فرو کش کرنے کا انتظام سہولت سے ہو سکے ۔

۷- جو صاحبان اِس جلسہ میں کوئی وعظ یا تقریر فرمانا چاہیں یا کوئی نظم پڑھنا چاہیں وہ براہِ عنایت بہت جلد اُسے تحریر فرما کر بھیجدیں تاکہ سب کمیٹی اُن مضامین کو ملاحظہ کر کے جلسہ کے پروگرام میں اُن کا اعلان مناسب موقع پر صحیح کر سکے فقط

جناب مولانا مولوی شفیق الرحمٰن صاحب [illegible] فاضل [illegible] کا مضمون جو انہوں نے [illegible] جلسہ سنایا تھا اور حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما لاہور نے [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

تعالی اللہ کیا کہنا ہے اسکی کبریائی کا | سلاطین کو ملا اسکے یہاں منصب گدائی کا
حقیقت میں وہی مالک ہے اس ساری خدائی کا | زمین سے آسمان تک شور ہے اسکی دہائی کا

اسی کے عظمت و جبروت کا مذکور گھر گھر ہے
زبان خلق پر شام و سحر اللہ اکبر ہے

بہت سے فیلسوف اک نکتہ میں اوسنے نبٹوا ڈالے | بہت سے باغیان ملک کے سامان جلوا ڈالے
ملوک عالیہ کے قصر گردوں سا ہلا ڈالے | بنا کر کیسے کیسے نقش عالم پھر مٹوا ڈالے

اسی نے دم کے دم میں کفر قوم عاد کو توڑا
سر پر نخوت فرعون ذی الاوتاد کو توڑا

چڑھایا لطف سے عرش بریں پر اوسنے انسان کو | گرایا قہر سے تخت تکبر سے اوسنے شیطان کو
امید و بیم رکھنی چاہئے ہر فرد مسلمان کو | پکڑ لیتا ہے ادنی حیلہ میں اہل عرفان کو

خطا کی خوش نگاہ اصحاب کو دیدار آدم کی
بنادی شکل کتے کی ہی تقصیر بلعم کی

اسی خوان کرم سے ہم بھی [illegible] چکھتے ہیں | سہارے سے اسی کے [illegible] چڑھتے ہیں
[illegible] | [illegible]

ہمارا شغل کیسا ہے اور اُسکا لطف کیسا ہے
ذرا سوچیں تو اپنے دل میں کیسی شرم کی جا ہے

اُسی نے بار ہا تاج فضیلت جس نے پہنایا
عنایت کر کے ہمکو کرسئ عزت پہ بٹھلایا
بڑے الطاف سے اک خلعت تکریم پہنایا
فرشتوں سے ہمارے سامنے سجدہ کو فرمایا

گیا شیطان مارا نائب حق کی بغاوت میں
ہمیشہ کے لئے بھیجا گیا زندان لعنت میں

خلافت کیلئے جسد مطہر تھا اسی اُن سے
سکھائے تھے تمام اسمائے اشیاء منان اُسنے
فرشتوں پر کیا تھا رتبۂ آدم عیاں اُسنے
فرشتے دنگ تھے بخشا تھا وہ حسن بیاں اُسنے

وہ جوہر علم کے اس ظالم و جاہل میں پنہاں ہیں
ملائک آج تک انساں کی شاگردی پہ نازاں ہیں

کیا انسان مشت خاک کو یہ اسکی حکمت ہے
سماعت کی عطا کانوں کو یہ اسکی عنایت ہے
کیا گویا زبان لال کو یہ اسکی قدرت ہے
بصارت آنکھ کے پردوں کو دی یہ اسکی صنعت ہے

شبستان تفکر میں عروس عقل کو بھیجا
اور اُس کے زیب کی خاطر علوم نقل کو بھیجا

قریب طور ہوتے سے جلیل القدر پیغمبر
اگرچہ وہ زمیں پاک بھی تھی اقدس و اطہر
برہنہ پا ہوئے آخر بحکم خالق اکبر
مگر ہے عرش اُس سے لاکھ درجہ بہتر و برتر

دیا معراج میں اللہ نے حضرت کو وہ پایا
کہ اُنکی کفش برداری کا رتبہ عرش نے پایا

وہ طیبہ جانفزا گلدستۂ بزم محبت ہے
گل رعنا حور عین کا غازہ اُسکی رنگت ہے
کہ آتی خلق کی بو سے عطر باغ جنت ہے
مشام فہم جان کی تازہ جس سے اسکی نکہت ہے

اُسی کی پتیاں ہیں اے عجب باغ دین کے گلبن

اُسی کے مدح خواں ہم میں ہزاروں مثل بلبل ہیں

فدا تھے جن و انساں حور و غلماں اسکی صورت پر
گواہی دی زمین و آسماں نے اسکی عظمت پر
رہے ہر وقت آمادہ فرشتے اسکی خدمت پر
خدا نے مہر کر دی نامۂ ختم رسالت پر

وہ یکتائے جہاں تھا اُس کا ثانی ہو تو کیونکر ہو
نہ ہو سایہ بھی جسکا اُسکا ثانی ہو تو کیونکر ہو

اگرچہ آپ ظاہر میں تو بر روئے زمیں ٹھہرے
لباس فقر میں شاہ دو عالم بالیقیں ٹھہرے
مکان لامکاں کے باطناً حق کے مکیں ٹھہرے
انہیں ہیں یکساں رحمۃ اللعالمین ٹھہرے

بڑھا خاک قدم سے اُنکے یا اُس کرۂ خاک کا رتبہ
کہ اُس سے گھٹ گیا تحقیق عرش پاک کا رتبہ

ہوا جب شور آمد اُنکا بزم دنیا میں
رہا چالیس دن شیطان مخفی کوہ و صحرا میں
پڑا اک زلزلہ چاروں طرف ایوان کسریٰ میں
پڑی ہل چل منات و لات تا بلاد عرب میں

کیا حجاج بیت اللہ سے آباد عالم کو
بتوں کی بندگی سے کر دیا آزاد عالم کو

وہ محبوب خدا ہیں کوئی رتبہ اُنکا کیا جانے
وہ شمع بزم وحدت اور فرشتے اُنکے پروانے
بھلا خورشید کے پایہ کو ذرہ کیونکر پہچانے
وہ لیلائے قدم اور سارے اصحاب اُنکے دیوانے

وہ سب پیکر تھے گویا اور محبوب خدا جان تھے
غلط استغفر اللہ جان کیا ہے دین و ایمان تھے

تو اے اللہ رتبہ سید اولاد آدم کا
ہوا اُسکے ظہور انکا مرتبہ کہکشاں انجم کا
چمک اُٹھا ستارہ اُسکے باعث بخت عالم کا
بسان مہر سپہر نور وہ اُسکی خاک کا چمکا

رہا اُن کے سر اقدس پہ سایہ یزداں ہما بن کر
رہی دولت سدا اُنکی کنیز خانہ زاد بن کر

سر اقدس پہ تھا جلوہ فزا وہ تاج اوادنیٰ | کہ حسن جس پہ زینت والشمس کا تھا طرہ زیبا
بدن پر جبہ عبت و موز و خلعت بیند طہٰ | اور اُس خلعت پہ تھا زیب بدر یسں کا ٹیکا

خدا کا شکر ہے اُس کا گدا ہمکو بنایا ہے
بتادے کس نے ایسا بادشہ عالم میں پایا ہے

خدا کے بعد جس میں شک نہیں وہ سب سے بڑھ کر ہے | وہ سلطان رسل ہے مقتدا ہر ایک پیغمبر ہے
جہاں سارا طفیلی ہے وہی مہمان دار ہے | لہٰذا اُسکا دین پاک سب دینوں سے بہتر ہے

جسے یہ دین پیارا ہے وہی اللہ کا پیارا ہے
جو دشمن اسکا ہے بیشک وہ دشمن خدا کا ہے

جسے محبوب یزدانی سے ذراسی بھی محبت ہے | اُسے اس دین حق کی یقیناً دل سے چاہت ہے
اور اُسکے رخنہ اندازوں سے بیشک اسکو نفرت ہے | یہی رسم محبت ہے یہی شرط مودت ہے

ہماری انجمن دین محمدؐ کی مؤید ہے
مدد اس انجمن کی فرض ہے اللہ شاہد ہے

وفد انجمن نعمانیہ لاہور کی جانب سے اہل شملہ کی خدمت میں داخلے کا سلام

السلام اے اہل شملہ اے گروہ مسلمین | السلام اے حامیان دین ختم المرسلین
السلام اے تازہ گلہائے ریاض مصطفےٰ | جن کی بو خلق ہے خاک شملہ مشک چین
سبزہ زار شملہ پر اک کار دین کے واسطے | تم سے ملکر ہم بھی پہنچے چرخ اطلس کے قریں
شملہ تو شملہ یہ وہ دین ہے کہ جس بیگمان | بارگاہ حق کو پالیتا ہے بندہ بالیقین
واقعی شملہ نہیں گلدستہ قدرت ہے یہ | جس سے عیاں ہے جلوۂ خلد بریں

یہ چمن گل پر حشمت سے ہوا ہے سبزہ زار
فخرِ استادِ ازل کی صنعتِ یکتا کے
لیکن اسکا لطف ہے محدود صرف آنکھوں تک
ہم بتاتے ہیں تمہیں وہ گلشنِ دائم بہار
سنئے اُسکا نام ہے گلزارِ کونین آنجناب
یہ وہی گلزار روحانی پہ اسرار ہے
یہ وہی گلزار سلطانی پہ انوار ہے
اسکے ہر خادم کو دیتا ہے خدا جاگیر میں
اسکا دروازہ ہے وہ نامی گرامی انجمن
مدعا یہ ہے کہ اخوان الصفا کے تھے شامیں
لو مبارک خدمتِ دین کا تمہیں منصب ملا
یہ وہ خدمت ہے کہ جسکو عمر بھر کرتے رہے
خدمتِ دین کے سبب صدیق اکبر کو ملا
علم سے تم کو نسبت ہے لہذا اسجگہ

کیا کہوں مجھ میں تو اسکے وصف کی طاقت نہیں
چوم لیتا ہاتھ اُسکے مجھکو گر ملتا کہیں
اور ہیں دو دن کے مہمان اسکے سر پا سہیں
جس سے مسرور ابد ہو خاطر آشفتگیں
اور عرف عام میں مشہور ہے وہ علم دین
جسکے اونے انجمن بندو بست سے ہے روح الامین
جسکے خوشہ چیں ہوئے صد ہا امیر المومنین
باغ جنت کی زمینیں فادخلوھا خالدین
جسکے قاصد آپکی خدمت میں حاضر ہیں یہیں
آپ ہی ہیں وہ شامل گلگشت باغ عنبرین
جس سے ہو جاتے ہیں مخصوص زمان اہل زمین
کیسی خوبی سے ملا محبوب رب العالمین
سوف یعطی کا خطاب جانفزا و دلنشین
ہو سدا مشمول لطف خاص شامل المسلمین

نوٹ ۔ رسالہ ہذا کے بوجہ عید سلام اکٹھا ہونیکے ایکہزار جلدیں بغرض افادہ برادران دینی جناب حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما لاہور موچی دروازہ نے چھپواکر مفت تقسیم فرمائیں ۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

* شہر مقدار علم کی طرف اشارہ ہے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم - قال اللہ تعالےٰ شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم مطلب یہ ہے - کہ خدا نے گواہی دی کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ملایکہ وصاحبانِ علم نے بھی گواہی دی - پارہ ۳ - رکوع ۱۰ -

اس وقت میرا مدعا یہ نہیں ہے - کہ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کے متعلق اُن نکات ولطایف کو مفصلاً یا بطریق اختصار بیان کروں - جن کا ذکر علمائے ظاہر و باطن نے کیا ہے ؎ بہار عالم حسنش دل وجان تازہ میدارد برنگ ارباب صورت را بہ بو اصحاب معنی را - میں ہرگز اس قابل نہیں کہ ایسے گلزار ہمیشہ بہار کی گلچینی کر کے کوئی گلدستہ یا کوئی پھول ہدیہ اصحاب کر سکوں - ؎ داماں نگہ تنگ گل حسن تو بسیار - گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد - میرا مقصود صرف یہ ہے - کہ اُن لوگوں پر جنکو دنیائے فانی کے سراب نے مغالطہ دیکر وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (حیات دنیا محض دھوکے کا سامان ہے) علوم دینیہ کے چشمۂ حیوان کی جستجو سے غافل بلکہ منحرف کر دیا ہے۔ مختصر طور پر واضح ہو جائے - کہ علما کا کیا منصب و مرتبہ ہے اور کونسا علم محمود یا پسندیدہ ہے اور کون علم مذموم یا ناپسندیدہ کیونکہ ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی - کیں راہ کہ تو میروی بترکستانست

بطور جملہ معترضہ اس موقع پر میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں - کہ جس طرح وہ لوگ غلطی پر ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں - کہ یہی علوم معاش یعنی مختلف فنون وضاعاف (جو فی زمانہ انگریزی مدارس میں یا بالعموم شائع ہیں) اصلاح معاد کے لئے بھی کافی ہیں - اسی طرح وہ لوگ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جنہوں نے علوم دینیہ کو وسیلہ حصول معاش دنیوی

رکھا ہے۔ اس واسطے پھر میں یوں ہی کہتا ہوں کہ ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے
اعرابی ۔ کیں راہ کہ تو میروی بترکستانست ۔ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ کہ
إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (سارے کام نیت پر موقوف ہیں) صاحبو!
میں التماس کرتا ہوں کہ اس حدیث کے مضمون کو آپ ضرور ملحوظ رکھیں
کیونکہ یہ اصل اصول ہے۔ اور بنیاد ہے تمام دینی و دنیوی کاموں کی افسوس
ہے۔ کہ ہمارے اکثر کاموں کی بنیاد اس مضبوط اصول پر قائم نہیں ہوتی کہ
لہذا وہ تمام ناتمام یا در ہوا ہوتے ہیں ؎ خشت اول چوں نہد معمار
کج ۔ میرود تا آخر آں دیوار کج ۔

کسی کام کی غایت یا غرض کا پہلے سے تصور کر لینا یہ ہے ماہیت
نیت کی۔ پس وہ لوگ جو اُن علوم جلیلہ کو جنکی غایت حصول سعادت
اخروی ہے تحصیل مزخرفات دنیوی کی نیت رکھ کر پڑھتے ہیں وہ منزل مقصود
سے اسی طرح بمراحل دور ہیں جس طرح ایک شخص مدتوں کوشش کرکے
خط سیکھے۔ اس غرض سے کہ گھاس چھیلنی آجائیگی بھلا آپ خیال کرسکتے
ہیں۔ کہ اُس شخص کا درخت امید بار آور ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ
مآل یہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ عمر گذشتہ پر کف افسوس ملیگا اور آیندہ وہ کسی کام کا
نہ رہیگا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ؎
مبادا دل آں فرومایہ شاد ۔ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ وہ طلبا جنکی تعلیم کی خاطر ہم شہروں
شہروں بھیک مانگتے اور کوہ و بیابان کی خاک چھانتے پھرتے ہیں یہ سمجھ
لیں کہ علوم دینیہ کے تعلیم سے مقصود یہ ہے کہ سعادت و نجات کے راستے
دریافت کریں [illegible] خلق کو نفع کل [illegible]

طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون
(دوسروں کی رہنمائی کریں (کیوں نہ دوڑ پڑا اُن کے ہر
ایک فرقے میں سے ایک گروہ۔ تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر
اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ خدا سے ڈریں) دنیا کی اولاً تو فکر ہی نہ ہونی چاہیے
کیونکہ و ما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا (ہر ایک جاندار کی روزی
خدا کے ذمے ہے) ؎ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری ✤ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ✤ شرط انصاف
نباشد کہ تو فرماں نبری ✤ اور اگر بشریت مجبور ہی کرے تو دنیا کو دین کے تابع
رکھنا چاہئے۔ چنانچہ حکایت ہے کہ کوئی درویش صاحبدل اپنے ایک مرید
کی ملاقات کو گئے۔ اُس مرید نے ایک نیا مکان بنایا تھا جس کی دیوار میں
روزن تھا۔ درویش نے دریافت کیا۔ کہ روزن کس لئے ہے۔ مرید نے
کہا روشنی کے لئے۔ درویش نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ بانگ نماز کا سننا مقصود
ہوتا کیونکہ ؎ نور خود اندر شمع مے آیدت ✤ بنیت انرا کن کہ آں مے بایدت
عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و انما لامرء ما نوی فمن کانت
ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت
ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرأۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر
الیہ متفق علیہ (تمام کام نیتوں کے ساتھ ہیں۔ اور آدمی کو وہی ملتا ہے
جس کی اُس نے نیت کی ہو اور بس پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور رسول
کی طرف ہو تو اُس کی ہجرت اللہ اور اُسکے رسول کی طرف ہے اور جس شخص
کی ہجرت دنیا کی طرف ہو۔ جس کو وہ پائیگا یا کسی عورت کی جانب جس سے

وہ شادی کریگا- تو اس کی ہجرت اُسی شئے کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی، یہ اُس وقت ارشاد ہوا تھا جبکہ ایک شخص عورت کی خاطر جس کا وہ طلبگار تھا۔ مکے سے مدینے ہجرت کر کے گیا تھا خیال کرنے کی جگہ ہے کہ ہجرت جیسا عمدہ عمل اور نیت کے خالص نہ ہونے کی وجہ سے نامقبول ہوگیا۔ اسی پر تمام اعمال کو قیاس کر لینا چاہیے اور قربان ہو جانا چاہیئے۔ اپنے پیارے اور سچے رسول ؐ پر کہ جس نے ایسے ایسے مفید گر بتائے۔ جن پر عمل کرنے سے تم اپنے تمام کاموں کو درست کر سکتے ہو ص

یتیموں اور مسکینوں کا سچا مونس و یاور
غلام اُس کا مراتب میں سلاطین سے کہیں بڑھکر
پکارتی جائے گی اُسکی دہائی تا دم محشر
لباس فقر در بر تاج فخر العالمین بر سر
لئے ہاتھوں میں منشور خدا ختم رسالت کا ص
بتاسے اُس نے وہ بے مثل گر علم الہٰی کے
لفافہ کھل گیا جن سے تمام اسرار حکمت کا

ہاں تو میرا مدعا یہ تھا کہ مختصراً بیان کردوں کہ علما کا مرتبہ اور منصب کیا ہے لیکن اس سے پہلے یہ بتا دینا مناسب ہے کہ اس آیت میں لفظ اولوا العلم سے کس قسم کے علما مراد ہیں۔ لہٰذا واضح ہو کہ اولوا العلم وہ برگزیدہ بندگان خدا مراد ہیں۔ جن کی شان میں آیا ہے کہ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (تم میں سے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور بالخصوص، اُن لوگوں کے جن کو علم عطا کیا گیا خدا درجے بلند کریگا) اس آیہ شریفہ کی تفسیر کے متعلق

خیر تو یہی علما ہیں جنکو کہا گیا ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ اور یہ آپ جانتے ہیں کہ درجۂ نبوت سے کوئی درجہ بڑا نہیں۔ اسی حدیث کی مؤید ایک اور حدیث ہے کہ اقرب الناس من درجۃ النبوت اہل العلم واہل الجہاد اما اہل العلم فدلوا الناس علی ما جاءت بہ الرسل و اما اہل الجہاد و جاہدوا باسیافہم علی ما جاءت بہ الرسل (درجۂ نبوت سے قریب تر اہل علم و اہل جہاد ہیں۔ اہل علم نے تو پیغمبروں کی لائی ہوئی چیز کیطرف لوگوں کو رہنمائی کی اور اہل جہاد نے اس کے لئے اپنی تلواروں سے کام لیا) ایک اور حدیث ہے کہ یشفع یوم القیامت ثلاثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء (قیامت میں تین قسم کے لوگ شفاعت کرینگے۔ انبیاء اُن کے بعد علما اور اُنکے بعد شہداء) اِن ہی علما کی شان میں امیر المومنین حضرت علیؓ کی یہ نظم ہے +

ما الفخر الا لاہل العلم انہم + علے الہدی لمن استہدی ادلاء
وقدر کل امرا ما کان یحسنہ + والجاہلون لاہل العلم اعداء
ففز بعلم تعش حیاً بہ ابداً + الناس موتی و اہل العلم احیاء

ان تمام آیتوں۔ حدیثوں اور آثار صحابہؓ سے جو سرسری طور پر آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور نیز اور بہت سی دلایل و نصوص سے جنکو بخوف طوالت میں اِس وقت پیش نہیں کرسکتا یہ ثابت ہے کہ آیہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم میں لفظ اولوا العلم سے علماء دین مراد ہیں۔ اس قدر اور گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ علم دین سے کیا مراد ہے جاننا چاہئے کہ علوم و فنون دو قسم کے ہیں۔ شرعیہ اور غیر شرعیہ علوم غیر شرعیہ کی پھر دو قسمیں ہیں محمود اور مذموم مثلاً علم سحر و طلسمات شعبدات قسم مذموم میں داخل ہیں اور باقی دوسرے صناعات و پیشے

کے متعلق علوم و فنون محمود ہیں۔ مثلاً طب حساب نجاری اور حدادی وغیرہ وغیرہ ان چیزوں کا اس حد تک اور اسقدر اشخاص کا حاصل کرنا جس سے ضرورت مقامی رفع ہو جائے۔ فرض کفایہ ہے اور اس سے زیادہ فضول۔ ہر شخص جانتا ہے کہ شہر میں طبیب یا صابن یا دوسرے اہل ہنر اتنے ہونے چاہئیں جن سے تمدن کی ضرورتیں پوری ہو جائیں اور امید ہے کہ یہ تو کسی کی بھی رائے نہ ہوگی کہ ہر فرد بشر طبیب یا لوہار یا بڑھئی بن جائے +

رہے علوم شرعیہ ان کا اطلاق ایسے علوم پر ہوتا ہے۔ جن سے انسان اپنی دنیا و عقبے کی اصلاح بحیثیت دینی کر سکے۔ ایسے علوم جن کی غایت یہ ہو۔ سراسر محمود ہیں +

علم دین کے بعض اجزاء فرض عین ہیں اور بعض فرض کفایہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم و مسلمۃ (علم کی تلاش ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) اس مسئلے میں کہ وہ کونسا علم ہے جسکی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے بڑا اختلاف ہے ؎

تو و طوبیٰ و ما و قامت یار + فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

متکلمین علم کلام کی فرضیت کے قایل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس علم کے بغیر اعتقادات ہی درست نہیں ہو سکتے۔

مفسرین و محدثین تفسیر و حدیث کا علم فرض بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین اسلام کا منبع یہی دو چیزیں ہیں۔ فقہا کہتے ہیں کہ حرام و حلال کی تمیز بغیر فقہ کے نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے ہر شخص پر فقہ کا جاننا فرض ہے۔ صوفیا تصوف یعنی علم طریقہ آخرت کو جس کے دو حصے ہیں

اور علم مکاشفہ) فرض سمجھتے ہیں سان علماء آخرت نے جن کو متصوفین کہا گ
ہے علم معاملہ کی نسبت جس میں احوال قلب سے بحث کی جاتی ہے فرض
عین ہونے کا فتوے دیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ معاملات جا
دبالغ جن میں اعتقادات اور اوامر و نواہی شامل ہے علم کلام فقہ تف
اور حدیث میں مذکور ہیں اور ان سبھی علم درجہ بدرجہ اور وقتاً فوقتاً بقد
ضرورت فرض ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک بالغ آدمی کا سب سے
فرض یہ ہے کہ کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا
کرے۔ اور اسی طرح نماز۔ روزہ۔ حرمت سود اور حرمت شراب
اوامر و نواہی کا علم تبدریج فرض ہوتا چلا جاتا ہے۔ لہذا یہ کہنا
نہ ہوگا کہ تمام علوم دینیہ اپنے اپنے مرتبے میں فرضیت کے درجے
پہنچ جاتے ہیں ◆

رہا علم مکاشفہ اور اہل مکاشفہ سو کس کی مجال ہے کہ اس علم او
علماء کی افضلیت اور اولویت کا انکار کر سکے۔ خود حضرت امام اعظم
جن کی تقلید کا فخر آپ ہم سب کو حاصل ہے اور جن کے نام نامی سے وہ
اور مدرسہ منسوب ہے جس کے ایلچی ایک ضروری پیغام لیکر آپ
حامیان دین کے خدمت میں مصارف کثیرہ اور تکالیف شدیدہ
کرکے شملے پر حاضر ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ محیط علم ظاہر
باطن کے بھی ایک بحر زخار تھے جس سے صدہا بندگان خدا سی
معرفت الٰہی ہوئے ◆ کونگی کہا جاتا ہے حضرت لقمان کے ت
مسلمانوں میں ہیں دو ثلث اُن کے ماننے والے ◆ ہیں جن کے شاگر
محمد اور زفر جیسے ◆ امام ابو حنیفہ واقعی شاہ ایسے تھے کہ

اسلامی حکومت کا ✦

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ اکثر شیبان چرواہے کے سامنے اس طرح دوزانو بیٹھتے تھے جس طرح کوئی بچہ اپنے استاد کے سامنے ادب سے بیٹھتا ہے۔ اور اُن سے تصفیہ قلب کے متعلق باتیں دریافت کیا کرتے تھے اسی طرح امام احمد حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ حضرت معروف کرخیؒ کی خدمت بابرکت میں فیض باطنی حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے تھے۔ حالانکہ علوم ظاہر میں اُن لوگوں کو امامت کا رتبہ حاصل تھا ؎

گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی ✦ چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

پس بالاجمال یہ معلوم ہو گیا کہ جو شخص دنیا و مافیہا کو فانی اور عقبےٰ کو عالم جاودانی جانتا ہے۔ اس کے نزدیک علوم دین کا حاصل کرنا یا پڑھنا دوسرے علوم پر صرف مقدم ہی نہیں بلکہ فرض عین یا کم از کم فرض کفایہ ہے ؎ خدا شاہد کہ ہے یہ شغل کل اشغال سے بہتر ✦ اگر یہ بات کچھ بھی صدق سے معلوم ہو باہر ✦ تو دیکھو اطلبوا العلم ولو بالصین کو پڑھ کر ✦ تلاش علم دین کتنی ضروری ہے مسلمان پر ✦ عرب سے تا بچین سوچو تو اندازہ مسافت کا رہا علم دین کو پڑھانا یا پھیلانا یا رواج دینا۔ سو اُسکی نسبت صاف نص وارد ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ ولا تکتمونہ یاد کرو وہ وقت جبکہ خدا نے ان لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی عہد لے لیا تھا کہ وہ اُس کو بیان کرینگے اور ہرگز نہ چھپائینگے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ جس قوم کو خدا نے کوئی شریعت عطا فرمائی ہو اُس کا فرض ہے کہ اُس کے پھیلانے اور بیان کرنے میں کوشش کرے۔ یہی وہ کام ہے جسکی وجہ سے علماء کو انبیا

کہلائے گئے +

کسی کو کیا معلوم ہے کہ اُن لوگوں کے کیا مراتب و مناصب ہیں جو اشاعت دین اسلام میں کوشش کرتے ہیں حضرتؐ نے حضرت معاذ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا تھا کہ لان یہدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من الدنیا ومافیہا (اگر خدا تیرے سبب سے ایک شخص کو بھی ہدایت فرماوے تو یہ تیرے واسطے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے) +

سعدیؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے ؎

صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ + بشکست عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میان عالم وعابد چہ فرق بود + تا کردی اختیار ازاں این فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج + ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

نیز فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث علم ینتفع بہ وصدقۃ جاریۃ وولد صالح یدعو لہ بالخیر۔ نیز فرمایا حضرتؐ علی خلفائے رحمۃ اللہ عرض کیا آپ کے خلفاء کون ہیں ارشاد ہوا کہ الذین یحیون سنتی ویعلمونہا عباد اللہ (جو لوگ میرے طریق کو زندہ کرینگے اور بندگان خدا کو سکھائینگے) جب خود مخبر صادقؐ نے۔ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ۔ ایسی ایسی صاف اور سچی بشارتیں دی ہیں تو وہ کونسا مسلمان ہے جو ان حدیثوں کے مطلع ہونے کے بعد بھی ایسے عمدہ بلکہ سب سے عمدہ کام میں اپنی جان و مال کے صرف کرنے میں دریغ کرے گا ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی + حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور فی الواقع اُس خدا کے حقوق عبادت یا حقوق شکر نعمت کو پورے

طور پر ادا کرنا امکان سے باہر ہے جس نے ہم کو خلعت وجود عنایت فرما کر انواع و اقسام کی نعمتیں دینی و دنیوی مرحمت کیں۔ جن میں سے اعلے درجے کی نعمت دین اسلام ہے۔ سے وہ بندہ جس کا سر سجدے میں خالق کے لئے خم ہے + وہ نزدیک خدا رہتے ہیں۔ تاج خسرو وجم ہے + کتاب اللہ میں یہ مسئلہ بالکل مسلم ہے + ملی ایمان کی دولت یہی احسان کیا کم ہے + مسلمان کون سا ہے جو نہیں ممنون حضرت کا + مگر آدمی کو چاہئیے کہ جہاں تک ہو سکے خدا کے کاموں میں لگا رہے۔ اور ہمیشہ تقصیر خدمت و عبادت کی معافی چاہتا رہے۔ نہ یہ کہ بالکل فرعون یا قارون بن جاوے۔ الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد سے ارم کے باغ سے شداد کو پھینکا جہنم میں + ثمود و عاد کو رسوا کیا بازار عالم میں + ڈبویا لشکر فرعون اور فرعون کو یم میں + کیا نرچ شہنشاہوں کا بساط دہر کو دم میں + ہر اک منصوبہ قدرت عجب نقشہ ہے حیرت کا حال ہم تو میں یہ عرض کیا چاہتا تھا کہ آیہ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو واولوا العلم سے علمائے دین مراد ہیں اور یہ کہ علم دین کیا ہے۔ ان دونو باتوں کو میں نے آیت و حدیث کی سند کے ساتھ بالاجمال بیان کر دیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ علما کے اس علوے شان کا ذکر کروں جسکی شاہد آیہ صدر الذکر ہے۔ لیکن اتفاقاً ایک بات اور یاد آگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ علوم دینی کی تحصیل کے واسطے اور چند علوم کی بھی احتیاج ہوتی ہے چونکہ وہ علوم دین کے محتاج الیہ ہیں۔ اس واسطے ان کی تعلیم بھی بقدر ضرورت علمائے دین کی نظر میں ہے۔ مثلاً ادب یا زبان عربی کا

مختلف شاخیں صرف نحو اور بلاغت یا متعلقات حدیث و فقہ و
کلام جن میں اسماء الرجال۔ اصول حدیث و اصول فقہ۔ الہیات۔
اور حساب وغیرہ شامل ہیں۔ چونکہ یہ تمام علوم انجمن خادم علوم اسلامیہ
یا انجمن نعمانیہ کے دار العلوم میں داخل درس و تعلیم ہیں۔ اس واسطے
اس جگہ اُن کی تفصیل کر دینے سے میرا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آپ
لوگوں پر واضح ہو جاوے۔ کہ یہ تمام علوم دین یا اُن کے موقوف علیہ
ہیں اور نیز یہ کہ انجمن کی کوشش من اولہ الی آخرہ علوم دین کی تعلیم
و اشاعت میں مبذول ہے اور یہ کہ انجمن نے اُس اہم کام کا بیڑا اُٹھایا
ہے جس پر مسلمانوں کے دین اور دنیا کا انتظام موقوف ہے۔ کیونکہ
انسانوں کا تعلق دین اور دنیا سے باعتبار اور اکات کے افعال اور
حرکات و سکنات کے ہے۔ جن کا بیان مختلف علوم و فنون میں کیا
گیا ہے۔ اور ان تمام علوم و فنون کے مہذب شرع بیان ہے جو مشتمل ہے تہذیب
اخلاق۔ تدبیر منزل اور سیاست مدن پر۔ اور میرے اس دعوے کا
ادنےٰ ثبوت یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے جب تک شریعت غرا پر پورا
پورا عمل کیا۔ ہمارا دین بھی اچھا تھا اور دنیا بھی۔ ؎ مسخر قاف سے
تا قاف دنیا کو کیا ہے ہم نے ✦ سپر رکھدی ہمارے سامنے ایران میں
رستم نے ✦ جھکایا سر ہمارے آستاں پر قیصر و جم نے ✦ اطاعت کی
مسلمانوں کی صدیوں ایک عالم نے ✦ تصدق تھا وہ سلطان دو
عالم کی اطاعت کا ✦ ؎ شب تاریک نے ہیں کبھی جاگے کبھی سوئے
زمانے کے سمندر میں کبھی اچھلے کبھی ڈوبے ✦ اسی تھوڑی سی مدت
میں کبھی سنبھلے کبھی بگڑے ✦ شریعت سے سدا اکھڑے گرے ترکی

شریعت سے ۔ ہمارا حال ہی کیا کم سبق ہے ہم کو عبرت کا ۔

پس یہ انجمن افضل العلوم اور اشرف الفنون کی اشاعت کرنے والی ہے۔ جس سے عموماً بنی آدم صالحانہ زندگی بسر کرنے کا طریقہ سیکھتے ہیں اور بلحاظ دینداری اور خدا پرستی کے حکومت۔ ملک اور قوم کے حق میں باعث خیر و برکت اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ میں وہ چراغ ہدایت ہوتا ہے جس کی روشنی میں اُن کے ہم جنس نیک و بد کی تمیز کر سکتے ہیں۔ اور اُس سے ہمارے امن پسند حکومت کو بھی نفع پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ انجمن مذہبی طور پر اطاعت حکام اور معاشرت باخاص و عام کے راستوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ انسانوں سے عادات بہائیم چھوڑاتی اور خصائل ملکوتی سکھلاتی ہے۔ کیا تانتیا بھیل یا امیر علی ٹھگ یا نظام اور جبر و ڈکیت جو حال میں نواح لاہور میں قتل و غارت کر کے اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں واقف نہ تھے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اُس کی لازمی سزا موت یا کم از کم حبس دوام بعبور دریائے شور ہے ۔ مگر باایں ہمہ انہوں نے وہ بیدردانہ اور سفاکانہ جرائم کئے کہ جن کے سننے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رعایا کو الگ اُن کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور سرکار کو جدا مصارف کثیرہ برداشت کرنے پڑے ۔ یہ نتیجہ تھا۔ اُن کی جہالت اور ناواقفیت مذہب کا اگر اُنکو بادشاہ و رعایا کے حقوق معلوم ہوتے یا وہ جانتے کہ رحم اور خدا ترسی کیا چیز ہے تو ہرگز ایسے افعال ذمیمہ کے مرتکب نہ ہوتے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص مسلمان ہو کر اپنی مذہبی کتاب میں یہ آیت پڑھتا ہو کہ

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی لعلکم تذکرون ۔ اور پھر ظلم جفا اور فحش کا مرتکب ہو یا اطاعت بادشاہ سے منحرف ہو ✦

اسی سلسلہ گفتگو میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف کو بھی سنادوں جس کو علامہ ابن عبداللہ نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے عن معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم فان تعلمہ للہ خشیۃ وطلبہ عبادۃ ومذاکرتہ تسبیح والبحث عنہ جہاد وتعلیمہ لمن لا یعلمہ صدقۃ وبذلہ لاہلہ قربۃ لانہ معالم الحلال والحرام ومنار سبل اہل الجنۃ وہو الانیس فی الوحشۃ والصاحب فی الغربۃ والمحدث فی الخلوۃ والدلیل علے السراء والضراء والسلاح علے الاعداء والتزین عند الاخلاء یرفع اللہ بہ اقواما فیجعلہم فی الخیر قادۃ وائمۃ تقتص آثارہم ویقتدی بفعالہم ترغب الملائکۃ فی خلتہم وباجنحتہا تمسحہم ویستغفر لہم کل رطب ویابس وحیتان البحر وہوامہ وسباع البر وانعامہ لان العلم حیوۃ القلوب من الجہل ومصابیح الابصار من الظلم یبلغ العبد بالعلم منازل الاخیار والدرجات العلی فی الدنیا والآخرۃ التفکر فیہ یعدل الصیام ومدارستہ تعدل القیام بہ توصل الارحام وبہ یعرف الحلال والحرام ۔

اس حدیث میں علم کے تمام فوائد دینی و دنیوی کی طرف اشارات فرمائے ہیں جنکی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں ۔ مگر اس قدر بتلائے دیتا ہوں کہ اس کلام کا ہر ایک جملہ ایک جداگانہ معتدبہ فائدے کو ظاہر کر رہا ہے ۔ کیا حقوق اللہ اور کیا حقوق العباد ۔ کیا فوائد دنیویہ اور کیا دینیہ

ہدایت اور کیا متعدیہ کیا وجدانی اور کیا ذوقی کیا جسمانی اور کیا
روحانی اور کیا جاہی اور کیا مالی +

امام محمد بن حسن شیبانی رح کیف علم کے سرور میں فرمادیا کرتے تھے
این ابناء الملوک (یعنی شاہزادوں کی کیا ہستی ہے) اور انکا فرمانا
بالکل حق بجانب تھا کیونکہ شاہزادوں کو جسقدر حظوظ دنیوی حاصل
ہیں انکی کیفیت محض جسمانی اور فانی ہوگی اور علم وہ لذت روحانی
دوامی ہے جسکو فنا ہی نہیں - وہ کون شخص ہے امیر یا غریب
جو اپنی اولاد کے لئے علم کی ضرورت محسوس نہ کرتا ہو مگر - ؎
درد عشق بوالہوس را ندہند • سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار • ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
حضرت علی رض فرماتے ہیں ؎

رضینا قسمۃ الجبار فینا • لنا علم وللاعداء مال
فان المال یفنی عن قریب • وان العلم باق لا یزال

ہم خدائے جبار کی تقسیم پر خوش ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا - اور
دشمنوں کو مال کیونکہ مال بہت جلد فنا ہو جائیگا - اور علم ہمیشہ
ہمیش باقی ہے - اس کو زوال ہی نہیں - علم کی خوبیاں بیان کرنے
کے واسطے تو بہت سا وقت چاہئے - اور ایسے باخبر اور روشن دماغ
لوگوں کے سامنے جو بمقتضائے اخلاق کریمانہ اس ہیچمدان کی سمع
خراشی کو گوارا فرمارہے ہیں - انکے مفصل بیان کرنیکی کوئی ضرورت
بھی نہیں ؎ قلک را ہمانداری آموختن • کون ہے جس نے یہ
فیصلہ نہ سنا ہوگا کہ علم شے ہے اور جہل شے +

یہ قول ایسا سچا اور صاف ہے کہ جس کا کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا
لہذا یہ شرف ہر علم کو حاصل ہے کہ علم شے بہ از جہل شے۔ لیکن جس
طرح کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ شرافت تمام علوم میں مشترک
ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کلام نہیں کہ اُن کے مدارج میں باہم زمین
و آسمان کا فرق ہے۔ اس تفاوت کے بہت سے اسباب ہیں۔ جن
میں سے بعض کی طرف ہم اس جگہ اشارہ کرتے ہیں۔

اولاً ہر مسلمان کو بطور اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ کے تسلیم کر
لینا چاہئے کہ علوم دینیہ جو وسیلہ حصول سعادت و ذریعہ نجات آخرت
ہیں بشہادت عقل و نقل اُن علوم دنیویہ سے بہر نوع و بہر حال اعلیٰ
و اشرف و اقدم ہیں جو سبب خیالی تحصیل جاہ و عزت فانی کے ہیں
ہر کہ ننگ آرد کافر گردد۔ اے مسلمانوں خبردار اس معیار کو ہاتھ
سے نہ دینا تاکہ اُن لوگوں کی طرح جنہوں نے حیات دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ ہلاک
اور برباد نہ ہو جاؤ۔ سعدی

طمع ذوق ایں حیات پر غرور ٭ اندر حیات را ستیہنت کرد دور
حق تراداد است نمایدان طمع ٭ در تو صد کوری فزاید از طمع
از طمع بیزار شو چوں راستاں ٭ تا نہی پا بر سر آں آستاں
کاندراں در چوں درائی وارہی ٭ از غم و شادی قدم بیروں نہی
چشم جانت روشن و حق بیں شود ٭ بے ظلام کفر نور دیں شود

لیکن بعض اوقات ایک علم پر دوسرے علم کو جو کسی طرح شرف یا
رتبے میں اُسکے برابر نہیں۔ بضرورت وقت ترجیح دی جاتی ہے مثلاً
فرض کرو کہ ایک شہر میں فقہ جاننے والے تو بکثرت موجود ہیں لیکن

اب کا جاننے والا کوئی بھی نہیں۔ جو ترکہ میت کو مطابق فن میراث
یم کر سکے۔ تو اس صورت میں وہاں کم از کم ایک فرائض جاننے
بکا موجود ہونا فرض کفایہ ہے تاکہ مسلمانوں کے معاملات میں حرج
اقع ہو +

اس دلیل سے کہا جا سکتا ہے کہ علوم جدیدہ کا حاصل کرنا بھی
ں وقت ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ لیکن اس وقت تک
ن سے دین کا نقصان نہ ہو۔ کیونکہ میں یا کوئی مسلمان کبھی اسکو
نہ کریگا۔ کہ جس علم کا نتیجہ بیدینی۔ الحاد۔ کفر۔ بے ادبی۔ بزرگان
شان میں گستاخی اور شرع کی توہین ہو اسکو علم دین پر ترجیح
جاے یا اُس کے برابر کہا جاے یا اُس کو جائز بھی کہا جاے
وصاحب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں ہی اعلے تعلیم یافتہ جان
نے کے لئے موجود ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کسی مخالف اسلام کے اعتراض
جواب دینے کا موقع ہو تو سب کے سب منہ میں گھنگنیاں بھر کر
ہ جاتے ہیں۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ان حضرات
ایمان اور اعتقاد کی یہ کیفیت ہے کہ اُس اعتراض کو بغیر سوچے
بھے یا بغیر کسی مذہبی عالم سے دریافت کئے اُس کو تسلیم کر لیتے ہیں
ردجاؤ۔ ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ لاہور کے بشپ صاحب نے
ہور کے چرچ میں لکچر دیا۔ اور اُس میں بالخصوص مسلمانوں کو
طب کر کے بیان کیا سوائے حضرت عیسٰے علےنبینا و علیہ الصلوٰۃ
سلام کے کوئی نبی معصوم یعنی گناہ سے محفوظ نہیں۔ اور مسئلہ تثلیث
فت کے ضمن میں غلط فہمی کے مطابق بعض آیتیں اور حدیثیں بھی

پیش کر کے مسلمانوں سے جواب طلب کیا۔ اُس جلسے میں کوئی عالم تو تھا ہی نہیں جو معقول جواب دیتا۔ اور ہوتا کیونکر۔ اول تو ملاؤں کی اس قدر کمی ہوگئی ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ ہمارے تائید دین اور اشاعت علوم شرعیہ کی یہی کیفیت رہی تو لفظ عالم بھی عنقا کا ہم معنی ہوجائیگا۔ دوسرے اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ انگریزی خوان یا نیچری اپنی تعلیم جدید کے گھمنڈ پر علماء کی بات کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ خیر تو اس وقت بھی چند عوام الناس انگریزی خوان وغیرہ موجود تھے۔ ان لوگوں نے سنا ہے کہ جواب دینے کی کوشش تو بہت کچھ کی مگر چونکہ علم دین سے بے خبر تھے۔ اس واسطے کوئی ایسی بات بھی نہ کہ سکے جو مسکت خصم ہی ہوتی +

اس کے بعد بشپ صاحب کی طرف سے ایک اشتہار شایع ہوا تو عوام الناس اور خصوصاً نئے تعلیم یافتوں میں اس کا چرچا ہوا بلکہ بعض نے تو صاف کہ دیا کہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ اور واقعی اس کا جواب دینا کسی محض انگریزی خوان شخص یا کسی انگریزی انجمن یا سوسائٹی کا کام نہ تھا۔ ہر کارے و ہر مردے۔ وہ بیچارے کرتے تو کیا کرتے۔ آخر جب دیکھا کہ ایسے ایسے بہت سے لوگوں کے عقاید کی بناء متزلزل ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے۔ تو خدا کے فضل سے آپ کی اس انجمن نعمانیہ کے ایک ادنےٰ خادم نے ایک ایسا کافی جواب لکھ کر بغرض اطلاع رسالہ انجمن میں چھپوا دیا کہ انشاء اللہ آیندہ کسی پادری کو اس مسئلے میں گفتگو کی جرات نہ ہوگی +

کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ایسے وقت میں کوئی بہت بڑا جاہل

علوم مغربیہ کا ماہر جج یا بیرسٹر آپ کے کام آسکتا ہے۔ یا ایک غریب پرانی تعلیم یافتہ ہوا اللہ ساویہ شیشن مولوی۔ کچھ خبر بھی ہے کہ ضرورت کیسی اور کس قدر اہم تھی۔ واللہ اگر ایک مسلمان بھی مرتد ہو جاتا تو اس کی تلافی لاکھوں کروڑوں روپیوں سے نہیں ہو سکتی تھی روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علی رضؓ نے کئی اونٹ مال تجارت سے لدے ہوئے اللہ کی راہ میں خیرات کئے۔ جب حضور سرور عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اُس وقت معمول سے زیادہ خوش تھے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ یا علی آج تمہاری خوشی کی کیا وجہ ہے۔ عرض کی کہ میں نے آج اللہ کے راہ میں اس قدر مال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا۔ کہ تم نے کسی اپنے مسلمان بھائی کو گمراہی سے بچایا ہے +

امید ہے۔ کہ آپ اس حدیث شریف کو بھی نہ بھولے ہونگے۔ جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھی تھی کہ آپ نے حضرت معاذ سے فرمایا۔ اے معاذ اگر ایک شخص بھی تیری وجہ سے ہدایت پا جاوے۔ تو یہ تیرے واسطے دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے +

پس میں اس وقت آپ لوگوں سے سوال کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص ایسی ضرورت کے وقت کہ الحاد اور بد اعتقادی ترقی پر ہے سا ورنہ معلوم کہ یہ اس نئی تعلیم کے افزونی اور علوم قدیمہ کے کمی کی بدولت کہاں تک پہنچیگی ۔ ے

ہر کجے روز بو مطلبد از ایام بشکل غنیست کہ ہر روز نہ تنہا تیم مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ یا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح

کو آپ کے لئے موجود کردے۔ تو آپ اس کو کیا انعام دینگے۔ میرے نزدیک تو وہ لاکھ میں بلکہ کروڑوں میں سستا ہے۔ بلکہ سہ

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ + نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

مگر افسوس ہے کہ آج کل طمع دنیائے خبیثہ و ملعونہ نے کہ (الدنیا ملعونۃ و ما فیہا ملعون) ہمارے بھائیوں کو دین کی جانب سے ایسا غافل کر دیا ہے۔ کہ اُن کو اس کے متعلق پرواہ نہیں کہ اُن کی اولاد کو نماز روزے کے معمولی مسائل بھی معلوم ہیں یا نہیں۔ اور نہ یہ فکر ہے کہ علوم دین کے مدرسے اور انجمنیں قایم کرکے بقدر ضرورت علمائے دین ہی پیدا کر دیں۔ جنکی وجہ سے اُن کی اولاد اور اُن کے دوسرے بنی نوع گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ میں آپ لوگوں کو بتا تا ہوں۔ کہ اگر خدا کو منظور ہے تو یہ انجمن نعمانیہ آپ لوگوں سے ایسے ہی انعام کے مستحق ہوگی۔ سہ مدد اس انجمن کے موجب حسنات

عقبے ہے + اگر سمجھو تو یہ اچھا وسیلہ ہے سعادت کا

ابھی میں اس سلسلے کو ختم کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اگر براہ مہربانی کسی قدر اور سمع خراشی کی اجازت دیجاوے۔ تو میں علم دین اور علمائے اسلام کی ضرورت برائے العین مشاہدہ کرا دوں +

میں اس مطلب کے لئے قرآن شریف کے ایک آیت پڑھتا ہوں جو ذوالقرنین کے قصے میں یہ واقع ہے۔ حتے اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا۔ یہاں تک کہ ذوالقرنین جائے غروب آفتاب پر پہنچا۔ اس نے دیکھا

کو پایا۔ کہ کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا ہے (پارہ ۱۶۔ رکوع ۲) اس پر
کوئی عقل کا پتلا نیچری یا عیسائی یا کوئی اور ملحد اعتراض کرتا ہے
کہ آفتاب کا جو زمین سے بدرجہا بڑا ہے۔ دلدل یا کیچڑ کے چشمے
میں ڈوبنا عقل کے خلاف ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ
آپ کے نزدیک اس کا کیا جواب ہے۔ اور آپ پوچھئے کسی عقل کے پتلے
سے۔ کیونکہ وہ اپنی عقل کے زور سے قرآن شریف کے ترجمے جیسے معنی
تصنیف کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے جدید تحقیقات کے سانچے میں
کوئی انگھڑ جواب ڈھالا ہو۔ مگر قبل اس کے کہ آپ کو ان تازہ
محققین کی تحقیق پر اطلاع ہو میں یہ بتائے دیتا ہوں۔ کہ گو یہ
اعتراض بظاہر کتنا ہی قوی اور مشکل کیوں نہ ہو۔ لیکن آپ کا
ایک عربی دان طالب العلم جس کی نظر تفسیر پر ہوگی۔ بلا تامل کہہ دیگا
کہ میاں تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ صاحب تفسیر رحمانی نے اس
کی کیا تفسیر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ حتے اذا بلغ مغرب الشمس
(اے مقام دوام غروبہا) وجدہا تغرب (اے دائماً حال کونہا) فی عین حمئۃ
پس اب صحیح معنے آیت کے یہ ہوئے (یہاں تک کہ جب ذوالقرنین
اس مقام پر پہنچا۔ جہاں آفتاب ہر وقت غروب کی حالت میں تھا
تو اس نے آفتاب کو ہر وقت چھپا ہوا پایا۔ درحالیکہ ذوالقرنین
کیچڑ کے چشمے میں تھا)۔ اور اس کا انکار نہ کوئی پرانی عقل کرتی ہے
اور نہ نئی کہ قطب شمالی کی طرف جاتے جاتے یہ نوبت پہنچتی ہے
کہ سورج بالکل دکھائی نہیں دیتا۔
یہ تو ایک چھوٹی سی مثال تھی [illegible]

اس قسم کے ہیں۔ کہاں کوئی سوائے عالم کے ہر شخص بمشکل پا سکتا ہے
مگر یہ محل اُن کے بیان کا نہیں۔ اور نہ ایسے مجمع کے سامنے جو علم
دین کی ضرورت کو کسی قدر محسوس کر چکا ہو اس سے زیادہ تفصیل
کی ضرورت ہے۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اب بجائے اس کے کہ
بچے کو اولاً قرآن شریف جو اصل اصول دین ہے۔ مسلمانوں
کے طریق کے مطابق پڑھایا جاوے۔ اس کو انگریزی اسکول
میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو کوئی وقت ضروریات دین
جاننے کا بھی نہیں ملتا بھلا اس سے نکات و غوامض دین ۱۱
کے جاننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُس کو وضو اور نماز
کے فرائض و سنن ہی کی خبر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کو یہہ
معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڑوں کا کس طرح ادب کرنا چاہئے ۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ علوم میں باعتبار شرافت کے
کیونکر تفاوت پیدا ہو جاتا ہے۔ دو وجہیں تو ابھی عرض کر
چکا ہوں۔ اُن کے علاوہ ایک بڑی بھاری وجہ تفاوت کی
شرافت و رفعت موضوع ہے۔ یعنی وہ شے جس کے حالات
کسی علم میں بیان کئے جاتے ہیں۔ مثلاً طب جس کا موضوع ہے
بدن انسان اشرف والا ہے۔ علم فلاحت سے جس میں کھیتی
باڑی کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ طب کا موضوع
زراعت کے موضوع سے اشرف ہے۔ ایک وجہ تفاوت کی یہ
ہے۔ کہ دونوں کے محل استعمال میں تفاوت ہو۔ اس لحاظ سے حیاکت
یعنی کپڑا بننے کا فن افضل ہے۔ دباغت یعنی چمڑا صاف کرنے

کے کلام سے نیز تفاوت دریافت کرنے کے لئے ایک نہایت عمدہ معیار یہ ہے کہ غایت یا غرض یا ثمرۂ علم پر غور کیا جاوے۔ پس معلوم ہوجائیگا کہ وہ علوم جن کے ثمرات اور فوائد دائمی ہوں وہ اشرف ہونگے۔ اُن علوم سے جن کے نتائج فانی ہیں۔ علے ہذا وہ علوم جن کا اثر جسمانی ہے۔ وہ روحانی علوم سے کم رتبہ ہونگے۔ اور باتفاق عقل و نقل اِن تمام مذکورۂ بالا وجوہ تفاوت پر لحاظ کر کے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ علوم دینیہ علوم دنیویہ سے اعلےٰ و اشرف و افضل و اقدم ہیں۔ اب آپ ان کی عقل کا امتحان ہے کہ آپ کس کو پسند کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اس معاملے میں رائے قائم کرنے وقت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی اس قیمتی نصیحت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ؎

بازرگاں چو در آب او فتند ✤ کشتی عمرش بغرقاب او فتند
ہر چہ نا نل تر بدریا افگنند ✤ دست اندر کالۂ بہتر زنند
چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب ✤ ترک کمتر گیر و بہتر را بیاب
نقد ایمان را بطاعت گوش دار ✤ تا زروئے حق نگردی شرمسار
چونکہ نقدت را نگہداری کنی ✤ حرص و غفلت را ببرد بو دلی

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علم نااہلوں کی وجہ سے متبدل اور مذموم ہوجاتا ہے۔ مثلاً طبابت اور ڈاکٹری کے فن زمانہ میں خراب ہے بعض نااہلوں کی وجہ سے۔ اور ڈاکٹری ہی کی کیا خصوصیت ہے تمام علوم دینی و دنیوی کی یہی حالت ہے۔ افلاطون کا قول ہے کہ علم کی مثال بالکل ایک لطیف غذا کی سی ہے کہ اگر تندرست اور صحیح المزاج آدمی کھائے تو وہ باعث [illegible] صحت و قوت [illegible]

اور اگر کوئی فاسد المزاج کھائے تو وہ غذا بھی فاسد ہو کر مادہ مرض کو اور زیادہ کر دیگی۔ ؎ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ٭ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ٭ بات میں بات نکلتی چلی آتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس سلسلۂ سخن میں گذشتہ و موجودہ مدارس نصاب درس۔ اور طریق تعلیم اور فرائض مدرسین وطلبا وغیرہ ضروری امور کی نسبت بھی کچھ گذارش کروں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ تقریر کو زیادہ طول ہوتا جاتا ہے۔ شاید وہ وقت جو منتظمین جلسہ نے میرے واسطے مخصوص فرمایا ہے کافی نہ ہو۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ جلسہ صرف اس غرض سے ترتیب دیا گیا ہے کہ علوم دین کی اہمیت حقوق اور فرضیت ثابت کر کے مسلمانوں سے ایسے اہم کام کے لئے امداد کی درخواست کی جائے۔ لہذا میں ان مباحث کو کسی دوسرے وقت یا دوسرے صاحب پر موقوف رکھتا ہوں۔ ؎

لفظ در معنی ہمیشہ نارساں ٭ زاں پیمبر گفت قد کل اللسان

اب میں پھر آغاز کلام کیطرف عود کرتا ہوں۔ اور اپنے اس عرض ضمیر سے سامعین خود اندازہ کر دہ بغور ملاحظہ فرمائیں کہ آیہ کریمہ شہد اللہ میں جناب باری عز اسمہ نے اپنی بارگاہ عزت و جلال سے کیسا گران بہا خلعت علمائے دین کو عطا فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خدا اس بات کا گواہ ہے۔ اور فرشتے اور اولو العلم کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ٭ آپ جانتے ہیں کہ بموجب حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق اصل منشاء پیدائش خلق [illegible]

پہچانے اور اس کی پرستش کرے۔ اس کی تائید آیہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ سے بھی ہوتی ہے۔ یہی مدعا تھا جس کے
لئے پیغمبر ان میں مبعوث ہوئے اور کتابیں نازل فرمائی گئیں۔ انبیا
بھیجے تو وہ کہ جو صداقت۔ سخاوت۔ عفت عدل اور حلم وغیرہ صفات
حسنہ کے مظہر اتم تھے اور رذائل ومعاصی سے بالکل منزہ ومبرا اور کتابیں
جو نازل فرمائی گئیں یا جو کچھ بذریعہ وحی والہام کے ان کو بتایا گیا۔ وہ
اس اہتمام سے کہ اس میں کسی طرح غلطی یا فرو گذاشت یا سہو کو
دخل ہی نہ ہو سکے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا
لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل
شیء عددا۔ اللہ اللہ۔ یہ انتظام یہ بندوبست۔ خاک در دہن شان
جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء معصوم نہیں۔ یا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبروں
کے الہامات بھی دخل شیطان سے مبرا نہیں۔ یہ تمام محافظت اور
نگہبانی کہ ہر ایک رسول یا اس کے الہام کے ساتھ دائیں۔ بائیں
آگے۔ پیچھے ہر طرف فرشتوں کے پہرے رہتے ہیں۔ تاکہ اس کے بندے
اس کا ٹھیک راستہ معلوم کر لیں۔ اور اسکو پہچانیں۔ اب خیال
کیجئے کہ ایسے اعلیٰ اور عظیم الشان دعوے کے لئے کیسے عدول معتبر
اور معتمد گواہوں کی شہادت ہونی چاہئے۔ جبکہ بموجب شرع
شریف ادنے سے ادنے دعوے کے لئے دو معتبر گواہوں کی ضرورت
ہوتی ہے۔ اس کے تحت شریفین حضرت حق سبحانہ وتعالے نے اس دعوے
کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس پر کن گواہ پیش کئے ہیں۔ اعلیٰ تو خود

ہی گواہی دی ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ جو کوئی شخص خدا کی گواہی سے منہ پھیرے۔ اسے چاہئے۔ کہ اپنی آنکھیں اور کان پھوڑ کر زمرہ صم بکم عمی فہم لا یرجعون میں داخل ہو جاوے۔ ○ ہر ذرہ کی زباں پر رات دن ذکر اُس کا جاری ہے + اُسی کے شوق میں اشجار ہر اک وجد طاری ہے + اُسی کا نور ہیچ ہو شاخ و برگ و بر میں ساری ہے زباں سبزہ و گل شاہد تو حید باری ہے + کہ ہے لاریب یکتا باغباں گلزار کثرت کا + ○ آفرینش ہمہ تنبیہ خداوند دل است + دل ندارد کہ ندارد بخداوند اقرار + ایں ہمہ نقش عجب بر در و دیوار وجود + ہر کہ فکرت نکند نقش بود بر دیوار + ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار +

اس کے بعد گواہ ہیں فرشتے۔ فرشتوں کے مقدس و معتبر ہونے میں بھی کسی طرح کا کلام نہیں۔ اکثر فرقے اور اہل مذہب انکو مانتے ہیں بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسرے مذاہب والے تو فرشتوں کی تعظیم و تکریم میں یہاں تک مبالغہ کرتے ہیں کہ اُن کو شریک پرستش ٹھہراتے ہیں۔ ان کے تقدس کے متعلق یہی شہادت کافی ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی بزرگی یا حسن و جمال کی تعریف کرتا ہے تو اُس کو فرشتہ کہتا ہے وقلن حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم اس کے بعد علما کو گواہ قرار دیکر عالم پر ظاہر فرما دیا کہ علما اس قدر ثقہ معتبر اور عدول ہیں۔ کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت کے سفیر جو اصل منشاء آفرینش ہے۔ اور جس کا اقرار ہر شخص پر فرض ہے نیز یہ بھی بتا دیا۔ کہ علما اس بھید سے واقف ہیں۔ تب ہی تو وہ گواہی دیتے

کے قابل سمجھے گئے اور یہی معرفت الٰہی اعلےٰ غایتہ اور عمدہ ثمرہ تمام علوم کا ہے +

پس یہ واضح ہوگیا کہ ایسا علم پڑھنا۔ پڑھانا۔ اسکی اشاعت میں کوشش کرنا اور ایسے علم کے طالبوں کے لئے روٹی۔ کپڑا۔ کتاب۔ مکان تیل بتی وغیرہ کا بہم پہنچا دینا جس سے انسان اوالعلم میں داخل ہوکر لا الہ الا اللہ کے شہادت دے سکے۔ وہ کام ہے جس سے کوئی ثواب کا کام لگا نہیں کہا سکتا۔ بڑا سعادتمند اور خوش نصیب وہ شخص ہے۔ کہ جس کا جان و مال ایسے عمدہ کام میں صرف ہو۔ جس سے بہتر مصرف اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیا کوئی مسلمان جو قرآن شریف میں الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یا آیہ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علے اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان کی تلاوت کرتا ہو۔ دین و ایمان سے بڑھ کر کسی دولت دنیا کو عزیز رکھ سکتا ہے۔ ؎ وہ بندہ جس کا سر سجدے میں خالق کے لئے خم ہے + وہ نزدیک خدا رتبے میں تاج خسرو جم سے کتاب اللہ میں یہ مسئلہ بالکل مسلم ہے + ملی ایمان کی دولت یہی احسان کیا کم ہے + مسلمان کون سا ہے جو نہیں ممنون حضرت کا +

اگر یہی بیدلی اور بے توجہی جو آج مسلمانوں میں علوم دینیہ کیطرف سے دیکھی جاتی ہے پہلے مسلمانوں میں بھی ہوتی۔ تو کیا اسلام اپنے سینے سے لے کر یہاں تک پھیلتا +

اس جگہ تفصیل کی تو گنجائش نہیں لیکن مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کچھ مختصر تذکرہ ان کوششوں کا بھی کیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں نے

تعلیم کے متعلق کی ہیں ٭

تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کے وسط سے تصنیف و تالیف حدیث و تفسیر کا سلسلہ حماد۔ امام اوزاعی۔ امام مالک اور سفیان ثوری رحمہم اللہ نے شروع کردیا تھا۔ اور اس کے کچھ زمانہ بعد ہی مدارس کی بنا بھی پڑ گئی اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ رفتہ رفتہ ایک ایک شہر میں چالیس چالیس پچاس پچاس اعلیٰ تعلیم کے مدرسے قائم ہوگئے۔ چنانچہ شہر نیشاپور میں فساد ۵۵۶ھ میں ۲۵ حنفیہ و شافعیہ مدارس اور ۱۲ کتب خانے تباہ ہوئے تھے۔ سلیمان صفوی کے عہد میں ۴۸ بڑے بڑے مدرسے ایک شہر اصفہان میں تھے۔ خود بغداد میں نظامیہ بغداد جیسے مدرسے کے ہوتے ہوئے ۳۰ نہایت عالیشان مدرسے اور موجود تھے۔ اسی طرح ہر ایک شہر میں بکثرت مدارس تھے جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ ان مدرسوں میں سے زیادہ تر سلاطین و امرا کے مصارف سے چلتے تھے مگر ایسے بھی بہت سے مدرسے تھے کہ جن کو قوم جلدی سے چلاتی تھی ٭

علم اور علما اور مدارس کی لوگوں کے دلوں میں یہ عظمت تھی کہ جس وقت نظامیہ بغداد کا افتتاح ہوا تو سارا شہر بغداد رسم افتتاح میں شریک تھا اور نظامیہ کی مدرسی سے بہتر کوئی عہدہ اور کوئی منصب عزت میں نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پانچ پانسو و ہزار ہزار دینار ماہوار مدرسین اور مترجمین کو تنخواہیں ملتی تھیں بعض مدارس میں طلبا کو جیب خرچ کے واسطے علاوہ تمام ضروری سامان کے ایک ایک اشرفی ماہوار ملتی تھی ٭

بلایا ماہران علم کو ہر ہر ولایت سے + زیادہ جانتا تھا انکو اپنی ساری دولت سے
بٹھاتا تھا انہیں دربار میں اکرام و عزت سے ٭ اگر واقف نہیں تم عالموں کی قدر و قیمت سے
تو دیکھو تذکرہ مامون کے عہد خلافت کا ٭

علماء کی جو عزت کی جاتی تھی۔ اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ علامہ تقی الدین ابن تیمیہ کے جنازے میں باوجودیکہ اُن کے بعض مسایل سے بادشاہ وقت اور جمہور رعایا کو اختلاف تھا اور اسی واسطے وہ قید میں بھیجے گئے تھے۔ جبکہ انہوں نے ۷۲۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ دو لاکھ آدمی شریک تھے۔ شہر کی دکانیں بند ہو گئی تھیں۔ اور لوگ کندھا دینے کے لئے جنازے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ مگر یہ شرف حاصل ہونا بہت ہی دشوار ہو گیا تھا۔ تاریخوں سے ثابت ہے کہ بہت سے مدرسے ایسے تھے کہ جن کا خرچ بیس بیس پچیس پچیس لاکھ روپیہ سالانہ تھا۔ بعض بعض مدرسے اتنے بڑے تھے کہ اُنپر دیکھنے والیکو شہر کا گمان ہوتا تھا۔ طالب العلموں کیواسطے وہ سامان مہیا کیا جاتا تھا جو مرفہ الحال لوگ استعمال کرتے تھے۔ مختصر یہ ہے کہ ہمیشہ اس کام میں حکومت اور رعایا نے مدد کی ہے۔ اور اسکو وسیلہ عزت وسعادت سمجھا ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی ہندوستان میں ایسی ایسی حکومتیں اور ریاستیں اور ایسے ایسے والیان ملک موجود ہیں جنپر مسلمانوں کو ناز ہے اور حمایت دین جن کا شعار ہے۔ میں اس وقت نہایت فخر کے ساتھ اعلےٰ حضرت بندگان عالی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ وضاعف اجلالہ کا نام نامی آپکے سامنے لیتا ہوں۔ جنکے علم دوست غریب پرور فیاض عادل اور رحمدل ہونیکا شہرہ چاردانگ عالم میں ہے۔ ؎ نگاہ لطف سے بگڑی ہوئی تقدیر بنتی ہے ✦ اور اُنکی جوتیوں کی خاک سے اکسیر بنتی ہے ✦

نیز دیکھا جاتا ہے کہ بعنایت ایزدی ہندوستان میں مسلمانوں کے قوم معقول تعداد میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ

وہ دنیوی تعلیم کے لئے بحسب ضرورت وقت اور بقدر وسعت خرچ بھی کر
رہے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ دینی تعلیم میں اس قدر پہلو تہی کریں۔
حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ دین دنیا سے مقدم ہے۔ اور حالانکہ وہ
دیکھتے ہیں۔ کہ ہم عصر قوموں کا ایک ایک فرد اپنی قوم کی تعلیم کے
واسطے لاکھوں وقف کر دیتا ہے۔ جس کی نظیریں ہندوستان میں
موجود ہیں۔ ؎ مسلمان بخل کر کے دین کو برباد ہونے دیں ✤
نہیں ہرگز نہ ہوگا یہ تماشا اُن کی غیرت کا ✤ مدد اس انجمن کی موجب
ِ منت عقبےٰ ہے ✤ اگر سمجھو تو یہ بیعانہ ہے سعادت کا ✤ یہاں
دو ایک اور وہاں ایک بدلے میں لو ستر ✤ تمہارے ہاتھ آیا ہے عجب
نفع تجارت کا ✤ ؎ پڑے سوتے ہو کیا اس خواب غفلت سے ذرا
چونکو ✤ بہت سے کام باقی ہیں اٹھو جلدی کرو یارو ✤ یہ جتنا
وقت فرصت ہے اسی کو مغتنم جانو ✤ لگے ہاتھوں خدا کے واسطے
جو ہو سکے کر لو ✤ وگرنہ سر پہ آ پہنچا ہے یارو وقت حسرت کا ؎
تعجب ہے ذرا سا کام تم کو ہوگیا دوبھر ✤ سبب یہ ہے کہ ملکر کام کرنے
کے نہیں خوگر ✤ سہارا دے کے چڑھا دو کسی صورت سے یہ
چھپر ✤ کرو اس کام کو سب متفق اور یکجہت ہو کر ✤ زیادہ ہے
صلوٰۃ الفرد سے ستائیس درجہ جماعت کا ✤

بہاول پریس واقع لاہور انارکلی سرائے باہتمام مولوی محمد عبد الرشید عبد العزیز سے شائع ہوا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

"تعلیم الٰہی کا سلسلہ"

خلاقِ کائنات نے جس عنایت بے غرض اور جودِ بے طلبِ عوض سے انسان کو اشرف
مخلوقات پیدا کیا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ اُسی قدرت کاملہ
اور حکمت بالغہ کے تقاضا سے اُسکو انسان کی تہذیب اور تربیت بھی منظور
تھی۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ۔ جب آدم عالم ہستی میں نمودار ہوا۔ اُسکو
کچھ خبر نہ تھی۔ کہ وہ یہاں کس کام کیلئے آیا ہے۔ اور اُسکو اپنی زیست اور مرگ کا کیا انتظام
[illegible]سب کرنا چاہیئے۔ محض ہیولے کا ہیولے تھا۔ جانتا تو کیا جانتا۔ کرتا تو کیا کرسکتا۔ جیسے
بچہ آدم زاد جس وقت ماں کے شکم سے تولد ہوتا ہے۔ کسی لائق نہیں ہوتا۔ ماں باپ اس
کی پرورش کے متکفل ہوتے ہیں۔ چہ جائے آنکہ وہ از خود خدا کی ذات وصفات کی معرفت
حاصل کرے جسکی بابت لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ۔ وَلَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے۔ باوجود اس
[illegible] اور کیسے ہو؟ کہ پیدا کرنے کی علت غائی ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ
الْاِنْسَ [illegible] لِیَعْبُدُوْنِ۔ جہاں عنایا کو کمال عجز سے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ کا اقرار و اعتراف ہے۔ پس پہلے پہلے تعلیم و تربیت الٰہی کا
سلسلہ آدم ابوالبشر سے آغاز ہوا وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ اس سلسلہ میں جناب
محمد رسول اللہ خاتم النبیین تک ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بقول بعضے دو لاکھ چوبیس ہزار
انبیا نوبت بنوبت مبعوث ہوئے۔ اس جم غفیر انبیا کو حق تعالیٰ نے خاص کر خدمت
عظمیٰ کے واسطے نوع انسان سے منتخب اور مستثنیٰ کیا۔ کہ انکے وسائط سے دنیا میں تعلیم
الٰہی کی اشاعت ہو۔ بغیر توسط انبیا کے اور کوئی ذریعہ ممکن نہ تھا جس سے لوگ خدا کی
مرضیات پر مطلع ہوں۔ اور ہر باب میں اسکے مطابق کاربند رہیں۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ
لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ جو نبی مبعوث ہوا۔ اسکو یہی حکم ہوتا
رہا۔ کہ وہ بندگان خدا کو علم توحید اور عبادت مخلصانہ کا طریق تعلیم کرے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ اِلَّا نُوحِي اِلَيْهِ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُونِ۔ جنکو توفیق
الٰہی رفیق ہوئی۔ وہ توحید اور رسالت پر ایمان لائے۔ اور جو شقی ازلی تھے۔ وہ بدستور
اپنی جہالت پر مصر رہے۔ مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا
هَادِيَ لَهُ۔ بلکہ انہوں نے انبیا پر طرح طرح کے طعن اور الزام برپا کئے اور انکی ایذا و
قتل کا باعث ہوئے۔ مگر حضرات انبیا کی علو ہمتی اور اولو العزمی پر آفرین ہے کہ ہر قسم کی تکلیف
مال و جان کا تحمل کر کے اپنے فرائض منصبی یعنے دعوت الخلق الی الخالق سے باز نہ رہے
اور بے دغدغہ اپنے کام میں مصروف رہے۔ حافظ ؎ باز کے در روز کوے یار تا جان می
بدن۔ تیر باران ملامت عاشق بیباک را ٭ ہرچہ آید بر سر ما از رقیبش جائے دست
آب دریا کے چہ پروا از خس و خاشاک را ٭ القصہ نبی بعد نبی کے مبعوث ہونے سے نبوت
کا سلسلہ ہر زمانہ میں تازہ ہوتا گیا اور ایک ہی دستور مستمرہ پر جاری رہا اور بار بار
تکرار اور تائید علی الاتصال سے مضبوط اور مستحکم ہوتا گیا۔ اور منکرین نبوت بھی قدم
بقدم ہر زمانہ میں جہل اور تعصب سے پیش آتے رہے۔ انکی عقل فقط مشاہدہ محسوسات

تک محدود تھی۔ اُس سے بڑھکر وہی کے اسرار و حقائق کے فہم و تفہیم کا دماغ ہی نہ رکھتے
تھے اور اپنی عقل ناقص کے مطابق نقدمن المرء علی نفسہ دلکا رنگ تاویلات و
توجیہات بنا کر جہلا و وقت کا دل خوش کرتے تھے۔ اور آپ فیلسوف وقت کہلاتے تھے
مدت تک اُنکے وہم و خیال بے بنیاد اُنکے دل ہی میں اختلاج کرتے تھے۔ لائق تقریر
نہ تھے اور اُنکی قیل و قال مایہ فساد دُنکی زبان تک بھی جولان کرتی تھی تا قابل تحریر نہ تھی جب
ارسطاطالیس بانی مبانی حکمت مشائی پیدا ہوا۔ اُس نے فلاسفہ عہد سابق مثل اسقلینوس
و انبازقلیس و اندروماش۔ فیساغورس و دیمقراطیس و جالینوس و ارشمیدس و بقراط
و سقراط و افلاطون و برہماطوس و بیداغوس و بطلیموس وغیرہ فلاسفہ قیروانیہ و اشراقیہ
و حکمیہ و ابطالیہ۔ اسکندریہ وغیرہ کے عقائد کو جمع و ترتیب کرکے فلسفہ استدلال
وضع کیا جسمیں سفسطہ اور منطق بھی داخل ہے۔ اُسکی نظر میں جو حشو اور اغلاط معلوم ہوئے
اُنکو قلم انداز کر دیا۔ حتی کہ اپنے اُستاد افلاطون اور اُستاد الاستاد سقراط کی رائے
کو صریح جرح و قدح کرکے مخدوش کر دیا ہے۔ بعد ازاں بقول سعدی کہ بنیاد ظلم اول در جہاں
اندک بودہ است۔ ہر کہ آمد برآں مزید کرد۔ اُسکے مقلدوں نے جو مشائین کہلاتے ہیں
وقتاً فوقتاً سلسلہ تالیف و ترمیم جاری کرکے مذہب فلسفہ کو وسعت دی چنانچہ کئی کتابیں
مدکناش معرض تصنیف میں آئیں جو ایک مدت تک اسکندریہ و انطاکیہ و بیروت و اندلس
دمشق و شام وغیرہ ممالک یونان و فارس کی مدارس فلسفہ میں پڑھائی جاتی تھیں۔ جب
عرب نے ان مقامات کو فتح کیا۔ جا بجا کتب خانجات سے برآمد کرکے اپنے تفضیل کے
سب سے پہلے ابونصر فارابی نے علوم فلاسفہ کو یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ بعد ازاں
بن عبد الملک۔ اور ہارون رشید اور مامون اور عبد اللہ وغیرہ خلفائے عباسیہ کے
وقت میں یعقوب بن اسحاق کندی اور شیخ الرئیس اور یوسف اور یحیٰی اور ابن فرا
[illegible]

اپنے اپنے وقت میں ایک ایک ناموس اور کنش یونانی کو عربی میں نقل کیا جب حکمت
مسائل عربی میں منتقل ہوئی - اور علما و فقہا اکابر اسلام کی نظر سے گذری انہوں نے
عقیدہ اسلام کے مخالف پاکر اسکے مقابل علم کلام وضع کیا جسمیں عقاید اسلام کا ثبوت
اور مذاہب فلاسفہ کی تردید بدلایل عقلیہ ثابت کی ہے - اس تقریر سے بخوبی
روشن ہے - کہ فلسفہ کوئی آجکل کی روشنی کا پرتو نہیں ہے - بلکہ ایک گرگٹ متبدلی
ہے - اور کوئی یقینی بات نہیں ہے - صرف ظن اور تخمین کا تختہ مشق ہے - پہلے فلسفہ
استدلالی لمبی مدت تک آلہ تصدیق بنا رہا - پھر مونید بکّان نے اسکو منسوخ کرکے بجائے
اسکے فلسفہ استقرائی وضع کیا - اب وہی معیار تحقیق قرار پایا ہے بطلیموس کے نظام
میں قدیم حکما کی یہ رائے ہے کہ تمام عالم تیرہ کروں پر مشتمل ہے - چار کرات عناصر اربعہ
اور سات سیاروں کے سات آسمان اور فلک البروج اور فلک الافلاک جو سب پر محیط
ہے - اور زمین مرکز ہے - اور سب کرات ارضی و سماوی اسکے گرد حرکت کرتے ہیں یہ نظام
بطلیموس کی کتاب مجسطی میں مفصل درج ہے - اور صحف ہرمس اور صحف ارجانیقی میں
بھی یہی نظام متقدم پایا گیا ہے - اور ہنود اور اہل فارس اور عرب بھی اسی نظام کے
قائل ہیں فیثاغورس کے نظام شمسی میں وہ نل کروں سے زیادہ نہیں - اس نظام
میں زمین بھی ایک سیارہ ہے - اور سب سیارات میں موالید ثلثہ آباد ہیں - اور
کئی اقمار اور ایک سیارہ ہرشل کواکب مرصودہ سابقہ پر زیادہ کیا ہے - اور آفتاب
کرہ ناری اور مرکز ہے - اور آسمان مدارات کواکب اور دوائر فرضی ہیں - اور عالم
غیر محدود ہے - اور مسئلہ کشش ثقل پیچھے ایجاد و ایزاد ہوا ہے - فیثاغورس کا اعتقاد خدا کی
نسبت یہ تھا کہ وہ روح عالم ہے - اور تناسخ کا قائل تھا - افلاطون کا مذہب ہے کہ دو
اصل قدیم ہیں ایک فاعل دوسرا مادہ کہ فاعل سے منفعل ہوکر صورت قبول کرتا ہے اور
تناسخ کا معتقد تھا - ابیقورس مادہ اور حیز کو قدیم جانتا تھا اور مادہ اجزاء غیر متناہیہ سے

مرکب خیال کرتا تھا۔ اور خیر کو خلاف بخت اور کہ سب اجرام و اجسام علوی سفلی ان ہی اجزاء
غیر متناہیہ سے بترکیب اتفاقیہ ظہور میں آئے ہیں کوئی صانع عالم نہیں اور عالم
دور بر دور حدوث و فنا پاتا ہے۔ اور متجدد اور متبدل ہوتا ہے اور ان ادوار کی
کوئی حد معین نہیں۔ اُسکے زعم میں آدمی کی نسل سور سے اور ڈرون کی رائے میں
بندر سے شروع ہوئی ہے۔ کہ بتدریج تہذیب اور تربیت پاکر صورت موجودہ تک
پہونچی ہے۔ ان دونوں نے دُنیا سے بابا آدم کا نام ہی مٹا دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ
الا باللہ۔ ہمیں یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً۔ کا کس قدر الکا۔ پایا جاتا ہے
یہ دونو فلسفی الہیات کے منکر تھے۔ سوفسطائیہ آخرین طبقات فلاسفہ قائل ہیں کہ آدمی
کی عقل انکشاف حقایق اشیا سے قاصر محض ہے۔ کسی چیز کی حقیقۃ نفس الامریہ دریافت
نہیں ہوسکتی اُنکے نزدیک حق و باطل صدق و کذب دونو امر اعتباریہ ہیں اور کہتے ہیں
جسکے مزاج میں غلبہ صفرا ہو اُسکو شیرینی تلخ معلوم ہوتی ہے۔ اور بلغمی مزاج کو شیرین محسوس
ہوتی ہے۔ نفس الامر میں کوئی مزہ متحقق نہیں ہوا۔ کہ شیریں کیا چیز ہے اور تلخ کیا چیز
ہے۔ اسیطرح اور معلومات پر قیاس کرنا چاہئے۔ کہ جن پر ہم حق و باطل کا اطلاق کرتے
ہیں۔ وہ بھی امر اعتباری ہے۔ حقیقۃ نفس الامریہ نہیں ہے کسراب بقیعۃ یحسبہ
الظمآن ماء۔ حکماء مشائین کے نزدیک عقول عشر سے زیادہ نہیں۔ اور اشراقین کے نزدیک
عقول کی کوئی حد تعداد مقرر نہیں ہے۔ ہیئت قدیم میں طلوع شہاب کا سبب اجتماع دخان
قرار دیا ہے۔ کہ وہ کُرۂ نار میں پہونچکر مشتعل ہوتا ہے اور بصورت کواکب اشکال مختلفہ سے
متشکل ہوکر مرئی ہوتا ہے۔ ہیئت جدید میں اُنکو مجسم قرار دیا ہے چنانچہ یورپ کے عجایب
خانجات میں چھوٹے بڑے شہاب بہت پڑے ہیں۔ منجملہ اُنکے فرانس کے عجایب خانہ
میں ایک بہت بڑا شہاب ہے جسکا وزن تیس من کا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ جَعَلْنَا

رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ کی تفسیر آج مشاہدہ میں آ گئی۔ فلاسفہ متقدمین چار عنصر قرار دیتے
تھے اور اب تحقیقات جدید میں ۴۰ عنصر سے تجاوز کرکے ۴۸ تک پہونچے ہیں۔ اور
ابھی تحقیق ختم نہیں ہوئی۔ فلسفہ قدیم میں خلاء کو محال سمجھا گیا تھا اور آب آلہ مخرج الہوا
کے تجربہ کرنے سے معلوم ہوا کہ خلا ممکن ہے۔ اکثر حکماے زمانہ کو قدیم جانتے ہیں حشر
اجساد و معاد کے منکر ہیں۔ آسمان کا خرق والتیام نہیں مانتے اور قرآن میں آیا ہے
إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا۔ رفعت ادریس و مسیح و معراج
جسمانی حضرت صلعم انکی عقل کے نزدیک نہایت غیر ممکن ہے۔ اسقدر بطور نمونہ یہاں
بیان کیا گیا ہے ورنہ جزئی جزئی میں باہم فلاسفہ اختلاف اور تناقض موجود ہے جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ فلسفہ ہر زمانہ میں بدلتا رہتا ہے اور آیندہ بھی ہمیشہ بدلتا رہیگا۔
ایک حالت پر اسکو قرار نہیں اور نہ ہوگا۔ اسکا تلون اور تذبذب اسکے بطلان کے لئے
کافی دلیل ہے **مولانا روم** چند خوانی حکمت یونانیاں۔ حکمت ایمانیاں را ہم بخواں ؎
پاے استدلالیاں چوبیں بود۔ پاے چوبیں سخت بے تمکیں بود ٭ گر بحکمت کار دیار
دیں بدے۔ فخر رازی راز دار دیں بدے ٭ زیرکی ظن ست و حیرانی نظر۔ زیرکی
بفروش و حیرانی بخر ٭ لیکن علم انبیا علیہم السلام ہر زمانہ میں ایک ہی حیثیت پر قائم رہا
اسمیں کبھی کچھ تغیر و اختلاف واقع نہیں ہوا کیونکہ وہ بلا اشتباہ حق محقق علم الہی ہے
اور علم الہی میں کبھی تغیر و تبدل نہیں آسکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا چنانچہ
اس سلسلہ انبیا کے اختتام پر حضرت محمد امین امی رحمۃ العالمین خاتم النبیین آخر الزمان
عرب میں پیدا ہوے۔ اور انپر آخری کتاب قرآن مجید تمام کتب سماویہ کا خلاصہ
اور سب علوم ازلیہ و ابدیہ کا لب لباب جامع احکام و نصایح و حاوی ضروریات
معاش و معاد بلسانی عربی بالفاظہا وحی متلو کے پیرایہ میں بدعوی تحدی و اعجاز
فصاحت و بلاغت نازل ہوا۔ جسکے نزول کو آجتک تیرہ سو اٹھارہ برس ہوتے ہیں

اور اسمیں ایک نقطہ کا تغیر و تبدل نہیں آیا۔ گویا ابھی لوح محفوظ سے اترا ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ اسکی موجودگی میں کسی اور کتاب اور نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اسلئے نبوت بھی ختم ہوگئی حافظ شیرازی چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں۔ کآید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما * وَالَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ پہلے ہی قرآن کی تعلیم میں حفظ زبانی کا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جسوقت کوئی آیت قرآن نازل ہوتی تھی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دست بدست یاد کرلیتے تھے حاذق آمد چنانکہ لفظ بلفظ او بما رساند قرآں گواہ صدق پیام محمد ست * اور وہی طریق ابتک امت محمدیہ میں جاری ہے کہ اسوقت بھی ہزاروں حفاظ اور قراء موجود ہیں۔ جسکی تعلیم کا سلسلہ سند بسند رسول علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے۔ کہ ہر چند کوئی شخص عربی ہو یا عجمی کیسا ہی فصیح و بلیغ لغوی معنوی ادیب لبیب ہو۔ بغیر سند کے ایک آیت قرآن کی صحیح نہیں پڑھ سکتا جبتک کہ استاد سے سبقاً سبقاً نہ پڑھا ہو۔ قرآن کی قرایت و تلاوت کا فن بھی بجائے خود ایک مستقل فن ہے۔ جسکو علم تجوید کہتے ہیں۔ بغیر اسکے حق ترتیل ادا نہیں ہوسکتا۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اگر قرآن کا حفظ و صیانت فقط قلم اور کاغذ کے تفویض ہوتا۔ تو آجتک اسمیں بھی تحریف و تخلیط واقع ہو جاتی۔ مگر چونکہ حافظ حقیقی نے اسکی محافظت کا اپنے اوپر ذمہ لیا ہے۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ حفاظ کے سینہ اور زبان میں اسکو محفوظ کردیا ہے۔ جہاں قلم اور کاغذ کا دخل نہیں۔ اسلئے ہر زمانہ میں اس کی صحت کا معیار حفاظ اور قراء کی زبان پر رکھا گیا ہے۔ خواہ کتابت پر اعتبار رہے یا نہ رہے اکثر حفاظ ایسے ہوتے ہیں جو ایک لفظ کا معنی بھی نہیں جانتے اَلْحَافِظُ كَالْجَاهِلِ بلکہ اکثر انہیں اندھے مادرزاد ہوتے ہیں جنہوں نے سایف کی صورت کو بھی نہیں دیکھا۔ اور تاویل اور تحریف وہی لوگ کرتے ہیں۔ جو معانی سے خبر رکھتے ہیں۔ دنیا میں یہ ایک ہی

کتاب ہے۔ کہ اپنی صحت و احتیاط میں نظیر نہیں رکھتے۔ علی الخصوص کہ بدعوی فصاحت و بلاغت نازل ہوی ہے۔ معجزہ دائمی حضرت خاتم النبیین کا ہے جسکی مثل پر آجتک کوئی فرد بشر قادر نہیں ہوا۔ اور نہ آیندہ ہوگا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ اسوقت عرب میں صدہا ملک الشعراء موجود تھے۔ جو کھڑے کھڑے قصاید طول طویل فی البدیہہ کہدیتے تھے۔ باوصف اسکے کہ قرآن مجید انکی مادری زبان میں نازل ہوا۔ اسکے مقابلہ سے عاجز ہوے۔ اور کیسے عاجز ہوے کہ نہ قلیل پر قادر ہوسکے نہ کثیر پر۔ قرآن مجید فی نفسہ معجزہ نہیں ہے بلکہ اسکی تاثیر و برکت سے اور خرق عادات بھی صادر ہوسکتی ہیں۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا۔ اولیاے کرام سے جو خوارق عادات صادر ہوتے ہیں وہ اسی آیت کا مصداق ہیں۔ قرآن فی نفسہ ذخیرہ سعادت دنیا و آخرت ہے اور ہر نہج سے مکمل و مکتفی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ جو حکم قرآن میں ایک جگہہ مجمل آیا ہے۔ وہ دوسری جگہہ مفصل آگیا ہے۔ شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کلما حکم بہ رسول اللہ صلعم فھو مما فہمہ من القرآن۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ فی آیات اخر۔ اور نیز حدیث میں آیا ہے الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ یعنی السنۃ۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى۔ پس آنحضرت نے جو قرآن کی تفسیر کی ہے وہ بھی وحی ہے۔ قرآن میں اور حدیث میں اتنا ہی فرق ہے کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ صحابہ رض نے وحی کے نزول کی کیفیت کو بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور قرآن کا علم و عمل بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے۔ جلال الدین سیوطی تفسیر اتقان میں اور ابن تیمیہ اپنی کتاب میں لائے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جسطرح صحابہ رض کو الفاظ

[قر]آن تعلیم کئے ہیں۔ اُسی طرح اُسکے معانی بھی تعلیم فرمائے ہیں۔ عبدالرحمن سلمی کہتے ہیں کہ ہم سے کہ صحابہؓ حضرت سے قرآن پڑھتے تھے۔ اور اُسکا علم وعمل بھی ساتھ ساتھ سیکھتے تھے جیسے عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ اور دس آیت سے زیادہ سبق نہیں لیتے تھے۔ اور جبتک اُنکا علم وعمل تمام نہیں کرتے تھے۔ ایک حرف بھی آگے نہیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ عمرؓ نے آٹھ برس سورہ بقر کے پڑھنے میں لگائے۔ حاکم مستدرک میں لایا ہے کہ صحابی کی تفسیر حکم مرفوع کا رکھتی ہے۔ یہ تعلیم سلسلہ بسلسلہ سند بسند صحابہ سے تابعین کو اور تابعین سے تبع تابعین کو اور اُن سے محدثین ومجتہدین کو پہونچی۔ اور اُن سے عوام وخواص اُمت محمدیہ میں شائع ہوئی۔ ابتک یہ علمی اعتقادی حقائق ہیں۔ کہیں مفقود نہیں ہوگئی۔ اور جو تنازع دین میں ہوا وہ قرآن اور حدیث کے مطابق فیصلہ پایا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ اور جو اجماع قائم ہوا۔ قرآن اور حدیث کے موافق ہوا۔ اور جو قیاس پیدا ہوا اُن سے مستنبط ہوا۔ کیونکہ اجماع وقیاس بھی قرآن اور حدیث کے فروع ہیں جو اجماع اور قیاس کہ قرآن اور حدیث کے مخالف ہو۔ وہ فی نفسہ مردود ہے۔ **جامی** ہرچہ نہ قال اللہ وقال الرسول۔ ہست بر اہل فضیلت فضول ٭ لیکن اسوقت دین کا معاملہ منعکس ہوگیا ہے۔ کہ جسطرح اس سے پہلے ہر ایک مقدمہ دینی کا قرآن اور حدیث آلہ تصدیق تھا۔ اب اُسکے برخلاف قرآن اور حدیث کے تحقیق کا معیار فلسفہ یونانیہ قرار پایا ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ غور کا مقام ہے۔ کہ فلسفہ کو حدیث اور قرآن سے کیا نسبت ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ جو فلسفہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں۔ کہ وہ انسان کے خیالات طبعزاد کا نتیجہ ہے۔ اور یہ قیاس خواہ کیسا ہی باکمال ہو۔ ہرگز خطا سے مبرا نہیں ہے۔ اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ

مِنَ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ - علم الٰہی کے مقابلہ میں اسکی حیثیت کچھ نہیں - فلسفہ کی بلند پروازی فقط منطق ریاضی طبعیات تک محدود تھی - اور بس - اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی - اور انھی علوم سے اُنھوں نے الٰہیات پر بھی استدلال کیا ہے - لیکن یہ استدلال اُنکا محض جہل مرکب ہے - کیونکہ مادیات و محسوسات کے احکام مجردات و معقولات پر ہرگز مطابق نہیں آ سکتے - اگر مطابق آ سکتے تو جیسا اُنکا منطق اور ریاضی و طبعیات میں اتفاق ہے - الٰہیات میں بھی اُنکا اجماع ویسا ہی قائم ہوتا - لیکن الٰہیات میں اُنکا اسقدر اختلاف و تناقض اور خبط و نزاع ہے - کہ اُسکی حد شمار نہیں - اور چونکہ منطق اور ریاضی اور طبعی علوم یقینیہ میں سے ہیں - عوام کو ضرور یہ مغالطہ گذرتا ہے کہ اُنکا استدلال الٰہیات پر بھی صحیح ہوگا لیکن یہ استدلال سراپا غلط ہے - ہرگز صحیح نہیں ہے - بلکہ الٰہیات حصہ انبیا کا ہے - کیونکہ الٰہیات کے موضوعات سب علم الغیب میں داخل ہیں - اور علم الغیب خاصہ علام الغیوب ہے اُسکے سوائے دوسرے کو اُسپر اطلاع نہیں وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ - مگر جسکو وہ اپنی طرف سے وحی یا الہام کرے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ - اکابر سلف بعض علوم کو برا جانتے تھے - حتی کہ علم کلام سے بھی کراہت رکھتے تھے - امام یوسف سے کہتا ہے - من طلب العلم بالکلام تزندق امام شافعی رحمۃ حکمی فی اهل الکلام ان یضربوا بالجرید والنعال ویطاف بهم العشائر والقبائل ویقال هذا جزاء من ترك الكتاب والسنة واقبل علی کلام اهل البدعة - جلال الدین سیوطی نے منطق اور فلسفہ دونو کو حرام کہا ہے - اور اکثر مفسرین معتبرین سلف اسکا فلسفہ کی حرمت پر اتفاق ہے - ابن الصلاح اور نووی وغیرہ علمائے امت محمدیہ نے اُسکی حرمت بالتصریح بیان کی ہے - اور ابن رشید مالکی نے اُسکی حرمت میں کتاب تہافۃ التہافۃ تالیف کی ہے - اور اُسمیں ائمہ اربعہ کے نصوص قاطعہ بیان کئے ہیں - اور سراج الدین قزوینی نے بھی فلسفہ کی حرمت میں

ایک کتاب لکھی ہے ۔ اصحاب ابوحنیفہ رح اور ابن رشید کہتے ہیں کہ جو شخص فلسفہ میں توغل
رکھتا ہو اُسکی روایت مقبول نہیں ۔ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور سفیان
وغیرہ ائمہ حدیث بھی اُسکی حرمت کے قائل ہیں ۔ ابو یوسف رح کہتا ہے کہ متکلم کے پیچھے
نماز جائز نہیں ۔ امام ابوحنیفہ رح کے پاس دو شخص آئے ۔ ایک قرآن کو مخلوق کہتا تھا دوسرا
غیر مخلوق ۔ چونکہ اُنکا سوال علم کلام کے متعلق تھا آپ نے جواب سے اعراض کرکے کہا لا تصلی
خلفہما ۔ اور ایک روایت میں احمد حنبل رح سے ہے ۔ علماء الکلام زنادقۃ ۔ امام غزالی
نے پہلے فلسفہ میں عمر بسر کی آخر اُس سے رجوع کیا اور حدیث نبوی کی طرف متوجہ ہوا ۔ اور
تہافۃ الفلاسفہ تصنیف کرکے اُسمیں فلاسفہ کی تکفیر ثابت کی اور جب مرا بخاری اُسکے سینہ
پر تھی فخر رازی کہتا ہے ۔ نہایت اقدام العقول عقال وغایۃ سعی العالمین
ضلال وارواحنا فی وحشۃ من جسومنا وحاصل دنیانا اذی ووبال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا سوی ان جمعنا فیہ قیل وقال الغرض کہ فلسفہ
کا دخل اسلام میں نہایت مذموم ہے ۔ اور آخر کو سوائے تذبذب اور تحیر کے اُس سے کوئی
مقصد حاصل نہیں ۔ اگر دین میں فلسفہ کی ضرورت پائی جاتی ۔ تو حضرت شارع بتقاضائے
مدینۃ العلم و علی بابہا اُسمیں تقدیم کرتے اور صحابہ کو بھی تعلیم فرماتے یا قرون ثلثہ میں اسکا
کہیں تذکرہ پایا جاتا ۔ لیکن جہانتک دریافت ہو سکتا ہے اُسکی ممانعت اور مذمت ہی معلوم
ہوتی ہے ۔ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۔ اور حدیث میں آیا ہے
ہلک المتنطعون ۔ ای المتعمقون فی البحث ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ
هَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۔

ابو الفضل حکیم خدا بخش حاذق مطب
فیض عام گجرات پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"روداد شہادت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی پیش خبری"

جو کمالات کہ اور سب انبیا میں متفرق تھے۔ وہ سب ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلعم کی
ذات مقدس میں فوق الکمال مجتمع تھے۔ جیسے خلافت آدم اور داؤد اور سلطنت سلیمان
اور حسن یوسف اور خلت ابراہیم اور کلام موسیٰ۔ اور عبادت یونس اور شکر نوح علی نبینا
وعلیہم السلام وغیرہ۔ ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری + ان کمالات کے علاوہ
اور کمالات بھی ذات مبارک میں موجود تھے۔ جو اور انبیا میں نہ تھے۔ مثل ولایت اور محبوبیت
اور صفوت اور رویت اور قرب اور شفاعت اور جہاد اور علم اور عرفان اور قضا اور فتویٰ
اور اجتہاد اور احتساب اور قرأت وغیرہ۔ لیکن ایک کمال باقی تھا کہ آنحضرت صلعم کو بنفس
نفیس حاصل نہوا اور وہ شہادت تھی۔ اور اسمیں ایک مصلحت اور حکمت الٰہی پوشیدہ
تھی۔ کہ اگر آنحضرت صلعم بذات شریف میدان جنگ میں شہید ہوتے۔ تو اسلام کا شان
اور شکوہ بالکل جاتا رہتا اور دین میں خلل عظیم واقع ہوتا۔ اور اگر خفیہ شہادت پاتے۔
جیسے کہ بعض خلفا نے شہادت پائی تو اسکی شہرت نہ ہوتی۔ بلکہ وہ شہادت نا مکمل
تصور ہوتی۔ کیونکہ شہادت کا مدہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی مصیبت اور غربت
کی حالت میں مارا جاوے۔ اور اسکی لاش میدان میں پڑی رہی۔ اور اسکے عزیز و
اقارب بھی اسکے ساتھ قتل کیے جاویں۔ اور اسکا مال و متاع سب لوٹا جاوے۔ اور
اسکے اہل و عیال پس ماندہ قید کیے جاویں۔ اور یہ سب مصائب علیٰ وجہ اللہ ہوں
ہوں۔ پس حکمت الٰہی نے تقاضا کیا۔ کہ اس کمال اعظم کو بھی ان کمالات سے لاحق
اور شامل کرے۔ تو بعد وفات حضرت صلعم در انقضائے ایام خلافت اسکا وقوع
ظاہر کیا۔ کیونکہ بحالت حیات جناب سرور کائنات اور خلافت خلفاء راشدین

اہلبیت نبوت کی بیقدری بے ادبی مغلوبی مظلومی کی صورت ہرگز ممکن نہ تھی۔ اِس کمال کے
الہٰی کی غرض سے حضرت حسنین علیہما السلام کو اپنے جد مکرم فخر آدم وعالم کے قائمقام
کیا گیا کہ یہ دونو حضرت کے فرزند دلبند تھے۔ بلکہ بوجہ اتحاد صورت وسیرت وقرب محبت
کے باہم یہ نوبت پہونچی تھی۔ کہ من فرق بینی وبین الی بغلی فقد جفانی اور بیٹے
کے کمالات باپ کے کمالات میں داخل ہوتے ہیں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔ چونکہ شہادت
دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک شہادت سِرّ اور دوسری شہادت علانیہ پہلا قسم شہادت کا
سبط اکبر امام حسن علیہ السلام سے مخصوص ہوا۔ کہ جعدہ نیت الاشعث حرم خاص نے
باغوائے یزید مردود انکو زہر دیا اور وہ چالیس روز اسہال کبدی میں مبتلا رہ کر
راہی عالم بقا ہوے۔ اس واقعہ کی نسبت کوئی وحی بھی نہیں ہوا۔ اور نہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے کوئی تذکرہ پایا گیا ہے۔ یہ وقوعہ نہایت مشتبہ اور مبہم طور پر ہوا۔
اور دوسرا قسم یعنے شہادت علانیہ سبط اصغر جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
سے مختص ہوا۔ کہ وہ دشت کربلا میں عاشورا کے دن سنہ ۶۱ ہجری میں شمر ذی الجوشن کے
ہاتھ سے رتبۂ شہادت کو فائز ہوے تاریخ[ف] من چہ گویم کربلا را واقعات آہ بیرون
آمدہ از اسم ذات ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اور انکے ساتھ انکے خویش واقارب
محب وفرزند نے رفاقت کی اور انکا سر نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں پھرایا گیا۔ پھر شمر
ملعون کے ساتھ دمشق میں یزید کے پاس بھیجا گیا۔ اور لاش میدان میں پڑی رہی۔
اور سب اہل عیال اسیر ماندہ قید کیئے گئے۔ اور انکی بے حرمتی اور بے ادبی میں کوئی دقیقہ
باقی نہ رہا۔ مخبر صادق اس واقعہ کے دن اور بہت سے آثار شہرت اور اعلان کے ظہور میں
آئے کہ آسمان سے خون برسا اور جنون کے نوحہ کرنے اور مرثیہ پڑھنے کی آواز آئی۔

[ف] اس تاریخ میں عدد تاریخ اسم ذات یعنے لفظ اللہ سے جو بحساب جمل ۶۶ عدد رکھتا ہے جب ۵ عدد جو لفظ آہ
کے ہیں جدا کیا جاوے باقی ۶۱ بچتے ہیں اور یہ تاریخ بلقب مذکور کا کے مطابق واقعہ ہے اگر سن سال شروع ہی کا
ہو تو سنہ مختلف ہے وہ نو میرا یہ مطابقت سے قائم نہیں۔

سے سنا ہی دیتی تھی۔ اَلَا یَا عَیْنُ فَابْتَہِلِیْ بِجُہْدٍ وَمَنْ یَبْکِیْ عَلَی الشُّہَدَاءِ
عَلٰی رَہْطٍ تَقُوْدُہُمُ الْمَنَایَا اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْکِ عَبْدٍ اور جس وقت امام حسین علیہ
السلام کا سر اٹھائے لئے جاتے تھے۔ یہ آواز غیب سے آتی تھی۔ اترجو اُمَّۃٌ قَتَلَتْ
حُسَیْنًا شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ۔ اس واقعہ دردخیز اور سانحہ عبرت
کی خبر قبل از وقوع وحی متواتر میں مفصل و مشرح آگئی تھی۔ چنانچہ منجملہ ان احادیث کے جو
ہیں مذکور ہیں یہ چند حدیث مختصر طرداً للباب اسموقع پر نقل کیجاتی ہیں۔ واخرج ابو
ام سلمۃ قالت کان الحسن والحسین یلعبان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال یا
ان امتک تقتل ابنک ھذا من بعدک فاومی الی الحسین واتاہ
فشمھا ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت ھذہ ا
دمًا فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتھا فی قارورۃ واخرج ابن عسا
بن عمر بن حسن قال کنا مع الحسین بنھر کربلاء فنظر الی
الجوشن فقال صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ صلی اللہ ع
وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی اہل بیتی وکان شمر
واخرج ابن السکن والبغوی فی الصحابۃ وابو نعیم من طریق
انس ابن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ابنی ھذا یقتل بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد ذالک منکم فلینصرہ
فخرج انس بن الحارث الی کربلاء فقتل بھا مع الحسین رحمۃ اللہ
خبری وسایتر آسمانی میں بھی [illegible] گئی ہے۔

[illegible]

[illegible] سام بھاسے گرا [illegible]
وبرتری خواری [illegible] دوستی کیان گرامی دخبت [illegible]